حصہ دوم
مولفہ و مترجمہ
سید اولاد حیدر بلگرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نصلے علیٰ رسولہ وآلہ الکریم

عرضداشت ضروری

امید چشم توجہ زاہل چشم مراست	کہ راست راست بیان میکنیم بے کم و کاست

حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین کے حالات اور واقعات کا لکھنا۔ یا جمع کرنا میرا کام نہین تھا۔ بلکہ حضرات علمائے کرام ادام اللہ بقائہم کا۔ اور اگر اُن حضرات مقدسین کی تخصیص اس سلسلہ مین ضروری خیال نہ کی جاوے اور اُسکو بھی تعمیم کا خلعت پہنا کر عام طور پر تحصیل سعادت کا باعث سمجھا جاوے۔ تاہم یہ امر اور یہ مبارک خدمت بزرگان قوم وملت مین اُن چیدہ اور برگزیدہ حضرات کی خوش قسمتی اور عالی ہمتی کا حصہ ہونا چاہتی تھی۔ جو اپنی اعلےٰ قابلیت اور یکتا استعداد و جامعیت کے اعتبار سے مشہور روزگار اور معروف دیار و امصار ہین جنکی نظرین غائر طبیعتین حاضر تحقیقات وسیع اور درجات رفیع ہین۔ نہ کہ مجھسا کور سواد اور کم استعداد جسکو نہ سواد علمی سے کوئی واسطہ اور نہ مقاصد تالیفی سے سروکار۔ وہ اپنی موجودہ بے بضاعتی اور کم استطاعتی کی حالتون مین کبھی اس امر دشوار گزار کے تحمل کے لئے شایان و سزاوار نہین تبلایا جاسکتا۔ مگر ایک مقدس بزرگ کے فرمانے اور ہمت بڑھانے نے جنکی متابعت اور مطابقت کو مین اپنی عین مفاخرت سمجھتا ہون۔ مجھکو ایسے امر اہم اور کار دشوار کے انجام دینے اور تمام کرنے پر بالاستقلال آمادہ و تیار کر دیا۔ وہ کیسی مبارک سلعت تھی اور مسعود روز جس روز اس مبارک خدمت کا آغاز ہوا اور کامل سولہ برس کے عرصہ مین اس سال حضرات ائمہ اثناعشر صلوات اللہ علیہم من رب الجن والبشر کے حالات و واقعات مین بارہ جداگانہ کتابین جنمین سے کسی کی ضخامت دو نسو اور پونے دو سو صفحون سے کم نہین ہے لکھکر مینے مرتب اور مکمل کر دین۔ فہو المقصود والحمد للہ المعبود جنمین سے پہلا نمبر کتاب سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین علیہ السلام ۔ال پیوستہ چھپکر بزرگان قوم وملت کی خدمات مین پیش ہوچکی ہے۔ اور اُسی کا یہ دوسرا حصہ اسوقت پیشکش ہے گر قبول افتد زہے عز و شرف ؛

اب یہ کتابین مضامین کی مجموعی حالتون کے اعتبار سے ضرورت زمانہ کی پوری کرنیوالی۔ قوم وملت کے لیے مفید ہین یا غیر مفید اسکا تصفیہ اور اسکی تنقیح میرا کام نہین ہے۔ بلکہ یہ بالغ نظران زمانہ اور قدر دانان قوم وملت کے خاص فرائض ہین مگر شاید اسقدر عرض کر دینا میری خودغرضی اور خود ستائی پر محمول نہین کیا جاسکتا کہ اس سلسلہ کے پہلے ہی نمبر سراج المبین حصہ اول کو شیعہ سلیات مین عام قبولیت کا ایسا خاص اعزاز اور امتیاز حاصل ہوا کہ مولف سے اُسکو انگریزی زبان مین ترجمہ کرنیکی خاص طور پر اجازت طلب کیگئی ؛ ایسی کامل قدر دانی اور کافی قبولیت سے یہ اعتبار کرنا سہل ہوگا کہ اسکے مضامین اور مقاصد و مطالب تالیفی۔ ضرورت زمانہ اور

مذاق حالیہ اور روش موجودہ کے بالکل مطابق واقع ہوئے تھے جسکی وجہ سے۔ اس کتاب کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے حالات مین اور دوسری کتابون پر جو اس سے سالہا سال پیشتر سے تمام ممالک مین شائع اور ذائع تھین ترجیح اور عام قبولیت کا شرف بخشا گیا۔

اب یہ دریافت کرنا ضروری ہو کہ آخر اسمین وہ کونسی خصوصیت ہو جو اور دوسری کتابون مین نہونیکی وجہ سے اسکی عام شہرت اور قبولیت کا باعث ہوئی۔ اسکے ثبوت مین میری موجودہ کتاب سراج المبین حصۂ دوم۔ کافی ہو جسمین جناب امیر المؤمنین عم کی سیاست تعلیم و ہدایت اور اخلاقی محاسن۔ پوری تفصیل اور تصریح سے لکھے گئے ہین۔ اور انکے متعلق آپکے حالات و واقعات کا پوشیدہ اور سربستہ خزانہ آئینہ کی طرح منظر عام مین لاکر رکھدیا گیا ہو جسمین اُس مدبر الٰہی اور حکیم ربانی اور فرمانروائے لاثانی کی بے نظیر اور بے عدیل لیاقتون کے اعلےٰ اور یکتا جوہر نہایت آسانی سے دکھلائی دیتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ یہ جوہر ایک مدت سے کتابون کے خزانہ مین پوشیدہ تھے۔ اور نا توجہی زمانہ کی وجہ سے فضائل و مناقب کے مقابل نقل و تحریر کے مقابل نہین سمجھے جاتے تھے جنکی نارسائی اسلامی ملک مین۔ سیاست مرتضوی کے متعلق۔ نئے نئے اقسام کی غلط فہمی شکوک اور شبہہ پیدا کر رہی تھی۔ انکو حرفی اور نقاری کے اصلی مانند وقت سے نکالکر منظر عام مین لانا نہایت ضروری اور لازمی تھا۔ اور اسی کے ساتھ انکی معقول ترتیب اور مناسب ترکیب بھی موجودہ طرز تالیف کے مطابق۔ مؤلف کا خاص فرض تھا۔ الحمد للہ فالحمد للہ کہ ان تمام حدود اور قیود کے ساتھ سراج المبین فی تاریخ امیر المؤمنین علیہ السلام حصۂ دوم کی تالیف کو انجام اور تمام کرکے یہ حصہ بھی قوم و ملت کے سرمایۂ ناز اور باعث اعزاز بزرگون کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اسکے تمام مضامین اور ضروری مقامات پر توجہ اور غور کی نظر فرمائینگے۔ اور اسکے۔ ضرورت زمانہ سے مطابق ہونے۔ یا مفید و غیر مفید ہونے کا آپ تصفیہ کر لینگے ؛

مگر با اینہمہ۔ اتنا عرض کردینا بھی میرے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے نظام سیاست احکام تعلیم و ہدایت اور اخلاقی محاسن کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہو اُسکو آپکے اُن محامد و اوصاف کا خاتمہ یا تکملہ نہین سمجھنا چاہیے۔ ابھی اس بحر ذخار اور دریائے ناپیدا کنار کے مبارک بطن مین ایسے ایسے بیشمار در ہائے شہوار اور لئالی آبدار بھرے پڑے ہین جن تک نہ میری کوتاہ دستی کی رسائی ہوسکتی تھی اور نہ میری موجودہ کم بینی اور بے بصیرتی اُنکی معرفت اور جوہر شناسی کا کمال پیدا کر سکتی تھی۔ مین نے اسکے متعلق جو خدمات اسوقت تک انجام دئے وہ اتنے ہی خیال کئے جائینگے کہ ایک ہموار سطح پر ایک عالیشان عمارت کی بنیادی خطوط ڈالدئے گئے ہین۔ میرے بعد مجھسے قابل۔ ذی لیاقت اور عالی حوصلہ حضرات اپنی اپنی ذی استعدادی اور کمال علمی کے اظہار کی غرض سے ان خطوط پر۔ عمدہ اور خوشنما عمارتین۔ اپنی تحقیقات۔ فکر و تدبیر اور تجویز سے وقتاً فوقتاً مرتب اور تیار فرماتے رہینگے۔ جو تمام قوم و ملت کی منفعت اور عام ممنونیت کا باعث ہوگا ؛

کوآتھ ضلع آرہ

۱۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری

المؤلف حقر

سید اولاد حیدر بلگرامی

عفاہ اللہ الحامی

اللہ اکبر

سراج المبین فی تاریخ امیر المومنین ع

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ الطاہرین ٭

ہم نے اس کتاب کے پہلے حصہ مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی مقدس سیرت کے متعلق تمام و کمال حالات روز ولادت سے لیکر یوم وفات تک لکھدیئے ہین۔ مگر با این ہمہ۔ ہمکو اور ہمارے ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری یہ مختصر تالیف ایسے معمولی شخص کی لائف نہین ہے۔ جسکے واقعات اور حالات لکھکر فوراً یہ تصفیہ کردیا جائے کہ اُسکے تمام و کمال حالات یہی ہین۔ اور اتنے ہی ہین جو لکھے گئے ٭

حقیقت امر تو یہ ہے کہ اتنی طول و طویل تشریح کے ساتھ لکھکر بھی ہم اس مقدس اور متبرک سیرت کے متعلق کچھ اعتقاداً نہین بلکہ یقیناً اسکی پوری تکمیل کا دعوے نہین کرسکتے ؎

ہفتاد و دو سال صرف کردم آخر — معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد

اس جامع الصفات بزرگ کے صرف اُن خطبات کی تشریح جو چار سالہ خلافت کے قلیل عرصہ مین ارشاد فرمائے گئے تھے۔ فاضل معتزلی کے ایسے قابل شخص نے بیس کامل جلدون مین کی ہے تو اُسکے ذاتی حالات اور واقعات کی پوری تشریح اور کامل تفصیل کے لیئے کتنی جلدین کافی ہونگی ٭

ہم اپنے موجودہ تمہیدی مضامین کو زیادہ طول نہین دینگے۔ اور ناظرین کتاب کو فوراً بتلادینگے کہ ہم اس

کتاب کے موجودہ حصہ مین۔ کیا بیان کرینگے۔ وہ حالات اور واقعات۔ جو زمانۂ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے لیکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے روز وفات تک۔ آپ کی سیرت سے متعلق تھے۔ پہلے حصہ مین بیان کر چکے ہین۔ اب ہم آپ کی چار سالہ حکومت کے تمام جزوی اور کلی واقعات اور حالات اپنے سلسلہ بیان مین مندرج کرتے ہین۔ اور اسیکے ضمن مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے نظام حکومت۔ احکام سیاست اور آئین جہانداری کو پوری تفصیل کے ساتھ درج کرتے ہین جو کافی طور سے۔ تمدن و سیاست ملکی کے متعلق۔ خلافت مرتضوی کی تمام خوبیون کو آئینہ کی طرح ظاہر کر دینگے ؛

چونکہ ہمارے اس حصہ کے اغراض تالیف خاصکر آپکے نظام ملکی ہی سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ہم نے اسکے ہر ہر صیغہ کو اُسکی پوری ماہیت اور کیفیت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اور جدا جدا لکھا ہے اور ان امور کو پوری تفصیل کیساتھ بیان کرکے ہم نے کافی شہادتون کے معتبر اور مستند ذریعون سے یہ امر اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی چار سالہ حکومت اُن **آسمانی سلطنتون** کی پوری پوری نمونہ تھی جن کی بشارت تمام آسمانی کتابون مین نہایت کثرت اور خصوصیت کے ساتھ درج ہے زمانہ کے ناشعور اور نابینا طبیعت دارون نے نہ آپسے پہلے اسکی متابعت اور پیروی پر اتفاق کیا تھا اور اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ نہ خاص آپکے زمانہ مین ؛

نظام حکومت کے بعد ہم نے آپکے احکام ہدایت۔ تعلیم و ارشاد کے حالات تحریر کیے ہین۔ اسکے ضمن مین ہم نے آپکے وہ ارشاد و خطبات درج کیے ہین اور وہ اقوال عدیم المثال ضبط تحریر مین لائے ہین جنکے حرف حرف اور لفظ لفظ سے آپکی حکمت۔ علمیت اور جامعیت کے پورے ثبوت ہوتے ہین۔ اور اسکے علاوہ یہ امر بھی تحقیق ہوجاتا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنی خلافت کے ایام کو باوجود قلت وقتی اور خوفناک پُرآشوبی کے بھی صرف نظام ملکی کی تدبیرون مین صرف کیا ہے۔ بلکہ اس ضیق النفسی کی حالتون مین بھی آپنے عام طور سے تمام اہل اسلام کو جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کیطرف متوجہ فرمایا ہے اور اُنکو کافی تعلیم دینے کی پوری کوشش کی ہے ؛

احکام کے بعد ہم نے آپکے محاسن اخلاق۔ طرز معاشرت اور محامد عادات کو پوری تفصیل سے لکھا ہے اور تاریخ کے معتبر اور مستند مشاہدے اُنکے پورے ثبوت بہم پہنچائے ہین ؛

ہماری موجودہ جلد کی اجمالی فہرست یہی ہے جس کو ہم نے اپنے اصل مدعا سے پہلے بیان کر دیا۔ اب ہم تمہیدی مضامین کو ختم کرکے۔ کتاب کے اصل مدعا کی طرف توجہ کرتے ہین ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خاص خلافت کا زمانہ۔ آپ کے ملکی اور مالی انتظام۔ فوج اور لشکر کے متعلق احکام۔ خراج اور صدقات اور دیگر پولٹیکل تعلقات کے مفصل بیانات

عرب مین قدیم سے دستور حکومت کیا تھا

عرب مین قدیم سے دستور حکومت کیا تھا؟ قبل اِسکے کہ ہم خلافتِ مرتضوئ کے حالات بیان کرین ہمارے لیئے ضرور ہے کہ ہم اپنے سلسلۂ بیان مین پہلے یہ امر دکھلا دین کہ جزیرہ نمائے عرب مین قدیم سے سلطنت کرنے کا کیا دستور اور کیا طریقہ قائم تھا۔

اسمین شک نہین کہ اسلام کے پہلے عرب مین شخصی سلطنت کا رواج تھا۔ اور یہ اختیار اسقدر رواج پا گیا تھا کہ اس کا اثر ملک کے ہر قوم اور قبیلے پر پورے طور سے پڑ چکا تھا۔ اور ہر شخص واحد اپنے قبیلہ اور اپنی قوم پر پوری قوت رکھتا تھا اور اُسکا حکمران کہلاتا تھا۔ عرب مین عموماً شخصی قوت و اقتدار تسلیم کیے جاتے تھے۔ اور ہر شخص اسیکا مطیع و منقاد تھا۔

عرب مین جمہوری انتظام

عرب مین جمہوری انتظام: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ حیات تک شخصی اقتدار قائم تھے۔ مگر آپ کے بعد خلافت کے جدید مدبّرون نے نظام ملکی کی صورت بدل ڈالی۔ خلافت اولیٰ کے انعقاد کے وقت جمہور یا اجماع جو کچھ ہو۔ اُسکی تھوڑی بہت ہیئت ضرور قائم ہوئی۔ مگر ڈھائی برسون کے بعد ہی خود خلیفہ اول نے اپنا قائم مقام تجویز کرنیکے مسئلہ مین۔ اجماع کے قیود کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے شخصی اختیار سے حضرت عمرؓ کو اپنا قائم مقام تجویز فرمایا۔ خلافت ثانیہ کے زمانہ مین اس اجماع عامہ کا انحصار چھ مخصوص شخصون کے انحصار پر محدود کر دیا گیا۔ خلافت ثالثہ مین خلیفہ عصر نے اسکی طرف توجہ نہین کی۔ یا اُنکو اسکی مہلت ہی نہ ملی۔ اُن کے زمانہ سلطنت مین مروان الحکم کے شخصی اختیارات نے جمہور کی آزادی کو چھین لیا۔ اُنکے خودغرض نظام ملکی نے شخصی اور جمہوری دونون صورتون کو بگاڑ کر طائف الملوکی کی نازیبا بنیاد۔ حدود خلافت مین قائم کر دی۔

سلطنت علیؑ کے وقت ملک کا حال۔

سلطنت علیؑ کے وقت ملک کا حال: بدامنی اور پرآشوبی کی خاص حالتون مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو خلافت ملی۔ آپ کی تخت نشینی عین اُسوقت واقع ہوئی جب ممالکِ اسلامی مین عموماً غدر مچا ہوا تھا۔ دارالخلافت تو کئی مہینون پہلے سے باغیون کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ یہ غدر ایسا نہین تھا کہ آپ کی تخت نشینی کی وجہ سے واقع ہوا ہو۔ بلکہ یہ غدر وہی غدر تھا جو پانچ برس پہلے سے تمام ممالک محروسہ مین عالمگیر ہو رہا تھا۔

اِس غدر کے لیئے امیرالمومنینؑ جوابدہ نہین ہو سکتے: خلافت ثالثہ مین مروان کے ہاتھون نظام ملکی کی

کیفیت بالکل دگرگون ہوگئی تھی۔ اُن کی وزارت کے اخیر زمانہ مین تو ملک کے ہر ہر گوشہ سے عموماً غدر اور فتنہ و فساد کی صدائین آنے لگی تھین۔ چارون طرف سے فتنہ و فساد کے سر بفلک طوفان اُٹھ رہے تھے۔ خلافت کے تمام امور ضعیف ہو چکے تھے۔ یہ تمام امور مروان کی خود غرضی۔ کج فہمی اور ناعاقبت اندیشی کر رہی تھی۔ عین اسی حالت مین خلافت مرتضوی کا انعقاد ہوا۔ یہ تمامی امور ایسے کے ایسے ہی تھے۔ ایسا نہین ہوا کہ خلافت رابعہ کے قائم ہونے کے وقت۔ ان امور مین کوئی اصلاح قائم ہو چکی ہو۔ پھر بار دیگر آپ کے زمانہ سے ان ہنگامون کی شورش شروع ہوئی ہے۔

ہماری کتاب کے ناظرین سمجھ چکے ہین کہ ان سے پہلے دو خلافتون کے وقت۔ خلیفہ کے انتخاب یا انعقاد کے موقعون پر۔ تمام اسلامی دنیا مین امن قائم تھا۔ کہین سے بھی بغاوت اور سرکشی کی آواز نہین آتی تھی۔ مگر جب حضرت علیؑ خلیفہ بنائے گئے۔ اور ظاہری طور پر آپ کی خلافت تسلیم کی گئی تو تمام ملک مین بغاوت۔ سرکشی اور پر آشوبی کی بلا پھیلی ہوئی تھی۔ اور قیامت مین قیامت یہ تھی کہ اس وقت ہر شخص اپنے آپ کو ممالک اسلامی کا خلیفہ سمجھ رہا تھا۔ اور اور اپنے استحقاق دکھلا رہا تھا۔ اور اسکی تاک مین لگا تھا۔ غرض ایک خلافت تھی اور متعدد خواستگار۔ طلحہؓ اگر کوفہ کے خواہان تھے تو زبیرؓ بصرہ کے۔ عبد اللہ ابن ابی سرح کو اگر مصر کی تلاش تھی تو معاویہ ابن ابو سفیان کو ملک شام کی فکر۔

اگر اس زمانہ کی پر آشوب حالتون پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ جناب امیر علیہ السلام کی کل چار سالہ خلافت کا زمانہ صرف اس فتنہ اور اس فساد کے فرو کرنیکے لیئے بھی کافی نہین تھا۔ دوسرے ملکی امور کی طرف توجہ کیجاتی تو کیسے ⁂

جناب امیر علیہ السلام نے خلافت کیسے قبول کی ؟

یہ تو معلوم ہے کہ اسی غدر اور فساد کے ہاتھون خلیفہ ثالث کی وفات واقع ہوئی۔ انکے مرنیسے تین روز بعد جب خلافت کا مسئلہ پھر تازہ کیا گیا تو مشورے ہوئے اور اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ اس وقت جمعیت اسلام مین۔ جناب علی مرتضی علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہین ہے جو امر خلافت کے قابل سمجھا جائے۔ اسکے بعد تمام۔ اہل شورائے آپکے پاس جمع ہوگئے۔ اور قبول خلافت کیلئے آپسے استدعا کی۔ ان مین اور امیر المومنین مین جو گفتگو پیش آئی۔ انکا اصرار اور آپکا انکار۔ غرض جو کچھ واقع ہوا۔ اُسکو ہم نہایت تفصیل کے ساتھ پہلی جلد مین لکھ چکے ہین۔ اتنا سمجھ لینے کے لیئے کافی ہے کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام نے اُس وقت تک امر خلافت کو قبول نہین فرمایا۔ جبتک عمائد اور اکابر اسلام۔ خصوصاً وہ حضرات جو اس منصب کے مستحق ہونیکا خیال رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت مین شریک نہ ہو لیئے ⁂

اس امر کے طے ہو جانیکے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے زمانہ کی موجودہ رفتار پر غور کی نظر ڈالکر۔ تمام حاضرین کے سامنے صاف صاف لفظون مین کہدیا۔ کہ دیکھو۔ مین تمہارا حاکم تو بن گیا۔ مگر اُسیوقت تک۔ جبتک تم میرے محکوم ہوگے۔ اور میرا حکم مانوگے۔ یہ ضرور نہین ہے کہ مین تمہارا حکم مانون۔ مگر ہان مین تمہارے ساتھ سوائے منفعت اور اصلاح کے کوئی مضرت یا برائی نہین کرنے والا۔ جبتک تم میری اطاعت مین سرگرم اور مستعد ہوگے۔ مین تمہارا

حاکم بھی رہون گا اور اسیر بھی۔ لیکن جسوقت تم مجھسے اختلاف اختیار کروگے اور میری اطاعت سے نکلجاؤگے تو مین تم سے بھی دست بردار ہوجاؤن گا[۱]۔

خلافت علیؑ مین مخالفون کی شورشین:۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو خلافت ملتے ہی عراق اور شام کی مخالفتون نے یکے بادیگرے گھیر لیا۔ اور ہفتہ دو ہفتہ کے بعد ہی سے عراق کی بغاوت کے دروازے کھل گئے۔ ہم ان بغاوتون پر کوئی تفصیلی رائے زنی نہین کرینگے۔ صرف اپنے سلسلہ بیان کے قائم رکھنے کی ضرورت سے عراق اور شام کی موجودہ بغاوتون کی اجمالی کیفیت نہایت اختصار سے درج کرینگے۔

بہرحال۔ امارت کوفہ و بصرہ نہ ملنے کی وجہ سے حضرات طلحہ و زبیر مدینہ سے اُٹھکر مکہ پہونچے۔ ان کا مکہ پہونچنا تھا کہ کوفہ بصرہ اور یمن مین سازشین شروع ہوگئین۔ عبداللہ بن عامر۔ طلحہ ابن عبداللہ۔ زبیر ابن العوام۔ حضرت عائشہ رضہ۔ عبداللہ مخزومی۔ سعید ابن العاص۔ مغیرہ ابن شعبہ۔ اور مروان الحکم۔ یہ سب کے سب ایک بار خود مختار ہوگئے۔ یہ معلوم ہوا کہ شاید ان کا تخت خلافت پر بیٹھنا۔ ان لوگون کو ایسا ناگوار گزرا کہ وہ انکو ایک ساعت بھی ٹھنڈی آنکھون سے دیکھنا گوارا نہ کرسکے۔

جنگ جمل سے امیرالمومنین کی کیا غرض تھی۔

ان لوگون نے ایک مہینہ مین تیرہ ہزار کی جمعیت تیار کرلی۔ اور بصرہ پہونچتے پہونچتے انکی جماعت تیس ہزار کے قریب پہونچگئی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے۔ یہ خبر پاکر خموش رہجانا۔ اپنی مدبرانہ بیدار مغزی سے خلاف سمجھا۔ اور چھ سو آدمیون کی جماعت کے ساتھ عراق کا رُخ کیا۔ واقعات کافی طور سے بتلا رہے ہین کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کا قصد ان خانہ جنگیون سے یہ نہین تھا کہ مسلمان مارے جائین۔ اور آپسمین کشت و خون کا دریا موجزن ہو۔ آپ کی غرض صرف انکی فہمایش تھی۔ وہ نہ مانے اور مقابلہ کی نوبت آہی گئی۔ تو آپکے لیئے انکی مدافعت ضروری ہوگئی۔ ان مجبوریون نے حریف کا جواب دلوایا۔ ورنہ امیرالمؤمنینؑ کی نیت کبھی نہین تھی کہ آپس مین دست بقبضہ ہونے کی نوبت آئے۔

جنگ جمل مین خونریزی سے آپکی انتہائی احتیاط۔

اب یہ بھی دیکھ لینا ضروری ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے کس حالت مین اُنپر ہاتھ اُٹھایا جب آنکے مُنہ پر تلوارین کھینچی گئین۔ تو انکے معاملات کہان تک پہونچ چکے تھے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے جیسا کہ تاریخی واقعات سے بکمال وضاحت ثابت ہورہا ہے پہلے خود خط لکھ لکھ کر اُن کو سمجھانا اور اُنکو راہ راست پر لانا چاہا جو مفید کارگر نہوا۔ پھر اپنے معتمدین کو سفارت کے طور پر بھیجا۔ کچھ شنوائی نہوئی۔ ان کے بعد بیوسطہ [illegible] سفیر کاری [illegible] جیسے قعقاع وغیرہ۔ فیمابین مصالحت کرہونے پر مستعد ہوئے۔ مگر بیکار اور ناکامیاب رہے۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل عراق کی طرف سے امیرالمؤمنینؑ کی جمعیت پر حملہ ہوہی گیا۔ اب آپنے سمجھ لیا کہ یہ امر ہاتھ سے باہر ہوگیا

---

[۱] ابوالفدا، طبری جلد چہارم ۱۲

اور انہین ہماری آیندہ خاموشی اور سکوت ہمارے رفقا کی غریب جانون کے ضائع ہونے کے اصلی باعث
قائم ہون گے بصرے مین فساد ہو چکے۔ حکیم۔ اسکے بیٹے اور بھائی کے قتل عام ہو چکے۔ تمام قبیلہ خزاعی تباہ
و برباد کر ڈالا گیا۔ دار الخلافت اور بیت المال بصرہ کا لُٹ چکا۔ عثمان ابن حنیف انصاری موجودہ عامل بصرہ
کی دُرگت بن چکی۔ مگر ابھی تک امیر المومنین ؑ خموش بیٹھے رہے۔ عین مقابلہ کے وقت بھی۔ جب مسلم ابن عبد اللہ
بدیل ابن ورقہ خزاعی اور اُنکے بھائیون کا خون ہو چکا۔ تب امیر المومنین علیہ السلام نے ان کی مدافعت مین دست
بہ قبضہ ہونے کا حکم دیا ؎

شام کی بغاوت ۔ یہ تو جمل کے واقعات تھے۔ صفین کے حالات یہ ہین۔ امیر المومنین ؑ نے اہل شام کی
موعظت اور ہدایت کی کوششون مین بھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ خط پر خط لکھے اور وفد پر وفد بھیجین۔ مگر
سب بیکار اور بے سود۔ اہل کمیشن یا وفد والون کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ یہ لوگ نہایت ذلت اور حقارت کیساتھ
دربار شام سے نکلوا دیے گئے۔ دریاے فرات پر قبضہ کرنیکے لیئے فیما بین جو کچھ واقع ہوا اُس سے بھی اہل شام کی
کم ظرفی۔ بیدردی اور کج خلقی کے پورے ثبوت ہوتے ہین۔ جب ان امور کی حالت بھی دست اختیار سے باہر
ہوتے دیکھ لی تو امیر المومنین علیہ السلام نے ان کے مقابلے کا قصد فرمایا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے

اہل شام کی بیدردیان

ان مخالفتون کا سلسلہ آپ کی شروع سلطنت سے قائم ہوا۔ اور آخر سلطنت تک برابر قائم رہا۔
معاملات تحکیم کے بعد بھی ۳۹ھ سے ۴۰ھ تک معاویہ کی تحریک سے عراق۔ حجاز مین۔ غرض چارون طرف ملک مین
مختلف لوگون کے ذریعہ سے تاخت ہوتی رہی۔ مگر جیسا کہ ہم اسکی پہلی جلد مین لکھ چکے ہین۔ امیر المومنین علیہ السلام نے
ان تمام شورشون کا نہایت استقلال اور پاداری سے جواب دیدیا۔ اور ان مین سے کسی ایک مین اپنے مخالف کو کامیابی
کا موقع نہ ملنے دیا ؎

بلکہ مخالفین کی امید کے خلاف ان تمام فسادات کا معقول انتظام فرمایا۔ اور ہر مقام کی پوری خبر لی۔
اور کبھی ان لٹیرون اور باغیون کو کسی علاقہ پر متصرف نہونے دیا۔ جہان وہ پہونچے۔ انکی وہین خبر لیلی گئی۔ اور پھر
ایسی کہ آیندہ وہان ٹھیرنا کیسا دم لینا دشوار ہو گیا۔ حقیقت مین یہ جناب امیر ؑ کا استقلال تھا۔ اور آپ ہی کا کام
کہ مخالفین کا انسداد بھی فرمایا اور ملک کو آباد رکھا۔ نہ رعایا کو ایذا ہوئی نہ پریشانی ؎

امیر المومنین کا استقلال

امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کی اجمالی صورت یہی تھی جو بیان کی گئی۔ اور تخت خلافت پر
بیٹھتے ہی روز اول سے لیکر آخر دن تک۔ آپ کو جن جن مصیبتون اور دشواریون سے۔ برابر سامنا ہوتا گیا۔ وہ
یہی تھین۔ جنکا خلاصہ نہایت اختصار کے ساتھ اوپر درج کیا گیا۔ جن کا آپکے نظام ملکی سے پہلے لکھدینا ہمارے
لیئے۔ اسوجہ سے ضروری تھا کہ ان مضامین اور حالات کو پڑھکر ہر شخص باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ امیر المومنین عملی

علیہ السلام کس حالت مین ممالک اسلامی کے خلیفہ تسلیم کیے گئے اُسوقت ملک کی عموماً اندرونی کیفیت کیا تھی۔ اور ملکی رعایا مین اپنے فرمانروا کی متابعت اور فرمان برداری کے کتنے مادّے موجود تھے *

ایسے انتشار اور افکار مین ہمہ دم گرفتار رہنے والے کو ان مخالفتون کی اصلاح کے بعد اتنی فرصت کہان تھی۔ جو ملک کے زوائد انتظامات کی طرف متوجہ ہوتا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو ان امور کے قائم کرنے کا تو کجا اُنکی نسبت غور کرنے کا بھی موقع نہین ملا *

حضرت عمرؓ کی خلافت کا مقابلہ :۔ ایسی حالت مین خلافت علیؑ پر پولیٹیکل نظر ڈالنے والے اگر اُسمین بھی وہی امور ڈھونڈھین جو حضرت عمرؓ کی خلافت مین واقع ہوئے۔ تو کہان سے ملین گے۔ اس تلاش سے پہلے اگر وہ تاریخی مضامین سے کوئی دلچسپی رکھتے ہین تو اُنکو لازم ہے کہ پہلے دونون خلافتون کے تمام حالات مین مساوات قائم ہونا ثابت کرلین۔ جب دونون خلافتون کے جزوی اور کلی۔ اندرونی اور بیرونی حالات کی مساوات ثابت کرلینگے تو اُن کا یہ تجسّس اور تفحّص ضرور جائز ہوسکتا ہے۔ اور جب حالتین ایک دوسری سے برعکس مخالف اور دگرگون ثابت ہوتی ہین تو ایک کی حالت کو دوسرے کی حالت سے خواہ مخواہ مساوی کہنا۔ اور ایک ہی انداز دونون مین تلاش کرنا۔ شعار عقل اور قرین انصاف نہین کہا جا سکتا *

خلافت ثانیہ اور خلافت رابعہ کا موازنہ۔

ہم نے دونون خلافتون کے احوال پر جہان تک غور اور تلاش کی نظر ڈالی ہے۔ ہم کو پورے طور سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی ملکی توسیعات اور فتوحاتی اضافات۔ اُن کے تدبّر اور سیاستون کو اعلیٰ پیمانون پر ظاہر کرتی ہین۔ مگر اُنکے ملکی اضافات کے مقابلہ مین جناب علی علیہ السلام کے استقلال اور اثبات اور چارون طرف سے غدر اور پرآشوبی کی ایسی حالتون مین آپ کی استقامت اور پاواری اور ملکی رعایا کی حفاظت اور نگہداری۔ مدبران زمانہ کی نگاہون مین اُن ملکی اضافات اور فتوحاتی توسیعات سے وقعت اور قدر مین کسی طرح کم نہین سمجھی جاسکتی *

امیر المؤمنینؑ کا بے نظیر استقلال۔

خلافت علیؑ مین سب سے بڑی اور ضروری بات جو عموماً غور کرنیکے قابل ہے وہ یہ ہے کہ جس زمانہ مین خلافت کے انتظام حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو سپرد کیے گئے تھے۔ وہ۔ فساد۔ فتنہ۔ سرکشی اور غدر سے بھرا ہوا تھا ایسی حالت مین اس خلافت سے اضافات یا توسیعات کی امید رکھنا تو سراسر جہالت اور خلاف عدالت ہے شاید کوئی مدبر ملکی کبھی سوتے جاگتے بھی ایسی امید دن کا خیال نہین کرتا ہوگا۔ اور حقیقت مین یہ اضافات و توسیعات اِسوقت خلافت مرتضوی کے منصبی خدمات بھی نہین بتلائے جاسکتے اور نہ کوئی صاحب تدبیر آپ کی خلافت کو اِن امور کی تعمیل پر مجبور کہہ سکتا ہے۔ اِس خلافت کے جو فرائض و خدمات۔ ضرورت ملکی اور تحفظ رعایا کے اعتبار سے ضروری اور لازمی تھے وہ نہایت استقلال اور بیدار مغزی سے تمام و کمال

ادا کیئے گئے +

ایسی عام پر آشوبی اور فتنہ و فساد کے زمانے مین فتوحاتی اضافات کے خدمات۔ خلافت مرتضوی کے فرائض نہین تھے۔ اُسکے لیئے جو خدمات ملک اور رعایا کے منافع اور فوائد کے لیئے ضروری اور مفید تھے۔ وہ عام شورشون کا کامل استیصال ستمرو باغیون خود سرکشون کے مخالفانہ اور باغیانہ حملات کی مدافعت۔ اور حتی الامکان ملک اور رعایا کے تحفظ اور اطمینان کے سوا اور کچھ نہین تھے۔ جسکو اس خلافت نے اپنے عدیم المثال استقلال سے تعمیل کی تکمیل تک ایسا پہونچایا کہ آج اسکی مثال دنیا کے کارنامون مین بہت کم پائی جاتی ہی +

خلافت مرتضوئی کے فرائض۔

اب خلافت مرتضوئ کے پر آشوب زمانہ کو حضرت عمر کے مطمئن اور خاموش ایام حکومت سے مقابل کیا جائے تو معلوم ہوجائیگا کہ جو فتنین۔ مصیبتین اور مشکلین حضرت علیؑ کو اپنے ہی ملک مین اپنی ہی رعایا سے۔ دن رات پیش تھین۔ اُن مین سے ایک بھی حضرت عمر کے پیش نظر نہین تھی۔ حضرت علیؑ کے زمانہ مین تمام غدر تھا اور فساد حضرت عمر کے وقت مین تمام امن تھا اور اطمینان۔ اُن کے زمانہ مین عمائد سے لیکر عوام تک تمام رعایا کا طبقہ خلافت کا مطیع تھا اور جان نثار۔ اِنکے وقت مین رعایا مین قوم کی قوم۔ قبیلہ کا قبیلہ۔ بلکہ ان کا ہر ہر بچہ باغی تھا اور سرکش۔ آمادہ پیکار۔ اور خلافت سے مقابلہ پر تیار۔ خلیفہ ثانی کے عہد مین عمائد اور تمام اکابر۔ اپنے آپ کو خلافت کا خیر خواہ اور جان نثار رعایا سمجھتے تھے۔ خلیفہ چہارم کے وقت مین تمام مہاجرین و انصار جو ارکین اور خلافت کے بازو یمین تھے۔ خلافت کی اطاعت اور اُسکے تمام حقوق سے دست بردار ہوکر خود مختار ہو رہے تھے۔ اور اس دست برداری اور خود مختاری ہی پر موقوف نہین تھا بلکہ وہ اپنے آپ کو امر خلافت کیلئے پورے طور سے مستحق اور سزاوار سمجھکر اُسکے کھُلے کھُلے امیدوار تھے۔ خلافت ثانیہ مین رعایا خلیفہ کے انتہاے متابعت کے اظہار کے لیئے اُسکے حکم کی منتظر رہتی تھی۔ خلافت رابعہ مین حکم کا انتظار کیسا۔ اور اُسکے فرمان کی تعمیل اور اپنی متابعت کے اظہار کہان۔ جو تھا وہ خود خلیفہ کی جان لینے کی گھات مین تھا۔ اور خلافت کی تاک مین +

حضرت عمر کے زمانہ کا اطمینان اور حضرت علیؑ کے زمانہ کا انتشار

ان معاملات کو پڑھکر اور دریافت کرکے ہر شخص دونون خلافتون کی ضروریات اور اُنکے منصبی خدمات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ مگر ہم اسکے ساتھ ہی اتنا ضروری بیان کرنیکے لیئے کبھی ملزم نہین ہوسکتے۔ کہ حضرت عمر کی فتوحاتی توسیعات سے حضرت علی علیہ السلام کی استقلال اور مردانہ پاداری۔ آپ کی رعایا کی حفاظت اور نگہداری۔ اور تمام خلافت خود اختیاری کی کوششین۔ دشوار تر۔ زیادہ گرانقدر اور زیادہ قابل۔ اور وقعت کے لائق ہین +

جن لوگون کے دست اختیار مین ملکی کاروبار رہتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ ملکی معاملات کی پیچیدگیون مین کسی بیرونی اُلجھاوے کا تصفیہ ایسا دشوار نہین ہوتا جیسے اندرونی مخالفات اور خانگی معاملات کا۔ باہر کا وار پردہ کی چوٹ سے کہین آسان ہوتا ہے اور سامنے کا نشانہ۔ پہلو کے وار سے کہین سہل سمجھا جاتا ہی۔ اسی وجہ سے جمل و

بیرونی فتوحات سے اندرونی مدافعت خلافت مرتضوی ؑکے لیئے نہایت ضروری تھے۔

صفین یا اسکے الیسی دوسری تمام شورشوں کی مدافعت مین جو حقیقتاً پردہ کی چوٹین اور پہلو کے وار تھے جو کوششین جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوئین وہ حضرت عمرؓ کی فرستادہ فوج کی اُن جانفشانیون سے عزت اور وقعت مین ضرور بڑھی ہوئی تھین۔ جنکو اُنھون نے عراق۔ فارس۔ اور روم کے مختلف معرکون مین دکھلایا تھا۔

جس طرح زمانہ بدلتا رہتا ہے اسیطرح اسکی ضرورتین بھی متغیر ہوتی رہتی ہین۔ ہمکو ہمارا روزانہ تجربہ صاف صاف بتلا رہا ہے کہ جس شئے کی ضرورت ہمکو کل درپیش تھی۔ آج اُسکی جگہ ہمکو ایک نئی چیز کی ایسی حاجت محسوس ہوئی ہے جسکے ضروری ہونے کا کل تک ہمکو ذرا خیال بھی نہ تھا۔ انہین روزانہ تغیر و تبدل سے ہم بڑے بڑے ملکی تغیرات اور انکے ضروریات بھی معلوم کر سکتے ہین۔ ہمکو سمجھ لینا چاہئیے کہ جب ہمارے ایسے چھوٹے چھوٹے کامون مین اور تھوڑی تھوڑی ضرورتون مین روزانہ تغیر ہوتا رہتا ہے تو بڑی بڑی سلطنتون اور عظیم الشان مملکتون مین روزانہ کتنے کتنے اور کیسے کیسے تغیر ہوتے رہتے ہونگے۔

خلافت مرتضویؑ کے تغیر و تبدل اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتے تھے کہ ملک کی اندرونی مخالفات کی شورشون اور خانگی مناقشات کی پرجوشیون سے بیخبر اور بے پروا ہوکر بیرونی معاملات کی طرف توجہ کیجاوے ان امور کی سعی اُس وقت مین بالکل بیکار تھی۔ اس سے ملک کو ہرگز فائدہ نہین اُٹھ سکتا تھا۔ بلکہ اور سخت نقصان پہونچنے کا پورا یقین تھا۔ کیونکہ اگر یہی فوجین جو ملکی بغاوتون اور شورشون کی روک تھام کر رہی تھین اور مختلف مقامات پر فتنہ و فساد کو رفع کرکے امن و امان قائم کر رہی تھین۔ فتوحات ملکی کی غرض سے دُور دُور ملکون مین بھیجدی جائین تو اُن مقامات کے فتح کرنیسے پہلے اپنا ہی ملک ہاتھ سے جاتا رہتا اور اپنے پہلو کے دشمن اور گھر کے باغی اور رہزن جو پہلے سے اسی تاک مین تھے۔ میدان خالی پاکر نکل پڑتے تو اُسوقت کیا ہوتا۔ فوج تو باہر تھی۔ مقابلہ ہوتا تو کیسے بنتی۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ غنیم جی بھر بھر کر لوٹتا۔ مارتا۔ اور کھڑے کھڑے ملک خالی کرالیتا۔

خلافت چہارمی کے لیئے اسوقت مین خانگی مخالفت کی مدافعت اور عام فتنہ و فساد کا انسداد ہی ضروری تھا۔ اور ان مین جو کوششین کی گئین اور جیسی جیسی جانفشانیان عمل مین لائی گئین وہ وقعت عزت اور قدر مین کبھی فتوحاتی خدمات سے کم نہین ہوسکتین۔ خلافت مرتضوی مین بڑی بڑی فتوحات کا نہونا اُس کی فروگزاشت اور سہل انگاری اور بے پروائی یا غفلت نہین کہا جاسکتا۔ کیونکہ ضرورتِ زمانہ کے اعتبار سے فتوحاتی خدمات اس خلافت کے لیئے خصوصاً اُسوقت ایسی ضرور نہین تھین۔ ہم خلافتِ علیؑ پر غفلت اور بیخبری کا اُس وقت الزام لگاتے جب ہم دیکھ لیتے کہ فتوحات کا زمانہ آگیا۔ اسکی ضرورتین محسوس ہونے لگین۔ ملک مین امن ہے رعایا مطیع و فرمانبردار اور لشکر جان نثاری پر مستعد اور تیار ہے۔ ان تمام آسانی اور طمینان کے سامان فراہم ہونے پر بھی فرمانروائے خلافت ہاتھ پر ہاتھ رکھے خاموش بیٹھا ہے۔ اور حدود سلطنت کو ایک انچ آگے بڑھانے کی

کوشش نہین کرتا۔ تو ایسی حالت مین ضرور اُس کو غافل اور لاپرواہی کہتے۔ اور اُسپر غفلت اور لاپرواہی کا الزام بھی لگاتے ۔

مگر یہان تو زمانہ کا زمانہ اُلٹا تھا۔ خلافت کا اصل مجسمہ اپنے ضعف اور اضمحلال کیوجہ سے بالکل کمزور اور بیکار ہوجانیکے قریب پہنچا ہوا تھا۔ اُسکے تمام اندرونی اور بیرونی اعضا قابو سے بے قابو اور اختیار سے بے اختیار ہورہے تھے اپنا آپ سنبھالنا دشوار تھا۔ گھر سے ایک قدم باہر رکھنے کی صلاحیت تو باقی ہی نہین تھی۔ دور و دراز ملکون مین یلغار کرنے کی رفتار کہان سے پیدا کیجاسکتی تھی۔ اندرونی کمزوریون نے ضعیف سے ضعیف حریف کو قوی سے قوی دشمن بنا رکھا تھا۔ اور پھر ایسا لاگو جو ہر وقت پیچھے لگا ہی۔ ممکن نہین کہ اُسکے ہر وقت کے حملات سے ایک لمحہ کے لیئے بھی اطمینان ملے۔ آنکھ جھپکی اور وہ سر پر موجود۔ نظر چُوکی اور وہ جان لینے اور گردن کاٹنے پر تیار جب عام طور سے تمام ملک کی یہ صورت ہو اور ملکی فرمانروائی جان اس کشمکش مین پھنسی ہو تو پھر اُسکو اتنی فرصت کہان سے ہوسکتی ہے جو وہ بیرونی معاملات اور دوسرے کاروبار کی طرف کوئی خاص توجہ کرسکتا ہو۔

اب ان دشواریون کے بالکل برعکس۔ خلافت مرتضوئی کے محاسن اور خوبیون پر انصاف اور تحقیق کی گہری نظر ڈالی جاوے تو ثابت ہوجائیگا کہ باوجود ہردم کے انتشار۔ ہر وقت کے اضطرار اور شبانہ روز فکر و افکار کے بھی۔ اس خلافت نے اپنے کمال استقلال اور پاداری سے۔ جہانبانی اور ملکداری کے تمام فرائض ادا کیئے۔ اور حسن و خوبی اور خوش اسلوبی سے پُر آشوبی اور عام فتنہ و فساد کی مدافعت۔ رعایا کی نگہداری اُنکے مال متاع کی محافظت کے ضروری خدمات انجام دیئے وہ اپنی آپ مثال ثابت ہوتے ہین۔ اور دنیا کے تمام کارنامون مین استقلال اور پاداری کے لاجواب اور عدیم النظیر واقعات قائم کرکے آیندہ فرمانروایان ملکی کے لیئے ایک نہایت گرانبہا اور مفید دستور العمل یادگار چھوڑتے ہین ۔

اسلامی تاریخون کے دیکھنے والون پر ظاہر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ایسی ضیق النفسی کے عالم مین بھی نظام ملکی کے متعلق تمام جزوی اور کلی فرائض اُسی اطمینان اور استقلال سے ادا کیئے جس طرح ایک مطمئن اور فارغ البال فرمانروا اپنے پورے اطمینان اور فراغت کے زمانہ مین انجام کرتا ہی۔ جیساکہ بہت جلد آپ کے نظام ملکی کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی عدیم الفرصتی کے زمانہ مین بھی جیساکہ تاریخی مشاہد ثابت کررہے ہین۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ملکی انتظام کیطرف پوری توجہ کی۔ یہ نہین ہوا کہ کسی مقام کی رعایا نے کسی امر کی شکایت کی اور امیر المومنینؑ نے عدیم الفرصتی اور قلت وقت کا عذر دکھلا کر اُسکی طرف کوئی خیال نہین کیا۔ بخلاف اسکے ایک نہین سینکڑون واقعات ایسے موجود ہین جو ہمین صاف صاف بتلا رہے ہین کہ اگرچہ امیر المومنینؑ کو ان ترددات سے ایک لحظہ بھی فرصت نہین تھی مگر جب کبھی رعایا کی شکایت۔ عمال کی شقاوت یا اہل لشکر کی بے اعتدالیون اور زبردستیون کی

کیسی ہی خبر آپکے کانون تک پہونچی۔ آپنے فوراً اپنے موجودہ کاروبار اور پیش افتادہ ضرورتون سے دست بردار ہوکر انکی رفع شکایت اور اصلاح معاملات کیطرف پوری توجہ فرمائی۔ اور اُن کی دلجمعی اور اطمینان کے دلخواہ انتظام فرمادیئے ◆

خلافت مرتضوی کے اِن محاسن کے متعلق جو اوپر بیان کیئے گئے۔ ہمکو کوئی خصوصیت یا نُدرت کا دعوےٰ نہین ہی۔ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ تمام امور وہی ہین اور ویسے ہی ہین جو عموماً دنیا کے تمام فرمانروایانِ ملکی کے فرائض ہوا کرتے ہین۔ فرق ہے تو اسیقدر کہ ایک فرمانروا نے اِنکو اطمینان اور کافی وقت مین انجام دیا۔ اور امیر المومنین ؑ نے عدیم الفرصتی اور ضیق النفسی کی عین حالتون مین۔ اِس واسطے اپکے محاسن خدمات زیادہ وقعت کے قابل ہین۔ مگر با این ہمہ۔ ہم اِن محاسن خدمات کی کوئی خصوصیت اور نوعیت نہین قائم کر سکتے۔ آپکی خلافت یا اُسکے نظامِ حکومت مین جو نوعیت اور نُدرت ہی وہ ابھی تک عام نگاہون سے کسیقدر پوشیدہ ہی۔ اور امور ملکی کے ساتھ کوئی مخصوص تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے۔ اِسپر تاریخ دیکھنے والون اور واقعات پڑھنے والونکی نگاہین کم پڑتی ہین۔ آپکے نظامِ حکومت کی یہ نوعیت دوسری ملکی ضروریات سے بالکل علٰحدہ ہی۔ اور اُسکا تعلق پورے طور سے آپ ہی کی ذات مجمع الصفات کیساتھ ثابت ہوتا ہی۔ اُسکی تعمیل اور انجام دہی نہ کسی مالی افسر کے متعلق ہی اور نہ کسی ملکی عہدہ دار کے سپرد۔ نہ کوئی فوجی معتمد علیہ اُسکو انجام دے سکتا ہی اور نہ کوئی ملکی مامور الخدمت۔ اب وہ مخصوص ملکی خدمت کیا ہی؟ وہ خلافت مرتضوی کے نظامِ حکومت مین صیغہ ارشاد و ہدایت اور توسیع علوم متفرقہ ہے۔ جس کیطرف اسلام کے سابقین خلفانے۔ ملکی کاروبار اور فتوحاتی ضروریات کیوجہ سے یا کسی اور مصلحت سے اسوقت تک بہت کم توجہ کی۔ آپکے نظام ملکی کی تفصیل مین ہم نے اِسکو پوری تشریح اور توضیح کے ساتھ لکھا ہی اور اِس کے متعلق جیسی جیسی کوششین آپنے ظاہر فرمائی ہین اُنکو نہایت شرح و بسط سے قلمبند کیا ہی۔ اہل اسلام کو دینیات کے متعلق کافی ہدایات پہونچاکر جو تمام اسلامی فرمانروایون کا پہلا اور سب سے ضروری فرض ہی اور ہونا چاہیئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی چار سالہ خلافت کے قلیل عرصہ مین اہل اسلام کو خصوصاً اور اپنی تمام رعایا اہل عرب کو عموماً۔ علوم مختلفہ کی تعلیم کرنے مین جیسی جیسی عرقریزیون سے کام لیا ہے۔ اُنکی مثالین ہمکو کسی دوسرے ملکی حکمران کے تذکرہ مین نہین ملتین۔ نظام حکومت کے اور فرائض مین آپنے اسکو بھی ایک ضروری اور بہت بڑا مفید فرض سمجھ لیا تھا۔ اور سلطنت کے روزانہ کاروبار کے ساتھ اِسکے خدمات بھی اُسی پابندی اور معمول سے ادا کیئے جاتے تھے۔ مالی امور کی دیکھ بھال جنگی اور فوجی ضروریات کی نگرانی۔ قضا اور اُسکے تعلقات کی خبرگیری۔ عمّال اور تحصیل مال و صدقات زکوٰۃ کے افسرون کی جانچ پڑتال کے روزانہ خیال کے ساتھ ایک وقت خاص اِس مخصوص ضرورت کے پورا کرنیکے لیئے علٰحدہ کر لیا گیا تھا اور وہ اکثر ظہرین کی نماز کے بعد ہوتا تھا جیساکہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ وہ کون علوم تھے۔ جن کی تعلیم مین اسقدر بڑے اہتمام سے کام لیا جاتا تھا۔ آیا وہ ملک کے لیئے ضروری تھے یا نہین۔ اور اُن سے ملک اور رعایا کو فائدہ پہونچ سکتا تھا یا نہین ۔

خلافت مرتضوی کے زمانہ مین علوم شرعیہ کے علاوہ علوم عقلیہ کی تعلیم

اوّل تو ایسا سوال کرنا ہی جہالت کی دلیل ہے۔ دنیا مین علم ہی ایسی تنہا شئے ہے جو کسی وقت مین کسی قوم ملت کے آگے آجتک غیر مفید ثابت نہین۔ اور جو غیر مفید ہو وہ علم نہین۔ کوئی دوسری شئے ہے۔ جسکا کوئی نام رکھا نہین سکتا۔ اب رہا یہ امر کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت مین تمام قلمرو اسلامی کو جن علوم کی تعلیم دینی چاہیئے تھی وہ وہی علوم تھے جنھین ہم اپنے زمانہ مین ہزارہا کوس کی مصیبت خیز مسافتین اٹھاکر۔ ترک وطن دوری والدین۔ اور فراق احباب کے صدمون پر صدمے سہہ سہہ کر غیر ممالک مین۔ ہزارون آلام و مصیبت کیساتھ حاصل کرتے ہین۔ ہیئت۔ نجوم۔ فلسفہ الٰہی۔ ریاضی۔ نحو۔ منطق وغیرہ وغیرہ۔ تمام علوم کی تعلیم اور توسیع مین آپنے کوشش فرمائی۔ اور اِن تمام علوم پر مختلف طریقون سے برابر خطبات ارشاد فرمائے۔ اور انکے تمام اصول گو وہ ابتدائی ہی کیون نہین (اہل عرب کی یہحالت بھی تو مبتدی تھی) ایک ایک کرکے بتلائے۔ اور اِن معنون مین آپنے اپنی ملکی رعایا کی مردہ دلی مین تحصیل علم کے ذریعہ سے وہ نئی روح پھونکنی چاہی جو آپکے آئین فرمان روائی کو اعجاز مسیحائی ثابت کرنے لگی ۔

یہ مخصوص خدمات آپکے نظام ملکی اور رعایا کی بہبودی اور بہی خواہی کا خاص تمغہ ہے جو سوائے آپکے اور کسی دوسرے اسلامی فرمانروا کی خوش قسمتی کا حصہ نہین ٹھیرا۔ دنیا کے بڑے بڑے مدبّر جب آپکے اِن خدمات اور نظام ہدایات پر غور کی نظر ڈالینگے تو بخوبی سمجھہ لینگے کہ افتتاح قلوب اور انکشاف صدور۔ قدر مین عزت مین اور وقعت مین ملکی فتوحات سے کہین بڑھے ہوئے ہین۔ اور رعایا یا ملک کی انتظامی ترقیون سے انکی تعلیم کے سامان کرنا اور انکو روشن خیال اور روشن ضمیر بنانا وہ ملکی فرمانروا کے اصلی فرائض سمجھتے ہین۔ آج کل بھی دنیا کی تمام سلطنتین خصوصاً یوروپین پاورس European Powers یعنی یوروپ کی سلطنتین اپنے ملک اور اپنی رعایا کے قابل اور لائق بنانے اور اُن کے Intellectual Powers قوائے ذہنی کے بڑھانے اور علمی ترقیون کے اعلیٰ درجات تک پہونچانے مین کتنی سرگرم اور مستعد ہین۔ اُنکے خزانۂ شاہی سے رعایا کی تعلیمی ضرورتون مین جتنا صرف کیا جاتا ہے وہ اُنکے ذاتی مصارف اور خرچ آسایش سے بھی کہین بڑھا ہوا ہے۔ اسمین شک نہین جیسا کہ یوروپین مدبّرین کا قول ہے کہ اُس بادشاہ کے ایسا کوئی دوسرا بدبخت اور اُس رعایا کے ایسی کوئی رعایا بدنصیب نہین ہوگی جو اپنے ملک اور رعایا کو جاہل رکھکر اُس سے خود متمتع ہونے کی امید رکھتا ہو ۔

عرب کی رعایا کو تعلیم کی ضرورت

خلافت مرتضوی کی حق بین نگاہون نے اپنے ملک اور رعایا کی اِن ناگزیر ضرورتون اور اپنے سابقین خلفاء کی اِن فروگزاشتون کی طرف پہلے نظر کی۔ اور غایت دلسوزی اور نہایت ہمدردی سے ملک کی اِس کمی کے

پوراکرنیکا پورا ارادہ کرلیا۔ اور اُن کو جہالت سے نکالنے اور علم کی نورانی روشنی مین لانیکے کامل سامان کیئے۔ انکی تعلیم کے انتظام اپنے ہاتھ مین لیئے۔ اور خود بالنفس النفیس اُنکی موجودہ کی کے پوراکرنیکے جوابدہ بنے تھے۔ معرفت خدا سے لیکر۔ روزمرہ کے ضروریات تک کے ہر جزوی اور کلی تعلقات۔ ایک بار نہین کئی بار انکو بتادیئے۔ سکھلا دیئے اور سمجھا دیئے۔ اسیطرح اصناف علوم اور اطراف حکمت کے تمام ابتدائی اصول۔ اُنکی کامل ماہیت اور اُنکے تمام طریقے ایک ایک کرکے سُنائے سمجھائے اور بتلائے۔ اور اُنکے قلوب کو جو سالہا سال سے فطرتاً معرکہ آرائی اور خونریزی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ بہت بڑی کوشش کے بعد علوم مختلفہ کی تحصیل و تحقیق کے راستہ پر پھیرا۔ اور انکی شدت مزاج۔ درشتی طبع اور جنگجوئی اور ناحق خونریزی کی عادتون کو مشاغل علوم کی راہون پر لگاکر صلاحیت صلح پسندی اور سلامت روی سے تبدیل کردینے کی لاانتہا کوشش کی ۔

اسمین کوئی شک نہین کہ عرب کی ہسٹری آو سویلیزیشن History of Civilization (تاریخ تہذیب ملکی) مین رعایا کو جہالت سے نکالنے اور انکو قابل بنانے اور ملک مین علمی مذاق پھیلانے کے متعلق تذکرے سے تعلق ہم کیا کوئی تاریخ دیکھنے والا خلافت مرتضوی کے سوا کسی دوسری خلافت یا سلطنت کا پتہ تمام نہین سکتا۔ یہ اسی خلافت کے فیوض تھے۔ جنے باوجود لاانتہا جنگی ضرورتون کے۔ رعایا کو دلیری اور شجاعت ہی کیطرف مائل رکھنا پسند نہین کیا۔ بلکہ اُن مین علم و حکمت پیدا کرنیکے شوق پیدا کردیئے۔ آنکے قوی اور مضبوط ہاتھون مین اُسنے کھیلی تلوارون کا دیکھنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ تلوارون کی جگہ قلمون کے نیزے اور سپرون کی جگہ کھُلی ہوئی علم و حکمت کی کتابین دیکھنا۔ اُسکی دلچسپی اور خوشنودی کا سب سے زیادہ باعث ہوا ۔

خلافت مرتضوی نے عرب کی جاہل اور جنگجو قومون مین علمی مذاق پیدا کرکے ایک نئی طرح ڈالی تھی اور اپنے نظام ملکی۔ محاسن اخلاق اور رعایا کے ساتھ ہمدردی اور اشفاق کی ایک ایسی عدیم المثال اور عظیم الشان یادگار چھوڑی جسکی مثالون سے سلاطین عرب کے کارنامے خالی پڑے ہین۔ ابو الاسود دیلی (علم نحو کا امام) عبد الرحمن سلمی (علم قرأت کا امام) امام شعبی (علم فقہ و حدیث کا امام) عبد اللہ ابن عباس (محیط العلوم بین الصحابہ) کمیل ابن زیاد نخعی (علم المساحت والحساب کے ماہر کامل) عمر ابن سلمہ (عرب کے مشہور زباندان) عبادۃ ابن صامت (علم عروض کے موجد) وغیرہ وغیرہ آپکے خرمن فیوض کے خوشہ چین تھے۔ اور اُس مبارک زمانہ کی قابل قدر اور قیمتی یادگارین خلافت مرتضوی کے ان بے نظیر محاسن اور لاجواب خوبیون پر غور کرکے اسوقت کے علماء ملت اور صاحبان بصیرت و جامعیت نے جو مشرقی علوم کے علاوہ مغربی علوم سے بھی کامل طور پر آراستہ و پیراستہ پائے جاتے ہین۔ یہ رائے قائم کی ہے اور نہایت حسرت کیساتھ۔ کہ جناب امیر المومنین علی مرتضے علیہ التحیۃ والثناء کے ایسے صاحب قابلیت اور جامعیت کو اُس زمانہ مین نہین بلکہ علم و حکمت کے موجودہ روشن

زمانہ مین پیدا ہونا اور موجود رہنا چاہتا تھا کہ آج آپکے روحانی اور اخلاقی غرض تمام ذاتی اور صفاتی جوہرون کی کامل قدر کیجاتی۔ اور آپکے فیوض ظاہری و باطنی سے تمام زمانہ کے لوگ مستفید و مستفیض ہوتے ✦

اسمین شک نہین ہی کہ خلافت مرتضوی کے بہت سے عدیم المثال فیوض۔ زمانہ کی تنگی۔ قلت وقت اور ناموزونیت۔ اور اہل زمانہ کی گران گوشی اور ناتوجہی کی خاموشی کے باعث ظاہر نہ ہو سکے۔ اور اس مجسم حکمت آلہی کے گنجینہ اور علوم لامتناہی کے خزینہ کے ہزارون بیش بہا اور انمول جواہر۔ اپنی ضیائے عالمتاب کی کافی روشنی صفحہ دنیا پر نہ پہیلا سکے۔ اگر خلافت اسلامی کے اس ہمدرد۔ محسن اور دلسوز فرمانروا کی یہ دلی تمنا پوری ہو گئی ہوتی اور زمانہ نے اپنی خوش نصیبی سے آپکے فیض صحبت مین انکی تحصیل کیطرف پوری توجہ کی ہوتی۔ تو آج اہل عرب کی موجودہ نسلون کو انکی تحصیل کے لیئے غیر قومون کے احسان کا زیر بار ہونا نہین ہوتا۔ مگر تاہم امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی خلافت کے قلیل زمانہ مین جسقدر اسکے متعلق کیا ہی وہ آپ کی عدیم الفرصتی اور دشواریون کے مقابلے مین بہت کچھ شمار کیا جاتا ہے۔ اگر آپ کی خلافت کچھ اور عرصہ تک رہتی اور آپ کو اجل موعود سے فرصت ملتی تو ہمکو یقین ہے کہ آپکے یہ محاسن اشفاق۔ اہل عرب کو تہذیب۔ شایستگی۔ اخلاق۔ اور تحصیل علم مین طاق اور شہرہ آفاق بنا دیتے جو کچھ انکی درستی اور تربیت اخلاق کی نسبت کیا گیا وہ زمانہ کے مذاق اور رفتار کے لحاظ سے غنیمت تھا اور بہت غنیمت ✦

ان مخصوص محاسن اور مکارم کے لیئے جناب علی مرتضی علیہ السلام کے سوا۔ کیا کسی دوسرے اسلامی فرمانروا کا بھی نام لیا جا سکتا ہے۔ اور انکے کارنامون کے علاوہ کیا کسی دوسرے فرمانروائے اسلامی کے دفتر مین تعلیم اخلاق۔ تحصیل علوم و حکمت کے متعلق۔ اس کثرت سے اُس کے احکام۔ خطبات۔ ارشادات۔ دستور العمل اور توقیعات دکھلائے جا سکتے ہین۔ اسلامی علماء کی بہت سی جامع اور بسیط تالیفات۔ سالہا سال سے میرے پیش نظر ہین اور مین نے برابر اپنے موجودہ سلسلہ تالیف مین۔ اُن کے قیمتی اور قابل قدر انتخابات اور استنباط کا شرف حاصل کیا ہی مگر اسوقت تک میری نظر کسی اسلامی فرمانروا کی ان کارروائیون پر نہین پڑی ہے۔ اور مین نے باوجود تفحص و تلاش کے اتنے علوم مختلفہ کے متعلق اُنکے ارشادات۔ خطبات اور توقیعات کو نہین دیکھا ہے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ✦

ان واقعات کو پڑھکر ایک روشن دماغ مدبر۔ جو سیاست و مدن کی کامل دستگاہ رکھنے کیساتھ علم و حکمت کے زیورون سے بھی آراستہ ہوگا وہ بغیر کسی تحریک کے سمجھہ لیگا۔ کہ خلافت مرتضوی کے یہ محاسن خدمات ملکی فتوحات سے۔ ملک اور رعایا کی فائدہ رسانیون مین ہرگز کم نہین سمجھے جا سکتے۔ بلکہ اکثر قرینون سے یہ اُنکے مفید ہونیکے لیئے ان سے زیادہ ثابت ہون گے۔ یہ خدمات خاص طور پر عرب کے نظام ملکی کا جزو ضروری تسلیم کیئے جا سکتے ہین کیونکہ

تعلیم عامہ ہمیشہ مد نظر رہی

عرب کی سلطنت اسلامی فرمانرواؤن کے زیر حکومت ہونے کا شرف رکھتی تھی۔ اور ہدایت عامہ اور تعلیم و تربیت زمانہ ان حکمرانون کے اصول مین پہلا اصول اور اِنکے فرائض مین پہلا فرض تہا۔ اِسلام نے اپنے ظہور کے وقت تمام زمانہ کو ہدایت و تعلیم کی بشارت پہونچاکر اور تہذیب و اخلاق کے سبق پڑھاکر اپنا مطیع و منقاد بنا لینے کا دعوے کیا تھا۔ اور وہ اپنے اس برحق اور بالکل سچے دعوے مین پورے طور پر کامیاب ہوا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئین جہانداری اور ملک گیری کے ساتھ اپنی حیات ستودہ آیات کے تمام ایام تک۔ اپنی قوم۔ ملک اور امت کی تعلیم و تلقین کی ضروری پابندیون کو نہ چھوڑا۔ سفر مین۔ حضر مین۔ رستہ مین۔ گھر مین۔ یہان تک کہ کارزار اور جنگ و پیکار مین۔ آپ کی مقدس صحبت۔ اہل اسلام کے محاسن اخلاق۔ تہذیب۔ درستگی اور ترتیب کے مفید اور ضروری مواعظ سے خالی نہ رہی۔ مسجد نبوی کا کوئی حلقہ وعظ ایسا باقی نہ رہا جسمین احکام آلہیہ و حدود شرعیہ کی تعلیم کے ساتھ ان محاسن کی تحصیل کے لیے سخت سے سخت تاکید نہ پہونچائی گئی +

اِن حالات کو غور سے سمجھکر۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اِن اُصول کی پابندی اُنکے خلفاء اور قائم مقامون کے لیے ضروری نہین تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسیوجہ سے وہ اِسکی طرف توجہ نہ کر سکے۔ یا کسی مصلحت خاص سے خود اسکا اہتمام نہ کر سکے مگر یہ اُنکا فرض ضرور تھا۔ اور فرائض سے تغافل۔ انسان کی اصلی فروگزاشت ہے +

ملکی فتوحات کثرت مین ملک اور رعایا کو فائدہ پہونچاتے ہین

ہمکو اس امر کے اعتراف کرنے مین کوئی کلام نہین کہ ملک گیری اور فتوحاتی توسیعات فرمانروائے ملکی کی بہت بڑی شہرت کا باعث ہوتی ہین۔ اور ان سے ملک و رعایا کو بھی ایک حد تک فائدہ پہونچنے کی کامل اُمید ہوتی ہے۔ مگر ایک تجربہ کار مدبر کی نگاہ مین یہ فوائد بھی اپنی پوری حدود تک اُسیوقت پہونچتے ہین۔ جب ملک و رعایا شایستہ اور مہذب ہو چکے ہون۔ اور اُن مین اِن امور سے فائدہ حاصل کرنے کی صلاحیت آگئی ہو۔ ورنہ اگر ملک فتح ہی کیے گئے اور ممالک مفتوحہ کے ڈھیر پر ڈھیر لگائے گئے۔ اور وہان کی رعایا نے اِن مفتوحہ اضافات سے اپنے مستفید اور منتفع ہونے کے لیئے کوئی ذرایع نہین پیدا کئے۔ اور کوئی راہ نہ نکالی۔ تو اُس فاتح فرمانروا کی یہ کوششین اور جانفشانیان۔ بیکار اور فضول تضیع اوقات سمجھی جائینگی۔ رعایا کا مستفید اور منتفع ہونا۔ اُسکی شایستگی اور قابلیت پر موقوف ہے۔ جس ملک کی رعایا مین اِسکی صلاحیت کا مادہ پیدا نہین ہوتا۔ وہان کی رعایا کو بادشاہ کی فتوحات سے کوئی نفع نہین اُٹھتا۔ رفتہ رفتہ وہ تمام اضافات بھی ضائع ہو جاتے ہین +

ہمارے موجودہ بیان کی تصدیق مین اسپین کی تاریخ موجود ہے۔ سلطان فلپ کے زمانہ مین فتوحات ملکی کی کثرت نے اُسکے عروج و ثروت کا ڈنکا۔ تمام یورپ مین بجادیا تھا۔ اور اسکی ملک گیری کی بڑھتی ہوئی سیل یورپ سے امریکہ تک پہیل گئی تھی اور وہ وقت آ لگا تھا کہ دول یورپ مین اسپینیالون کی قوت پہلی قوت تسلیم کیجائے۔ مگر ملک

اور رعایا چونکہ دونون ناشایستہ ۔ غیر مہذب ۔ حد درجہ کے غافل تھے ۔ خودداری اور ظاہری نمایش مین آگے تعلیم ترتیب اور تربیت مین یورپ کی سب قومون سے پیچھے ۔ اسلیئے وہ نہ اپنے فرمانروا کی جانفشانیوں کی قدر کر سکے اور نہ اُسکے فتوحاتی اضافات سے اپنے لیئے کوئی فائدہ اٹھانے کی صورت پیدا کر سکے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ضعف اور روز بروز سلطنت مین اضمحلال پیدا ہونیکے باعث ۔ ممالک مفتوحہ بھی اپنے ہاتھ سے نکلکر اغیار کے ہاتھون مین جا پہونچے اب وہ ایک کی جگہ دو اور دو کی جگہ چار ۔ انہین ممالک سے پیدا کر رہے ہین ۔ اور دوگُنے سہ گُنے فائدے خود بھی اُٹھا رہے ہین ۔ اور دوسرے ملک والون کو بھی برابر پہونچا رہے ہین ۔ یہ ہین کہ نہ ان سے اُسوقت کچھ ہو سکا ۔ اور نہ اس وقت کچھ بن سکتا ہے *

ہمارے اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ فتوحاتی اضافات اور ملکی توسیعات اُسوقت ملک کیلئے خاص طور پر مفید اور نفع رسان ہو سکتے ہین جب ملکی رعایا مین ان فتوحات سے مستفید اور منتفع ہونیکا مادّہ پیدا ہو گیا ہو ۔ عرب کے فرمانروا کی یہ فتوحاتی اضافات اُنکے ملک کو کہان تک فائدہ پہونچا سکے ۔ اور ملکی رعایا نے ۔ تجارت حرفت اور صنعت اور دیگر ذرائع جنسے وہ کامل طور پر منتفع ہو سکین کتنے حاصل کیئے ۔ ان امور کو ہم اپنی موجودہ بحث سے خارج سمجھتے ہین ۔ مگر اتنا ہم ضرور کہین گے کہ ان فتوحاتی اضافات سے اسلام کی ظاہری اشاعت ضرور ہوئی اور مسلمانون کا شماری نمبر البتہ بڑھ گیا ۔ انکی وجہ سے فرمانروا کی شہرت عام نگاہون مین بڑھ گئی ۔ اور عرب کی رعایا مین بھی ہندوستان اور چین کے قدیم باشندون کیطرح (Aristocracy) سلاطین و امراء پرستی کا کسیقدر انحصار پیدا ہو گیا ۔ اور انکے معرکون پر معرکے ۔ دور دراز ملکون مین یلغار پر یلغار ۔ جہاد فی سبیل اللہ کے معنون مین ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدافعانہ غزوات پر بھی غیر قومون سے حملے کروا گئے ۔ اور ایسے صلح کل اور امن پسند سچے خدا کے طریقون کو اسلام باصمصام یا اسلام وتھ سورڈس *Islam with Swords.* کا خطاب دلوا گئے جن کی تردید کے لیئے سر سید کو مجبور ہو کر صاف صاف لفظون مین لکھدینا پڑا کہ "پیغمبر صاحب کے بعد خلفاء کے وقت مین جو معرکے واقع ہوئے اُن کو جہاد سے کوئی واسطہ نہین ہے" *

فتوحاتی وسعت ملکی بغاوت کا کبھی کبھی باعث ہو جاتی ہے *

مدبرانِ زمانہ اور حکمائے سیاست جن کے مقتدر ہاتھون مین بڑی بڑی سلطنتون کی نبضین دبی رہتی ہین اور جو عظیم الشان سلطنتون اور حکومتون کے تغیر پذیر اور جادۂ اعتدال سے بڑھ جانے والے مزاج کی ہر وقت دیکھ بھال کیا کرتے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ فتوحاتی اضافات کبھی کبھی ملک مین شورش اور استحکام سلطنت مین لغزش بھی پیدا ہو جانیکے اصلی باعث ہوتے ہین ۔ اسمین تو شک نہین کہ ملک گیری کے اثر سے رعایا مین خود مختاری اور آزادی کی حرص اور طمع ضرور بڑھ جاتی ہے ۔ اور رفتہ رفتہ اُنکی یہی دلی خواہشین سرحد اعتدال سے تجاوز کر کے اُنکو سرکش اور خود مختار بنا دیتی ہین معاویہ ابن ابو سفیان اور اہل شام پر جو اُنکی رعایا تھے ۔ یہی اثر برابر دو خلافتون کے

زمانہ تک پڑتا رہا۔ اور چوتھی خلافت میں وہ ہر طرح قوی اور خود مختار ہو کر فرمان روائے عصر سے مقابلہ کے لیے کھلے میدان میں نکل آئے۔ ملک شام ہی کے عام فسادی پر کچھ موقوف نہین۔ خلافت مرتضوی مین جتنی ملکی بغاوتین اور دقتین پیش ہوئین۔ اُنکی اصلی وجہین بھی ثابت ہوتی ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ اس خلافت کے زمانہ مین جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہین۔ اہل عرب کے قریب قریب تمام قبیلون مین خود مختاری اور سرکشی کے مادے پیدا ہو چکے تھے۔ اور ہر شخص اپنے مقام پر اپنے آپ کو امر خلافت کے سزاوار یا کم سے کم اس عہدے کا امیدوار ضرور سمجھنے لگا تھا۔

ہندوستان کی [illegible] لارڈ ڈلہوزی کی [illegible] ملکی [illegible] تھی

اگر ہمارے اوپر کے بیان سے تشفی اور اطمینان نہو۔ اور قدیم مثالون کو اعتبار کے قابل نہ سمجھکر موجودہ زمانے مین اسکی مثالین تلاش کرین تو ہم انہین مختلف ممالک کی تاریخون کے مطالعہ کی تکلیف نہین دینگے بلکہ اسکی واضح اور روشن صورت حال ہندوستان کی تمام تاریخون مین پچاس برس پہلے دکھلا مینگے جن حضرات نے ہندوستان کی تاریخین غور سے دیکھی ہین اور اُسکے ہر واقعات کی نسبت مدبران ملکی اور حکماے انتظامی کی زرین رائین پڑھی ہین۔ انکو کافی طور سے ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے وجوہات قائم کرنیکے سلسلہ مین مدبران ملکی نے منجملہ اور دیگر وجوہ کے ایک وجہ خاص لارڈ ڈلہوزی کے ایڈمنسٹریٹیو انکزیشنس (Administrative Annexations) اضافات ملکی کو بھی بتلایا ہے۔

لارڈ ڈلہوزی نے اپنے زمانہ حکومت مین ہندوستان کی تمام دیسی ریاستون کو قریب قریب ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Co.) کا مطیع بنا دیا۔ اسمین شک نہین کہ اسوقت تک ہندوستان کی دیسی ریاستین ایسی مطیع نہین تھین جیسی ہم اپنے زمانہ مین دیکھتے ہین۔ یہ لارڈ ڈلہوزی ہی کی حسن لیاقت کے جوہر تھے۔ جس نے برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی اطاعت اور زیر اثر رہنے کا تمام ہندوستان سے عہد کرا لیا۔

لارڈ کیننگ کی پیشینگوئی مدافعانہ کوششین

مگر اِن کے چلے جانیکے بعد۔ لارڈ کیننگ (Lord Canning) کو ہندوستان مین آتے ہی اُس بلائے عظیم اور فساد سے سامنا ہوا۔ جسکے آثار وہ انگلینڈ کے ہورآزن (Horizen) اُفق مین دیکھ چکے تھے۔ اور جسکا اظہار بھی انہون نے اپنی اُس اسپیچ (Speech) مین کر دیا تھا۔ جو اُنہون نے انگلینڈ سے رخصت ہوتے وقت ہاؤس آف کامنس (House of Commons) کے جلسہ مین پڑھی تھی۔

لارڈ کیننگ کے ایسے مدبر کی تقریر نے پیشین گوئی کے طور پر ہندوستان مین غدر پیدا ہو جانیکی خبر پہلے ہی سلطنت برطانیہ کے ارکین کو کر دی تھی۔ جسکا اُن کو پورا علم اور یقین پہلے سے ہو چکا تھا۔ لارڈ کیننگ کی یہ پیشین گوئی نہایت صحیح اور سچی نکلی۔ اِن کا ہندوستان مین آنا اور ۱۸۵۷ء کے غدر کا اُٹھنا ساتھ ہوا جن لوگون نے

غدر کے حالات کو اچھی طرح دیکھا ہے اور ابھی بہت سے ایسے لوگ زندہ باقی ہین جنہون نے وہ تیرہ و تاریک زمانہ اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ کیا وہ کہہ سکتے ہین کہ اس وقت کی غیر اطمینانی۔ پریشانی۔ بدنظمی۔ فتنہ و فساد۔ قتل و خون۔ غارت گری۔ لوٹ مار سے۔ یہ بات معلوم ہوتی تھی کہ انگریزون کی سلطنت حدود ہندوستان مین قائم رہ سکتی ہے؟ یا اُنکے پاؤں ملکی سطح پر جم سکتے ہین؟ +

اودھ کی بغاوت۔ بندیل کھنڈ مین تلسی بائی رانی جھانسی کی سرکشی۔ کانپور مین نانا راو کے مظالم۔ بہار مین بابو کنور سنگھ کی شورش۔ آلم سوت مین قاضی عنایت علی کی بیجا کوشش دہلی مین فیروز شاہ کی اخیر قسمت آزمایان۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسپر قیامت یہ کہ تمام ہندوستان کی فوج کا بگڑ جانا۔ یہ سب ایسے آثار تھے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کو پھر ہندوستان کی حکومت کے واپس ملنے کا ذرا بھی یقین نہین دلاتے تھے ان حالات پر پورا عبور رکھنے والا شخص کبھی آپ فتنہ باز کبونہ درآمدن کا قائل نہین ہو سکتا +

ہم جہانتک ان واقعات پر تحقیق کی نظر ڈالتے ہین یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ لارڈ کیننگ کے وقت کی دشواریان۔ اور اُن کے زمانہ کے غدر و فسادات۔ خلافت مرتضوی کی پر آشوبی۔ اور ملکی غدر کے ساتھ ایک قدرتی مشابہت اور مماثلت رکھتے ہین +

ہندوستان کے غدر ۱۸۵۷ء کی شورش کی مثال

کیونکہ وہان بھی شام مین معویہ کی بغاوت عراق مین طلحتین اور بی بی عائشہ کے فسادات الجزائر مین ضحاک بن قیس فہری کی تاخت حجاز مین عبداللہ بن زبیر کی مخالفت یمن مین یعلی بن منیہ کی مخاصمت۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دشواریان اور ایسی مشکلین تھین جو کہ ان کے قیام کو بھی خلافت مرتضوی کیلئے اگر محال نہین تو قریب المحال تو ضرور ثابت کرتی تہین +

ان واقعات کی تصریح کے بعد ہمکو لارڈ کیننگ کے استقلال اور پائداری کا خاص طور پر ممنون ہونا چاہیے جسنے ایسے تاریک زمانہ مین ہماری پوری محافظت کی۔ اور حریف کے متعدد مقابلون مین اپنی پوری ثابت قدمی اور کمال استقلال سے کام لیا۔ اور اضطرار کی عین حالتون مین اپنے ہوش و حواس جمع رکھے۔ ہر فساد کے موقع پر اور ہر غدر کے مقام پر اُن کی پوری خبر لی۔ اور مخالفون اور باغیون سے ہر مقام مین پورا مقابلہ کیا۔ اور تاوقتیکہ ان تمام مخالفتون کا خاتمہ نہ کر لیا۔ اپنے آرام و آسایش کو قطعی حرام سمجھا +

اسی طرح جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی خلافت کے تمام غدر اور فسادات کا نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے جواب دیا۔ جہان جسوقت جس فساد کی خبر آئی فوراً ایک تازہ فوج اُسکے تدارک کے لیے روانہ کی گئی۔ اور اُسکا پورا استیصال کر دیا گیا۔ اور حریف کسیطرح اپنے مخالفانہ ارادون مین کامیاب نہونے پایا۔ جب ملک کے کسی گوشہ سے کسی غدر یا فوجی تاخت کی خبر ملی۔ یا کم سے کم ایسا شبہہ ہوا۔ اُسکے انسداد کی سبب

تدبیرین عمل مین لائی گئین - ان امور کا نشان تاریخی مشاہدے سے خلافت مرتضوی مین سنہ ۳۹ ہجری سے لے کر سنہ ۴۰ ہجری تک برابر ملتا ہے - معٰویہ ابن ابوسفیان - ان ایام مین مکہ - مدینہ - بصرہ - یمن - حضرموت اور ساحل کے علاقون مین برابر تاخت وتاراج کے پورے ارادون سے فوجون پر فوجین بھیجتے رہے - وہ بھی اِسطرح کہ ایک وقت مین ایک ملک مین ایک ہی افسر کی ماتحتی مین نہین - اعلان یا اظہار کے ساتھ نہین بلکہ مختلف اوقات مین - مختلف افسرون کے زیر فرمان - غیر متعارف رستون سے - نہایت رازداری اور پوری ہوشیاری کیساتھ اِن خدمتون کے متعلق جو افسرونکو حکم دیے گئے - اُن مین کسی قسم کی رعایت - محاسن سلوک اور قومی ہمدردی کا حکم نہین - بلکہ ظلم - قتل خون - غارت اور لوٹ مار کی تاکید کی گئی - جسے چاہو مارو - جسے چاہو لوٹو - نہ اسلام کی ہمدردی اور نہ اہل اسلام کے ساتھ مروت - اِنکے ظلم و تعدّی کی دست درازیان یہان تک بڑھین کہ حُجاج کے قافلے لوٹے گئے - اور ہزارون بندگان خدا کے مال و متاع حق و ناحق غارت اور برباد کردیے گئے *

خلافت مرتضوی کے قلیل زمانہ مین ہمیشہ اِن فتنہ و فساد کے طوفان اُٹھتے تھے اور ملکی بغاوت کی سیل پر سیل ملک کے اِس کنارے سے اُس کنارے تک پھیل رہی تھی - مگر ایسے نازک اوقات مین ملکی فرمانروا جناب علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا اِس استقلال اور پاداری کیساتھ کام کرنا - حریف کی شبانہ روز عیارانہ کارروائیون کے مقابلے مین ایسی بیدار مغزی اور ہوشیاری کیساتھ کام لینا اُنکی اعلےٰ لیاقت اور قابلیت کا پورا ثبوت دیتا ہے - اور حقیقت مین استقلال اسی کا نام ہے کہ حریف کی تمام مخالفتون کا جواب بھی دیا جاوے اور پھر کوئی فتنہ و فساد کہین ہونے نہ پائے - اور ملک کے امن مین خلل بھی نہ آوے *

جناب امیر علیہ السلام کا پورا زمانہ حقیقت مین اِنہین مدافعت اور روک تھام کی شبانہ روز فکرون مین تمام ہوگیا - انکو اپنے چارسالہ زمانِ حکومت مین اتنی فرصت کہان ملی - اور ایسا امن و امان کا موقع کب ملا کہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانے کے ایسا غیر ممالک پر قبضہ کرنے کی طرف توجہ فرماتے *

خلافت مرتضوی کے پیرائے ملکی اضافات

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنی جنگی اور فتوحاتی لیاقتون کے دکھلانیکی کوئی ضرورت باقی نہین رہی تھی - آپ کی فتوحاتی لیاقتین زمانہ کی آنکھون سے پوشیدہ نہین تھین - آپکے لیے جو امن اور اطمینان کا زمانہ تھا اُسمین آپنے اپنی فتوحاتی لیاقتون کو کامل طور سے دکھلا دیا تھا - اور اسلام کی فتوحاتی وسعت کو یثرب کی زمین سے اُٹھاکر بحر عرب اور سرحد روم تک پہونچا دیا - اور مخصوص ایسے وقت مین جب اسلام کا نام لیوا تمام دیار و امصار مین ڈھونڈھے نہین ملتا تھا - یہ علی ہی کی فتوحاتی لیاقتین تھین جسنے عرب کی ہر قوم اور ہر قبیلہ سے اسلام کا کلمہ پڑھوایا - اور اُس خدائے واحد کی خدائی اور اُسکے پیغمبر کی سچائی کی پوری تصدیق کرالی *

مگر باایں ہمہ۔ اگر خلافت مرتضوی نے اپنی پہلی خلافتون کے ایسا امن و امان کا پورا اور کافی زمانہ پایا ہوتا تو آپ کی سعی اور حسن انتظامی سے ہمکو کامل یقین ہے کہ اسلامی ممالک کی وسعت۔ بحیرۂ روم اور قلزم کے اُس پار لاکھون کوس تک پہیل جاتی۔ اور شاید دنیا مین ایسا ہی کوئی بدبخت مقام ہوتا۔ جہان اسلامی خطبہ اور سکّہ جاری نہوتا۔ عموماً تمام عرب مین جناب علی مرتضے علیہ السلام کی فتوحات کی ایسی شہرت پہیلی ہوئی تھی اور اہل عرب کے دلون مین عام اس سے کہ وہ اہل اسلام ہون یا کوئی اور۔ آپ کی شجاعت اور دلیری کی وہ ہیبت سمائی ہوئی تھی کہ ملک روم۔ فارس اور شام کے فتح کرنیوالے سرداران فوج جو ان فتوحات کے سبب آج تک اکثر مسلمانون کے سرمایۂ ناز بنے ہوئے ہین۔ انہین معرکون مین اپنے مخالف کے مقابلہ کے وقت اپنی رجز خوانیون مین مین اپنی ذاتی شجاعت وقوت کے اظہار سے پہلے جناب علی مرتضےٰ کی دلیری ہمت اور شجاعت کو انہین یاد دلاتے تھے اور اپنے تمام مفاخر کے اظہار سے پہلے اُنہین یہ باور کراتے تھے کہ علیؑ جیسا بزرگ۔ شجاع۔ تبر آزما ہمارے ساتھ ہے۔

مگر تاہم باوجود ان تمام باتون کے جو ہم اسوقت تک اپنی موجودہ بحث کے متعلق اوپر لکھ آئے ہین خلافت مرتضوی مین۔ ممالک بیرونی پر فوجون کے بہیجے جانے اور اُنکو فتح کرکے بلاد اسلامی مین ملائے جانے کے واقعات ڈھونڈہنے والے حضرات کیخدمت مین دکھلائے دیتے ہین کہ اگر یہ امور لامحالہ آپ حضرات کیخدمت مین سیاست کیلئے ایسے ہی ضروری ہین جیسا آپ سمجھے ہین توہم آپ کو باور کراتے ہین کہ جناب علی مرتضے علیہ السلام نے اپنی ضرورت اور اپنے موجودہ وقت کے اعتبار سے اسکی طرف بھی توجہ فرمائی ہے۔ اور ممالک غیر مین اسلامی حکومت کا کامل اثر پہنچانے یا اُن ممالک مین جو اسلام کے زیر حکومت تو تھے مگر وہ پورے طور سے خلافت کے مطیع ومنقاد نہین تھے۔ احکام خلافت کے جاری کرنیمین اور اُنکو پورے طور سے محکوم بنانے مین۔ اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا ہے۔ اُنکو خلافت کا پورا مطیع بنایا اور احکام اسلام اور اصول شریعت کا پورا پورا انقیاد اُن ممالک مین فوجین بھی بہیجی گئین اور بندوبست اور انتظام کی درستی اور ترتیب بھی عمل مین لائی گئی جہان خلافت کا اثر نہین پہونچا تہا اور اگر پہونچا تھا تو سابق فرمانروائے خلافت کی کمزوری کی وجہ سے زائل ہوچکا تہا یا بالکل قریب زوال تہا۔ انکے علاوہ دیگر حدود مثل **ہندوستان۔ فارس** وغیرہ کے فوجین بہیجی گئین۔ اور ان ممالک مین جہان خلافت اسلامیہ کے اثر پہنچائے گئے تھے۔ اُن مین اضافہ فرمایا گیا۔

یہ تمام امور بالتفصیل اسی کتاب مین اپنے مقام پر درج ہین۔ مگر موجودہ بحث کی ضرورت ہمین اُن کے اجمالاً ذکر کے لیے اس مقام پر بھی مجبور کررہی ہے۔ اور اسلیے ہم اُنکو ضمناً بیان کیے بغیر نہین رہ سکتے **جزائر عرب** کی بابدیگر فتح آپ کی فتوحات مین اسوجہ سے خاصکر شامل کیجائیگی کہ یہ ملک اور سواحل عرب کے تمام شہر

خلافت ثالثہ کی اقربا پروری کی بدولت امیر معاویہ کے قبضہ مین چلے گئے تھے۔ امیرالمؤمنین کی خلافت مین اُنھون نے ضحاک ابن قیس فہری کو یہان کا عامل مقرر فرماکر اسکی حفاظت و حراست کے پورے سامان مضبوط کرلیئے۔ امیرالمؤمنین ؑ نے اسکی خبر پاکر مالک ابن اشتر کو ایک لشکر گران کے ساتھ بھیجا۔ مالک نے وہان پہونچکر ضحاک ابن قیس کی موجودہ فوج کو اٹھارہ دن کے پورے محاصرے کے بعد پس پا کردیا۔ اور اسکے ساتھ ہی معاویہ کی فرستادہ فوج کو جو عبدالرحمن کی ماتحتی مین ضحاک کی کمک کی غرض سے بھیجی گئی تھی۔ راہ مین قلع و قمع کرڈالا ضحاک پس پا ہوکر بھاگا۔ اور مالک نے ملک پر قبضہ کرکے۔ اُسکا خاطر خواہ انتظام کرلیا۔ اور اُسکو خلافت اسلامیہ کا ویسا ہی مطیع منقاد بنایا جیساوہ سابق مین[۵۱] تھے۔

غور اور اُسکے توابع حضرت عثمان رضی کے شروع ایام خلافت مین۔ خلافت اسلامی کے زیر فرمان آچکے تھے۔ مگر **شنصب** وہان کا موجودہ فرمان روا۔ جو ترکی نسل سے ضرور تھا۔ شرائط جزیہ دینے پر راضی ہوگیا تھا۔ اور اسلیئے اُسکا ملک اور وہ اب تک دولت اسلام سے محروم اور بے بہرہ تھے۔ خلافت اور خاصکر مروان کی غفلت و بے التفاتی نے اسکی طرف کوئی خیال نہین کیا۔ اور غور کے معاملات ویسے کے ویسے ہی رہگئے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے غور کے معاملات کو غور سے دیکھا۔ اور دارالخلافت سے شنصب کے نام فرمان جاری ہُوا کہ تم اتنی مدت سے خلافت اسلامیہ کے زیر اثر رہکر تمام آفات سے محفوظ ہے۔ مگر اِسوقت تک تم نے اسلام کے محاسن کیطرف کوئی توجہ نہین کی اور اُسکی خوبیون کو اور اُسکی سچی بشارتون کیطرف اپنی دلی رغبت ظاہر نہین کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اسلام سے کراہت کرتے ہو۔ اسلیئے ضرور ہے کہ تم دارالخلافت مین حاضر آؤ۔ اور اسکے اُصول۔ اس کے قواعد اور اسکے فوائد سُن جاؤ۔ خود بھی مسلمان ہو اور اپنی تمام رعایا کو اسکی دعوت کرو۔ شنصب حاضر ہوکر مسلمان ہوا۔ اور تمام رعایا کے نام فرمان خاص لیکر غور مین گیا۔ اور اسلام کو تمام غور کا ملکی مذہب بنایا[۵۲]۔

ہندوستان مین قاسم کی ماتحتی مین ایک معتدبہ فوج روانہ کیگئی جو ۳۸ھ ہجری کے اوائل مین **سندھ** کی فتوحات مین مصروف ہوئی۔ اُس نے چند مقامات سندھ پر قبضہ کیا۔ قاسم کے بعد ۳۸ھ ہجری کے اخیر مین **حارث ابن مرۃ عبدی** ایک دوسری فوج کیساتھ دارالخلافتہ سے روانہ کیا گیا۔ اور اُسنے اُن ممالک مین بہت سے مقامات فتح کیئے۔ بہت سے سندھی گرفتار کیئے گئے۔ اور کثیرالتعداد مال غنیمت ہاتھ لگا جو بہ او رہت دارالخلافتہ کو روانہ کیا گیا۔ اور ایک دن مین ایک ہزار لونڈی غلام غنیمت کے مال مین تقسیم کیئے گئے۔ اور اسی طرح اموال غنیمت مین۔ حارث ابن مرۃ مدت تک اِن بلاد پر قابض رہے[۵۳]۔

فارس کی حدود مشرقی مین۔ حریث ابن جعفر جعفی ایک لشکر جرار کے ہمراہ روانہ کیئے گئے اُنھون نے وہان پہونچکر خلافت اسلامیہ کے تصرف اور اثر کو اُن علاقون مین مستحکم کردیا۔ جو خلافت ثالثہ کے

[۵۱] روضۃ الصفا جلد ۲۔ ابن اثیر ۱۲ [۵۲] تہذیب المتین۔ تاریخ فرشتہ ۱۲ [۵۳] روضۃ الصفا۔ ربیع الابرار زمخشری ۱۲

زمانہ کے فتوحات مین شامل ہو چکے تھے۔ اور اُن مین اپنی طرف سے بھی اکثر بڑے اور مستحکم اضافہ بھی کیئے جسکی وجہ سے فارس کے حدود مشرقی مین اسلامی حدود کا رقبہ پہلے سے زیادہ دور تک بڑھ گیا[۱]۔

ربیع ابن خشعم کے ہمراہ دوسری جرار فوج علاقہ قزوین اور ملک رَے کی طرف روانہ فرمائی۔ اور ان دونون فوجی افسرون نے قزوین اور رَے دونون علاقون کو فتح کر کے خلافت اسلامیہ کے حدود مین کافی اضافہ فرمایا۔

یہ تھے خلافت مرتضوی کے بیرونی فتوحات اور اضافات۔ ان واقعات کو پڑھکر کیا اب بھی کوئی شخص اِس خلافت کے کارنامے کو فتوحاتی خدمات سے خالی بتانیکی کوشش کریگا۔ ہم اس مضمون کی ابتدا مین لکھ آئے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس امر خاص کیطرف اُسی حد اور اسی انداز تک کام کیا۔ جس حد اور جس انداز تک آپ کا انتشار اور آپ کا وقت آپ کو اجازت دیتا تھا۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے ملکی ترددات سے جتنا وقت ملا۔ اتنا وقت ان خدمات کی تعمیل مین صرف کیا گیا۔

آپکے ان خدمات کو دنیا کے بڑے بڑے مدبران ملکی۔ خصوصًا ایسی پُر آشوبی اور ملکی فساد کے زمانہ مین نہایت قدر اور عظمت کی نگاہ سے دیکھین گے۔ کیونکہ آپکے روزانہ انتشار اور ہر وقت کے تردد و فکار صاف صاف بتلا رہے ہین کہ جناب علی مرتضیٰ کے ایسے متردد اور متفکر فرمانروا سے جو اپنے ملک کے تمام اندرونی حصون مین بغاوت اور فساد پھیل جانیکی وجہ سے ایک منٹ کیلئے بھی مطمئن نہین کہا جا سکتا۔ ان خدمات کا انجام ہونا اور ملک کے اندرونی انتظام کے علاوہ بیرونی ممالک کی فتوحات کا بندوبست کرنا۔ اگر محال نہین تو قریب المحال تو ضرور تھا۔ مگر آپکے استقلال اور پاداری نے ان امور کو بھی اپنی ضروری حدود تک تعمیل کر کے ثابت کر دیا کہ ہم ان انتشار اور شبانہ روز کے غور و افکار کی وجہ سے بیدل نہین ہونیوالے۔ ملکی بغاوت اور باغیون کی مخالفت۔ ہماری ہمت اور پاداری مین سرِمو فرق پیدا نہین کرسکتی۔ یہ ہماری ہی ہمت اور جگرداری ہے جو باوجود اس قلت وقتی اور ضیق النفسی کے بھی اُن کے استیصال اور مقابلہ پر بھی تیار ہے۔ اور انہین کے ساتھ بیرونی مقامات کی فتوحات کے لیئے بھی مستعد اور آمادہ پیکار۔ خلافت مرتضوی کی یہ خصوصیات ہمکو اس سے پہلی خلافتون مین نہین ملتین۔ اور کسی خلیفہ اور فرمانروا کا نام ہمکو خلافت کے دفتر مین ایسا دکھلائی نہین دیتا جو ان مصیبتون مین شبانہ روز گرفتار رہکر ملک کے اندرونی فسادون کی بھی اصلاح کرتا رہا ہو اور اسی کے ساتھ بیرونی ممالک مین بھی اپنے حدود حکومت بڑھانے اور اپنے حقوق مستحکم کرنیکے بھی کافی انتظام کرتا رہا ہو۔ ان عدیم المثال خصوصیات پر نظر کر کے ہم اپنی کتاب کے ناظرین کو باور کرتے ہین کہ خلافتِ اسلامی کے جریدہ مین خلافت

[۱] روضۃ الصفا ۱۸۱

مرتضوی ہی ایسی تنہا اور یکتا ثابت ہوتی ہی جو اندرونی اور بیرونی پولیٹکس (Politics.) کو ایسے انتشار اور اضطرار کے زمانہ مین کافی طور سے انجام تک پہونچا گئی ؎۔

خلافت مرتضوی کو حضرت عمرؓ کے عہد حکومت سے مقابل کرنیوالے بزرگوار اور خلافت چہارم مین خلافت دوئم کے لیسے بڑے بڑے ملکی فتوحات تلاش کرنے والے۔ اگر اُن کو کچھ بھی سوچنے۔ غور کرنے اور سمجھنے کا مادّہ ہوگا تو وہ ضرور سمجھ جاینگے کہ جس مستقل المزاج فرمانروا نے اپنی پاداری اور ثبات طبعی کیوجہ سے ایسے اضطرار و انتشار کیحالتون مین اور اتنی عدیم الفرصتی کے زمانہ مین۔ اِن خدمات کو یہانتک انجام دیا۔ تو وہی پُرہمت اور اولوالعزم بزرگوار اگر اپنے سابقین فرمانروا اون کے ایسا عام امن امان کا زمانہ پاتا اور ملک کی رعایا اسکی بھی اُسیطرح اطاعت و فرمانبرداری کرتی تو دنیا مین آج اسکے فتوحاتی اضافات کہان تک پہونچے ہوتے۔ ہمارے قدیم عنایت فرما۔ خان بہادر مولوی **دلاور حسین خان** صاحب سابق انسپکٹر جنرل جسٹریشن بنگال نے اِن مضامین پر غور کرکے اپنے لکچر شیعاز آف علیؑ اینڈ فالورس او سنت مین اسکو بالتفصیل لکھا ہے جسکو ہم اِسی کتاب کے پہلے حصہ کے بعض مقامات پر درج کرچکے ہین ؎۔

مولوی خواجہ **عبید اللہ** صاحب امرت سری بھی اپنی کتاب ارجح المطالب مین اُنکی تائید فرماتے ہوئے یون رقمطراز ہین :۔

آپ کی خلافت کا بڑا بھاری حصہ خانہ جنگیون مین صرف ہوا۔ آپ کی خلافت تین مہینے کم پانچ برس رہی۔ بارھوین ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کو لوگون نے آپسے بیعت کی۔ اور رمضان ۴۰ھ ہجری مین آپ شہید ہوگئے اِس فرصت قلیل مین اِن خانہ جنگیون سے آپ کو دم بھر کی مہلت نہین ملی۔ ابھی بیعت کی تکمیل بھی نہین ہوئی تھی کہ واقعہ جمل پیش ہوا اور ابھی اِس واقعہ کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ صفین کا ٹنٹا شروع ہوگیا۔ علامۂ ابن عبدالبر استیعاب مین لکھتے ہین کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے پانچ برس تک معٰویہ لڑتے رہے۔ ابھی انکے معرکے سے فارغ نہین ہوئے تھے کہ آپ کو خارجیون سے لڑنا پڑا۔ پس یہ واقعات ایسے تھے کہ جن کے سدراہ ہونے کی وجہ سے نہ آپ ممالک غیر پر فوج کشی کرسکے اور نہ فتح بلاد کیطرف متوجہ ہوسکے۔ اگر صحابہ کا وہی اتفاق جو عہد شیخین مین تھا جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کیوقت بھی قائم رہتا تو البستہ دونون زمانون کی فتوحات کا صحیح موازنہ کیا جاتا ؎۔

ہم اپنی موجودہ بحث مین اِس سے زیادہ طول دینا نہین چاہتے۔ کیونکہ اِس کے ضمن مین جزوی اور کلی۔ جتنے واقعات اور نکات تھے اُن کو ہم ایک ایک کرکے بیان کرچکے۔ اور اسکو سیاسی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور

؎ ارجح المطالب مطبوعہ لاہور ص ۲۲۳ ؎

روحانی اصول سے ثابت کرچکے کہ خلافت مرتضوی نے اسکے متعلق جو کچھ کیا وہ مصلحت وقت اور ضرورت زمانہ سے لازمی اور مناسب تھا۔ اور مصلحت وقت اور ضرورت زمانہ کے مطابق۔ اپنے امور کو عملی صورتون مین لانا اسیکا نام سیاست ہی اور اسی کو پولٹیکس کہتے ہین ٭

خلافت مرتضوی کے نظام ملکی اور ان کی خبرگیریان

اب ہم اپنی موجودہ بحث کو تمام کرکے خلافت مرتضوی کے اُن نظام ملکی کے حالات کو بیان کرتے ہین جو باوجود قلت وقت اور دقت زمانہ کے سابق خلافتون کیطرح سیاست کے اعلیٰ پیمانہ پر نہایت بیدار مغزی اور حزم و احتیاط سے عمل مین لائے گئے۔ جسکو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اس خلافت کے نظام حکومت اور طرز سلطنت پچھلی خلافتون سے اپنے کسی صیغے مین پیچھے نہین تھے۔ بلکہ تعلیم شریعت اور ترویج ہدایت اور دیگر احکام ہدایت وغیرہ مین جو اسلامی خلافت کا خاص حُسن خدمت اور اسلامی خلیفہ کا پہلا فرض ہونا چاہیئے۔ یہ خلافت اپنی سابق خلافتون سے کہین آگے تھی ٭

نظام ملکی کے متعلق۔ ملک کی خبرگیری اور حفاظت۔ رعایا کے ساتھ حُسن سلوک۔ اُنکی ترقی۔ رفاہ و صلاح کی کوششین۔ اُنکی تہذیب۔ شایستگی اور تربیت کے انتظام مین پوری توجہ سے کام لیا گیا۔ عاملون کا تعین۔ اور اُن مین قابل ناقابل کی پُوری تمیز نہایت احتیاط سے کیگئی۔ مصالح ملکی۔ امن عام۔ رستون کی درستی اور نگہداری۔ قافلون اور مسافرون کی آرام رسانی اور اُنکی نگرانی۔ نہایت ہوشیاری سے عمل مین لائی گئی۔ لشکر اور اہل لشکر کا انتظام۔ اُنکی دلجوئی مین ہمیشہ خاص لحاظ رکھا جاتا تھا۔ عامۃ المسلمین اور اُنکے تمام حقوق کی رعایت۔ مساوات کے اصول پر جس احتیاط اور انصاف سے اس خلافت کے زمانہ مین کیگئی۔ وہ کسی اور خلافت کے وقت مین نہین کیگئی۔ رعایا کی دادرسی کے لیئے ہر وقت اجازت تھی۔ یہان تک کہ فرائض پنجگانہ کے مخصوص اوقات مین بھی عام طور سے۔ ملکی مستغیثون کے استغاثے پوری توجہ سے سُنے جاتے تھے۔ اور اُن کی تمام شکایتون کا خاطر خواہ فیصلہ کردیا جاتا تھا۔ حفاظت۔ نگرانی۔ ادائے حقوق اور رعایت مین اہل اسلام اور اہل ذمہ ایک نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ تُجّار۔ اہل حرفہ اور عام ملکی پیشہ ورون کے محاسن سلوک نہایت خوش اسلوبی سے قائم رکھے گئے۔ انکی صنعت اور حرفت کی چیزین ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی گئین اور اُنکی ترقی اور مالی حالتون کو ترقی تک پہونچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا گیا۔ اور اُصول سیاست کیساتھ آئین تمدّن بھی نہایت توجہ اور احتیاط کیساتھ برتے گئے۔ اور ملک کی سیاسی درستی کے ساتھ تمدنی ترقی کی بھی پوری فکر کی گئی۔ رعایا اور ملک مین امن و امان قائم رکھنے مین جتنی اور جیسی۔ اس خلافت کے زمانہ مین کوششین کی گئین۔ اور شبانہ روز سخت عرقریزیون سے کام لیا گیا وہ اور کسی خلافت مین نہین ہوا ٭

ان امور کے علاوہ۔ وہ کونسے اور دوسرے امور نظام ملکی کے متعلق تبلائے جائینگے جنکو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے

اپنی خلافت کے زمانہ مین انجام نہین دیا۔ یا اُنپر توجہ نہین فرمائی۔ یا اُن کو ایک بیدار مغز۔ مدبر اور کامل متدین امیر کی شان مین تنہا ہو کر ادا نہین فرمایا ؎

مسٹر گبن کی غلط فہمی کی معذرت

مسٹر ایڈورڈ گبن۔ ام۔ پی۔ کے رس (Mr Edward Gibbon M.P) لکھدینے سے کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام کی چہل سالہ خانہ نشینی نے آپ کی ملکداری اور سیاسی قوٰے کو بالکل سرد اور کمزور کردیا تھا۔ بہت سے اہل اسلام کو ایک خوفناک غلط فہمی مین ڈال دیا ہے۔ مغربی علماء کے نام پر مٹنے والے حضرات۔ اُنکی تالیفات و تصنیفات کے پایہ کو آجکل وحی متلو سے اگر زیادہ نہین تو کم بھی نہین جانتے۔ مگر افسوس اتنا نہین سمجھتے کہ ہمارے اندرونی حالات بیرونی حضرات مین کس ذریعہ سے پہونچے۔ اور زمانہ کی ناقدردانی تا تو جہی اور تغافل نے انکو کس حالت مین اُن تک پہونچایا۔ اول تو جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے نظام ملکی خود گھر والون کو (مسلمانون ہی کو) معلوم نہین ہین۔ اور فضائل۔ مناقب۔ معجزہ۔ کرامات اور شجاعت و دلیری کے سوا آپکے سیاست و تمدن کے حالات پر بالکل پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور عام اہل اسلام نے آجتک آپکے ان حالات کی کوئی تلاش بھی نہین کی اور نہ اُسکی تجمیع و ترتیب کی کوئی فکر۔ ہم مشکل سے کسی کتاب کا نام ایسا بتلا سکتے ہین جسمین آپ کی سیاست اور جہانداری کے واقعات ترتیب و تفصیل سے مندرج کیے گئے ہون۔ پہر جب اپنا گھر ان ضروریات سے خالی ہو تو دوسرے کے گھرون مین اپنی دولت کا سُراغ لگانا فضول اور بیکار ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مسٹر گبن نے ان تمام حالات کو اسلامی تاریخون سے لیا ہے۔ اور بدقسمتی سے اسلامی تاریخین ان جوہرون سے بالکل خالی۔ تو پہر مسٹر گبن یہ اسباب کہان سے لاتے اور یہ مادے کیونکر فراہم کرتے۔ اگر کم سے کم نہج البلاغت ہی کا ترجمہ انگریزی یا کم سے کم اُردو ہی مین ہو گیا ہوتا۔ اور وہ دوسری اسلامی تالیفات کیطرح اطراف عالم مین شائع ہو گیا ہوتا تو البتہ مسٹر گبن کے ایسے روشن دماغ مدبر کو جناب علی مرتضیٰؑ کے نظام ملکی کی اعلےٰ خوبیون کا کامل طور سے اندازہ ہو جاتا اور پہر اُسکے ایسا موید حقوق اہل بیتؑ کبھی آپکے متعلق ایسا بیدھڑک فیصلہ کرنیکی جرأت نہ کرتا۔ یہ اسلامی تاریخون کی فروگزاشت اور خاموشی ہے جس نے مسٹر ایڈورڈ گبن کو اس غلط فہمی پر مجبور کردیا ہے مسٹر گبن کی کیا خطا۔ انچہ براست ازماست کا سچا مضمون ہے +

خلافتِ مرتضویؑ کے نظام ملکی

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلے جس امر کیطرف توجہ فرمائی وہ اُس وقت کی موجودہ بدامنی اور پُرآشوبی کی اصلاح تھی۔ جسکی مدافعت کے دو طریقے تجویز کیے گئے۔ اوّل تو موجودہ اضطرار اور انتشار کی حالتون مین رعایا کی پوری محافظت اور خبرگیری۔ اُنکے حقوق کی رعایت۔ اور اُنکی کافی دلجوئی اور

تسکین وتشفی تھی۔ دوسرا طریقہ اُسی مدافعت کا اُن بڑے بڑے سرکش مخالفون کا مقابلہ تھا۔ جو عام طور سے ملک مین بدامنی اور فساد قائم رہنے کی خاص طور پر کوشش کر رہے تھے۔ مگر اِس مدافعانہ مقابلہ سے پہلے جو زمانہ موجودہ کی قانونی اصطلاح مین۔ صاف صاف حفاظت خود اختیاری کے پورے منشا ہین۔ اُنکو صلح و آشتی کے رستون پر لانے کی فکر بھی اِسمین ضرور شامل تھی +

ہم اپنے موجودہ سلسلہ کو خلافت مرتضوی کے پہلے اختیار کردہ طریقہ کی تفصیل سے شروع کرتے ہین۔ اور اِسی کے ضمن مین رعایا کے تمام جزوی اور کلّی تعلقات کو سلسلہ وار بیان کرتے ہین +

رعایا کی تقسیم اور اُنکی جداگانہ تفصیل

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ملکی رعایا کو اپنی خلافت کے زمانہ مین دو بڑے حصون مین تقسیم فرمایا تھا۔ اوّل حصہ رعایا کا وہ تھا جو سلطنت کا ملازم تھا۔ اور اِس مین **فوج۔ کاتب۔ قاضی** اور **عمّال** شامل تھے +

دوسرا حصہ رعایا کا وہ تھا جو سلطنت کا ملازم نہین تھا۔ اور اُن مین **اہل اسلام۔ اہل جزیہ اہل صنعت۔ تجار۔ فقرا اور محتاجین** شامل تھے +

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اِن مین سے ہر فرقہ کی ماہیت۔ اُنکے حقوق اور اُنکے ساتھ محاسن سلوک اختیار کرنیکے طریقے۔ نہایت توضیح سے علٰحدہ علٰحدہ خود بیان فرمائے ہین۔ اور اُنکی حفاظت جان و مال۔ دلجوئی۔ خاطرداری۔ استحفاظ حقوق اور اُنکے ساتھ ہمیشہ ملائمیت اور نرمی سے پیش آنیکے لیئے۔ الحتیٰ عمّالانِ خلافت کو جو مختلف علاقون پر خلافت کی طرف سے حکمرانی کرتے تھے سخت تاکیدون کے ساتھ ہدایت فرمائی ہے۔ اب ہم اُن کی ماہیت اور اُن کے حقوق وغیرہ وغیرہ۔ جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے ذیل مین مندرج کرتے ہین +

تقسیم رعایا کی نسبت جو فرمان جاری ہوا اُسکے تمہیدی مضامین یہ ہین

اعلم ان الرعیۃ طبقات لا یصلح بعضہم ببعض ولا اغناء ببعضہا عن بعض فمنہا جنود اللّٰہ ومنہا اہل الجزیۃ ومنہا کتاب العامۃ و الخاصۃ ومنہا قضاۃ العدل ومنہا عمال الانصاف والرفق ومنہا اہل الجزیۃ والخراج من اہل الذمۃ ومسلمۃ الناس ومنہا التجار واہل الصناعات ومنہا الطبقۃ السفلی من ذوی الحاجۃ و	ملکی رعایا مختلف قسم کی ہوتی ہین۔ ایک کی اصلاح حال دوسرے کی اصلاح سے متعلق ہے۔ اور ایک کو دوسرے کی احتیاج۔ انہین مین **خدا کا لشکر** (اسلامی فوج) ہر فرقہ کے لوگ (جو ملک کا کام کرتے ہین) **قاضی**۔ جو متنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ کرتا ہے۔ **عمّال** جو سلطنت کی طرف سے حاکم ہوتے ہین۔ **اہل جزیہ**۔ جو رقم جزیہ دیکر اسلامی حفاظت مین آتے ہین۔ **تجار**۔ تجارت پیشہ اقوام۔ **اہل صنعت**۔ ملک کی دستکار قومین۔ **فقرا اور محتاجین** جو دوسرون کی

والمسکینة وکل قد سمی الله له سهمه
وضع علی حدّه وفریضة فی کتابه وسنة
نبیّه عهد امنه
محفوظاً۔

استمداد و اعانت پر اپنی گزران کرتے ہین۔ یہ سب فرقے ملکی رعایا مین داخل ہین۔ ان تمام طبقون کو خدا نے اپنی کتاب مین یاد فرمایا ہی۔ اور سُنّت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے ان لوگون کا ایک ایک حصه جدا جدا معین فرمایا ہی۔ اور اُن کی اعانت اُنسے قوی اور اعلی طبقه والون پر واجب اور لازم ٹھیرائی ہے

اس عبارت سے رعایا کے اقسام معلوم ہوگئے۔ ہمارا خیال ہی کہ خلافت مرتضوی کے بعد سے اسوقت تک جسکو قریب ڈیڑھ ہزار برس ہوتے ہین۔ ان اقسام کے علاوہ اور کوئی دوسری قسم کی رعایا نہین دیکھی گئی جس سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیه السلام کی یہ تقسیم ایسی کامل تھی جسمین اُسوقت سے اسوقت تک پھر کسی قسم کی ترمیم نہین ہوسکی۔

بہرحال اقسام رعایا کی تفصیل لکھکر اب اُن کے حقوق کی تصریح مین جو ارشاد ہوا ہی وہ ذیل مین قلمبند کیا جاتا ہے

لشکر اور اُسکے حقوق

لشکر۔ فالجنود باذن الله حصون الرعیة وزین الولاة وعز الدین وسبیل الامن ولیس یقوم الرعیة الا بهم ثم لا قوام للجنود الا بما یخرج الله لهم من الخراج الذی یقوون به علی جهاد عدوهم ویعتمدون علیه فیما اصلحهم ثم تفقد من امورهم ما یتفقد الوالدان من ولدهما ولا یتفاقمن فی نفسک شیء قویتهم به۔

لشکر رعایا کے قلعے ہین کہ رعایا اُنکی حفاظت مین رہتی ہی۔ وہ والیان ملک کے زیب و زینت ہین۔ دین الٰہی اور شریعت رسالت پناہی کی عزت ہین۔ امن و امان ملک کے ذمہ دار ہین۔ رعایا بغیر فوج کے نہین رہ سکتی۔

فوج کے ساتھ تم اپنے محاسن سلوک قائم رکھو جس طرح تم اپنے بال بچون کے ساتھ کرتے ہو۔ اُنکے ساتھ اسطرح پیش آنا چاہیے کہ وہ راضی اور خوشنود رہین۔ اور ہمیشہ ایسی باتون سے اُنکی امداد کرنا چاہیے کہ اُنکی قوت اور ہمت مین اضافہ ہوتا رہے۔

لشکر اور اہل لشکر کی ماہیت کے بعد اہل دفتر کی نسبت تحریر ہے

اہل دفتر اور اُنکے حقوق

اہل دفتر۔ ثم انظر فی حال کتابک فول علی امورک خیرهم واخصص رسائلک التی تدخل فیها مکائدک واسرارک باجمعهم لوجوه صالح۔

دفتر کے لوگون کے احوال پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہیے جو اُن مین بہمہ صفت موصوف ہو اُسکو اختیار کرنا چاہیے یعنی اُسکو ترقی دینی چاہیے۔

قاضی اور اُسکی تعریف

اہل دفتر اور کتابت کے کام کرنے والون کے بعد قاضی یا قضا کا کام کرنے والے کی تعریف اور اُسکے اوصاف بیان کیے جاتے ہین اور سلطنت اسلامی کے تمام انتظامی افسرون مین جیسا اس منصب اور صیغه کا حاکم جوابدہ اور ذمہ دار ہے اتنا کسی دوسرے صیغه یا محکمه کا نہین۔

قضا کا دفتر" ایسے ضروری اور جوابدہ منصب کی ماہیت اور اُس کے ضروریات اِن الفاظ مین بیان فرمائے جاتے ہین +

قاضی کی خدمات اور اُس کے اوصاف

ثم اختر للحکم بین الناس افضل رعیتک فی نفسک ممن لا یضیق به الامور ولا تمحکه الخصوم ولا یتمادی فی الذلة ولا یحصر من الفیء الی الحق اذا عرفه ولا تشرف نفسه علی طمع ولا یکتفی بادنی فهم دون اقصاه اوقفهم فی الشبهات واخذهم بالحجج واقلهم تبرما بمراجعة الخصم واصبرهم علی تکشف الامور واصرمهم عند اتضاح الحکم ممن لا یزدهیه اطراء ولا یستمیله اغراء اولئک قلیل ثم اکثر تعاهد قضائه وافسح فی البذل ما یزیح علته ویقل معه حاجته الی الناس واعطه من المنزلة لدیک ما لا یطمع فیه غیره من خاصتک لیامن بذلک اغتیال الرجال له عندک فانظر فی ذلک نظرا بلیغا فان هذا الدین قد کان اسیرا فی ایدی الاشرار یعمل فیه بالهوی ویطلب به الدنیا +

قضا کا عہدہ رعایا مین سے اُس شخص کے سپرد کرو جو اُن مین سب سے افضل ہو۔ اور معاملات کی یورش سے نہ گھبراتا ہو۔ اور لوگون کی کثرت دیکھکر پریشان نہوتا ہو۔ اگر کوئی خطا کرے تو اپنی خطا پر ضد نہ کرتا ہو۔ جب کوئی امر حق اُسپر ظاہر ہو جاوے تو اُس کے تسلیم کرنے مین توقف نہ کرتا ہو۔ اُسکے نفس مین طمع کا گزر نہ ہو۔ اور تا وقتیکہ معاملہ کی تہہ تک پہنچ لے اپنی کم فہمی پر اعتبار نہ کرتا ہو۔ اور شبہہ کے اوقات مین معمول سے زائد غور و فکر کرتا ہو۔ اور اُنمین جو راستی اور دیانت کا راستہ ہو وہی اختیار کرتا ہو۔ مرجوعات کے وقت لوگون کو دیکھکر ترش رو نہوتا ہو۔ ہر امر کے سُراغ لگانے مین نہایت استقلال سے کام کرتا ہو۔ جب کسی معاملہ مین حقیت کے رُو سے مناسب تجویز کر چکا ہو تو پھر اُسکے اجرا مین مطلق دیر نہ کرتا ہو۔ اور بغیر کسی کے انتظار کے اُسکو فیصل کرتا ہو۔ اگر لوگ اُسکی تعریف و توصیف مین مبالغہ کرتے ہون تو وہ اُسپر پھول نہ جاتا ہو۔ اگر کسی امر مین اُس سے سفارش کرین تو وہ راہ حق سے متجاوز نہوتا ہو۔ مگر ایسے لوگ جن مین یہ تمام اوصاف موجود ہون۔ بہت کم ہاتھ آتے ہین۔ اگر کسی ملک مین قاضی مقرر کیا جاوے تو اُس ملک کے گورنر یا عامل کا فرض ہے کہ وہ اُن معاملات کی جو دار القضا مین پیش ہوتے ہون پوری نگرانی کرے اور جن معاملات کو وہ چھوڑ دے۔ اُن سے غفلت نہ کیجاوے۔ بیت المال سے قاضی کا وظیفہ اتنا مقرر ہونا چاہیے کہ پھر اُسکو رشوت لینے کی ضرورت نہ باقی رہے اور وہ دوسرون کا محتاج نہ ہو۔ دربار حکومت مین قاضی کو صدر کی جگہ دیجاوے۔ تاکہ ارکین سلطنت مین اُسکا امتیاز اور اعزاز ہو کہ لوگ اُسے بُرا نہ کہین اُسکی تحقیر نہ کرین۔ اور اُسکے امور درہم و برہم نہون اِس سے وہ اپنے مخالفون سے محفوظ رہیگا۔ اور قبل اِسکے کہ وہ ذلیل اور سُبک ہو اِن اندیشون سے محفوظ ہو جائے گا +

عمّال ملکی" محکمہ قضا کے بعد اِس طبقہ کے جلیل القدر اور عظیم الشان عہدہ داران کا ذکر ہے جو باعتبار اپنے

اعلیٰ مناصب کے خلافت کیطرف سے ممالک بیرونی مین نیابت اور وائسرائیلیٹی Viceroyalty کے فرائض ادا کرتے تھے۔ اُنکی ذمہ داریان اور فرائض۔ اُنکے خدمات کے انجام۔ اُنکے اخلاق اور محاسن سلوک کے متعلق جیسی جیسی ہدایتین فرمائی گئین۔ وہ ایک ایک کرکے ہم ذیل مین لکھتے ہین +

ان عملك ليس لك بطعمة ولكنه في عنقك امانة وانت مرعى لمن فوقك ليس لك ان تصارف في رعية ولا تخاطر الا بتوثيقه وفي يديك مال من اموال الله عز وجل وانت من خزانه حتى تسلمه الي ولعلي ان لا اكون شر ولاتك +

ثم ان للوالي خاصة وبطانة فيهم استئثار وتطاول وقلة انصاف في حسم مادة اولئك بقطع اسباب تلك الاحوال ولا تقطعن لاحد من حاشيتك و حامتك قطيعة ولا يطمعن منك في اعتقاد عقدة تضر بمن يليها من الناس في شرب او عمل مشترك يحملون مؤنته على غيرهم فيكون مهنأ ذلك لهم دونك و عيبه عليك في الدنيا والآخرة والزم الحق من لزمه من القريب والبعيد وكن في ذلك صابرا محتسبا واقعا ذلك من قرابتك وخاصتك حيث وقع وابتغ عاقبته بما يثقل عليك منه فان مغبة ذلك محمودة وان ظنت الرعية بك حيفا فاصحر لهم بعذرك واعدل عنهم ظنونهم باصحارك فان في ذلك اعذارا تبلغ فيه حاجتك من تقويمهم على الحق ولا تدفعن صلحا دعاك اليه عدوك لله فيه رضا فان في الصلح دعة لجنودك وراحة من همومك وامنا لبلادك ولكن الحذر كل الحذر من عدوك بعد صلحه فان العدو ربما قارب ليتغفل فخذ بالحزم واتهم في ذلك حسن الظن

عامل یا والی ملک کی حیثیت

تمہاری امارت (موجودہ منصب) تمہاری ملکیت نہین بلکہ مسلمانون کی امانت ہی جو تمہاری گردنون مین بندھی ہے اور تم بھی اپنے بادشاہ کے مقابلہ مین ایک رعیت سے زیادہ حیثیت نہین رکھتے۔ تم اسکے ہرگز مجاز نہین ہوسکتے کہ بغیر اجازت سلطانی کے رعایا کے امور مین کوئی تصرف کرو۔ تمہارے ہاتھون مین خدا کے مالون مین سے مال ہی اور تم میری طرف سے اُسکے خزینہ دار ہو۔ جب تک کہ اُسکو میرے سپرد نہ کرلو تم اپنی امانت داری کی جوابدہی سے بری نہین ہوسکتے۔ مجکو امید ہی کہ ان احکام کے نافذ کرنے کی وجہ سے مین تمہارے نزدیک بُرا امیر ثابت نہ ہونگا +

نوکری مین قرابت کا لحاظ رکھو

بیرونی علاقون مین عامل ایسے مقرر کیے جائین جنکا پورا حال پہلے سے معلوم ہو۔ جو لوگ والیان ملک سے قربت کا تعلق رکھتے ہین اور وہ اُنکے ساتھ جامۂ اندرونی کی طرح سے رہتے ہین۔ اُنمین خاصکر نخوت اور سرکشی کے مادے ہوتے ہین اُنکی طبیعتین ناانصافی اور دست اندازی کیطرف مائل ہوتی ہین

قرابت ملک کو تکلیف پہنچاتی ہے

پہلے اُنکا استیصال کرو۔ اور اُنکی پوری تنبیہ کرکے اُن کے مظالم دنیا سے اُٹھا دیے جائین۔ اپنے قرابتمند اور عزیزون مین سے کسیکو حکومت کا اختیار نہ دینا چاہیے۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو وہ اپنے اقتدار و اختیار کے باعث اپنے ہمسایون کو سخت آزار پہنچاتے رہینگے۔ اور غریبون پر پانی بند کرکے ہزارون مصیبتون کے باعث ہون گے۔ جو ملکی خدمات انکو اور ملکی لوگون کو ملکر آپ کرنا چاہیے وہ آپ نہ کرینگے

وان عقدت بينك وبين عدوك عقدة او البسته
منك ذمة فحط عهدك بالوفاء وارع ذمتك بالامانة
واجعل نفسك جنة دون ما اعطيت فانه ليس من
فرائض الله شيئا الناس اشد عليه اجتماعا مع تفرق
اهوائهم وتشتت آرائهم من تعظيم الوفاء بالعهود وقد لزم
ذلك المشركون فيما بينهم دون المسلمين لما استوبلوا
من عواقب الغدر فلا تغدرن بذمتك ولا تخيسن
بعهدك ولا تختلن عدوك اياك والدماء وسفكها
بغير حلها فانه ليس شئ ادعى لنقمة ولا اعظم
لتبعة ولا احرى بزوال نعمة وانقطاع مدة من
سفك الدماء بغير حقها والله سبحانه مبتدئ بالحكم
بين العباد فيما تسافكوا من الدماء يوم القيامة
فلا تقوين سلطانك بسفك دم حرام فان ذلك
مما يضعفه ويوهنه بل يزيله وينقله ولا عذر
لك عند الله في قتل العمد لان فيه قود البدن
وان ابتليت بخطاء افرط عليك سوطك
او يدك بعقوبة فان في الوكزة فما فوقها
مقتلة فلا تطمحن بك نخوة سلطانك عن
ان تودي الى اولياء المقتول حقهم +

بلکہ اپنے شرکا پر چھوڑ دینگے۔ اور جو کام خاص اُنہین کو
تنہا کرنا چاہیئے وہ بھی اپنے خادمون کے سپرد کردین گے
ایسی حالت مین اگر نیکنامی ہوئی تو اُسکے دعویدار خود ہونگے
اور اگر بدنامی ہوئی تو غریب خادمون کے سر گئی ؛

رعایا کے ادائے حقوق

جسکا حق ثابت ہوجائے۔ اُسکے دلادینے مین ذرا بھی توقف
نہ چاہیئے۔ اور اپنے پرائے۔ دور۔ عموماً سب کو اپنی نگاہون
مین ایک سمجھو اور ثابت قدمی سے اس طریقہ پر ہمیشہ کاربند
رہو۔ رضا خدا کی طلب کرنے کی خواہشون پر مستعد رہ کر
اسپر عمل کرو۔ عام اس سے کہ اس طریقہ سے تمہارے خواص
وعام تم سے خوش ہون یا ناخوش۔ اگر ان امور سے کوئی امر
تمہارے دل پر گران گزرے تو تم اُسکے لیئے عاقبت اندیشی
سے کام لو اور اُسکے انجام پر نظر رکھو۔ اور ہرگز دل تنگ اور پریشان
خاطر نہ ہو +

رعایا اگر تم سے تمہارے ظلم وستم کی شکایت کرے تو تم اُنکو
اپنے وجوہات واضح طور سے دکھلادو۔ اور اُنکو اپنے معقول
عذر دکھلا کر اُنکے شاکی دلون کو اپنا موافق بنالو۔ اور اُن کو
پھر ہدایت پر لگالو +

دشمن سے صلح کرنے اور اُس سے ہوشیار رہنے کے فوائد

جب تمہارا دشمن تم سے صلح کرنے کی خود درخواست کرے
درانحالیکہ وہ صلح تمہارے لیئے مفید ہو تو تم اُسکی استدعا
کو واپس نہ دو۔ تمہارے صلح کر لینے سے تمہارے لشکر کو آرام پہنچیگا اور تم کو شبانہ روز کے اندیشون سے راحت
ملیگی۔ تمہارے ملک کے تمام شہرون مین امن ہوجائے گا۔ بدامنی کے خوف ملک سے اُٹھ جائینگے۔ مگر با این ہمہ یہ بھی
خیال رکھو کہ صلح کرنیکے بعد بھی تم کو اپنے دشمن سے ہمیشہ خوف کرنا ہوگا۔ اور وہ بھی بہت۔ کیونکہ اکثر مخالف
ایسے بھی ہوتے ہین کہ تم سے صلح تو کر لیتے ہین۔ اور موقع پاکر فوراً اپنے معاہدِ صلح توڑ ڈالتے ہین جب تم کو وہ غافل
پائے گا۔ اپنا کام ضرور نکال لیگا۔ ایسے واقعات مین تم اپنی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کو ہاتھ سے نہ دو +
مگر ہان جو عہد تم نے اپنے مخالف سے کیئے ہین۔ اُن کی رعایتون مین امانت سے کام لو۔ اور اُنکو پورا کرو۔ اور اپنے

نفس کو ایفائے وعدہ کے لیئے سایہ کی طرح سامنے رکھو اگر تمہارا نفس اُس عہد کے عوض کسی بلا مین پڑتا ہو تو
تم اپنے نفس کو اُس بلا مین ڈالدو۔ کیونکہ ایفائے وعدہ خدا کے فرائض مین داخل ہی۔ ایفائے وعدہ سے بڑھکر
انسان کے لیئے کوئی دوسرا فرض نہین ہی۔ اور دنیا کے تمام لوگون نے ایفائے وعدہ کے ضروری اور لازمی ہونے
پر اتفاق کرلیا ہے۔ اور باوجود مختلف عقائد اور راؤن کے اِسکی ضرورت تسلیم کرلی گئی ہی۔ تو ایسی حالت مین اپنے
وعدون کا وفا کرنا نہایت ضروری ہی۔ جسپر تمام مسلمین اور مشرکین متفق ہوچکے ہین۔ اور اُسکے بُرے نتیجون سے
جن خرابیون کا اندیشہ ہوتا ہی قبل از وقت اُن سے پرہیز کرنا واجبات سے ہی۔ مگر ہان ہم تم کسی کے ساتھ ایفائے
وعدہ اسکی قربت یا رعایت۔ یا اُسکے فریب یا دغا دینے کی نیت سے بھی نہ کرو۔ جہان تک تم سے ممکن ہو تم ان
امور مین پاک و صاف رہو +

ملک مین معاہدہ پر قائم

ناحق خونریزی سے بچو۔ کوئی چیز عتاب الٰہی کی اتنی جلد باعث نہین ہوتی جیسی ناحق خونریزی۔ اور
کسی گناہ کی ایسی سخت سزا نہین رکھی گئی جیسی اسکی۔ خدا کی نعمتین جو بندون پر ہوتی ہین۔ وہ اسکی وجہ سے جاتی
رہتی ہین۔ بادشاہون کی سلطنتین مٹ جاتی ہین۔ قیامت کے دن خدا تعالی ناحق خونریزی کی پرسش سے
ابتدا کرے گا۔ اور سب حسابون سے پہلے اِسکا حساب لیا جائے گا۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سلطنت اِس سے قوی
ہوتی ہے۔ یا اسکی وجہ سے انتظام حکومت مین درستی اور مضبوطی آتی ہی بلکہ بخلاف اِسکے یہ اور خرابی کا باعث
ہوتی ہی اور تھوڑے دنون کے بعد سلطنت پر زوال لاتی ہی۔ اور تم لوگ (عمال) ناحق خونریزیون کے لیئے نہ
میرے آگے کوئی عذر پیش کرسکتے ہو۔ اور نہ خدائے سبحانہ تعالی کے نزدیک کیونکہ ایسی صورت مین تم سے
پورا نقصان لینا چاہیئے۔ اور اگر تم سے یہ امر سہواً ہوگیا ہی یعنی مثلاً تم نے کسی کو تہدیداً طمانچہ مارا اور وہ مرگیا
تو اُسکی دیت اور خونبہا تم پر لازم ہی۔ غرض کوئی حالت ہو تم اُسکے الزام سے بری نہین ہوسکتے۔ تم اپنی سلطنت
کے موجودہ اقتدار پر مغرور نہو۔ اور اپنے ملک کے مقتولین کے ادائے حقوق مین جو اُن کے اصلی وارثون کو پہنچتے
ہون غفلت نہ کرو +

ناحق خونریزی سے بچو

یہ اُن احکام و فرامین کے چند تمہیدی مضامین ہین جو عرب کے لارڈ Lords
(بادشاہ دین و دنیا) Spritual and Secular. نے اپنے زمانہ حکومت مین
اپنے ماتحتی گورنرس اور دیگر جوڈیشل افیسرس GOVERNERS & JUDICIAL OFFICERS.
عمال اور قاضیون کو اپنی طرف سے اُن کا دستور العمل بنا کر دیئے تھے۔ جن کا تفصیلی ذکر بہت جلد آگے آتا ہے
ان احکام کو دیکھکر اور غور سے پڑھکر کیا اسوقت کوئی مدبر ملکی ایسا ہی۔ جو اِسکے ضروری اور لازمی ہونے سے انکار
کریگا۔ یا اسکو اُصول سیاست اور قانون تمدن کے خلاف بتلائیگا۔ اگر غور کیا جائے تو ثابت ہوجائیگا کہ اسوقت

بھی دنیا کی تمام سلطنتین بیرونجات مین عمال مقرر کرنیکے وقت انہین ضرور تون کو مدنظر رکھکر انکو ایسی ہی ہدایتین کرتی ہین ٭

اہل حرفت و تجارت پیشہ :۔ ملکی رعایا مین۔ان لوگون کی نسبت عاملان ملکی کو ذیل کے مضامین مین ہدایت فرمائی گئی ہے ٭

اہل تجارت وحرفت پیشہ

ثم استوص بالتجار و ذوی الصناعات واوص بهم خیرا المقیم منهم والمضطرب بماله والمترفق ببدنه فانهم مواد المنافع واسباب المرافق وجلابها من المباعد والمطارح فی برك وبحرك وسهلك وجبلك وحیث لا یلتئم الناس لمواضعها ولا یجترئون علیها فانهم سلم لا یخاف بائقته وصلح لا تخشی غائلته وتفقد امورهم بحضرتك وفی حواشی بلادك واعلم مع ذلك ان فی کثیر منهم ضیقا فاحشا وشحا قبیحا واحتکارا للمنافع وتحکما فی البیاعات وذلك باب مضرة للعامة وعیب علی الولاة فامنع من الاحتکار فان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم منع منه ولیکن البیع بیعا سمحا بموازین عدل واسعار لا تجحف بالفریقین من البائع والمبتاع فمن قارف حکرة بعد نهیك ایاه فنکل به وعاقبه من غیر اسراف ٭

تجار اور اہل صنعت کے ساتھ تم اپنے حسن معاملات اور لین دین درست رکھو کہ وہ لوگ خاص شہر کے رہنے والے اور پردیسیون کے ساتھ جو اور دوسرے شہرون سے تمہارے شہر مین آوین اپنے حسن معاملت کو قائم رکھین ٭

اہل حرفت اور صنعت کے ساتھ بھی تم ایسے ہی لحاظ قائم رکھو۔ کیونکہ ان سے تمہارے ملک کی رعایا کو ان کے اسباب زندگانی مین بہت نفع پہونچتا ہی۔ اور تمہارے شہر کے علاوہ جنگل دریا۔ پہاڑ اور ایسے غیر آباد مقامون کے رہنے والون کے لیئے اُن کی ضرورت کی چیزین یہی لوگ مہیا رکھتے ہین۔ اور جہان بہت سے آدمی جا نہین سکتے یہ وہان جاتے ہین۔ اور جو کام اکثر لوگون سے نہوگا وہ یہ کر گزرتے ہین۔ اور یہ یاد رکھو کہ اس طبقہ کے لوگ عام صلح اور امن و امان پر قائم اور مستعد رہتے ہین۔ اور ان کے خیال کبھی لڑائی وغیرہ کی طرف مائل نہین ہوتے۔ یہ تمہارے خائن نہین ہین جو تمہارے خزانے مین خیانت کرینگے۔ یہ تمہارے لشکر کے افسر نہین ہین جو تم سے سرکشی یا بغاوت کرینگے۔ ایسی حالت مین

ان کے ساتھ سلوک

تم اہل حرفت اور تجارت کا کام خود نکالو۔ اور ان مین سے وہ لوگ جو تمہارے پاس حاضر نہین ہین یا اور ممالک مین دور ہین۔ تم اُنپر بسبیل مناسب نگران رہو۔ مگر باوجود اس امر کے کہ اہل تجارت ملک کے منافع اور فوائد کے باعث ہوتے ہین۔ مگر بعض اوقات ان مین سے ایسی گندم نمائیان اور جو فروشیان دکھلاتے ہین اور تنگدلی سے کام لیتے ہین جو نہایت نازیبا اور ضرر رسان ہوتی ہین۔ وہ یہ ہین کہ یہ لوگ اکثر اوقات ارزانی کے ایام مین کثرت سے

غلہ خرید لیتے ہین۔ اور قحط سالی کے زمانہ تک اُسکو چھپائے رکھتے ہین۔ جب مُلک مین قحط کا اتفاق ہوتا ہی تب یہ لوگ خلائق کے ہاتھ اُسے رُک رُک کے بیچتے ہین۔ اور اس بیچنے مین بھی سختی جبر اور تحکم سے کام لیتے ہین۔ اور یہ باتین ایسی ہین جنسے ملک اور عامۃ الخلائق کو سوائے ضرر اور نقصان کے فائدہ نہ پہنچیگا پس تم اپنے علاقون مین اہل تجارت کو ایسا بندوبست نہ کرنے دو۔ اور اُنکو منع کردو۔ اور ایسی باتون کے منع کرنے کے تم بیشک مجاز ہو۔ جن کے باعث سے ملک کو نقصان پہنچتا ہے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی بیع و شرا کو اپنے زمانہ مین منع فرمایا تھا۔

تجارون کی بے جا انتہا

عموماً بیع و شرا ایسی ہونی چاہیئے کہ فیما بین معاملت مین مساہلت اور مصالحت ہو۔ اور فریقین آپس مین راضی اور خوشنود ہون۔ ترازو اور ترازو کے بٹ ہمیشہ پورے اور درست رہنے چاہئین۔ اور نرخ بھی ایسا قائم ہونا چاہیئے کہ جس سے خریدار اور بیچنے والے کو نقصان یا تاوان نہ ہو۔ اور تم گران کرنے کی نیت سے غلہ جمع کرنیکے رواج کو توڑ دو۔ تمہارے اس حکم کے بعد اگر اُن مین سے کوئی شخص پھر ایسی حرکت کا مرتکب ہو تو تم اُسکی سیاست کرو۔ اور شریعت کے مطابق اُسکی جو سزا ہو۔ وہ تم اُسپر پہنچا سکتے ہو۔

لین دین کے طریقے

ان احکام کو پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ خلافت مرتضوی نے نظام ملکی کے جزوی اور کلی تمام ضروریات کیطرف پوری توجہ سے کام لیا ہی۔ اور ان تمام امور کے متعلق ایسی ضروری اور مفید ہدایتین فرمائی ہین جو آپسے پہلی خلافتون مین کسی ایک نے ایسے احکام اپنے عہد مین نافذ نہین فرمائے۔

محتاجین اور فقراء۔ تجار اور اہل حرفہ حضرات کے بعد۔ رعایا کے طبقات مین۔ اخیر نمبر محتاجین اور فقراء کا ہے۔ جن کی نسبت ذیل کی ہدایتین نافذ فرمائی گئی ہین۔

ثم الله في الطبقة السفلى من الذين لا حيلة لهم من المساكين والمحتاجين واهل البوسى والزمنى فان في هذه الطبقة قانعا ومعترا واحفظ ما استحفظك من حقوقهم واجعلهم قسما من بيت مالك وغلات صوافي الاسلام في كل بلد فان للاقصى منهم مثل الذي للادنى وكل قد استرعيت حقه ولا يشغلنك عنهم نظر فانك لا تعذر بتضييع التافه لاحكامك الكثير المهم فلا تشخص همك عنهم ولا تصعر خدك لهم وتفقد امور من لا يصل اليك منهم ممن تقتحمه العيون وتحقره الرجال ففرغ لاولئك ثقتك من اهل الخشية والتواضع فليرفع اليك امورهم۔

اب ہم رعایا کے سب سے نیچے درجہ والون کی طرف توجہ دلاتے ہین جو کوئی ہنر نہین جانتے جس سے وہ اپنی گزران اوقات کی کوئی سبیل نکال سکتے ہون وہ تمہارے ملک کے فقراء مساکین اور اہل احتیاج ہین جو اپنی جگہ سے اُٹھ نہین سکتے۔ ان مین اکثر ایسے ہین جو کسی سے کچھ طلب نہین کرتے۔ ایسے لوگون کی خبر گیری لازم ہی انکے حقوق کی رعایت کا جس طرح جناب باری عزاسمہ نے فرمایا ہے۔ ہمیشہ لحاظ رکھو اور بیت المال اسلامی مین سے کچھ ان کی گزران کے لیئے معین کردینا چاہیئے

اور خالصات اسلامی سے اُن کی وجہ معاش کے لیئے کچھ وقف کردینا لازم ہی۔ اور اِن مین سے جو لوگ تم سے واقفیت رکھتے ہین یا تم اُن سے واقف ہو۔ وہ نون اپنے استحقاق مین تمہارے نزدیک برابر ہین۔ اور تقسیم بیت المال مین تمہاری واقفیت ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین دے سکتی۔ تم کو چاہیئے کہ اِن مین سے ہر ایک کے حقوق کی رعایت کو بطور مناسب بجالاؤ۔ اور اپنے موجودہ تعلقات کی وجہ سے اُنکے احوال کی نگرانی سے غافل نہ ہو

فقرا کے ساتھ محاسن سلوک

کیونکہ باوجود اِن امور عظیمہ کے جو تم سے متعلق ہین۔ اور اُن مین تم نے اپنی بڑی محنتون سے کام لیا ہی۔ اگر تم حقوق مسلمین کے ادا کرنے مین ذرا بھی سہل انگاری کروگے تو تم ضرور معرض عتاب مین پڑوگے۔ اور تمہارے اِس عذر کو بوجہ کثرت کار یا اور کسی وجہ سے۔ قابل سماعت نہ سمجھا جائیگا۔ عاجز اور فقرا لوگون کی خبرگیری مین اہتمام کرو۔ اور اُنکے ساتھ رعونت اور تکبر سے نہ پیش آؤ۔ اور اُن لوگون سے وہ لوگ جو خلائق کی نظر مین ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہین۔ اور اِس ذلت و خواری کی وجہ سے وہ تم تک نہین پہنچ سکتے ہین تو تم بذات خاص اُنکے تفقد احوال سے غافل نہ ہو۔ اور اپنے خاص لوگون مین سے۔ جن کے مزاجون مین انکسار اور تواضع ہو۔ اُن کی خبرگیری کے لیئے مقرر کرو کہ وہ ایسے حاجتمند لوگون کو تم تک پہنچا دینے مین کافی ذریعہ نہین۔ اور اُنکی ضرورتون سے تمہین برابر آگاہ کیا کرین +

اِن فرامین سے ثابت ہوگیا کہ خلافت مرتضوی نے تفقد احوال رعایا اور ادائے حقوق مساکین و محتاجین مین ایسی کشادہ دستی سے انتظام فرمایا جسکا جواب کسی اور سلطنت مین نہین پایا جاتا۔ عمال کو عام تعلقات مین مصروف رہنے کے باعث دوسرے متدین لوگ اُنکی اعانت اور استمداد کے انتظامون کیلیئے علیحدہ مقرر فرمائے گئے۔ اور اُنکے ذریعہ سے اُنکی راحت رسانی اور گزران اوقات کے طریقون مین پورے طور پر بہبود اور آسانی پیدا کی گئی ×

یہ امر مسلم ہی کہ اتنے ہی فرقہ کے لوگ۔ ایک ملک کی رعایا مین شامل ہوتے ہین۔ اور اُنکے سچے اور جائز حقوق بھی یہی تھے۔ جن کی تفصیل اور تصریح کامل ہدایتون کے ساتھ ملکی عمال کو سخت تاکیدون کیساتھ پہنچائی گئی۔ ہم نے جہان تک اسلامی تاریخون کی تلاش کی ہی۔ ہمکو یہ امر کامل طور سے ثابت ہوگیا ہی کہ کسی اسلامی فرمانروا نے جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے پہلے ملک کی رعایا اور اُن کے مختلف مناصب اور حقوق ایسی کامل تفصیل اور تشریح کے ساتھ بیان نہین فرمایا ہی۔ رعایا کی خوش قسمتی کے لیئے اِس سے بڑھکر اور بھی کوئی دوسری گورنمنٹ مل سکتی ہی۔ جو اپنی ملکی رعایا کے طبقہ مین ایک ایک کے جداگانہ فرائض اُنکے ادائے حقوق۔ اُنکی حفاظت و نگرانی اور اُنکے ساتھ اپنے محاسن سلوک قائم رکھنے کے لیئے اپنے ماتحتی والیان ملک کو ایسی تاکیدون کے ساتھ ہدایت کرے اور نظام ملکی کی ضرورت کے مطابق ہونے کے علاوہ

اِن امور کو شریعت خداوندی کے موافق بھی پورا پورا ثابت کرے۔ کیا عرب کی تاریخ حکومت مین خلافت مرتضوی کی اِن حسن تدبیرون کی مثال دکھلائی جاسکتی ہے اور فرمانروایان اسلامی کی فہرست مین اِنکے سوا کسی دوسرے حکمران کا ایسا نام بتلایا جاسکتا ہی جس نے رعایا کی خبرگیری۔ اُنکی رفاہ اور استحفاظ حقوق کی نسبت ایسے نادر اور مشفقانہ احکام صادر فرمائے ہون۔ ہم کافی طور پر کہہ سکتے ہین کہ ایسی حکومت ایسی سلطنت اور ایسی خلافت اُس ملک اور اُس رعایا کے لیئے بیشک خدا کی رحمت۔ خدا کی نعمت اور خدا کی عین عنایت ہی جسنے اپنی خوش قسمتی سے ایسا ہمدرد۔ دلسوز اور شفیق فرمانروا پایا ہو +

نظام ملکی کے ہر صیغے کی تفصیل

ہم اپنے موجودہ بیان کو عمالانِ مُلکی کے انعقاد سے شروع کرتے ہین والیان ملک کا جیسا عظیم الشان۔ اور جلیل القدر منصب ہوتا ہی۔ اِس کو ہر شخص بخوبی سمجھتا ہے۔ اِس لیئے ضرور ہی کہ ہم اپنے سلسلہ بیان کو انہین لوگون کے احوال سے شروع کرین +

عاملون کے اوصاف

خلافت مرتضوی مین عام طور سے وہی بزرگوار اِس معزز عہدے پر مامور فرمائے جاتے تھے جو اپنے محاسن اوصاف سے آراستہ و پیراستہ ہوا کرتے تھے۔ اور اِن تمام امور کے علاوہ جناب سید المرسلین سلام اللہ علیہ و آلہ اجمعین۔ کی صحبت سے فیضیاب ہو چکے تھے۔ اور خلفائے سابقین کی خدمات مین بھی اپنی استعداد و قابلیت کا اظہار کر چکے تھے۔ اِن امور سے قطع نظر کرکے وہ سب اوصاف اُن بزرگون مین ہوتے تھے جو ایک والی مُلک کے لیئے ضروری ہوتے ہین۔ اور تاوقتیکہ یہ اوصاف اُن مین پائے نہ جائین کسی ملک یا علاقے مین مقرر نہین کیئے جاتے تھے۔ اِن کے تعین کے وقت۔ رعایا کی نگرانی۔ ملک کی آبادی ظلم و تعدی کی ممانعت۔ تقویٰ اور دینداری کی متابعت۔ خلافت کی اطاعت۔ فوج کی حفاظت اور بیت المال کی امانت وغیرہ وغیرہ۔ اِن امور کی نسبت امیر المومنین اسلام کے سامنے اقرار لیا جاتا تھا +

عاملون کا اخلاق
ہدایتین

والیانِ ملک کی ہدایتین جو اُنکے دستور العمل مین درج کی جاتی تھین جن کا ذکر کسیقدر اوپر ہو چکا ہی۔ صرف اُنکے امور ملکی ہی کے متعلق نہین ہوا کرتی تھین۔ بلکہ خاص اُنکے اخلاق کی درستی۔ شایستگی اور تہذیب کے متعلق بھی۔ اُنکے علاوہ فرائض اور خدمات کی انجام دہی کے لیئے اکثر کامون کو اپنے ہاتھون سے خود کرنے کی سخت تاکید کی جاتی تھی۔ اِسکے متعلق جو ارشاد ہوا ہے وہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہے +

ثم امور من امورك لا بد لك عن مباشرتها منها اجابة عمالك بما يعنى عنه كتابك ومنها	اب چند باتین ایسی ہین جو نا عمکر تمہارے اعمال کے لیئے ضروری ہین۔ اُن مین سے ایک مراسلات ہی۔ تم اپنے خطوط

اپنا کام آپ کرو

اصدار حاجات الناس عند ورودها علیك مما یحرج به صدر اعوانك وامض لکل یوم عمله فان ما فیه٭

کے جواب آپ لکھا کرو۔ انکو اپنے دفتر کے لوگون پر نہ چھوڑا کرو۔ دوسرے اہل احتیاج کی رفع حاجت ہی۔ اُنکی حاجتون کو تم خود پورا کیا کرو۔ اپنے کسی خادم پر نہ اُٹھا رکھو۔ جو کام جسدن کا ہو۔ اُسی دن انجام دو۔ کیونکہ شاید دوسرے دن تم کو اُس سے بھی کوئی بھاری کام نکل پڑے٭

اسی طرح والیان ملک کو خود نمائی اور اظہار تمکنت وغیرہ بُری باتون سے ہمیشہ بچنے کے لیئے ان الفاظ مین تاکید فرمائی گئی ہے٭

رعایا سے پردے مین نہ رہو۔

فلا تطولن احتجابك عن رعیتك فان الولاة عن الرعیة شعبة من الضیق وقلة اعلم بالامور ولا احتجاب عندهم الکبیر ویعظم الصغیر ویقبح الحسن ویحسن القبیح وثبات الحق بالباطل وانما الوالی بشر لا یعرف ما توادی عنه الناس من الامور ولست علی الحق سمات یعرف بها ضروب الصدق من الکذب٭

تم اپنی رعایا سے اپنے آپ کو پردے مین نہ رکھو (عام صحبت یا دربار مین بیٹھو۔ اور زیادہ خلوت مین نہ رہو) ایسی صحبت نہ رکھو کہ غریب رعایا تم تک نہ پہنچ سکے۔ اور یون چھپ کر اُن کے دلون کو نہ توڑو۔ کیونکہ تمہارے پردے مین رہنے سے تمہاری رعایا کو تمہاری ناتوجہی اور بے اتفاقی کی شکایت کا پورا موقع ملیگا۔ اور تمہارے اس امر پر رعایا کو تم پر غفلت کے الزام لگانے کا قابو۔ اگر تمام والیان ملک اِس قاعدہ کو پڑھ لین گے اور اپنے لیئے عام دربار مقرر نہ کرینگے تو بہت سے امور ملکی اُن کی آنکھون سے پوشیدہ رہین گے۔ پھر وہ اپنی تحقیق کی نظر کو اپنے ممالک محروسہ کی چارون طرف نہین پھرا سکتے۔ چھوٹے کام اُنکی نگاہون مین بڑے معلوم ہون گے۔ اور بڑے کام چھوٹے۔ اچھی اور عمدہ باتین نازیبا اور قبیح معلوم ہونگی۔ اور بُری اور نازیبا باتین اچھی اور مناسب نظر آئین گی۔ اور حق کو حق اور باطل کو باطل نہ سمجھین گے۔ اور جب اتنی باتین ایک آدمی سے جاتی رہین تو پھر اُس مین کیا رہا۔ تم ایک ملک کے والی ہو اس سے زیادہ نہین۔ اور مستغیث یا کوئی اور تمہارا حاجتمند۔ ایک آدمی ہو تمہارے ایسا۔ اُسکو غیب کی باتون کا علم نہین اور وہ اُنپر کچھ عبور نہین رکھتا۔ جو عموماً اُسکی آنکھون سے چھپا ہو۔ امر حق کی کوئی صورتِ خاص نہین ہوتی ہے جس سے ہمیشہ اسکی پہچان ہو جایا کرے٭

والیانِ ملک کو اُنکے تعین کے وقت۔ اُن کے ادائے فرض کے لیئے خاصکر ایک علیحدہ ہدایت نامہ دیا جاتا تھا۔ جس مین اُنکے معزز عہدے کے تمام خدمات اور اُن کی تعمیل کے طریقے نہایت تفصیل سے بتلا دیئے جاتے تھے۔ وہ یہ ہی٭

والیان ملک کے فرائض کا دستور العمل

اعلم انی قد وجهتك الی بلاد قد جرت علیه دول قبلك من عدل اوجور وان الناس ینظرون من امورك فی مثل ما كنت تنظر فیه من امور الولاة قبلك ویقولون فیك ما كنت تقول فیهم وانما نستدل علی الصالحین بما یجری الله علی السن عباده فلیكن احب الذخائر الیك ذخیرة العمل الصالح فاملك هواك وشح بنفسك عما لا یحل لك فان الشح بنفس الانصاف منها احبت وكرهت واشعر قلبك الرحمة للرعیة والمحبة لهم واللطف بهم ولا تكونن علیهم سبعا ضاریا تغتنم اكلهم فانهم صنفان اما اخ لك فی الدین واما نظیر لك فی الخلق یفرط منهم الزلل ویعرض لهم العلل وتؤتی علی ایدیهم فی العمد والخطاء فاعطهم من عفوك وصفحك مثل الذی تحب ان یعطیك الله من عفوه وصفحه فانك فوقهم ووالی الامر علیك فوقك والله فوق من ولاك وقد استكفاك امرهم"

اِسکو تم سمجھ لو کہ مین نے تمہین ایک ملک کی امارت پر بحال کر کے بھیجا ہے۔ جہان تم سے قبل بھی دوسرون کی حکومت ہو چکی ہے۔ اور اُن حکومتون مین انصاف بھی ہوا ہے اور ظلم بھی۔ اب اِسوقت یہان کی رعایا خاصکر تمہارے محاسن سلوک پر نظر ڈالے گی۔ اور اِس امر کی آزمایش کرنیکا اُسکو پورا موقع ملیگا۔ کہ وہ لوگ دیکھین کہ تم اُن کے ساتھ اُنہین کے ایسے پیش آتے ہو جیسے اُنکے پہلے حکمران تھے اور تم بھی دیکھو کہ یہ لوگ تمہارے حق مین بھی وہی باتین کہتے ہین جو اپنے سابق فرمان روا کے حق مین کہتے تھے۔ اور کسی والی ملک کی ناموری اور نیک نامی کی دلیل اِس سے بڑھکر نہین ہوسکتی کہ اُسکے ملک کی رعایا اُسکی نیک نامی اور محاسن سلوک پر گواہی دے اور اُن کا اعتراف کرے اور اُسکے دوستانہ اشفاق کے تذکرے اپنی صحبتون مین کرین تم کو لازم ہے کہ اپنی نیکیوں کے ذخیرے کو سب ذخیرون سے زیادہ سمجھو۔ اور نیک نامیون کے ذخیرے مین سے سب سے اچھا وہی ذخیرہ ہے جو بندگان خدا کو راضی اور خوشنود رکھ کے جمع کیا جائے۔ اپنی خودغرضی کے تابع نہ بنو اور جو کچھ تم پر جائز نہین کیا گیا۔ اُسکی طرف نظر نہ کرو۔ اپنی خواہشون کے پورا کرنے مین تم تنگ ولی نہ کرو۔ مگر اُن چیزون مین جو ضروری ہون۔ اُن تمام چیزون سے تم اپنی حفاظت کرو جن کو تم چاہتے ہو۔ تم اپنے دل کو ہمیشہ رعایا کی محبت۔ مجبور اور ضعیفون کے ساتھ رحمت کرنیکے لباسون سے آراستہ رکھو۔ اور اُن کو معاملت کے مستحسن طریقے تعلیم کرو۔ رعایا کے ساتھ حیوان درندہ کے ایسا نہ پیش آؤ کہ اُنکو پکڑ پکڑ کر کھا جاؤ۔ اور اُن کی جان و مال کو نقصان پہنچاؤ۔

یہ بھی یاد رکھو کہ تمہاری ماتحتی رعایا دو قسم کی ہوتی ہین۔ ایک وہ ہین جو باعتبار اسلام کے تمہارے دینی بھائی ہین۔ اور ایک وہ ہین جو باعتبار بشریت اور خلقت کے تمہارے ہمسر ہین۔ مگر تمہارے دین مین شریک نہین۔ پس اگر اِن لوگون سے کوئی نادانستہ خطا سرزد ہو یا دانستہ۔ تو تم کو چاہیئے کہ اُن امور سے خبردار ہو لو

اور اُسکی پوری تحقیق کر لو۔ وہ صرف تم کو اپنا متلاشی پاکر اُس خطا سے باز آئینگے۔ اور پھر اُسکے پاس نہ جائینگے اگر تم چاہتے ہو کہ حق سبحانہ تعالی تمہارے گناہوں کو معاف فرماوے تو تم اپنی رعایا کے قصوروں کو معاف کر دیا کرو کیونکہ تم اُنسے قوی ہو اور خدا تعالی تم سے کہین قوی ہے۔ خدائے تبارک و تعالی نے تمہین اُنکے انجاح مطالب کے لیئے اجازت دی ہے اور تم کو ان کے امور کا نگران بنایا ہے ❊

خلافت روحانی اور سلطنت آسمانی کے احکام ایسے ہوتے ہین۔ جنکے حرف حرف سے کمال عدالت شفقت۔ اخلاق اور اشفاق کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے۔ سمجھ لینے کو یہی کافی ہے کہ جس ہمدرد اور شفیق فرمانروا نے اپنے بیرونی ماتحتون کو ان محاسن کے ظاہر کرنے اور قائم رکھنے کی ایسی تاکیدین اور تائیدین فرمائی ہین۔ اُسکے ذاتی محاسن اخلاق اور مکارم اشفاق کیسے ہون گے۔ ان احکام مین ملک کی رعایا کے رفاہ و فلاح کی نسبت وہ اور کون سے امور باقی ہین۔ جو اس مختصر سے دستور العمل مین نہین پائے جاتے ❊

اب ہم اپنے موجودہ سلسلہ بیان مین۔ اُن بزرگوارون کی فہرست اور اُن کے ذاتی محاسن اور اعلی خدمات ذیل مین درج کرتے ہین جو جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے زمانہ مین بیرونی ممالک اور صوبجات پر امارت و ولایت کے عظیم الشان عہدون کے ساتھ ممتاز تھے ❊

خلافت مرتضوی کے والیان ملک کی فہرست اور ان کے ذاتی محاسن ❊

نمبر شمار	نام	مقام مامورت	ذاتی محاسن
۱	عبد اللہ ابن عباس رض	یمن	محیط العلم بین الصحابۃ۔ ان کے اوصاف میری کسی تصریح کے محتاج نہین ❊
۲	معقل ابن قیس ریاحی رض	بصرہ	کوفہ کے مشہور رئیسون مین تھے ❊
۳	عبید اللہ ابن عباس رض	بصرہ	فضل و کمال مین اپنے بھائی کے ہمسر تھے ❊
۴	عثمان ابن حنیف انصاری رض	بصرہ	خلافت ثانیہ مین اضلاع فرات کے افسر بندوبست تھے اور حساب کتاب اور علم المساحت کے بہت بڑے ماہر تھے۔ غزوۂ بنی نضیر مین آپکے محاسن خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسرت کے بہت بڑے باعث ہوئے ❊
۵	سہیل ابن حنیف الانصاری رض	مدینہ	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی تھے ❊

نمبر شمار	نام	مقام ماموریت	ذاتی محاسن
۶	ابوایوب انصاری رضہ	مدینہ	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معزز اور ممتاز صحابیون مین شمار ہوتے تھے۔ غزوۂ اُحد مین حضرت حمزہؓ اور حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے ہمراہ انکی کوششین بہت کچھ قابل قدر ثابت ہوئین اِن کا مزار شہر قسطنطنیہ مین واقع ہی جو سلطان المعظم کی طرف سے نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر آجتک مرجع خاص و عام بنا ہوا ہے ◆
۷	قثم ابن عباس رضہ	مکہ	فضل و مراتب مین یہ اپنے بہائیون کے ہمسر تھے ◆
۸	مالک ابن کعب رضہ	عین التمر	اکابر صحابہ مین داخل ہین ابی ابن کعب کے بہائی ہین ◆
۹	قیس ابن سعد ابن عبادہ رضہ	مصر	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابیون مین تھے۔ شجاعت۔ دلیری اور معرکہ آرائی مین تمام عرب کے مایۂ ناز تھے ◆
۱۰	محمد ابن ابی بکر الصدیق رضہ		خلیفۂ اول کے بڑے صاحبزادے۔ اِن کے اوصاف میرے کسی بیان کے محتاج نہین ◆
۱۱	حذیفۃ ابن الیمان رضہ	مدائن	جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور راز دار تھے جنکو آپنے تمام منافقین کے نام تبلادیے تھے ◆
۱۲	مالک ابن اشتر رضہ	حمص	شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین مجاہدۂ روم کے وقت جو دلیرانہ کوششین انہون نے اسلامی فتوحات کے لیے کین نہایت ہی قابل قدر تھین۔ اِن کے محاسن خدمات کی تفصیل اس کتاب مین بالتصریح موجود ہی ◆
۱۳	مخنف ابن سلیم رضہ	اصفہان	بہت بڑے پایہ کے بزرگ تھے ◆
۱۴	عمر ابن سلیمہ ہمری رضہ	بحرین	سیاست و تدبر مین مشہور و معروف تھے ◆
۱۵	اسوط ابن قرطبہ رضہ	حلوان	بہت بڑے رتبہ کے بزرگ تھے ◆
۱۶	کمیل ابن زیاد نخعی رضہ	قالیقیت	دین داری۔ تقویٰ اور علم المساحت مین آپ بہت بڑے ممتاز تھے ◆

۱۷	محمد ابن سلیمہ رض	آردشیر	عرب کے بہت بڑے ذی خاندان تھے +
۱۸	یزید ابن قیس رض	مدائن	نہایت بڑے بزرگ تھے +
۱۹	مخنف ابن سلیم رض	ہمدان	مشہور و معروف صحابی ہین +
۲۰	قدامۃ ابن کعب انصاری رض	بھقازات	ایضاً
۲۱	قدامۃ ابن مظعون رض	ملاقہ کسکر	جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی +
۲۲	ابو حسان بکری رض	استان عالی	بہت بڑی لیاقت کے آدمی تھے +
۲۳	ربعی ابن کاسن تمیمی رض	سجستان	سیاست اور تدبیر مین بہت بڑی قابلیت رکھتے تھے +
۲۴	خلید رض	خراسان	ایضاً
۲۵	شنصب رض	غور	ایضاً
۲۶	زیاد ابن سمیۃ رض	کوفہ	ایضاً

یہ وہ ذی جوہر اور صاحب استعداد بزرگوار تھے جو خلافت مرتضوی کے ارکان تھے - اور جن کے مقدس ہاتھون مین بلاد اسلامیہ کے تمام اندرونی و بیرونی ملکی تعلقات کے اختیارات تفویض فرمائے گئے تھے امیر المومنین علیہ السلام کی بیدار مغزی اور عاقبت اندیشی کی ایک بہت بڑی مثال اس واقعہ سے ثابت ہوتی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے عمال ملکی کو انہین کی ذات تک ہدایتین نہین فرمائی ہین - بلکہ یہ سمجھکر کہ اتنے بڑے جلیل القدر منصب والے کیلئے ایک مشیر اور وزیر کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے اس خاص طبقہ والون کے متعلق بھی ویسی ہی مفید اور ضروری ہدایتین ارشاد فرمائین - جنکا خلاصہ ذیل مین مندرج ہے +

وزیر اور سلطنت کے مشیر - ثم انظر فی حال کتابک فول علی امورک خیرهم واخصص رسائلک التی تدخل فیها مکائدک واسرارک باجمعهم لوجوه صالح الاخلاق ممن لا یبطره الکرامة فیجترئ بها علیک فی خلاف لک بحضرة ملاء ولا یقصر به الغفلة عن ایراد مکاتبات عمالک علیک و اصدار جواباتها علی الصواب عنک وفیما یاخذ لک ویعطی منک ولا یضعف عقدة

اب تم اپنے دفتر کے لوگون - وزیرون اور مشیرون کیطرف توجہ کرو - جو ان مین بہ صفت موصوف ہو - اُسی کو اختیار کرو - تمہارا وزیر وہ ہونا چاہیئے جو تم سے خدمت پاتے ہی اپنے جامہ سے باہر نہو جائے - اور اپنی راہ سے بے راہ نہ چلے اور دوسرے جلسون مین بیٹھکر تمہاری مخالفت پر جرأت نہ کرے - اور اُن حالات کے بیان کرنے اور اُن عرائض کے پڑھنے مین خطا نہ کرے جو تمہارے ماتحتی لوگ تمہاری خدمت مین بھیجتے ہین - اور پھر تم سے اُنکے جواب لینے مین توقف نکرے

لك ولا يعجز عن اخلاق ما عقد له عليك
ولا يجهل مبلغ قدر نفسه في الامور
فان الجاهل بقدر نفسه يكون بقدر غيره
اجهل ثم لا يكن اختيارك اياهم على فراستك
واستنامتك وحسن الظن منك فان الرجال
معرضون لفراسات الولاة بتصنعهم و
حسن حديثهم وليس وراء ذلك من النصيحة
والامانة شئ ولكن بما ولوا للصالحين
قبلك فاعمد لاحسنهم
كان في العامه
اثرا واعرفهم
بالامانة وجها

تمہارے اور تمہاری رعایا کے درمیان جو اقرار ہوں وہ خود
اُنکو اچھی طرح جانچ لے۔ اور جب رعایا کے ساتھ تمہارے
خاص معاہد کا موقع آجائے تو وہ اُس تعہد میں خوب غور و
فکر کرے۔ جو معاہد تمہاری طرف سے وہ کرے اُنکو مضبوط ہونا
چاہیئے۔ اور جو معاہد دوسرں سے تمہارے لیئے ہوں۔ وہ
ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ پھر وہ اُسکی تعمیل میں عاجز نپایا جائے
عام لوگوں میں اپنے حفظ مراتب کو پہچانتا رہے اور اپنے
انداز اور بساط کو کبھی نہ بھولے۔ اور تاوقتیکہ کوئی شخص
اپنی ذات کو اچھی طرح نہ پہچانے گا۔ دوسروں کی قدر کو کیا
سمجھے گا۔ بااین ہمہ تم جس شخص کو اپنا مشیر یا وزیر بناؤ۔ تو
اُسکی خوبی اور صلاح کی وجہ سے اپنی خاص عقل کو معطل نہ
چھوڑو اور صرف اپنے حسن ظن کو جو اُسکی ظاہری خوبیوں
کی وجہ سے تم کو حاصل ہوا ہے کافی نہ سمجھو۔ کیونکہ ایسے لوگ صرف اپنے محاسن ظاہری کے اظہار کے لیئے
طرح طرح کے مصنوعی تعلقات سے اپنے آپ کو آراستہ رکھتے ہیں اور اپنی دلکش اور دلفریب باتوں سے
تم کو اپنا معتقد بناتے ہیں۔ اور حالانکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ اُسپر عمل نہیں کرتے۔ اور جو کچھ وہ تمہیں دکھاتے
ہیں اُن میں سے اُن کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ تم کو اُنکے امتحان اُن کی ایسی خدمات سے لینا چاہیئے۔ جو
اُنہوں نے کسی وقت میں دکھلائی ہوں اور جو نموداریاں اور نیکنامیاں تم سے قبل اُنسے عمل میں آئی ہیں تم
اُنہیں کو اُنکی قابلیت کی دلیل مانو۔ اب ایسے لوگوں میں سے جن لوگوں کے محاسن خدمات تم پر اچھی طرح
ظاہر ہوگئے ہوں۔ اور جو تمہاری تحقیق میں امانت اور دیانت اور ذاتی فضیلت کے اعتبار سے سب میں زیادہ
ہو۔ وہی تمہاری پیشدستی اور وزارت کے قابل ہوگا۔

بہرحال والیانِ ملک اپنے اپنے ماتحتی علاقوں اور صوبوں کے نگران تھے۔ اور اُنکی نگرانی خلیفۂ
عصر اور خلافت سے متعلق تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام کے محاسن سلوک ایسے ہی انصاف و عدالت پر مبنی
تھے کہ کبھی والیان ملک کی کسی امر کی شکایت کا موقع رعایا کو نہ ملا۔ مگر تاہم امیر المومنین علیہ السلام کی خبرگیری
کی آنکھ اُن کے تفحص احوال سے غافل نہیں رہی۔ اور باوجود روزانہ ترددات کے امیر المومنین علیہ السلام ہمیشہ
اُن کے حالات کی تلاش اُسی طرح فرماتے رہے۔ جس طرح مخالف کے حرکات کی معمولی سی معمولی شکایتوں پر

بھی اُنسے سخت کیفیت طلب کی جاتی تھی۔ اور ذراسی اطلاع پر بھی اُنکی پوری تحقیق کیجاتی تھی +

اشعث ابن قیس۔ حضرت ابی بکر صدیق رضؓ کے سالے۔ آذربائیجان کے عامل تھے۔ مگر یہ خراج اور خودپسند ضرور تھے۔ چند دنون کے بعد انھون نے بیت المال اسلامی پر دست تصرف دراز کرنا چاہا امیرالمومنین علیہ السلام کو اسکی خبر لگ گئی۔ اُن کے نام جو چشم نمائی کا خط لکھا گیا۔ اُس کے مضامین عمّال کی ہدایت مین اوپر لکھے گئے ہین +

اسی طرح عثمان ابن حنیف الانصاری کا واقعہ ہے۔ یہ بزرگ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین اضلاع فرات کے افسر بندوبست تھے۔ اسوقت بصرہ کے عامل تھے۔ بصرہ کے کسی متمول شخص کے ہان دعوت تھی جسمین خاصکر عمائد اور امرا طلب کیے گئے تھے عثمان بھی مدعو تھے۔ یہ اُس صحبت مین شریک بھی ہوئے۔ دارالامارۃ بصرہ سے دارالخلافت کوفہ تک اس دعوت کی بو پھیل گئی۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو امرا کی تخصیص نہایت بری معلوم ہوئی۔ عثمان ابن حنیف کو سخت چشم نمائی مین بہت بڑا ہدایت نامہ لکھا گیا۔ جس کے تمہیدی مضامین کی نقل پر ہم اکتفا کرتے ہین +

یا بن حنیف الانصاری قد بلغنی ان رجلا من فتیۃ اھل البصرۃ دعاک الی مادبۃ فاسرعت الیھا تستطاب لک الالوان وینقل الیک الجفان وما ظننت انک تجیب الی طعام قوم عائلھم مجفو وغنیھم مدعو +	مین نے سنا ہے جوانان بصرہ مین سے کسی شخص نے تمہاری دعوت کی۔ تم کو بُلایا۔ اور تم جلدی سے دوڑے چلے گئے اور اُس دعوت مین حاضر ہوگئے۔ وہان تمہارے لیئے اچھے اچھے اور لذیذ کھانے چُنے گئے۔ اور کھانون سے بھرے ہوئے خوانون پر خوان تمہارے پیشکش کیئے گئے مجکو تمہاری طرف سے اس امر کا یقین ہرگز نہین تھا کہ تم

اُن لوگون کی دعوت قبول کروگے جو خاصکر اپنے شہر کے فقرا اور محتاجین کو بھوکا رکھین اور اپنے شہر کے رؤسا کی دعوت پر دعوت کرین +

عمالان ملکی سے اتنی اتنی باتون کے لیئے بھی پوری کیفیت طلب کیجاتی تھی۔ اور ان تدبیرون سے رعایا کے مختلف طبقات مین اصول مساوات قائم رکھنے کی اُنکو تعلیم کی جاتی تھی۔ جو فرمان روا کے انصاف اور معدلت پروری کا اقتضا تھا۔ زیاد ابن سمیہ کی نسبت بیت المال کی کچھ شکایت ہوئی فوراً دارالخلافت مین طلب کیئے گئے۔ جن الفاظ مین انکی طلبی کی گئی وہ یہ ہین +

قد بلغنی عنک امر ان کنت فعلیہ فقد اسخطت ربک وعصیت امامک واخزیت	میرے پاس تیری نسبت ایسی خبر پہنچی ہے کہ اگر حقیقت مین تو ایسی حرکات کا مرتکب ہوا ہے تو بیشک تو نے اپنے خدا کو

اما بعد فقد بلغنی انک جردت الارض فاخذت ما تحت قدمیک واکلت ما تحت یدیک فارفع الی حسابک واعلم ان حساب اللہ اعظم من حساب الناس ۔ والسلام

سخت غصہ کیا۔ اور واقعی تو نے اپنے امام کی نافرمانی کی۔ اپنی امانت کو ذلیل کیا اور اپنے آپ کو بدنام اور رسوا۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے بیت المال اسلامی مین جو کچھ تیرے اختیار کے اندر تھا خیانت کی۔ اور اُنکو خرچ کر ڈالا ہے۔ تو بس تو اپنے ملک کا حساب و کتاب لیکر میرے پاس جلد حاضر ہو جا۔ مگر اتنا سمجھ لے کہ اسپر بھی خدا کا حساب لینا آدمیون کے حساب لینے سے کہین زیادہ ہے ۔

مصقلہ ابن ہبیرہ الشیبانی۔ جو سیاست ملکی مین مشکل سے اپنا جواب رکھتا تھا حضرت عثمان رض کے وقت سے علاقہ اردشیر کا عامل تھا۔ اُس نے کسی مقام پر اپنی فوج بھیجی تھی۔ فوج نے مخالف کو پوری ہزیمت پہنچائی۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ جو اُنکی شکایت کا باعث ہوا۔ فوج نے اسکی خبر دار الخلافہ اسلامی مین پہنچائی۔ اگرچہ یہ شکایت ملکی خراج۔ بیت المال۔ یا صدقات وغیرہ کے لیئے نہین تھی۔ صرف مال غنیمت مین تقسیم غنیمت کے متعلق کمی و بیشی کا اعتراض تھا۔ یہ امر اگرچہ ایسا کچھ قابل لحاظ نہین تھا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے اِس اتنی شکایت کو بھی نہایت ضروری سمجھا۔ اور مصقلہ ابن ہبیرہ الشیبانی کے نام سخت چشم نمائی کا ہدایت نامہ لکھکر اُن کی پوری تنبیہ کر دی۔ وہ خط یہ ہے ۔

اما بعد بلغنی عنک امر ان کنت فعلتہ فقد اسخطت الٰہک واغضبت امامک انک تقسیم فی المسلمین الذی خازنۃ رماحھم وخیولھم واریقت علیہ دماؤھم فیمن اعتامک ومن اعراب قومک فوالذی فلق الحبۃ وبرا النسمۃ لئن کان ذلک حقا لتجدن لک علی ھوان ولتخفن عندی میزانا فلا تستھین بحق ربک ولا تصلح دنیاک فتکون من الاخسرین اعمالا وان حق من قبلک وقبلنا من المسلمین فی قسمۃ ھذا الفئ سواء یردون علیہ ویصدرون عنہ ۔

تیری طرف سے مجکو ایک خبر پہنچی ہے اور وہ ایسی ہی ہے کہ اگر تو نے حقیقت مین یہ کام کیا ہے تو اپنے خدا کو تو غضب مین لایا اور اپنے امیر کو اپنا دشمن بنایا۔ وہ امر یہ ہے کہ تو نے مسلمانون کے مال غنیمت کو جو اُنھون نے لڑائی مین حاصل کیا ہے۔ اور اپنی تلوارون اور نیزون کے زور سے اپنے قبضہ مین کیا ہے اپنے گھوڑون کو اُنکی دستیابی مین تھکایا ہے۔ تم اُنکو ایسے لوگون مین تقسیم کرتے ہو جو خوشامد سے تجھکو اپنا امیر اور رئیس کہتے ہین اور خاصکر اُنہین عربون کو تم وہ مال دیتے ہو جو تمہاری قوم اور قبیلہ سے ہوتے ہین۔ اُس خدا کی قسم جس کی قدرت سے دانہ شگافتہ ہوتا ہے۔ اور وہی انسان کی روح کو کتم عدم سے قالب وجود مین لاتا ہے کہ اگر یہ باتین میری تحقیقات مین سچ ثابت ہوئین تو تم میرے آگے ہمیشہ کے لیئے ذلیل و خوار ہو جاوگے۔ اور تمہارا وہ

اعتبار جو اسوقت تک میرے پاس ہی باکل جاتا رہیگا۔ تم کو لازم ہو کہ حقوق خدا کو ضائع نہ کرو۔ صلاح دنیا کیلئے زوال آخرت نہ اختیار کرو۔ اگر تم نے ایسا نہین کیا تو تم اُن لوگون کی طرح ہوگے جن کی خدا نے سخت ملامت فرمائی ہی۔ اور اُنکو بدکارون میں شمار فرمایا ہے۔ اور ہمیشہ یہ یاد رکھو کہ مال غنیمت مین اُن تمام مسلمانون کا حصہ برابر ہی جو تقسیم کے وقت حاضر ہین؛

یہ حضرات تو وہ تھے جو عمّال معمولی ہونیکے علاوہ اور کسی خاص ذاتی اوصاف و شرافت سے ممتاز نہین سمجھے جاتے تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سا بزرگوار بھی اِن چشم نمایون سے نہ بچ سکا۔ یہ مدت تک شہر بصرہ کے عامل رہے۔ ایک بار بیت المال بصرہ مین اِن کی طرف خیانت کی شکایت سُنی گئی جو تحقیق سے صحیح ثابت ہوگئی پھر کیا تھا۔ جن الفاظ مین عتاب نامہ تحریر ہوا ہی وہ آپ ہی شاہد کامل ہی؛

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی چشم نمائی

اما بعد فانی کنت اشرکتک فی امانتی وجعلتک شعاری وبطانتی ولم یکن فی اھلی رجل اوثق منک فی نفسی الموساتی و موازرتی واداء الامانیۃ الی فلما رایت الزمان علی ابن عمک قد قلب والعدو قد حرب وامانۃ الناس قد خزیت وھذہ الامۃ قد فتنت و سغرت قلبت لابن عمک ظھر المجن ففارقتہ مع المفارقین وخذلتہ مع الخاذلین وخنتہ مع الخائنین فلا ابن عمک اسیت ولا الامانتہ ادیت و کانک لم یکن اللہ ترید بجھادک وکانک لم تکن علی بینتہ من ربک وکانک انما نکید ھذہ الامۃ عن دنیاھم وتنوی غرتھم عن فیئھم فلما امکنتک الشدۃ فی خیانۃ الامۃ اسرعت الکرۃ وعاجلت الوثبۃ واختطفت ما قدرت علیہ من اموالھم المصونۃ لارا ملھم وایتامھم اختطاف الذئب الازل دامیۃ المعزی الکثیرۃ فحملتہ الی الحجاز رحیب الصدر تحملہ غیر متاثم من اخذہ کانک لا ابا لغیرک حدرت علی اھلک تراثک

اِسمین شک نہین کہ مین تمہین اپنے اُس جامۂ بیرونی کی طرح سمجھتا تھا۔ جو جسم سے قریب ہوتا ہی اور تمام عزیزون مین تم جسقدر میرے نزدیک معتمد علیہ تھے اور جسقدر مجھکو تمہاری امانت اور دیانت پر اعتبار تھا اُتنا اور کسی پر نہین اور مین تمہاری امانت سے اپنی وزارت کا کام لیتا تھا پس جب تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے چچازاد بھائی کے ساتھ زمانہ سختی سے پیش آنے لگا۔ اور دشمن اُسپر دلیر ہوگیا اور آدمیون کی امانت خیانت سے تبدیل ہوگئی۔ اور امت اسلام کا نتیجہ قتل و خون پر آلگا۔ اور خیر و صلاح اُنکے درمیان سے اُٹھ گیا۔ تم نے بھی اپنا مُنہ اپنے ابن عم کیطرف سے پھیر لیا۔ اور اُسکی اعانت کو معطل چھوڑا۔ اور باوجود اسکے کہ تمہارا مُنہ اُسکی طرف تھا۔ تم نے اُسکی طرف پشت کردی اور تم بھی اُسکی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اور جو اُس سے علیٰحدہ ہوگئے تھے تم بھی اُنہین لوگون مین شامل ہوگئے اور تم بھی اُنہین کے ایسے ہوگئے۔ جو اسکی رعایت کو ہمل خیال کرسکے تھے اور اپنی صداقت و امانت کے وعدون مین خیانت کو روا رکھا۔ اور خیانت کرنے والون اور نقض

من ابيك وامك فسبحان الله اما تؤمن
بالمعاد اوما تخاف نقاش الحساب ايها
المعدود كان عندنا من ذوى الالباب
كيف تسيغ شرابًا وطعامًا وانت تعلم
انك تاكل حرامًا وتشرب حرامًا و
يتباع الاماء وتنكح النساء من مال اليتمٰى
والمساكين والمؤمنين والمجهدين الذين
افاء الله عليهم هذه الاموال فاحرزهم
هذه البلاد فاتق الله واردد الى هؤلاء
القوم اموالهم فانك وان لا تفعل ثم
امكننى الله منك لاعذرن الى الله قيل
ولاحربتك بسيفى الذى ما ضربت به احد
الا دخل النار والله لوان الحسن والحسين
فعلا مثل الذى فعلت ما كانت لهما عندى
هوادة ولا ظفرة منى بارادة حتى اخذ الحق
منها وازيح الباطل عن مظلمتها واقسم
بالله رب العلمين ما يسرنى انا ما
اخذته من اموالهم حلال لى
اتركه ميراثا لمن بعدى فضح
رويدًا فكان قد بلغت المدى
ودفنت تحت الثرى وعرضت
اليك اعمالك بالمحل الذى
تنادى الظالم بالحسرة
ويتمنى المضيع فيه الرجعة
ولات حين مناص

کرنے والون کیساتھ مل گئے۔ نہ اپنے ابن عم کے حقوق
کی رعایت کی اور نہ امانت و دیانت کے فرائض ادا کیے
اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تم نے اسلام کو سچی اور قوی
دلیلون کے ساتھ قبول ہی نہین کیا تھا۔ اور نیت خالص
سے کسی جہاد مین شرکت ہی نہین کی تھی۔ بلکہ حصول دنیا
کی غرض سے اور اموال غنیمت مین شریک ہونیکے لالچ
سے تم نے اسلام قبول کیا تھا۔ تم کو اسی لیئے جب موقع ملا
تو تم نے ادائے حقوق امت مین غفلت اور تساہل اختیار
کیا۔ اور نہایت عجلت کیساتھ مسلمانون کے مال پر دست
تصرف دراز کیا۔ اور مسلمانون کے حقوق کو ضائع کیا۔ اور وہ
مال جو بیوہ اور یتیمون کا خاص حق تہا۔ لوٹ لیا۔ اُن کو
اُٹھا لے گئے اور کھا گئے۔ جیسے تیز دوڑنے والا بھیڑیا
گوسفند کی بریدہ اور خون آلود استخوان کو اٹھا لیجاتا ہے
اور جلدی سے کھا جاتا ہے۔ اور نہایت خوشدلی کیساتھ
تم نے اُن مالون کو حجاز روانہ کر دیا۔ اس طرح کہ شاید ان
اموال مین کسی دوسرے کا کوئی حق ہی نہین تھا۔ اور شاید
یہ تمہارے باپ کی طرف سے تمہین وراثت مین پہنچا
تہا۔ کیا تم خدائے تعالی اور روز قیامت پر یقین نہین کرتے
ہو۔ اور تم کو اُس دن کے حساب کتاب کا بھی خوف دل
مین باقی نہین رہا۔ افسوس۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل
ہی کہ تمہارے ماں باپ کا شمار صاحبان عقول مین ہوتا تھا
ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ باوجود اس امر کے کہ تم جانتے
ہو کہ مین غیرون کا مال ناجائز تصرف کرتا ہون۔ پھر کیونکر
لقمہ تمہارے حلق سے نیچے اترتا ہی اور پھر تم باوجود اس
اس علم کے اُن مالون سے کس طرح لونڈیان خریدتے ہو

اور اُنسے نکاح کرتے ہو۔ اور یہ مال اُن بیوون۔ یتیمون اور مومنون اور مجاہدون کا ہی جو خدا ے تعالیٰ نے تمہاری امانت مین دیا ہے۔ اور یہ سب ملک اور علاقے انہین کی کوششون سے ہمکو ملے ہین۔ اب تم خدا اور اُسکی قوتون کیطرف خیال کرو۔ اور مسلمانون کے مال و دولت کو واپس دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہین کیا تو یہ سمجھ لینا کہ خدا مجکو تم پر قادر کردے گا۔ اور مین تم سے اُن حرکات کا بدلہ اُس تلوار کے ذریعہ سے لیلونگا۔ جسے آجتک مین نے سوائے اُن لوگون کے جو ضرور آتش جہنم مین ڈالے جائینگے اور کسی پر نہین کھینچا ہی۔ اور اس امر پر بھی مین اپنے خدا ے لایزال کی قسم کھاتا ہون کہ اگر حسن و حسین (علیہما السلام) نے بھی ایسے امور کیئے ہوتے تو اُن کا اعتبار بھی میرے نزدیک کچھ باقی نہ رہتا۔ اور وہ اُن امیدون پر ہرگز نہ پہنچتے جو اُنکو میری ذات سے وابستہ تہین۔ مین اِن کی وجہ سے اُن مظالمون کو کب پسند کرتا۔ اور اِن ناجائز امور کو اُن کی خاطر سے کب روا رکھ سکتا تھا۔ مین خدا کی قسم اِس امر کا اعتراف کرتا ہون اور تم کو یقین دلاتا ہون کہ میری یہ خواہش ہرگز نہین ہی کہ مین مسلمانون کے مال کو جو اُنہون نے حلال طور پر حاصل کیا ہی۔ اپنے قبضہ مین لاکر اُسکو اپنے مملوکات مین شامل کردون۔ اور پھر اُس سے نفع اٹھاؤن۔ اور اپنے بعد اپنے وارثون کے لیئے میراث چھوڑ جاؤن۔ دنیا مین تندرستی اور نیک نامی سے ہو۔ اور یہ تھوڑے دن۔ آسانی اور فراغت سے کاٹ دو کہ وہ زمانہ بہت قریب آتا ہی کہ تمہارا کام ہوجاے۔ اسکے بعد وہ دن ضرور آنیوالا ہے کہ دنیا سے تمہارا گھر مٹی کے نیچے بنایا جاوے اور وہان تمہارے اعمال اچھے یا بُرے جو کچھ دنیا مین تم نے کیئے ہین۔ تمہارے سامنے حاضر کیئے جاوینگے اور وہ وقت ایسا ہی ہوگا۔ جہان ظالم حسرت اور ندامت اٹھائے گا۔ اور غافل کو دنیا مین پھر واپس آنیکی آرزو باقی رہجاے گی۔ مگر نہ اُسکے ندامت کام آسکے گی۔ نہ اُسکے لوٹ آنیکی تمنا اُسے کوئی فائدہ پہنچائیگی* والسلام

صیغۂ تحصیل خراج

اِس صیغہ مین دو قسم کے لوگ شامل تھے۔ ایک تو وہ جو عموماً رعایا سے ملکی خراج وصول کرتے تھے۔ دوسرے وہ جو رعایا سے صدقات اور زکوٰۃ کی رقوم کی تحصیل کرتے تھے۔ پہلی رقم کی تحصیل تو زیادہ تر نقد۔ چاندی اور سونے کے رایج الوقت سکون مین ہوتی تھی۔ مگر دوسری تحصیل یعنی صدقات و زکوٰۃ کی رقم کے معاوضہ مین غلہ اور حیوانات سے تبادلہ کیا جاتا تھا۔ جیساکہ آیندہ واقعات سے ظاہر ہوگا۔ اِن رقوم کے علاوہ ایک خاص رقم جزیہ کی بھی تھی۔ جو غیر مذہب والون سے اُنکی حفاظت و حراست کے معاوضہ مین وصول کیجاتی تھی۔ اِن تین رقمون کے علاوہ اور کوئی چوتھی رقم خلافت مرتضوی مین ملکی رعایا سے وصول نہین کیجاتی تھی*

رقم خراج کے وصول کرنیوالے جدا ہیتے تھے۔ اور رقم صدقات و زکوٰۃ کے لینے والے علیٰحدہ۔ اور یہ لوگ کبھی خلافت

سے مقرر کیئے جاتے تھے اور کبھی عمالانِ ملکی اپنے اپنے ملکون مین ایسے لوگون کا آپ بندوبست کر لیتے تھے خراج کے تحصیل کرنیوالے تو کم مگر صدقات وزکوٰۃ کے لینے والے۔ اکثر خلافت کے خاص انتظام سے معین کیئے جاتے تھے۔ اور یہ وہی بزرگوار ہوتے تھے جن کی امانت اور دیانت کی طرف سے خلیفۂ عصر کو پورا اطمینان ہوتا تھا رقم خراج اور اُس کا حساب و کتاب بالکل عمال ملکی کے تعلق رکھتا تھا۔ اور اوقات مقررہ پر بیرونی علاقجات سے دار الخلافت کو روانہ ہوتا تھا۔ مگر صدقات وزکوٰۃ کی رقمین عمالانِ ملکی سے کوئی علاقہ نہین رکھتی تھین۔ انکا حساب و کتاب براہ راست دار الخلافت سے ہوتا تھا۔ اور اُسکی رقم بھی بخطِ مستقیم دار الخلافت کے خاص بیت المال مین داخل کی جاتی تھی*

ہم صدقات وزکوٰۃ کی تحصیل کی کیفیت پیچھے لکھین گے۔ اپنے موجودہ سلسلۂ بیان کو ہم تحصیل خراج کی تفصیل سے شروع کرتے ہین۔ خلافت مرتضوی سے ایک علاقہ کے خراج کا تحصیلی افسر بھی اپنے فرائض منصبی کے انجام دہی کے لیئے اتنا ہی جواب دہ شمار کیا جاتا تھا جتنا اُس علاقہ کا ایک مستقل عامل۔ خراج کے معاملات مین تشخیص کا مسئلہ نہایت دشوار تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کو ملک کے کسی جدید مساحت کی تو ضرورت ہوئی نہین۔ مگر ہان رعایا کی معذرت کے وقتون مین تحقیقات کی البتہ ضرورت ہوئی۔ تشخیص کی گاہ بیگاہ ضرورتون کے موقع پر دربار خلافت سے ایک متدین شخص مقرر کیا جاتا تھا۔ وہ تشخیص کا کام بھی کرتا تھا۔ اور عذرداریون کے وقت اُنکی مجبوری اور تحصیلی افسرون کی بے اعتدالیون کی بھی کامل تحقیقات کرتا تھا۔ مصعب ابن یزید انصاری کو اکثر ایسے خدمات سپرد ہوا کرتے تھے۔ اِن امور کے علاوہ یہ بزرگ مدائن کے علاقہ مین چار مختلف مقامات پر تشخیص کی اتفاقی ضرورت سے بھیجے گئے تھے۔ علاقہ بہقبازات۔ نہر سیر۔ نہر جوزا اور نہر ملک۔ انکی بار دیگر تشخیص سے اِن چار علاقون کی مجموعی آمدنی ایک کروڑ اسی ہزار وصول کی گئی تھی*

اِن واقعات کو پڑھکر ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے ایام حکومت مین خراج کا صیغہ باوجود اِسکے کہ تمام ملک مین فساد اور بدآئینی پھیل رہی تھی۔ نا پرسانی کی حالتون مین نہین چھوڑ دیا گیا تھا بخلاف اِسکے اسپر غور کیا جاتا تھا۔ اِسکی کامل تلاش کیجاتی تھی۔ اور اُن اہتمامون سے حتی الامکان تحصیل خراج مین مخصوص اضافہ فرمایا جاتا تھا*

مگر اِن معاملات کے ساتھ ہی رعایا کے حقوق پامال نہین کیئے جاتے تھے۔ اُنپر کبھی شدت اور سختی کرنے کا حکم نہین دیا جاتا تھا۔ اُنکے آرام و اطمینان کے لیئے بہت ہی تاکید ین اہل خراج کو بھی کیجاتی تھین جو والیانِ ملک کو۔ اِن کے ساتھ نرمی اور سہولت سے سلوک کرنیکے لیئے افسران خراج بھی ویسے ہی جواب دہ تھے جیسے عمال ملکی۔ جس طرح والیان ملک کو دار الخلافت سے دستور العمل ملتا تھا اُسی طرح افسران خراج کو۔ جسکے مطابق

کام کرنے کی اُن کو ہمیشہ ہدایت ہوتی تھی۔ اُس کی اصلی عبارت یہ ہے:

خراج کے تحصیلدارون کا دستور العمل

من عبد الله امير المؤمنين علي ابن ابي طالب (عليه السلام) الى اصحاب الخراج اما بعد فان لم يحذر ما هو صابر اليه لم يقدم نفسها ما يحذرها واعلموا ان ما كلفتم يسيرا وان ثوابا كثيرا ولو لم يكن فيما نهى الله عنه من البغي والعدوان عقاب يخاف لكان في اجتنابه مالا عذر في ترك طلبه فانصفوا الناس من انفسكم واصبروا الحوائجهم فانكم خزان الرعية ووكلاء الامة وسفراء الائمة ولا تحشموا احدا من حاجته ولا تحبسوه عن طلبه ولا تبتعن للناس في الخراج كسوة شتاء ولا صيف ولا دابة ولا تمس مال احد من الناس مصل ولا معاهد الا ان تجد فرسا او سلاحا يعدى به على اهل الاسلام فانه ينبغي للمسلم ان يدع ذلك في ايدي اعداء الناس فيكون شوكته عليهم ولا تدخروا انفسكم نصيحة ولا الجند حسن سيرة ولا الرعية معونة ولا دين الله قوة و ابلوا في سبيله ما استوجب عليكم فان الله سبحانه قد اصطنع عندنا وعندكم ان تشكروا بجهدنا وان ننصره بما بلغت قوتنا ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

بندۂ خدا۔ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کی طرف سے صاحبان خراج کو لکھا جاتا ہے کہ وہ شخص جو اپنی پیش آنیوالی چیزون سے نہین ڈرتا۔ یا جسکے پاس ایسی چیزین نہین ہین جنکی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو۔ وہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ کے فرائض اُسکے ذمہ بہت تھوڑے ہین لیکن اُنکے ادا کرنے مین ثواب بہت کثرت سے ہے۔ اگر خدائے تعالیٰ امور ممنوعہ کے لیئے کوئی عذاب مقرر نہین کرتا تو دنیا مین صرف ثواب ہی ثواب رہجاتا۔ پھر کوئی آدمی اُسکے ترک کرنیکا ثواب ہی حاصل نہین کرتا۔ اب تمہارے فرائض منصبی کے متعلق ذیل کی ہدایتین درج کیجاتی ہین۔ تم ہر شخص کے معاملہ مین انصاف کی خاص نظر رکھو۔ لوگون کی رفع احتیاج مین تغافل نہ کرو۔ کیونکہ تم رعایا کے امین ہو۔ امت عامہ کے وکیل اور اپنے خلیفہ کے سفیر۔ کسی شخص کو اُسکے حق سے ناامید نہ کرو۔ اور کسیکو اُسکی مطلب برآری سے محروم نہ رکھو اور اپنے خراج کی تحصیل کے لیئے رعایا کے جاڑے اور گرمیون کے کپڑے نہ اُتارو۔ اور اُن کو کھڑے دامون بازار مین نہ بیچو۔ اُن کی سواری کے گھوڑے نہ نیلام کرو۔ اُن کے غلام اور لونڈیان نہ چھین لو۔ اُن کو بقایا یا خراج کے لیئے تازیانہ نہ مارو۔ یا اُن کے اموال کو اپنے بقایا کے لیئے نقصان نہ کر ڈالو۔ یہ محاسن سلوک اُنکے ساتھ ہونے چاہئین۔ جو تمہاری ملت مین تمہارے شریک ہین یا تمہین جزیہ دیتے ہین۔ ہان اُن لوگون کا مال تم البتہ ضبط کرسکتے ہو جو نہ تمہاری ملت مین شریک ہین اور نہ جزیہ کی رقم ادا کرتے ہین۔ اگر تم اُنکے ساتھ بھی ایسی ہی رعایت کیا کروگے تو ان لوگون کو مسلمانون پر قوت حاصل ہو جائیگی۔ مسلمانون کی تنبیہ یا موعظت مین تمہین جو کچھ بیان کرنا ہو وہ علانیہ بیان کرو اور خدائے سبحانہ تعالیٰ کیطرف سے

جو کچھ تمہارے اوپر فرض کیا گیا ہی۔ اُسکے ادا کرنے مین توقف نہ کرو۔ سمجھو اور غور کرو کہ خداے تبارک تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہت احسان اور بہت سے انعام فرمائے ہین۔ اور وہ سب اسی لیئے کہ ہم اپنی غایت درجہ کی کوششون کے ساتھ اُسکی شکرگزاریون مین مصروف رہین۔ اور ہم سے جہانتک ہوسکے اُسکے سچے دین کو قوت پہنچانے مین سعی کرین۔ اور یہ بھی سمجھہ لو کہ کوئی قوت بغیر اُسکی قوت کے نہین ہوسکتی"*

خراج ہر علاقہ سے دارالخلافت کو روانہ ہوتا تھا بعض مقامات کا خراج جو اتنا کثیر نہین ہوتا تھا کہ وہان کے مصارف سے زائد ہو۔ وہ وہان کے عامل کے متعلق کردیا جاتا تھا اور پھر اُسکا حساب و کتاب اس ملک کے والی سے متعلق ہوتا تھا۔ مگر ایسے خراج کی رقمین جو ملک کے مصارف سے بچ رہی ہون۔ وہ ششماہی یا سالانہ قسطون مین دارالخلافت کے بیت المال مین داخل کردی جاتی تھین*

خراج کی تشخیص عموماً پیداوار زمین کی حیثیت پر ہوتی تھی۔ خلافت مرتضوی مین ذیل کی شرح سے خراج وصول کیا جاتا تھا

خراج کی تشخیص

نمبرشمار	قسم خراج	تعداد زمین	رقم	
۱	شاداب اور گنجان زراعت پر	فی جریب (پون بیگھہ)	۱½ درہم	
۲	اوسط پر	ایضاً	۱ درہم	
۳	ناقص پر	ایضاً	⅔ درہم	
۴	انگور پر	ایضاً	۱۰ درہم	
۵	عام نخلستان پر	ایضاً	۱۰ درہم	

قبیلۂ بنی تمیم کے لوگون نے ایک بار اپنے والی ملک عبیداللہ ابن عباسؓ کی تند مزاجی کی شکایت دارالخلافت مین لکھ بھیجی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اُنکی سفارش اور اُنکے حقوق کے قائم رکھے جانے کے بیے جو خط تحریر فرمایا۔ اُسکے الفاظ یہ ہین*

بنی تمیم کے ساتھ رعایت

وان بنی تمیم لم تغب لهم نجم الا طلع لهم آخر وانهم لم یسبقوا بوغم فی جاهلیة ولا اسلام وان لهم بنا رحما ماسة وقرابة خاصة نحن ماجورون علی صلتها ومازورون علی قطیعتها فاربع ابا العباس رحمك الله فیما جری علی یدك ولسانك من خیر وشر فانا شریكان فی ذلك وكن عند صالح ظنی بك ولا یفیلن رایی فیك*

ہمکو خبر پہنچی ہی کہ تم نے قبیلۂ بنی تمیم سے نہایت بدمعاملگی کی اور اُن کے امور مین صفائی سے کام نہین لیا اُنکے معاملہ مین تم نے جانوران درندہ کی خصلت اختیار کی۔ اور آخرکار تم نے اُنکو آزردہ کیا۔ اور حالانکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ ان مین سے کسی کا ستارہ ایسا غروب نہوا کہ دوسرے کے اقبال کا زمانہ نہ چمکا ہو یعنی اُنکو ہمیشہ سے نسلاً بعد نسلٍ ترقی حاصل ہی اور یہ لوگ ہین جو جاہلیت اور اسلام دونون مین کبھی پست نہین تھے۔ اور ان کا

خون کسی وقت ضائع نہین کیا گیا۔ اِن لوگون کو ہمارے ساتھ ایک قرابت بھی ہی۔ اگر ہم اُن کا حق قرابت ادا کرین تو جائز ہوگا۔ اور اُن کے ساتھ اتفاق کرکے رہین تو مناسب ہوگا۔ اور خدا کی طرف سے بھی ثواب کے مستحق ہون گے اگر اُن کی قرابت کو ہم ضائع کردین تو بیشک اُنکو ہم آزردہ کرینگے۔ اور خدا کے عذاب مین ہم گرفتار ہون گے۔ ای ابو العباس خدا تم پر رحم کرے۔ جو تمھاری زبان اور مُنہ سے نکلا کرے۔ پہلے تم اُسپر غور اور تامل کرلیا کرو۔ کیونکہ اچھی یا بری باتین جو تمھاری طرف سے ہونگی۔ اُن مین ہم بھی تو شریک ہین۔ اور چونکہ تم میری نیابت مین کام کررہے ہو۔ اسلیے مین تمھاری برائیون کے الزام سے بری نہین کہا جا سکتا۔ مین امید کرتا ہون کہ تم میرے نیک خیالون کی ضرور رعایت کروگے جو مین تمھاری نسبت رکھتا ہون اور مسلمانون کے اصلاح حال کے سوا اور کسی طرف اپنے خیال کو منعطف نہ کروگے کیونکہ اسی سبب سے میری رائے تمھاری نسبت صواب پر رہیگی۔ اور اسی لیئے میرا گمان تمھارے لیئے غلط نہو سکیگا۔ والسلام

بنی تمیم تو اہل اسلام تھے۔ اب ہم ذیل کا واقعہ لکھکر ثابت کیئے دیتے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کچھ اہل اسلام کے ساتھ رعایت اور حقوق قرابت ملحوظ رکھے جانیکے لیئے حکم نہین فرمایا تھا بلکہ اہل ذمہ اور اہل جزیہ اور وہ دوسری قومین بھی جنھون نے اسلام قبول نہین کیا تھا۔ بلکہ جزیہ کے شرائط قبول کرکے اسلام کو اپنے امن امان کا ذمہ دار بنا لیا تھا۔ اسمین شریک تھین جس طرح اہل اسلام کے حقوق کی رعایت کی جاتی تھی۔ اُسی طرح ایک یہودی اور عیسائی کے بھی حقوق کا ہمیشہ لحاظ رکھا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ اہل ذمہ۔ جو قدیم سے بصرہ مین آباد تھے۔ دار الخلافت مین آکر اپنے عامل عبد اللہ ابن عباس کی کج خلقی اور بے مروتی کی شکایت لائے اور بیان کیا کہ وہ ہمکو کسی قابل نہین سمجھتا۔ ہمیشہ ذلیل و حقیر سمجھا کرتا ہی یہ محض معمولی باتین تھین۔ اگر اِن پر توجہ بھی نہ کیجاتی تاہم کوئی اعتراض لازم نہین آسکتا تھا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے اِس امر کو اپنے مساوات کے اصولِ سیاست کے بالکل خلاف سمجھا جو آپکی خلافت اور اُسکے نظام حکومت کے اصلی جوہر اور سچے معیار تھے۔ اِن لوگون کی شکایت سُن کر عبد اللہ ابن عباس کے نام ذیل کے مضمون مین مخصوص ہدایت نامہ تحریر فرمایا گیا۔

رعایا کے ساتھ نرمی پیش آنیکے لیئے عبد اللہ ابن عباس کو ہدایت

اما بعد فان دهاقين بلدك شكوا منك قسوة وغلظة واحتقارا وجفوة فنظرت فلم ارهم اهلا لان تدنوا لشركهم ولا لان يقصوا ويجفوا لعهدهم فليس لهم جلبابا من اللين تشوبه بطرف من الشدة وداول لهم بين القسوة والرافة وامزج لهم بين التقريب

تمھارے شہر کے دہقانون نے میرے پاس تمھاری تندمزاجی کی شکایت کی۔ اور وہ سختی جو تم اُن پر روا رکھتے ہو مجھسے بیان کی اور وہ جور و ستم جو تم اُنکے لیئے جائز سمجھتے ہو ظاہر کیئے مین نے خود اُنکے معاملات مین غور کیا ہی۔ اور مین نے ہر طرح اُن کو اس قابل سمجھ لیا ہی کہ تم اُنکو اپنے پاس بلاؤ اور نہ بھلا دو یہ اتنے ہی ہین کہ مشرک ہین۔ مگر اب اسکے لائق بھی نہین کہ

والادناء والابعاد والاقصاء ان شاء الله تعالی +	تم انکو اپنے پاس سے نکالدو۔ اور اُن کے حق مین اِس سختی اور جور و ستم کو روا رکھو۔ کیونکہ یہ وہ لوگ ہین جن کے

ساتھ تم نے عہد کیا ہی - پس تم کو ان کے ساتھ محاسن سلوک قائم رکھنے کی غرض سے ایسا نرمی کا جامہ ہین لینا چاہیے جس مین سختی بھی ہو اور نرمی بھی - مگر وہ نرمی سختی کے ساتھ اور وہ سختی نرمی کے ساتھ ملی جلی ہو - مثلاً کبھی کبھی انکو اپنے پاس بھی بلایا کرو۔ اور کبھی موقع دیکھکر اپنے پاس سے علیحدہ بھی کردیا کرو + ان شاء الله تعالی

یہ احکام وہ احکام ہین جن کی نسبت ہمین ہمارا خیال یقین دلاتا ہی کہ یہ احکام اور مساوات قائم رکھنے کے اعلان خلافت مرتضوی کے پہلے کسی دوسری خلافت مین شائع نہین ہوئے تھے۔ اور نہ اس ہمدردی محبت سے رعایا کے حقوق مین مساوات کے اصول قائم کیے گئے تھے۔ اور انکے جملہ امور کی اصلاح اُنکی خبرگیری ایسی مستعدی سے نہین کیگئی تھی حقیقت مین وہ رعایا بڑی خوش قسمت سمجھی جائیگی جو ایک ایسے فرمانروا کے زمانہ مین جو کسی وقت اپنے تردد اور پریشانی سے دم لینے کی بھی فرصت نہ پاتا ہو اپنے حقوق کی رعایت اور نگرانی مین ایسے آسان اور مہربانی کے احکام کا موقع پاوے +

تحصیلی کاروبار مین سلطنت کے ملازمون کی سختی اور زیادتی کی شکایت دار الخلافت تک پہونچتی تھی اور یہ عموماً تمام سلطنتون مین سُنی جاتی ہے۔ مگر جناب امیر المومنین علیہ السلام ہمیشہ ایسے موقعون پر رعایا ہی کیطرف زیادہ توجہ فرماتے تھے۔ اگرچہ ایسی شکایتون مین اکثر کے محض بے ضرورت اور بے اصل ہونیکا آپ کو یقین ہوتا تھا۔ مگر تاہم اپنے محاسن سلوک اور نیز ملکی رعایا کی دلجوئی اور اطمینان کی غرض سے تحصیلی افسرون کو رعایا کے حقوق قائم رکھنے اور اُنکے ساتھ بلاامت پیش آنے کی سخت سے سخت تاکید کیجاتی تھی ایسے اوقات مین افسران تحصیل کے نام جو تاکید نامے لکھے جاتے تھے اُن کی عبارت یہ ہوتی تھی +

رعایا کے ساتھ حسن سلوک رکھنے کیلئے عاملان ملکی کو ہدایت

وتفقد امر الخراج بما یصلح اھله فی صلاحه وصلاحهم صلاحا لمن سواھم الابھم لان الناس کلھم عیال الی الخراج واھله ولکن نظرک فی عمارت الارض ابلغ لغیرت عمار اخرب البلاد واھلک البلاد ولم یستقم امرہ الاقلیلا فان شکوا ثقلا او علة او انقطاع شرب او بالة او حالة ارض اعتمرھا غرق واجحف لھا عطش عنھم بما ترجون	خراج کے باقی رہجانے پر تم کو اپنے خراج گزارون کو تکلیفین نہین پہونچانی چاہئیین۔ کیونکہ تم خراج صرف زمین سے لیتے ہو اور جب زمین ہی غیر آباد ہوجائے گی اور خلائق خدا ہلاک ہوجائے گی تو تمہارے استحکام ملکت مین بھی ضرور خلل پڑیگا اگر خراج گزار لوگ تمہارے پاس زیادتی خراج کا عذر کرین یا تمہارے اُس افسر کی شکایت کرین جو اُنپر تحصیل کیغرض سے مقرر ہوا ہے یا آفت آسمانی کے سبب غلہ کی کم پیداواری کا عذر کرلاتین یا غیر سیرابی اور خشک سالی کا دعوی کرین

يصلح به امرهم ولا يثقلن عليك شيئا خففت به المؤنة عنهم فانه ذخر يعودون به عليك في عمارة بلادك وتزيين ولايتك مع استجلابك حسن ثنائهم وتبجحك باستفاضة العدل فيهم معتمدا فضل قوتهم بما ذخرت عندهم من اجمامك لهم والثقة منهم بما عودتهم من عدلك عليهم من احتملوه اعواز اهلها لاشراف انفس الولاة على الجمع وسوء ظنهم بالبقاء وقلة انتفاعهم بالعبر +

یا زمین کے کم پیدا کرنے والی حیثیت کا باعث دکھلائین یا شدت آب اور غرقی کے عذرات پیش کرین تو تمکو چاہیے کہ ان تمام حالتون پر تم غور کرکرا ورتخفیف خراج کرو۔ مگر اُسیقدر کہ اُنکے رفاہ کے لیے کافی ہو۔ اُن کے معاملت مین آسانی اختیار کرو۔ اور اُنکی تخفیف مین اِس اندازہ کا خیال رکھو کہ وہ تم پر گران نگزرے۔ کیونکہ ملک کے محاصل ہی پر ملک کی آمدنی اور ترقی منحصر ہے۔ بیرونجات کی درستی۔ اور آرایش بھی اُسی پر موقوف ہی۔ اگر تم اِن تمام امور کے ساتھ اپنی رعایا کی صلاح ورفاہ بھی مدنظر رکھوگے تو بیشک تم کو اپنے دوسرے والیان ملک کے مقابلہ مین وہ فخر ومباہات حاصل ہوگا۔ خاصکر اس وجہ سے کہ تم نے اپنے ملک مین قانون معدلت کو جاری رکھا ہی۔ اور تمہاری رعایا بھی خوش حال ہی۔ اور تم نے اُنکے تمام امور آسانی اور نرمی کے ہاتھون سے انجام دئے ہین۔ اب اِسی رسم وراہ کی وجہ سے تم کو اُنکے خاص مال مین بھی ایک قسم کی شرکت ہوگئی ہی۔ اور جو کچھ اُنکے مصارف سے بچ رہے گا وہ تمہارے لیے بچا رہیگا۔ اور اُسکی مثال یہ ہی کہ اگر تم پر کوئی سخت وقت آلگے گا۔ اور تم اُسکے دور کرنے کی کوششون مین بالکل عاجز ہوجاؤگے اور تمہین اُس سے نجات پانے کی کوئی صورت نہین معلوم ہوگی تو ایسی حالت مین اگر تم نے رعایا کے ساتھ محاسن سلوک پہلے سے قائم کیے ہون گے تو وہ بیشک ایسے موقع مین جہانتک اُنکا دسترس ہوگا تمہاری ضرور مدد کرینگے۔ اور جس وقت کے واسطے تم اُنسے کہوگے وہ اُسکے قبول کرنے مین کبھی انکار نہ کرینگے۔ کیونکہ ملک اُسیوقت تک آباد ہی۔ جبتک رعایا مطمئن اور خوشنود ہی۔ تم جسقدر اُن کو تکلیف دوگے۔ پہلے تو وہ سب کو برداشت کرتے جائینگے۔ مگر جب ملک خراب ہونے لگیگا تو پھر رعایا بھی کچھ نہین کرسکے گی۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ ملک کی خرابی۔ رعایا کی تنگ دستی اور غربت سے پیدا ہوتی ہی۔ اور رعایا کی غربت او پریشانی والیان ملک کی حرص وطمع کی زیادتی کے سبب سے واقع ہوتی ہی۔ اور عموماً یہی اصلی وجہ ثابت ہوتی ہی +

زکوۃ وصدقات کی تحصیل کا صیغہ

یہ دونون طرح کی رقمین ایک قسم کے سالانہ ٹیکس ہین۔ اور مسلمانون کے ساتھ مخصوص ہین۔ اور اُنکی ہر قسم کی آمدنی اور جائداد از قسم طلا و نقرہ و شتر و گاؤ و گوسفند و اسپ وغیرہ پر حساب لگاکر برابر وصول کی جاتی تھین + صدقات یا زکوۃ کی آمدنی۔ فقرا و مساکین۔ عاملان صدقہ۔ مؤلفۃ القلوب۔ غلامون کی آزادی۔ قرضون کی ادائگی

مہاجرین اور مسافرین حجاج کی امداد میں صرف ہوتی تھی * المرتضےٰ صفحہ ۱۲۷

جو لوگ صدقات کی وصولی پر مامور کیے جاتے تھے۔ اُن کو بھی افسران خراج اور والیان ملک کی طرح دار الخلافت سے ایک دستور العمل تیار کر کے دیا جاتا تھا۔ وہ دستور العمل یہ تھا *

تفصیل زکوٰۃ کا دستور العمل

اما بعد انطلق على تقوى الله وحده لا شريك له ولا تروعن مسلما ولا تجتازن عليه كارها ولا ياخذن منه اكثر من حق الله ومالِه فاذا قدمت على الحي فانزل بمائهم من غير ان تخالط ابياتهم ثم انظر اليهم بالسكينة والوقار حتى تقوم بينهم فتسلم عليهم ولا تخدج بالتحية لهم ثم تقول يا عباد الله ارسلني اليكم ولي الله وخليفته لاخذ منكم في اموالكم فهل لله في اموالكم من حق فتؤدوه الى وليه فان قال قائل لا فلا تراجعه وان انعم لك منعم فانطلق معه من غير ان تخيفه او توعده او تعسفه او ترهقه فخذ ما اعطاك من ذهب او فضة فان كانت له ماشية او ابل فلا تدخلها الا باذنه فان اكثرها له فاذا اتيتها فلا تدخلها دخول متسلط عليه ولا عنيف به ولا تنفرن بهيمة ولا تفزعنها ولا تسوءن صاحبها فيها واصدع المال صدعين ثم خيره فاذا اختار فلا تعرض لما اختاره ثم فلا تزال كذلك حتى يبقى ما فيه وفاء لحق الله في ماله فاقبض حق الله منه فان استقالك فاقله ثم اخلطهما ثم اصنع مثل الذي صنعت اولا حتى تاخذ حق الله في ماله ولا تاخذن عودا ولا هرمة ولا مكسورة ولا مهلوسة ولا ذات عوار ولا تامنن عليها

اب تم تقوے پر ثابت قدم ہو جاؤ۔ خدائے سبحانہ تعالیٰ کی ذات میں کسیکو شریک نہ کرو۔ کسی مسلمان کو خوف و دہشت میں نہ ڈالو۔ اور جسوقت وہ تمہارے آنیکو نہ پسند کریں تم اُنکے پاس نہ جاؤ۔ اور جسقدر کہ خدا کے حقوق اُنپر واجب ہیں اُن سے زیادہ مت لو۔ اور کسی خلقت کو آزار نہ پہونچاؤ۔ اور اُنکے چشمہ کے پاس اُترو تو اُن کے جانوروں پر ستم نہ کرو نہایت آہستگی اور عظمت سے اُنکے قریب جاؤ تو پہلے اُنکو سلام کرو۔ اور واجبات تحیۃ بجالاؤ۔ پھر کہو۔ اے خدا کے بندو! خدا کے ولی اور اُسکے خلیفہ نے مجکو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تم سے خدا کے اُن مالوں کو جو تمہارے ذمہ ہوتے ہیں۔ لوں۔ کیا تمہارے مالوں میں خدا کا کوئی حق نہیں ہی؟ اگر تمہارے اس سوال کے جواب میں کوئی تم سے کہے۔ نہیں۔ اور دینے میں مضائقہ کرے تو تم پھر اُسکو ادائے زکوٰۃ کی تکلیف نہ دو۔ اگر تم سے کہے کہ ہاں ہے تو تم اُسکے ساتھ رہو۔ اُسکے دل کو تقاضہ اور غصہ کے ناخونوں سے نہ تراشو۔ نہ اُسکو ڈراؤ۔ اور نہ کوئی آزار پہنچاؤ۔ سونے اور چاندی میں سے جتنا وہ تمکو دیں تم لیلو۔ اور جو چیز وہ تم کو نہ دینے پر راضی ہوں وہ تم نہ لو اگر وہ اُسکے عوض میں اونٹ اور چارپائے دیں تو تم بغیر اجازت اُنکے گلوں میں نہ گھس پڑو۔ اور صرف حق اللہ کے لینے کے لیئے جو محض قلیل ہی، اُن کی جان پر بار نہو جب وہ تم کو اجازت دیدیں اور اپنے ساتھ تم کو اپنے گلہ

الا من یثق بدینه واقفا بمال المسلمین حتے
توصله الی ولیهم فیقسمه بینهم ولا توکل بها الا
ناصحا شفیقا وامینا وحفیظا غیر معنف ولا
ملعت ولا منعب ثم اجدر الینا ما اجتمع عندك
نضره حیث امر الله به فاذا اخذها امینك فأوعز
الیه ان لا یحول بین ناقة وفصیلها ولا یمصر
لبنها فیضر ذلك بولدها ولا یجهدنها رکوبا و
لیعدل بین صواحباتها فی ذلك بینها ولیرفه
علی اللاغب لیستان بالنقب الظالع ولیوردها
ما تمر به من الغدر ولا یعدل بها عن نبت الارض
الی جواد الطرق ولیروحها فی الساعات ولیمهلها
عند النطاف والاعشاب حتی یاتینا باذن
الله بدنا منقیات غیر متعبات ولا مجهودات
لنقسمها علی کتاب الله وسنة نبیه صلی الله
علیه واله وسلم فان ذلك اعظم لاجرك و
اقرب لرشدك ۔ ان شاء الله تعالی ٭

مین لیجائین تو تم اُنکے پورے گلہ پر قبضہ نہ کرلو۔ اور اُنپر
سختی نہ کرو۔ اُن سے نفرت نہ کرو۔ درشتی روا نہ رکھو اُنکے
جانورن اور مویشیون کو پریشان نہ کرو۔ اُنکے ساتھ یون
پیش آؤ کہ وہ تم سے ملول اور غمگین نہ ہون۔ پہلے اُن کے
مال کو دو حصون پر برابر تقسیم کرو۔ اس تقسیم مین وہ جس حصہ
کو پسند کرین۔ اُنکو دیدو۔ پھر اُس بچے ہوئے حصہ کو تقسیم کرو
اسمین بھی وہ جس کو پسند کرین لے لین یہانتک کہ اس
تقسیم کے بعد جتنا کہ حق العباد ہوتا ہو باقی رہجائے۔ بسقدر
وہ اُسکے حقوق کو کفایت کریگا۔ اب تم ان مالون (حق
اللہ) کو اپنے قبضہ مین کرلو۔ اور انھین کو مال زکوۃ مین شمار
کرو۔ اور اگر وہ اس تقسیم سے راضی نہو تو تم اُسکی خاطر خواہ
اطمینان کو ملحوظ رکھو۔ اور تمام مال کو پھر جمع کرکے تقسیم کرو
اور تقسیم مین وہی پہلا طریقہ اختیار کرو بوڑھے اونٹ
یا اونٹنیون کو نہ لو۔ لنگڑے بیمار اور عیبدار جانورون کو نہ
پسند کرو۔ اور جو مویشی کہ تم کو ملے تم ایسے آدمی کو سپرد کرتے
جاؤ جو متدین ہو۔ اور تم کو اُسکی دیانت پر اعتماد ہو اور کبھی
ایسے آدمی کو جس مین مسلمانون کے ساتھ رعایت اور امارت قائم رکھنے کے مادے نہون اپنے مال کے ہمراہ
نہ روانہ کرو۔ اور اُسکو بھی نہ دو۔ جو ان جانورون کو مسلمانون کے ولی تک نہ پہونچا سکے۔ پھر مسلمانون کا ولی ان مالون
کو تقسیم کرے۔ اور شرعی تقسیم کے مطابق اسمین مسلمانون کا جتنا حصہ ہو۔ اُنکو بانٹ دے۔ اپنے جانورون پر
اُسی شخص کو امین مقرر کرو۔ جو تمہارا بہی خواہ۔ معتمد اور شفیق ہو کہ جانورون پر سختی نہ کرے۔ اور اُنکو شدت سے
نہ دوڑائے اور اُنکو تکلیف نہ پہونچائے۔ اور ضعیف و لاغر نہ کرے۔ پھر تمہارے پاس جتنے مال جمع ہون ہمارے
پاس بھیجتے جاؤ۔ تاکہ ہم اُسکو خدا کے حکم کے مطابق اُسکے مستحقین کو پہونچا دین۔ اور جب تم اپنے مال کو امین کے
حوالے کرو تو ان باتون کے لیے اُسکو خاص طور پر ہدایت کردو۔ کہ وہ بچّون کو مان سے جدا نہ کرے۔ اور اُس کا تمام
دودھ دوھ نہ لے۔ کیونکہ اگر بچے کیلیے کچھ نہ چھوڑا جائیگا تو بچے کی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ سواری کے وقت
جانورون کو تکلیف نہ دے۔ اور سب پر ایک ہی سواری پر سوار نہ ہوا کرے۔ بلکہ برابری اور اعتدال کو ان طریقون مین

مد نظر رکھے۔ اور جو اونٹ زیادہ مسافت طے کرنے کی وجہ سے تھک گیا ہو۔ اُسکو آرام دے۔ اور اونٹنیوں کے ساتھ جن کے پاؤن نازک ہوتے ہین۔ اگر کثرت راہ سے اُنکے پاؤن زخمی ہوگئے ہون۔ رعایت کرے اور اُنکو زیادہ نہ چلایا کرے۔ اور جسکی رفتار مین فطرتی طور پر کجی واقع ہو۔ اور سیدھی راہ نہ چل سکے اُسکو تیز نہ ہنکائے اُنکو آہستہ چلائے۔ اور راستہ مین جو حوض و تالاب ملے۔ جانورون کو چھوڑ دو۔ اور کوئی چشمہ یا تالاب راہ مین ایسا نچھوڑو جس سے جانورون کو پانی نہ پلایا کرو۔ اور جب راستہ مین سبزہ زار یا چراگاہین ملین۔ تب بھی اپنے جانورون کو چھوڑ دو۔ اور جس راستہ مین دانہ گھانس وغیرہ نہ ملتا ہو۔ اس راستہ سے جانورون کو نہ لیجاؤ۔ مویشیون کو دور راہ چلنے سے باز رکھو۔ اُنکو صاف پانی کے نزدیک ٹھیرایا کرو۔ اور جس جگہ سبز گھانس دیکھو۔ جانورون کو ضرور چھوڑ دو اور اُنکو زیادہ تیز نہ ہنکاؤ تاکہ جسوقت وہ ہمارے پاس آئین۔ موٹے تازے اور صحیح ہون نہ لاغر ضعیف اور مریض۔ پس ہین خدا کے ان تمام و کمال اموال کو اُسیکے حکم کے مطابق اُنکے مستحقین پر تقسیم کر دینگے جو کچھ اِس دستور العمل مین بیان کیا گیا ہے اگر تم اسپر عمل کروگے تو تمہارے اجر زیادہ ہون گے۔ اور تمہاری رشادت ظاہر ہوگی۔ اِن شاء اللہ المستعان۔ والسلام +

امیر المومنین علیہ السلام نے صدقات و زکوٰۃ کی رقمین وصول کرنےمین رعایا کے ساتھ حد درجہ کی نرمی اور ملائمت ظاہر کرنیکے لیئے جو اتنی تاکیدین فرمائی ہین۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ ان رقوم کو خراج ملکی مین شامل کرنا نہین چاہتے تھے اور اُنکو بھی عمال یا افسران وصولی کی سخت گیری کے حوالہ کرنا نہین چاہتے تھے کیونکہ خلافت اول کے دور مین اِسی تحصیل زکوٰۃ کی وجہ سے ملک کے شمالی حصہ مین ایک خوفناک شورش پیدا ہوکر خالد ابن ولید کی سخت گیری اور زبردستیون کی بہت بڑی شکایت کا باعث ہوچکی تھی +

جزیہ۔ اُسکی شرح اور اُسکے مصارف

یہ رقم اُن غیر مسلم قومون سے لیجاتی تھی۔ جو مسلمانون کی حفاظت اور حمایت مین رہتی تھین۔ یہ قومین ایک سالانہ رقم مقررہ ادا کیا کرتی تھین۔ اُنکی جائداد چاہے کتنی ہی کثیر الحاصل ہو۔ اُس سے کوئی واسطہ نہین ہوتا تھا۔ جزیہ کی رقم تعداد نفوس پر منحصر تھی۔ جزیہ کی شرح فی کس حسب ذیل مقرر تھی +

جزیہ کی شرح

نمبر شمار	مدارج	فی کس	رقم مقررہ	کیفیت
۱	اُمراء	"	۴۸ درم	
۲	متوسط الحال	"	۲۴ درم	
۳	تُجّار	"	۲۴ درم	
۴	عامۃ الناس	"	۱۲ درم	

وصولی کے وقت۔ فقرار مساکین ضعیف اور کم استطاعت والے عموماً اداکاری سے بری کردیئے جاتے تھے۔ اور مفصلۂ ذیل اشخاص تو ہمیشہ کے لیئے رقم جزیہ کی اداکاریون سے مستثنےٰ سمجھے جاتے تھے

۱- پچاس برس سے زیادہ عمر کا مرد

۲- بیس برس سے کم عمر کا

۳- عورتین

۴- مفلوج الاعضا مرد- چاہے وہ کسی عمر کے ہون

۵- معطل العضو ایضاً ایضاً

۶- نابینا ایضاً ایضاً

۷- مجنون ایضاً ایضاً

۸- مفلس- جسکے پاس سو درم سے کم ہو؛

جزیہ کا روپیہ لشکر کی آراستگی- درستی- سرحد کی حفاظت- قلعون کی تعمیر مین لگایا جاتا تھا اور جو اس سے بچ رہتا تھا وہ رستون کی تیاری اور پلون کی تعمیر مین کام آتا تھا۔ اس تجویز سے غیر مسلم اشخاص کو بھی جزیہ کی رقم سے اور اُنکے مصارف سے فائدہ پہونچتا تھا؛ (المرتضیٰ صفحہ ۱۲۷)

قضا کا محکمہ یا عدالت کا صیغہ

خراج کے صیغہ کے بعد ہم اس محکمہ کی کیفیت بیان کرتے ہین۔ یہ وہ محکمہ ہے جسکو خلافت کی طرف سے جوڈیشل پاورس (اختیارات انفصال تنازعات) عنایت ہوتے ہین۔ اور انہین اختیارات کے ساتھ وہ تمام ملکی تنازعات کا فیصلہ احکام شریعت کے مطابق کرتا ہے۔ اور اپنے تمام احکام کی بنا اُسکو قرآن کے احکام اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے فرمان کے موافق رکھنی ہوتی ہے۔ اس محکمہ کا جوابدہ افسر قاضی ہے جو اور والیان ملکی کیطرح ہر علاقہ- ہر صوبہ بلکہ قریب قریب ہر شہر مین مقرر ہوتا ہے۔ اپنے ذاتی اعزاز کے امتیاز سے قاضی ایک والی ملک یا عامل خراج سے کم نہین خیال کیا جاتا۔ والی ملک۔ عامل خراج اور قاضی۔ یہی لوگ ہین جو اعلیٰ اعلیٰ مجلسون کے صدر مین بٹھلائے جاتے ہین۔ اور دار الخلافت کے دربار مین ان کے مدارج کا لحاظ کیا جاتا ہے؛

علم قضا مین امیر المومنین علیہ السلام کی مہارت

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اس صیغے سے خاص دلچسپی تھی۔ فقہ مین جو علم القضا کا اصل الاصول ہے آپ کو جیسی لیاقت تھی ویسی صحابہ مین سے کسی کو بھی نہین۔ کیونکہ احکام شرعیہ کو قاضی

تو کہ زبان ہونا چاہیئے۔ اور شریعت کا کوڈ (قانون) علم القرآن اور علم الحدیث پر تمام ہے۔ ان دونون علوم کا جاننے والا امیر المومنین علیہ السلام سے بڑھکر دوسرا اہل اسلام مین پیدا نہین کیا جا سکتا علم القرآن کی نسبت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا یہ دعوٰے نہایت صحیح و درست تہا کہ کلام مجید کی ہر آیت کی نسبت مین یہ بتلا سکتا ہون کہ یہ آیت مدینہ مین نازل ہوئی یا مکہ مین۔ رات کو اتری یا دن کو۔ وہ سفر کی حالت تھی یا قیام کی۔ وہ مقام پہاڑ یا کسی اونچی زمین پر واقع تہا یا ہموار زمین پر ٭

اب رہا علم الحدیث اُسکی تحصیل کی تکمیل کے ثبوت مین صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سبع سنۃ قبل احد کافی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثین انا مدینۃ العلم و علی بابہا وغیرہ وغیرہ موجود ہین۔ تینتیس ۳۳ برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین ہر وقت حاضر رہنا ہمارا پورا اطمینان کرتا ہے۔ انہین مخصوص محاسن کے اعتبار سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ مین آپ ہی کو ملک یمن کا قاضی بنایا۔ اور اتنے بڑے قبیلہ کی ہدایت کا منصب جو علمی کمالات کے اعتبار سے تمام قبائل عرب مین سربرآوردہ شمار کیا جاتا تھا۔ آپ ہی کو سپرد فرمایا اور اقضاکم علی فی دینی کی مستند بین الفریقین حدیث کا تمغہ آپ ہی کی ذاتی قابلیت اور افضلیت کا جوہر تھا ٭

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہت سے قضا کے متعلق ایسے فقہی مسائل پیش ہوئے جس مین بڑے بڑے قاضی کوئی حکم نہین لگا سکے۔ آخر انکو امیر المومنین علیہ السلام نے فیصل فرمایا اور بہت سے احکام شریعت ایسے ہوتے تھے جو اہل اسلام کو معلوم بھی نہین ہوتے تھے۔ ایسے اوقات مین زیادہ تر ان ہی کے محاسن سے مدد لیجاتی تھی۔ مسائل دربار خلافت سے آپ کی خدمت مین بہیجدیئے جاتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام اُنکی نسبت حکم مناسب نافذ فرماتے تھے ٭

امیر المومنین علیہ السلام کے اِسی فضل و کمال نے اپنی عدیم المثالی اور افضلیت کا حضرت عمرؓ کے ایسے شخص سے بھی اقرار کرالیا۔ نعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابو الحسنؑ حضرت عمرؓ ہی کا قول ہے۔ یعنی پناہ مانگتا ہون مین خدا سے اُس امر مشکل کے واسطے جسکے حل کے لیئے ابو الحسنؑ موجود نہ ہون۔ لولا علی لہلک عمرؓ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر مارے جاتے۔ یہ اور اُنکے ایسے اور دیگر کلمات انہین مقامات مین کہے جاتے تھے جن کا ذکر تفصیل کے ساتھ آپکے علم الفقہ کے بیان مین مندرج ہین ٭

ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے احکام شریعت کے فتوے کی نسبت عام طور سے حکم دیدیا تہا لا یفتین احد فی المسجد و علی حاضر۔ کوئی شخص مسجد مین فتوے دینے کا مجاز نہین ہے جب حضرت علی علیہ السلام موجود ہون ٭ (امام سیوطی)

ان امور کے علاوہ ایسے واقعات کثرت سے اسلامی تاریخ مین موجود ہین جن سے جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کے قوت فیصلہ کا پورا امتیاز ہوتا ہے۔ انہین جہون سے ثابت ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کو اس صیغے سے ایک خاص دلچسپی تھی۔ اور اسکی نسبت آپنے جسقدر کوشش فرمائی ہے وہ بالکل نادر اور عدیم المثال ہے

امیرالمؤمنین علیہ السلام نے مہاجر اور انصار مین سے یہ عہدے اور منصب انہین بزرگوارون کو سپرد فرمائے جو اپنے تقدس۔ تقوے۔ امانت۔ صداقت اور راستبازی کے معاملات مین اپنا جواب نہین رکھتے تھے۔ تعین کے وقت اُنکے اعزاز محفوظ رکھے جاتے تھے۔ مگر فرائض منصبی کی اداکاریون مین غفلت یا کسی قسم کی شکایت سنی جانے کیوقت اِن حضرات کی تنبیہ اور زجر و توبیخ ایک معمولی حیثیت مین کیجاتی تھی +

ہر قاضی کو بے لوثی صفائی اور امانت سے کام لینے کے لیے ہمیشہ سے سخت سے سخت تاکید کی جاتی تھی۔ اور ذرا سی شکایت پر اِن لوگون کو پورا جواب دینا ہوتا تھا۔ ذیل مین ہم قاضی کے خاص احکام اور ہدایتین درج کرتے ہین جو ہمارے بیان پر کافی روشنی ڈالین گی +

ثم اختر للحكم بين الناس افضل رعيتك في نفسك ممن لا يضيق به الامور ولا تمحكه الخصوم ولا يتمادى في الزلة ولا يحصر من الفيء الى الحق اذا عرفه ولا تشرف نفسه على طمع ولا يكتفي بادنى فهم دون اقصاه اوقفهم في الشبهات واخذهم بالحجج واقلهم تبرما بمراجعة الخصم واصبرهم على تكشف الامور واصرمهم عند اتضاح الحكم ممن لا يزدهيه اطراء ولا يستميله اغراء واولئك قليل ثم اكثر تعاهد قضائه وافسح له في البذل ما يزيح علته وتقل معه حاجته الى الناس واعطه من المنزلة لديك ما لا يطمع فيه غيره من خاصتك ليأمن بذلك اغتيال الرجال له عندك فانظر في ذلك نظرا بليغا فان هذا الدين قد كان اسيرا في ايدي الاشرار يعمل فيه بالهوى ويطلب به الدنيا +

تمہاری ملکی رعایا مین جو سب سے زیادہ تمہارے نزدیک معتمد علیہ ہو۔ تم اُسی کو قاضی مقرر کرو اور ذیل کی باتون کو اُس مین اچھی طرح دریافت کرو۔

قاضی وہ ہو جو کثرت معاملات سے نہ گھبراتا ہو۔ اگر وہ اپنے کسی فیصلہ مین خطا کرے تو اُسپر اصرار نہ کرتا ہو۔ اور جب کوئی امر اُسپر اچھی طرح ثابت ہوجائے۔ اور اسکی طرف اُس کو پورا یقین ہوگیا ہو تو وہ پھر اُسکے اجرا مین توقف نہ کرتا ہو کسی حال مین کسی چیز کی طمع نہ کرتا ہو جب تک معاملات کی تہہ کو نہ پہنچ لے۔ اپنی کم فہمی پر کفایت نہ کرتا ہو اور صرف اپنی سمجھ پر نہ رہتا ہو۔ جب کسی امر واجب مین اُسکو شبہہ واقع ہو تو جلدی نہ کرتا ہو بلکہ غور و تامل کرتا ہو۔ اور جب غور کرنیسے بھی نہ پہنچ سکے تو اور دلیلون پر توجہ کرے اور اُن مین جو حق اور صحیح ثابت ہو اُسپر اعتبار کرے۔ مرجوعات کے وقت فریقین مقدمہ کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آتا ہو۔ اور ترش رو ہوکر نہ بولتا ہو۔ ہر معاملہ کی تحقیق مین

تلوّن کوراہ نہ دیتا ہو۔ جب کسی معاملہ مین اُسکی تجویز حق پر ہو۔ پھر اُسکے جاری کرنے مین دیر نہ کرے۔ اگر ملک کے لوگ اُسکی حد سے زیادہ تعریف کرین تو وہ اپنے اعتدال سے آگے نہ بڑہجائے۔ کسی کی سفارش کسی کے کہنے سُننے سے فیصلہ نہ کرتا ہو۔ والیان ملک کو قاضی ملک کے معاملات کی پوری خبر لینی ہوتی تھی۔ اور ان لوگون کے متعلق ذیل کی مخصوص امور کی خبر گیری والیان ملک کے ذمہ واجب اور فرض ہے ؛

جن لوگون کو قاضی مقرر کیا جاوے۔ اُن کے معاملات کی پوری خبر گیری کیجائے۔ قاضی کی تنخواہ براہ راست بیت المال کی رقم سے دیجائے۔ تاکہ اُن کو پھر کسی غیر سے سوال کرنے کی احتیاج اور ضرورت باقی نہ رہے۔ اور پھر وہ رشوت نہ لے سکین۔ اُنکو اپنی صحبتون اور مجلسون مین ممتاز جگہین دو۔ تاکہ عام لوگون کو اُن پر غلبہ یا دست رسی کا موقع نہ ملے ؛

قاضی اور محکمہ قضا کے متعلق اتنے احکام لکھکر ہمارا یہ دعوے ہرگز بیجا اور ہمارا یہ سوال کسیطرح نازیبا نہین خیال کیا جا سکتا۔ اگر ہم یہ پوچھین کہ ان امور کے علاوہ اور وہ کون سی چیزین اور باقی رہ گئی ہین جو اس صیغے کے متعلق نہین بیان کی گئین۔ اور جناب علی مرتضی علیہ السلام نے اُنکا ذکر نہین فرمایا۔ یا وہ کون سے اسمین زائد امور ہین جو بیش از ضرورت اسمین داخل کردیے گئے ہین۔ یہ ہدایتین جو محکمہ قضا کے افسر کے لیے ضروری اور لابدی خیال کیجاتی ہین۔ مگر باینہمہ اُسکو اتنی قوت اور آزادی بھی نہین دی گئی کہ وہ حداعتدال سے باہر ہوجائے بلکہ وہ اپنے والی ملک کی زیر نگرانی رکھا گیا۔ سمجھنے کے لیے قاضی اپنے صیغے کا خودمختار افسر تو ضرور تھا۔ مگر پھر بھی اُسکی آزادی اور خود اختیاری ایک دوسرے شخص کی قوت کے ذریعہ سے کامل طور پر محدود کردیگئی ؛

جناب امیر المومنین علی مرتضی علیہ التحیۃ و الثنا نے اپنے ایام خلافت مین اس صیغے کی نسبت نہایت سخت تحقیق سے کام لیا۔ اور مہاجر و انصار مین سے جو اس منصب کے لیے لائق ہوتا تھا اُسکو یہ منصب تفویض کیا جاتا تھا۔ جو لوگ کہ پہلے سے مقرر تھے۔ اگر وہ حقیقت مین اس عہدے کی لیاقت اور صلاحیت رکھتے تھے۔ اُن کے ساتھ کوئی تعرض نہین کیا گیا۔ اور وہ اُسی طرح بحال رکھے گئے۔ اُن کے اختیارات بھی قائم رکھے گئے اور اقتدار بھی۔ جیسے قاضی شریح اور عبادہ ابن صامت ؛

اور ایسے لوگ جو اس منصب کے لیئے لائق نہین سمجھے گئے وہ اس سے علیحدہ کردیئے گئے۔ اور اُن کے اختیارات اُن سے واپس لیلئے گئے۔ اور محض خانہ نشینی پر مجبور کردیئے گئے ؛

والیان ملک اور اُن کے تمام امور کی نگرانی جس احتیاط اور اہتمام سے کیجاتی تھی۔ اُسی کوشش اور اُسی احتیاط سے اُن کی کارروائیون پر بھی غور کیا جاتا تھا۔ جس طرح والیان ملک سے کسی شکایت پر اُن سے

پوری کیفیت طلب کیجاتی تھی۔ اُسی طرح قضا کے افسرون سے بھی کسی شکایت پہنچنے پر جواب طلب کیاجاتا تھا اور جس طرح اُنکی موعظت ہدایت اور سیاست کیجاتی تھی اُسی طرح اُنکی بھی +

قاضی شریح کی چشم نمائی۔

کوفہ کے مشہور و معروف قاضی شریح نے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے کوفہ مین قاضی تھے۔ اپنی ضرورت سے زائد ایک مکان خریدا۔ وہ مکان نہایت آراستہ و پیراستہ تھا۔ وہ کوفہ کی مشہور اور معروف عمارتون مین شمار ہوتا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کو اسکی خریداری کی نسبت رشوت کی خبر دیگئی۔ قاضی شریح کو صفین کے قیامت خیز میدان سے نہایت گرم الفاظ مین ہدایت نامہ لکھا گیا جسکے مضامین یہ تھے +

اے شریح سمجھ لو۔ کہ تم کو اُس سے مقابلہ ہونیوالا ہے جو نہ تمھارے اس مکان کے وثیقہ پر لحاظ کریگا اور نہ اس وثیقہ کے گواہوں سے کچھ پوچھے گا۔ اور تمکو اِس گھر سے یکہ و تنہا نکالدے گا۔ اور تم کو ایک محض گڑھے مین ڈالدے گا۔ وہ آدمی نہین ہے۔ بلکہ تمھاری موت ہی جو آج یا کل تمھارے پاس عنقریب آنیوالی ہی۔ دیکھو شریح۔ اب پھر ہم تمکو یاد دلائے دیتے ہین۔ لیکن ایسا نہو کہ تم نے یہ مکان ناجائز طور پر نہ خریدا ہو۔ اور تم اُس پر اسیطرح متصرف ہوئے ہو تو ایسی حالت مین تم کو دونون طرف کا خسارہ اُٹھانا نہو گا۔ اور تم بیشک دنیا مین بھی گھاٹا اُٹھاوٴگے اور آخرت مین بھی +

امیر المومنین علیہ السلام خود بھی ان احکام کے بہت بڑے پابند تھے۔ اپنے خاص معاملات مین بھی جنھین آپ خود فیصل فرماسکتے تھے۔ مگر قاضی ہی کو اکثر اُنکے فیصل کا حکم فرماتے تھے۔ اور خود ایک معمولی حیثیت مین فریق بنکر اپنے حقوق کو فیصل کراتے تھے +

جنگ صفین مین آپ کی ایک زرہ کھو گئی تھی۔ بہت تلاش کیگئی۔ نہ ملی۔ ایکدن امیر المومنین علیہ السلام نے وہی زرہ ایک شخص کو پہنے دیکھا۔ جو عیسائی تھا۔ زرہ پہچان کر امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے قاضی شریح کے پاس مجرم بناکر کھڑا کردیا۔ اور بیان فرمایا کہ یہ زرہ میری ہی۔ نہ مین نے اس عیسائی کے ہاتھ اسے بیچا ہی۔ نہ اُسکو بخشا ہے۔ نصرانی سے پوچھا گیا کہ یہ زرہ کسکی ہی۔ اُس نے کہا میری۔ اور میرا قبضہ میری ملکیت کی دلیل ہی۔ شریح نے امیر المومنین علیہ السلام سے اُنکے دعوے کی نسبت گواہ طلب کیئے۔ امیر المومنین علیہ السلام اُسوقت کوئی گواہ اِس امر کی تصدیق مین کہ یہ زرہ میری ہی پیش نہ کرسکے۔ قاضی شریح کو امیر المومنین علیہ السلام کی وجہ سے فیصلہ سنانے مین کچھ تامل ہوا۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام نے فوراً ٹوک دیا کہ فیصلہ مطابق شریعت کے ہونا چاہیئے۔ قاضی کو سخت مجبوری ہوئی۔ امیر المومنین علیہ السلام پر معاذ اللہ جھوٹی گواہی کا گمان کیسے ہوسکتا ہے نصرانی کی چیز نصرانی کے پاس موجود ہی اور القبض دلیل الملک کی روشن دلیل موجود +

امیر المومنین علیہ السلام نے قاضی کی خاموشی کو بخوبی سمجھکر۔ فرمایا کہ ایسے معاملات مین خلافت یا امارت کا

خیال کرنا سخت ظلم ہے۔ شریح نے یہ سن کر امیرالمومنین علیہ السلام کے خلاف فیصلہ کیا اور امیرالمومنینؑ اور وہ مرد عیسائی دارالقضا سے واپس آئے۔

فریقین کی بعض کتابوں کے مطالعہ سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ وہ مرد عیسائی اس معاملہ کے بعد امر حق کے اظہار کرنے پر مجبور ہوا اور امیرالمومنینؑ کے ہاتھوں پر اسلام لاکر کہنے لگا کہ حقیقت امر تو یہ ہے کہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ اور مین نے اسے میدان صفین مین پڑا پایا تھا۔ پھر وہ سعادت مند امیرالمومنینؑ کی رکاب مین جنگ نہروان مین فائز بہ شہادت ہوا۔

فوج اور لشکر کا صیغہ

فوجی بندوبست اور لشکر کے انتظام کے ساتھ بھی امیرالمومنین علیہ السلام کو ایک خاص دلچسپی تھی کیونکہ لشکر اور فوجی تعلقات کے ساتھ جسقدر امیرالمومنینؑ کی مقدس حیات کا زمانہ گزرا ہے۔ ہم یقین کرتے ہین۔ کہ انکے اسلامی ہمعصرون مین سے کسی کو بھی اتنا موقع نہ ملا ہوگا۔

فوج کے انتظام اور امیرالمومنین کی مہارت

یہ تو ظاہر ہے کہ امیرالمومنین علی ابن طالب علیہ السلام نے نہایت کم سنی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت مین اسلامی مجاہد کا اعزاز پایا۔ اور غزوہ احد سے لیکر حنینؑ طائف کے آخر معرکون تک فوج اسلامی کے منصب امارت پر ممتاز رہے اپنی مبارک عمر کا بیش بہا وقت فوجی انتظام فوجی بندوبست۔ لشکر کی ترتیب اور لشکر کی درستی مین صرف فرمایا پھر اس زمانہ مین ایسے ایسے معرکے پڑے اور عرب کے ایسے ایسے نمودار اور دلیر جوانمردون سے سامنا ہوا۔ جن کی دلیری کا شہرہ۔ شجاعت کی دھوم ہیبت کی دھاک۔ عرب کے بڑے بڑے پہلوانون کے بدن مین تھرتھری ڈالدیتی تھی۔ ان سب کو علی مرتضیٰؑ کی شجاعت نے زیر کیا اور مار گرایا تھا۔ امیرالمومنینؑ کے ذاتی تجربہ اور ذاتی لیاقت نے کل دس یا گیارہ برس کی مدت مین اسلام کی وسعت کو حجاز اور یثرب سے اٹھاکر بحر فارس اور عراق عرب تک پہنچایا۔

یہ فنون جنگ کے کمال ہی تھے۔ اور یہ فوجی معاملات کی قابلیت ہی تھی جسنے امیرالمومنین علیہ السلام کی اقتدا اور استمزاج پر حضرت عمرؓ کے ایسے شخص کو مجبور کردیا۔ اور خلیفۂ ثانی نے اپنے زمانہ کے غزوات کو زیادہ تر انہین کی ہدایت پر موقوف رکھا۔ اور حقیقت امر یہ ہے کہ اس صیغے کے مشورے مین جیسے اعلیٰ اور قابل قدر مشورے اور اصلاحین حضرت عمرؓ کو جناب امیرالمومنینؑ سے ملی ہین۔ ویسی صحابہ مین کسی اور صاحب سے نہین ملین۔ تینون خلافتون کے زمانہ کو چھوڑدو۔ امیرالمومنین علیہ السلام کی چار سالہ حکومت کا تمام زمانہ بلکہ اسکا ایک ایک دن اور ایک ایک لحظہ فوجی انتظام اور لشکر کی ترتیب مین گزر گیا۔ اور اتنی مدت مین ایک وقت

بھی اِن امور کی دیکھ بھال اور غور و فکر سے خالی نرہا۔ جب کسی ملکی فرمان رواکو کسی خاص صیغے سے اتنی دلچسپی ہو
اور وہ اُس کے ہر اندرونی اور بیرونی امور سے پورا تجربہ حاصل کر چکا ہو تو یہ قاعدہ کی بات ہی کہ وہ بادشاہ اُس صیغہ
کو ایک خاص توجہ کی نظر سے ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اِسکے علاوہ امیر المومنین ؑ کی روزانہ ضرورت کیا کم تھی جو اِن
امور کیطرف سے آپ کو ایکدم بھی مطمئن اور مستغنی نہ رکھ سکی +

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تخت نشینی کے وقت اسلامی فوج کی کیا کیفیت تھی۔
اِسکے جواب کے لیئے ہمارا اتنا ہی لکھدینا کافی ہوگا کہ جب نظام ملکی کے تمام صیغون مین۔ سابق خلیفہ کے وقت
سے بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔ اور تمام کاروبار ابتر ہو رہے تھے تو تنہا اِس صیغے کی حالت کیسے درست رہ سکتی تھی +

ملکی بغاوت کا اثر بہت جلد لشکر اور اہلِ لشکر پر پڑتا ہی جب ملک مین اندرونی بغاوت پھیلے گی۔ تو
لشکر مین بدنظمی ہوجانے کا بھی قوی احتمال ہوتا ہی۔ امیر المومنین ؑ کی خلافت مین بھی لشکر کی وہی کیفیت تھی
جو اور صیغون کی حالت۔ مروان کی خود مختاری اور مطلق العنانی نے جسطرح خلافت ثالثہ کے تمام نظام ملکی کو
پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اُسیطرح فوج کی ترتیب اور لشکر کی درستی کے بند بند بھی جدا کر دیئے تھے۔ اِن کے بعد
امیر المومنین ؑ نے جہان اور نظام ملکی کی درستی فرمائی وہان اِسکی بھی۔ اور ملک کی تقسیم اور والیان ملکی کے
تعین کے بعد۔ وہان کی فوج بھی اُسیکی نگرانی مین سپرد فرمائی۔ اور بیت المال اسلامی اور رقوم خراج مین سب
سے پہلے اہل لشکر کی تنخواہ کا خرچ نکالدیا۔ جو والیان ملک ملکی انتظام کے علاوہ فوجی تعلقات مین بھی بہت
بڑے تجربہ کار اور ہوشیار تھے۔ وہی اُس ملک کی افواج متعینہ کے کمانڈنگ آفیسر Commanding
Officer بھی بنا دیئے گئے۔ جیسے مالک ابن اشتر۔ یہ بزرگ علاقہ الجزائر کے امیر ملک بھی تھے اور
امیر افواج بھی۔ مگر بہت سے ایسے لوگ جو نظام ملکی مین تو پوری مہارت رکھتے تھے۔ مگر فوجی امور مین بہت کم
مداخلت رکھتے تھے۔ اُن کے صوبون البتہ ایک فوجی امیر کا علیحدہ اضافہ فرمایا جاتا تھا۔ جیسے عبداللہ ابن عباس
یمن کے امیر تو تھے مگر فوج کی امارت سعید ابن قیس ہمدانی سے متعلق تھی +

اِس انتظام کی نسبت ہمارا یہ گمان صحیح ہی کہ اِسکی ابتدا زیادہ تر اِسی زمانہ سے ہوئی۔ سابق خلافتون کے
عہد مین اِن امور کی طرف کم توجہ کی گئی۔ اِسوقت اسلامی لشکر مین دو قسم کے لوگ بھرتی ہوتے تھے۔ ایک تو وہ
جو ہمیشہ ایک مقام خاص پر متعین رہتے تھے۔ دوسرے وہ جن کا نام فوج کے رجسٹر مین درج تھا۔ اُنکی روزانہ حاضری
ضروری نہین تھی۔ ضرورت کے وقت بلا لیئے جاتے تھے۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام کی ضرورتون نے اِس
تقسیم کو توڑ دیا۔ اور جمل و صفین کی لڑائیون نے دونون قسم کی فوجون کو امیر المومنین علیہ السلام کی رکاب مین
حاضر رہنے پر مجبور کر دیا۔ اِس لیئے ہمکو اِس امر کا اعتبار کرنا بہت مشکل ہی کہ یہ انتظام امیر المومنین علیہ السلام کے

وقت میں باقی رہا۔ یا نہیں۔ مگر ہاں اتنا ہم البتہ کہہ سکتے ہین کہ باوجود روزانہ معرکہ آرائیون کے امیرالمومنین علیہ السلام نے ملک کو فوج سے بالکل خالی نہین کر دیا تھا۔ جو مقامات فوج کے لیے مخصوص تھے۔ وہان فوجین موجود رہتی تھین۔ جب اُن کی ضرورت ہوئی بلالی گئین۔ اور تھوڑی بہت وہان بھی ملک کی حفاظت و نگرانی کے لیے چھوڑ دی گئین +

لشکر اور اہل لشکر نے جتنی محنت امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ مین اُٹھائی۔ اُسیقدر آرام بھی اور جسقدر اُن کی خاطرداری۔ دلجوئی اور مروت امیرالمومنین علیہ السلام کے دلمین تھی۔ ہم خیال کرتے ہین۔ اُتنی اور کسی فرمانروا کے دلمین نہ ہوگی +

والیانِ ملک کو جنکے حقوق کے محفوظ رکھنے کے لیے سب سے پہلے تاکید کیجاتی تھی وہ لشکر اور اہل لشکر تھے۔ اہل خراج۔ عاملان صدقات۔ والیان ملک اور حاکمان بندوبست۔ اِن تمامی لوگون کو جنکے ساتھ رعایت ہمدردی اور مروت سے پیش آنیکے لیے ہدایت فرمائی جاتی تھی۔ وہ یہی تھے۔ لشکر اور اہل لشکر اور تمام امور سے پہلے انہین لوگون کی راحت رسانی کی نسبت تاکید کیجاتی تھی۔ محمد ابن ابی بکر الصدیق کے اُس دستورالعمل مین جہان رعایا کی تقسیم اور اُنکے مختلف حقوق تبلائے گئے ہین۔ اُن مین نمبر اول یہی ہین۔ اِنکی نسبت جو دستورالعمل مین درج ہوا ہے۔ اسکو ابھی ابھی ہم نظام ملکی کے بیان مین لکھ چکے ہین۔ مگر ہمارے سلسلۂ بیان کی ضرورت ہم کو پھر اُس عبارت کے بعض مقامات کے انتخاب درج کرنے پر مجبور کرتی ہی۔ جسکو ہم اپنی ضرورت کے موافق ذیل مین درج کرتے ہین +

"فان الجنود حصون الرعیة وزین الولاۃ وعز الدین وسبیل الامن ویقوم الرعیة الا بھم ۔"	تمہارے لشکر تمہاری رعایا کے قلعے اور محافظت کے ذریعہ ہین۔ تمہارے لشکر تمہارے ملکون کی زینت ہین اور تمہارے دین کی عزت اور تمہارے راستون کے امن ہین۔ رعایا کو ملک مین بغیر لشکر کے قیام مشکل ہی +

یہ تو لشکر کی پوری تعریف ہی اور کیسی سچی۔ فوج کی ماہیت اور فوجی لوگوں کی ضرورت اِس سے مختصر الفاظ مین اور بہتر نہیں ہوسکتی۔ اِنکے اداے حقوق کی نسبت امیرالمومنین علیہ السلام کے جو خیال تھے وہ ذیل مین مندرج ہین +

اہل لشکر کے حقوق اور اُن کی سفارشین

ثم تفقد من امورھم ما یتفقد الوالدان من ولدھما ولا یتفاقمن فی نفسک شئ قویتھم بہ ولا تحقرن لطفا تعاھدتھم بہ	اپنے لشکر والون کے ساتھ تم ایسے پیش آؤ جیسے تم اپنے بیٹون کے ساتھ۔ اور تم اُن سے اِس طرح ملو کہ وہ تم سے ہمیشہ ملتے رہین۔ کیونکہ اگر تم اُنکے ساتھ کسی ادنی چیز سے بھی سلوک کروگے

ان عطفك عليهم بعطف قلوبهم عليك ولا يصح بصحتهم الا بحيطتهم وواصل من حسن الثناء عليهم وتعديد ما ابلى ذوالبلاء منهم فان كثيرة الذكر لحسن فعالهم هز الشجاع وتحرض الناكل ٭

تو یہ اُن کی قوت کی زیادتی کا باعث ہوگی۔ اور یہ سمجھ لوکہ اُن کے ساتھ تمہارا مہربانی سے پیش آنا اُن کو تم پر مہربان کرے گا۔ اور اُنکی مہربانیون سے تم کو بہت بھلائیان ہون گی۔ تم اُن کی ثنا و صفت سے اور اُنکی کوشش اور جانفشانیون کے ذکر سے اُنکو خوش رکھو۔ جو انہون نے جو تمہارے لیئے اُٹھائی ہین۔ کیونکہ اُن کے محاسن اوصاف کا ذکر کرنا اُن کی ہمت۔ دلیری اور شجاعت کو بڑھاتا ہے۔ اور اُن مین جو بُزدل ہوتے ہین۔ اُن کو دلیر کرتا ہی ٭

اہلِ لشکر کے محاسن سلوک قائم رکھنے کی نسبت ہم اتنی ہی ہدایتون کو کافی سمجھتے ہین اور ہم کو انہین مختصر الفاظ سے امیر المومنین علیہ السلام کی اُس ہمدردی اور خاص توجہ کا پورا ثبوت ملتا ہی جو اُن کو اپنے لشکر اور اہل لشکر کے ساتھ مدنظر رہتی تھین ٭

ہم نے ان تمام ہدایتون کو نہایت تفصیل کیساتھ اوپر لکھا ہے جن مین اُنکی رعایت حقوق کی نسبت امیر المومنین علیہ السلام نے کوئی ایسی بات اُٹھا نہین رکھی ہے جسکے لیئے پورے طور سے اپنے ملکی افسرون یا اُن کو جو اس صیغے کے خاص افسر ہون، ہدایت نہ فرمائی ہو۔ ایسا مہربان فرمانروا۔ ایسا شفیق حکمران جسکو اپنے لشکر سے ایسی سچی ہمدردی اور محبت کے دعوے ہون۔ اُن کے لیئے ایک عدیم المثال نعمت ہی اور وہ ان حالتون پر بھی اگر اُسکے ساتھ کوئی مخالفت کرین تو یہ اُن کی شامت اور بدبختی مین شامل ہوگا ٭

مگر ان تمام رعایتون کے ساتھ بھی اُن کے اختیارات ایک حد تک محدود کردیئے گئے۔ اور حقوق رعایا کے مقابلہ مین انکی مطلق العنانی غیر مفید سمجھکر فوراً روک دی گئی۔ ایسا نہین کیا گیا کہ اہل لشکر کے محاسن سلوک کے آگے رعایا کے تفقد احوال کیطرف کوئی توجہ نہین فرمائی گئی۔ ایسا نہین کیا گیا کہ اہلِ لشکر کی خاطر داری اسدرجہ تک بڑھا دیگئی ہو کہ وہ خود مختار اور خودغرض ہوکر رعایا کے حقوق کو پامال کرین۔ یا اُن کی پریشانی۔ خوف۔ اور ایذا رسانی کے باعث ہون۔ رعایا اور لشکر کے درمیان بھی امیر المومنین علیہ السلام نے وہی اصول قائم رکھے جو اس دستور العمل کے ابتدا مین درج کرچکے تھے۔ اور بتلا چکے تھے کہ اہلِ لشکر رعایا کے قلعے اور جائے حفاظت ملک کی زینت۔ دین کی عزت۔ اور رستون کے امن و راحت ہین۔ رعایا بغیر لشکر کے کسی ملک مین قیام نہین کرسکتی ٭

یہ وہی امور ہین جو جانبین کے حقوق کو دونون طرف سے مستحکم بناتے ہین۔ اور دونون کو اپنے اپنے منصب پر قائم رکھتے ہین۔ رعایا کے آرام و آبادی کی ضرورت لشکر کے ساتھ ملحق ہی اور لشکر کی اطمینان و

راحت کے سامان رعایا کے ساتھ جانبین کو ان اُصول کی کافی طور پر تسلیم دیجئی۔ اور ایک کو دوسرے کی ضرورت کامل طور سے دکھلا دی گئی۔ ایسی مساوات کی حالتون مین نہ لشکر سے ملک جدا ہو سکتا ہو نہ ملک سے لشکر ۔

امیر المومنین علیہ السلام نے خود ہمیشہ انہین اصول کو مد نظر رکھا۔ اور جانبین سے ایک کو کبھی دوسرے پر ترجیح کا موقع نہین دیا جس حد تک ملکی رعایا کے حقوق تھے ادا کیے جاتے تھے۔ اور جہان تک لشکر کے حقوق تھے اُنکی ہمیشہ تعمیل کیجاتی تھی ۔

ہم ان واقعات کی مثال کثرت سے امیر المومنین علیہ السلام کے اُس سفر مین پاتے ہین جو کوفہ سے شام تک معاویہ کے مخالفانہ حملات کی مدافعت کی غرض سے کیا گیا تھا۔ اس سفر مین نوّے ہزار سے زائد فوج امیر المومنین علیہ السلام کی رکاب مین ساتھ تھی۔ مدینہ سے عراق ۔ عراق سے شام کی سرحد تک کی پوری مسافت لشکر کے ساتھ طے فرمائی گئی۔ مگر ملک مین کہین کسی شخص نے ایک اہل لشکر کی زیادتی۔ زبردستی یا ایذا رسانی کی شکایت نہین کی۔ اسکی کیا وجہ تھی۔ صرف یہی کہ امیر المومنین علیہ السلام کی نگاہ مین لشکر اور رعایا دونون کے استحقاق بدرجہ مساوی قائم تھے ۔ اسی سفر مین جب امیر المومنین علیہ السلام کا لشکر شہر انبار مین پہونچا تو وہان کے اُمرا نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا رسم استقبال ادا کیا۔ اور اچھے اچھے عجمی گھوڑے نذر کے طور پر پیشکش کیے ۔ اور یہ استدعا کی کہ ہم نے لشکر کی دعوت کا پورا سامان کیا ہو۔ قبول فرمایا جائے ۔

امیر المومنین علیہ السلام اُن کے اظہار اطاعت سے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ تم کیون اتنی تکلیف اُٹھاتے ہو۔ تمہارے یہ تحفے تمہین کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتے۔ مین تمہارے ہدیے اس شرط پر قبول کرتا ہون کہ تمہارے خراج مین اُنکی قیمت مجرا دو ن۔ اور فوج کی رسد دعوت قطعی قبول نہین کی جائیگی۔ اُن لوگون نے اپنی استدعا پر پھر اصرار کیا۔ اور نہایت خلوص عقیدت کا اظہار کیا تو آخر مین یہ حکم صادر فرمایا گیا کہ گھوڑے۔ خراج مین قیمت محسوب کیے جانیکے بعد لے لیے جاوین۔ اور لشکر مین جن لوگون کو جن لوگون کے ساتھ تعارف ہو وہ مہمان کیے جاوین۔ بقیہ اور عام رسد کی قیمت اُنکو خزانہ سے ادا کر دیجئی۔ مگر اہل خراج کو نہایت سختی سے تاکید کر دیگئی کہ ہمارے لشکر مین سے کوئی شخص تم سے کوئی چیز بہ جبر لینا چاہے تو اُس سے مجکو فوراً مطلع کرنا ۔

امیر المومنین کی ایک نظر نے لشکر اور رعایا دونون کے استحقاق پر برابر نظر رکھی۔ ایسی بغاوت کے زمانے مین اتنی احتیاط۔ محافظت اور بیدار مغزی سے کام لینا اُسی فرمان روا کا کام ہو جو اپنے استقلال اور ثابت قدمی کے محاسن مین اپنی آپ مثال ثابت ہوا ہو ۔

یہان تک تو وہ حالات تھے جو رعایا اور اہل لشکر کے فیما بین مشترک تھے - اب ہم لشکر اور اہل لشکر کے خاص قواعد اور اُنکے احکام کا ذکر کرتے ہین - جو امیر المومنین علیہ السلام نے نافذ فرمائے ہین لشکر کی ترتیب باعتبار مختلف حصون کے امیر المومنین علیہ السلام کے زمانے مین حسب ذیل کیجاتی تھی *

تقسیم لشکر وقت مقابلہ

۱	قلب	امیر لشکر اسی حصہ مین رہتے تھے
۲	مقدمۃ الجیش	قلب کے آگے کچھ فاصلے پر قائم رہتا تھا -
۳	میمنہ	قلب کے داہنے ہاتھ پر رہتا تھا -
۴	میسرہ	اُلٹی طرف والا فوجی حصہ -
۵	ساقہ	پیچھے رہنے والا حصہ
۶	رادہ	جو ساقہ سے پیچھے رہتا تھا - اس خیال سے کہ فوج کو دشمن کے پیچھے حملوں سے بچائے *

یہ تقسیم تو مقابلہ یا ترتیب فوج کیوقت کیجاتی تھی - اب اُن کے منصب اور خدمات کے اعتبار سے اُن کے حسب ذیل حصے کیئے جاتے تھے *

لشکر کی عام تقسیم

۱	رکبان	شتر سوار - یہ سب سے آگے رہتا تھا -
۲	فرسان	گھوڑے سوار - جو شتر سوارون سے پیچھے رہتے تھے *
۳	راجل	پیادے -
۴	رماۃ	تیر انداز - خیاصکر ریزرو ڈیوٹی کا کام دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کام آتے تھے
۵	طلیعہ	حفاظت فوج - غنیم کی سراغرسانی - اِنکے سپرد ہوتی تھی -
۶	رائد	اِسکے متعلق فوج کی رسدرسانی ہوتی تھی *

محاصرہ یا مقابلہ کے وقت اہل لشکر کو جن جن باتون کی ہدایت کیجاتی تھی - اُس سے امیر المومنین علیہ السلام کی جنگی لیاقتون کا پورا اندازہ ہوتا ہے - ہم ذیل مین وہ ہدایتین درج کرتے ہین جو فوجی افسرون کو اِن مخصوص اوقات مین دی جاتی تھین *

امیر افواج کے لئے ضروری ہدایتین

فاذا انزلتم بعدو او نزل لکم فلیکن معسکرکم فی قبل الاشراف او سفاح الجبال او اثناء الانہار کما یکون لکم ردا او دونکم مردا ولیکن مقاتلتکم من وجہ او ثنین	جب تم دشمن کے سر پر چڑھ جاؤ یا دشمن تمہارے سر چڑھ آئے - اور مقابلہ کی ضرورت واقع ہوجائے تو تم اسکا خیال ضرور رکھو کہ تمہارا اُسوقت قیام کسی پہاڑ پر ہو یا کسی اونچی زمین پر - یا دریا کا کنارہ ہو - تاکہ تمہارے لئے پناہ کی جگہ

واجعلوا لكم رقباء في صياصي الجبال ومناكب الهضاب لئلا يأتيكم العدو من مكان مخافة او امن واعلموا ان مقدمة القوم عيونهم وعيون المقدمة طلائعهم اياكم والتفرق فاذا نزلتم فانزلوا جميعا فاذا ارتحلتم فارتحلوا جميعا واذا غشيكم الليل واجعلوا الرماح كفة ولا تذوقوا النوم الا غرارا او مضمضة ❊

کافی ہو۔ اور پھر دشمن تم پر قتل سے پہونچ سکے اپنے لشکر کو ہمیشہ یکجا رکھو لیے۔ دشمنون مین پارہ پارہ اور متفرق نہ ہو رو۔ اپنی ہر وقت جمعیت مین سے تھوڑا سا حصہ پس پشت یا کسی اونچی زمین پر علیحدہ تیار رکھو تاکہ وہ تمکو ضرورت کے وقت یا دشمن کے اچانک حملہ کے وقت کافی مدد پہونچا سکے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ لشکر کا مقدمہ اُس کی آنکھین ہین۔ اور مقدمہ لشکر کی آنکھین طلیعہ ہوتی ہین۔ جو مقدمہ لشکر کے آگے رہتی ہین۔ ان کی خدمت یہ ہے کہ وہ دشمن کا پتہ لگائین۔ اور محافظت اور جاسوسی کی خدمت بجالائین۔ اسلیے مناسب ہے کہ وہ لشکر کے آگے رکھے جائین۔ جس جگہ قیام کرو۔ وہان متفرق نہ اترو۔ اور جہان سے کوچ کرو تو یکجا اور اکٹھا ہوکر۔ جب شب کے وقت کہین اترو تو اپنے نیزون کو لشکر کی چارون طرف گاڑ دو اور ان سے اپنی محافظت کرلو۔ اور رات کیوقت ضرورت سے زیادہ نہ سویا کرو۔

یہ وہ احکام ہین جو عموماً فوج کشی کے زمانہ مین افسران فوج کو دیئے جاتے تھے۔ اور ان کے متعلق تمام امور کی اُسی طرح سخت تاکید کیجاتی تھی۔ صفین کے معرکون مین جو فوج سب سے پہلے دار الخلافہ کوفہ سے روانہ کی گئی۔ اُسکی امارت معقل بن قیس ریاحی کے متعلق تھی۔ معقل کو چلتے وقت جو ہدایتین کی گئین وہ یہ تھین

امیر فوج کو ہدایتین

اتق الله الذی لا بد لك من لقائه ولا منتهی لك دونه ولا تقاتلن الا من قاتلك وسر البردين وغور بالناس ورفه في السير ولا تسر اول الليل فان الله تعالى جعله سكنا وقدره مقاما لا ظعنا فارح فيه بدنك وروح ظهرك فاذا وقفت حين ينبطح السحر او حين ينفجر الفجر فسر على بركة الله فاذا لقيت العدو فقف من اصحابك وسطا ولا تدن من القوم دنو من يريد ان ينشب الحرب

خدا سے ہر حالت مین ڈرو کہ بغیر اسکے تم کو چارہ نہین ہے اور بغیر اسکے لطف کے تمہارے لیے پناہ نہین ہے۔ کسی کو قتل نہ کرو۔ جبتک وہ تمہارے قتل کا پورا ارادہ نہ کرلے۔ صبح شام۔ دونون وقت سیر کیا کرو کہ یہ ٹھنڈا وقت ہے اور قیلولہ کے وقت اپنے ہمراہیون کو آرام کرنے کی اجازت دیا کرو اور اپنی سواری کے جانورون اور اونٹون کو روز پانی پلایا کرو (ملک عرب کے لیے یہ نہایت ضروری ہے) اور ابتدائے شب سے سفر نہ کرو۔ کیونکہ یہ خاص وقت آرام کا ہے۔ نہ تکلیف اُٹھانے اور سیر کرنے کا۔ اول شب مین اپنے ہمراہیون کو آرام دو۔ اور سواری کے جانورون کو آرام پہونچاؤ۔ جب سپیدۂ صبح کا ظہور

ولا تباعد من بهات الناس حتی یاتیك امری ولا یحملنکم سیآتهم علی قتالهم قبل دعائهم ولاعذار الیهم ؞

اور طلوع صبح کا وقت قریب ہو تو اُسوقت راہ چلو۔ اگر راستہ مین تم سے اور تمہارے حریف سے مقابلہ ہو جاوے تو اپنے اور اُس مین فاصلہ نہ رکھو۔ اور اُسکو دیکھکر کنارہ کنارہ نہ پکڑو۔ اگرچہ وہ تمہارے کتنا ہی نزدیک نہ آجائے۔ کیونکہ اگر تم اُس سے زیادہ دوری یا کنارہ اختیار کروگے تو وہ سمجھینگے کہ تم اُنکے خوف سے ڈر گئے۔ ان باتون کی پوری پابندی کرنا۔ جب تک کہ تم کو خاص کوئی حکم ثانی ہماری طرف سے نہ ملے۔ اپنے حریف کو سمجھانے اور ہدایت پر لانے کی غرض سے پہلے اُن کے قتل و خون یا لڑائی کا ارادہ نہ کرو ؞

امیر المومنین علیہ السلام کے ان احکام سے ہم آپ کے اُن اشفاق و خاطر داریون کا کامل اندازہ کرتے ہین جو آپ کو اپنے لشکر اور اہل لشکر کے ساتھ منظور تھین وہ کون سا امر ان کی راحت و آرام کے متعلق تھا جس کی نسبت امیر المومنین علیہ السلام نے اُنکے افسر کو تاکید نہین فرمائی۔ دشمن کا سراغ۔ لشکر کی حفاظت۔ ہمراہیون کی راحت باربرداری کی پرداخت۔ کوچ اور مقام کے متعلق ضروری اور مفید ہدایت۔ مقابلہ محاصرہ کے اوقات کی ضروری باتین۔ حریف سے پیش آنیکے طریقے۔ انکے علاوہ اور وہ کون سی دوسری باتین تھین جو اس حکم نامہ مین نہین درج کی گئین۔ کیا کوئی فرمانروا اپنے ایسے ترددات اور انتشار کے زمانہ مین اس استقلال اور اس ثابت قدمی سے ایک ایک صیغہ کے ہر ہر پہلو پر اس توجہ سے غور کر سکتا ہے ؞

اور اُنپر اس تفصیل اور تشریح سے ایسے ضروری اور مفید احکام جاری کر سکتا ہے؟۔ یہ اُسی کا کام ہے جو اپنے شبانہ روز کے انتشار کو اپنے استقلال کے آگے کچھ نہ سمجھتا ہو۔ اور ہمکو یہ احکام اس امر کا پورا یقین دلاتے ہین کہ یہ اوصاف امیر المومنین علیہ السلام مین تھے اور ضرور تھے۔ شجاعۃ کے ساتھ رعایت یہ امیر المومنین علیہ السلام کے اصول جنگ مین سے ایک خاص اصول ہے جسکو ہم اس کتاب کے ابتدائی مضامین مین متعدد واقعات سے ثابت کر چکے ہین۔ اب ہم یہ دکھلاتے ہین کہ اس اصول کی پابندی کچھ مخصوص موقع پر بظاہر نہین فرمائی جاتی تھی بلکہ ان اصول کی تعلیم آپنے اپنے تمامی ملکی۔ مالی اور فوجی افسر کو پہونچائی ہے ؞

اسمین شک نہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نہایت سختی سے اپنے حریف کا مقابلہ کرتے تھے۔ لیکن اگر خیال کرو۔ اور غور سے کام لو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے حریف کے مقابلہ مین جتنی نرمی اور مروت کو راہ دی ہے اُتنی کسی اور نے نہین۔ اب ہم وہ احکام ذیل مین لکھے دیتے ہین جن مین حریف سے مقابلہ کے وقت یا اُسوقت جب وہ ہزیمت اُٹھائے یا شکست کھائے۔ اُس کے ساتھ پیش آنے کے طریقے درج ہین ؞

لا تقاتلوهم حتی یبدءاکم فانکم بحمد اللہ علی حجتہ وترککم ایاھم حجۃ اخریٰ لکم علیھم فاذا کانت الھزیمۃ باذن اللہ فلا تقتلوا مدبرو ولا تصبوا معورا ولا تجھزوا علی جریح ولا تھیجوا النساء باذی وان شتمن اعراضکم وسبین امراءکم فانھن ضعیفات القوی والانفس والعقول ان کنا لنؤمر بالکف عنھن وانھن لمشرکات وان کان الرجل لیتناول المرءۃ فی الجاھلیۃ بالفھر والھراوۃ فیعیر بھا وعقبہ من بعدہ

امابعد۔ جب تک کہ تم پر وہ قتل کے ہاتھ نہ اٹھائین تم انکے قتل کا ارادہ نہ کرو۔ وہ جب تک کہ تم کو نہ مارین تم دست بقبضہ نہو۔ کیونکہ انکے مقابلہ مین تمہارے پاس خدا کی سچی اور روشن دلیل موجود ہی۔ اور اس تاخیر کے لیئے تمہارے پاس خدا کی طرف سے دوسری حجت ہی۔ جسوقت تمہارا حریف تم سے شکست پا جاوے۔ اور اُسکی جمعیت منہزم ہوجاوے اور وہ بھاگنے لگین تو اُن کے بھاگنے والون کو قتل نکرو اور اُن مین سے اگر کوئی انتہا درجہ کی عار اور ذلت گوارا کرکے اپنے ستر کو کھولدے تو تم اُسکو نہ مارو۔ جو اُن مین زخمی ہوگئے ہون۔ اُن کو تکلیف نہ پہونچاؤ۔ اُنکی عورتون کے ساتھ کوئی اعراض نہ کرو۔ اُنکو تکلیف نہ پہونچاؤ۔ ہرچند کہ وہ تمہین گالیان بھی دین اور بُرا بھلا بھی کہین تم اُنکو کچھ نہ کہو۔ کیونکہ عورتین جیسی ضعیف الاعضا ہوتی ہین ویسی ہی ضعیف العقل اور ضعیف الطبع۔ اس لیئے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین۔ عورتون کو باوجود اسکے کہ وہ کافرہ اور مشرکہ ہوتی تہین تکلیف دینے کا حکم نہین تہا۔ اور ہم اُنکی ایذا رسانیون سے سخت منع کیئے گئے تھے۔ دیکھو زمانہ جاہلیت مین بھی اگر کوئی مرد کسی عورت کو پتھر سے بھی ماردیتا تہا تو وہ ہمیشہ اُس کے لیئے سخت شرم کی بات ہو جاتی تھی اور قوم کے لوگ اُس کو اور اُس کی اولاد کو نفرت سے برابر دیکھتے تھے اور بُرا کہتے تھے۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے یہ احکام اُس اصول کی کامل طور سے تصدیق کرتے ہین جو اسلام کی صداقت اور مقبولیت کے معیار تھے۔ اسلام نے اپنے حریف سے مقابل ہونیکی جتنی اجازت دی تھی وہ اُتنی ہی تھی۔ اور غنیم کے ساتھ سختی کے مقابلہ مین نرمی کرنیکی جو صورتین بتلائی تہین وہ یہی تہین۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو اگر اسلام کی سچی ہمدردی۔ خلوص اور محبت کا دعوٰے نہ ہوتا تو ہم یقین کرتے ہین کہ وہ صفین جمل اور نہروان کے ایسے سخت اور خوفناک معرکون مین اتنے بڑے حریف کے ساتھ اس نرمی اور آسانی سے پیش نہ آتے۔

مگر اسلام کی تخصیص کیساتھ ہمارا یہ خیال غلط ہے۔ کچھ اسلام ہی پر منحصر نہین۔ ہمارے پاس کثرت سے ایسے واقعات موجود ہین جنسے یہ امور پورے طور سے ثابت ہوتے ہین کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے غیر مسلم شخصون کیساتھ بھی ایسی ہی نرمی اور آسانی کو ملحوظ رکھا ہے طلحہ ابن ابی طلحہ کے مقابلہ کی کیفیت غزوہ احد مین دیکھو

یہودی اور اُسکے تھوک دینے کی نقل مشہور ہے۔ اور مثنوی مولوی روم میں مذکور ہے ؎ اوخیو انداخت بر روے علیؑ افتخار ہر وصیؑ و ہر ولی +

امیر المومنین علیہ السلام کے یہی احکام تھے جنہون نے اُنکے لشکر اور اہل لشکر کو اپنے اعتدال سے قدم باہر رکھنے نہ دیا۔ اور سفر سے لیکر مقابلہ کے وقت تک ملک کی رعایا پر اُنہین کوئی زبردستی اور ظلم نہین کرنے دیا۔ رات دن فوجین حجاز سے۔ یمن سے۔ جزائر سے۔ برابر عراق مین آتی جاتی رہین۔ مگر کبھی کسی مقام کی رعایا نے اہل لشکر کی زیادتی کی شکایت نہین کی۔ رعایا کے آرام و طمینان کی مزید احتیاط کے لیئے جن کے علاقون سے لشکر عبور کرتا تھا۔ وہان کے عاملون کے نام رعایا کے تحفظ اور امن و امان قائم رکھنے کے لیئے جو حکمنامے لکھے جاتے تھے اُن کی بجنسہ عبارت ذیل مین لکھی جاتی ہے +

عاملان ملکی کے نام روانگی [illegible] کے وقت حکمنامے

من عبد الله علی امیر المؤمنین الی عمال العباد اما بعد فانی سیرت جنودا هی مارة بکم ان شاء الله وقد اوصیتهم بما یجب الله علیهم من کف الاذی وصرف الشذا وانا ابرء الیکم والی ذمتکم من معرة الجیش الامن جوعة لایجد المضطر عنها مذهبا الا الی سعته فنکلوا من تناول منهم ظلما عن ظلمهم وکفوا ایدی سفهائکم من مضادتهم والتعرض لهم فیما استثناه منهم وانا بین اظهر الجیش فارفعوا الی مظالمکم وما عراکم مما یغلبکم من امرهم ولا تطیقون دفعه الا بالله ولی اغیره بمعونة الله۔ ان شاء الله +

امابعد۔ اِن شاء اللہ۔ لشکر تمہارے ملکون مین ہوکر عبور کریگا مین نے اُنکو اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ وہ تم لوگون کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائین۔ اور اپنی مضرت کے ہاتھ تمہاری طرف نہ بڑھائین۔ جسقدر کہ خدائے سبحانہ تعالیٰ نے اُن کے لیے واجب ٹھیرایا ہے وہ اُسیقدر تم سے لین اور کسی قسم کا ظلم کافر یا اہل اسلام کے ساتھ روا نہ رکھین۔ اس ہدایت پر بھی اگر وہ لوگ کسی کافر یا اہل اسلام کے ساتھ کوئی زبردستی کرین تو مین تمہارے سامنے اُنکے افعال سے بری ہوتا ہون۔ مگر ایسی مخصوص حالتون مین کہ لشکر کو کافی رسد نہ پہونچے اور وہ بھوکون مرے۔ تو اُسوقت اُنکو بغیر رعایا کے کوئی دوسری صورت نہوگی۔ تو ایسی حالتون مین وہ رعایا سے اپنی رسد کی چیزین لے سکتے ہین۔ اگر لشکر والون مین سے کوئی ظلم اور جبر دکھلا کر رعایا سے کوئی چیز لے لے۔ تو تم اسکی پوری سزا کرو مگر اہل لشکر کو ایسی ہی ضرورت ہو اور وہ رعایا کی چیزون سے کچھ لینا چاہین تو اپنے آدمیون کو جو اُن کو اُن چیزون کے لینے سے باز رکھین منع کردو۔ مین بھی تمہارے ملکون مین قریب آتا ہون۔ اور فوراً لشکر کے پیچھے پہونچتا ہون۔ اگر تمکو کوئی ظلم اہل لشکر سے پہونچے۔ اور تم اُنکی پوری سیاست نکر سکو تو مجکو آنے دو مین آکر تمہاری شکایت کی پوری مدافعت کر دون گا۔ اور کسی شخص کو اُنکی ایذا رسانیون

کی حالت مین تنہا نہ چھوڑون گا +

جنگ جمل کی فتح کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام کے لشکریون کو حریف کے تعاقب مین ایک عورت ملی۔ وہ حمل سے تھی۔ جنگی سپاہیون کو دیکھتے ہی وہ خوف زدہ ہو کر بھاگی۔ حمل ساقط ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد وہ خود بھی فنا ہو گئی۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو اسکی خبر ہوئی تو بچّہ اور بی بی دونون کی دیت بیت المال سے اُس کے شوہر کو دلوادی +

یہ وہی واقعات تھے جنسے امیرالمومنین علیہ السلام کی ہمدردی اور رعایا کے احوال سے خبرگیری پورے طور سے ثابت ہوتی ہو۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے ایسے منتشر اور متردد فرمانروا کے لیے۔ اتنے اتنے امور کی محافظت نہایت دشوار تھی۔ وقت تنگ سے تنگ۔ فرصت کم سے کم۔ انتشار و ترددات کے عالم مین کوئی کیسا ہی مستقل المزاج کیون نہو۔ مگر ہوش حواس اُسکے بھی بجا نہین رہتے۔ ضروری باتین اکثر چھوٹ جاتی ہین۔ لیکن امیرالمومنین علیہ السلام کا استقلال اور ثابت قدمی ایسی ہی تھی جو لشکر کی ضروریات کے ساتھ ملکی معاملات پر بھی ایک ہی نظر ڈالتی تھی +

جنگ صفین کے سرداران لشکر کے نام

جمل و صفین کے معرکون مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اگرچہ تمامی فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین رکھی تھی۔ مگر تاہم نوے ہزار آدمیون کی درستی اور ترتیب ایک شخص سے ہونی ناممکن تھی۔ اور اگر کسی طرح ہوتی بھی تو وہ اطمینان دہ اور کامل نہین کہی جاسکتی تھی۔ اس لیے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ لشکر مین قبیلہ کے قبیلہ علیحدہ کر لیئے گئے تھے۔ اُن مین جو ممیز۔ معتمد۔ متدین اور خاصکر فنون جنگ مین ہوشیار اور تجربہ کار ہوتے تھے وہ اُس قبیلہ کے سردار بنائے جاتے تھے۔ اُن کے اہل قبیلہ کے تمام امور کی نگرانی اُنہین کے متعلق کیجاتی وہی اُنکے محافظ ہوتے تھے اور خبرگیران۔ وہی اُنکی تمام ضرورتون کو دربار خلافت مین عرض فرماتے تھے اور اُن کے آرام و آسایش کے خاطر خواہ سامان مہیا کرتے تھے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے ان امرا، قبائل اور افسران فوج کے محاسن خدمات کا جائزہ اپنے ہاتھ مین رکھا تھا۔ جو مہینے مین دو مرتبہ یا اس سے زائد۔ نہایت سختی سے لیا جاتا تھا +

اب ہم اُن قبیلون کی تقسیم اور اُن امرا کے نام ایک نقشہ مین لکھکر ناظرین کتاب کے پیش نظر کرتے ہین جس سے معلوم ہوجائے گا کہ فلان قبیلہ یا قبائل کا فلان شخص امیر تھا +

نمبر شمار	امرار کے نام	قبائل کے نام	کیفیت
۱	سعید ابن مسعود ثقفی	قبیلۂ قیس و بنی عبدالقیس	
۲	معقل ابن قیس الریاحی	قبائل تیم ضبیہ۔ رباب۔ قریش۔ بنی اسد	

نمبر شمار	امراء کے نام	قبائل کے نام	کیفیت
۳	مخنف ابن سلیم	قبائل ازد۔ بجیلہ۔ بنی خشعم	
۴	حجر ابن عدی	قبائل۔ کندہ۔ حضرموت۔ قضاعہ	
۵	زیاد ابن نضر	" مذحج اور اشعری	
۶	سعید ابن ہمرۃ ہمدانی	" ہمدان اور حمیر	
۷	عدی ابن حاتم الطائی	قبیلہ طے	
۸	خالد ابن معمر سدوسی	" بکیر ابن وائل	

رسد رسانی کا انتظام

رسد رسانی کا انتظام بیرونجات سے کیا جاتا تھا۔ اور والیان ملک کو اسکے متعلق حکمنامے بھیجے جاتے تھے۔ کہ وہ لشکر کے لیئے اپنے اپنے ملکون سے کافی رسد بہیجا کرین۔ معاملات صفین مین آب فرات کی ممانعت کے بعد معاویہ نے رسد رسانی کے سلسلہ کو قطع کرنا چاہا تہا۔ مگر اُن کی یہ کوشش پیش نہ چل سکی ہم اس واقعہ کو تاریخ طبری اور روضۃ الصفا کے ترجمے سے ذیل مین لکھتے ہین +

معاویہ نے آب فرات کے واقعہ کے بعد۔ رسد کے روک دینے کی تجویز پیش کی۔ عمرو بن عاص نے باز رکہنا چاہا۔ مگر معاویہ نے نہ سُنا۔ اور عبدالرحمن ابن خالد ابن ولید کو اس امر پر آمادہ کرنا چاہا اُس نے بھی قطعی انکار کر دیا تو آخر کار یہ عہدہ ضحاک ابن قیس فہری کے سپرد ہوا۔ اور ضحاک ہزار سپاہیون کے ساتھ عراق کے رستہ پر جا بیٹھا۔ جہان سے جو گیہون۔ خرما۔ اور روغن زیت اور دیگر اشیائے رسد امیرالمومنین علیہ السلام کے لشکر مین پہونچائی جاتی تہین۔ یہ لوگ تاجر نہین ہوتے تھے بلکہ یہ ان خاص لوگون کا قافلہ تہا جو ممالک اسلامی کی طرف سے لشکر مین رسد رسانی کی اشیاء فراہم کرتے تھے +

ضحاک کو یہ قافلہ مل گیا۔ ضحاک نے ان سے کہا کہ اگر یہ چیزین تم اہل شام کے لشکر مین لیچلو تو ہم امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام کے لشکر سے دوگنی سہ گنی قیمت دلوا دین گے۔ اُنہون نے کہا کہ ہم تاجر اور تجارت پیشہ نہین ہین۔ اور نہ ہم نے کسی ذاتی نفع کے خیال سے یہ خدمت اپنے سر لی ہے۔ بلکہ ہم خلافت کی طرف سے رسد رسانی کے منصب پر مامور ہین اور اپنے ملک سے امیرالمومنین کے لشکر مین رسد کی چیزین لیئے جاتے ہین +

ضحاک نے انکی باتون کو نہ سُنا ان کو قید کیا اور شام کے لشکر مین بھیجدیا۔ انکی جماعت سے کسی نہ کسی طرح ایک آدمی جانبر ہوا۔ جس نے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اسکی خبر پہنچائی امیر المومنین علیہ السلام نے زہیر ابن قیس کو پانچسو آدمی کے ہمراہ ضحاک کے مقابلہ کو روانہ کیا زہیر نے پہنچکر ضحاک کو جا گھیرا اور فیما بین بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ضحاک کی ہزیمت ہوئی۔ اور اہل شام ناکامیاب واپس آئے۔ اور پھر انقطاع پر جرات نہ کرسکے"۔

محاصرہ کے وقت تو فوج کی رسد رسانی کا یہ انتظام تھا جو اوپر بیان کیا گیا اب قیام کے وقت اس کا بندوبست اُس ملک کے عامل کے متعلق ہوتا تھا جس ملک مین وہ لشکر مقرر ہوتا تھا۔ مگر اس بندوبست کی پوری تحقیق ہم کو امیر المومنین علیہ السلام کے زمانہ مین مشکل سے ہوتی ہے۔ کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام کی چارسالہ حکومت کو رات دن معرکہ آرائیون سے سامنا رہا۔ اُن کا ایک جگہ قیام نہین ہوا۔ آج اگر بصرہ کی مہم پر فوجین روانہ کی گئی ہین تو کل شام کی سرحد پر۔ آج یمن کے محاصرہ پر ہین تو کل حجاز کے۔ اسیطرح ملکی بغاوت کے ہاتھون لشکر کے قیامگاہ اور اُنکے مقامی انتظامات کی نسبت بہت کم تحقیق ہو سکتا ہے۔ مگر ہم اتنا ضرور کہین گے۔ جیساکہ اکثر واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوجون کی مخصوص جگہیں بالکل لشکر سے خالی بھی نہین کر دی جاتی تھین۔ اگرچہ وہان سے بھی فوجین برابر صفین اور جمل کی مہمات پر بلائی گئین۔ مگر وہ مقامات بالکل خالی بھی نہین کر دیے گئے تھے جس قدر فوجین وہان رہ گئی تھین۔ اُن کے لیئے وہی سابق کے انتظام قائم تھے۔

صیغہ تقسیم بیت المال

ہم اِس کتاب کے پہلے حصے مین لکھ آئے ہین کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی تخت نشینی کے دوسرے ہی دن اِس صیغہ کی طرف توجہ فرمائی۔ اِسکی حالت حضرت عثمانؓ کیوقت سے جیسی کچھ ابتر ہو رہی تھی وہ تاریخی واقعات سے ظاہر ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے جسوقت سے بیت المال کا چارج لیا۔ آخر وقت تک اِسکی تقسیم مین اپنی طرف سے خاص انتظام فرمایا۔ اور اسکی درستی اور ترتیب کی کوششون مین وہ توجہ فرمائی کہ اہل اسلام کی تمام و کمال شکایتین جو اکثر اوقات اِس کے متعلق ہوا کرتی تھین۔ رفع ہوگئین۔

تقسیم بیت المال کے متعلق سابق شکایتین

اِسکی نسبت عام طور پر خیانت کی شکایتین ہوتی تھین۔ اور یہ خیانت بھی ایک صورت مین نہین بیان کی جاتی تھی۔ کہین خازن کی خیانت ظاہر کیجاتی تھی۔ اور کہین خلیفہ کی اقربا پروری، جنبہ داری اور اسراف کا۔ غرض اِن تمام شکایتون سے خیانت کے ایک ہی معنی نکلتے تھے۔ یہ شکایت کچھ نئی نہین تھی۔ بلکہ ہی قدیم جو مروان کی بدولت تیسری خلافت کے وقت سے برابر چلی آتی تھی۔ اور اصل وجہ یہ تھی کہ مروان کی خود غرضیون

نے تقسیم بالمدارج کے انتظام کو بھی بالکل پارہ پارہ کر دیا تھا۔ اور وہ مدارج و مناصب جو دوسری خلافت کے زمانہ سے بیت المال کی تقسیم مین قائم ہوئے تھے۔ انہین کی نفسانیت کی بدولت پانچ پانچ چھ چھ برس سے بالکل درہم و برہم ہوگئے تھے۔ اور اُسکی کوئی صورت قائم نہین رہی تھی۔ ہم ان بدانتظامیون کی پوری کیفیت پوری تفصیل کے ساتھ اس کتاب کے پہلے حصہ مین اکثر مقام پر لکھ آئے ہین ✦

تقسیم بیت المال مین ترمیم

امیرالمومنین علیہ السلام نے اس شکایت کے دفع کرنے کی پہلی صورت یہ نکالی کہ تقسیم بیت المال کی بالکل حالت تبدیل کر دی۔ اور تقسیم بالسویہ کے انتظام کو اہل اسلام کی شکایت کے دفع کرنیکے لیے مناسب خیال فرمایا جو ان شکایتون کے اصلی باعث ہو رہے تھے۔ وہ جاتے رہے۔ تقسیم بالسویہ بمقابلہ تقسیم بالمدارج کے امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ کی کوئی خاص ایجاد نہین تھی۔ بلکہ یہ وہی طریقہ تھا جو گیارہ برس تک قلمرو اسلامی مین جاری رہ چکا تھا۔ مگر تاہم اسکی ترمیم چند اہل اسلام کی شکایت کا باعث ہوئی گئی جن مین زیادہ وہی لوگ تھے جو مروانی داد و دہش کے مدت سے زیر بار احسان چلے آرہے تھے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اُن چند آدمیون کی شکایت کو عام اہل اسلام کے مقابلہ مین ضروری نہین سمجھا۔ اور تقسیم بالسویہ کے بار دیگر انتظام کو بحال رکھا ✦

تقسیم کا عام طریقہ

جب خراج کہین سے آتا تھا تو آپ اُسکو اسیدن سب مسلمانون مین بحصہ مساوی برابر بانٹ دیتے تھے۔ بیت المال مین صرف وہی مال رکھا جاتا تھا جو اُسدن کی تقسیم ہونیسے رہجاتا تھا۔ اپنے لیے اُن مین سے کوئی شئے مختص نہین کیجاتی تھی۔ اور نہ اپنے کسی دوست۔ قرابتمند اور عزیز کو بالخصوص کوئی چیز نہین دیجاتی تھی۔ آپ کا یہ دستور تھا کہ تقسیم بیت المال کے بعد مکان بیت المال مین خود اپنے ہاتھون سے جھاڑو نہین دیتے تھے۔ اور نماز پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اے مکان! تو قیامت کے دن خدا کے آگے اس امر کی شہادت دینا کہ جو مال تیرے اندر تھا علیؑ نے اُسکو مسلمانون سے روک کر جمع نہین کیا ✦

تقسیم مین احتیاط

مال کی تقسیم مین یہان تک احتیاط فرمائی جاتی تھی کہ چھوٹی سے چھوٹی سی چیز کو بھی تقسیم سے مستثنےٰ نہین رہنے دیتے تھے۔ اصفہان سے کچھ مال آیا تھا جس مین ایک روٹی بھی تھی۔ پہلے آپنے مال کے سات حصے کیئے۔ پھر اُس روٹی کے سات ٹکڑے کیئے۔ اور ہر ایک ٹکڑہ ہر حصہ مین شامل کر کے وہ تمام کمال مال مستحقین پر تقسیم کر دیا[1] ✦

بیت المال کی تقسیم بالکل اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے۔ ہر ہفتہ مین شب پنجشنبہ کو مسجد سے بیت المال مین تشریف لاتے تھے۔ اور ہفتہ وار آمدنی کا حساب خازن سے لیکر اپنے ہاتھون سے بیت المال کی تمام

[1] ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ۱۲

کمال موجودہ رقم اہل اسلام پر تقسیم فرماتے تھے۔ کبھی ایسا نہین ہوتا تھا کہ جمعہ کا دن آئے۔ اور بیت المال مین کچھ باقی رہجاوے ÷

امام شعبی بیان کرتے ہین کہ میرا بچپن تھا۔ مین لڑکون کے ساتھ کھیلتا کھیلتا۔ کوفہ کے مشہور محلہ رحبہ مین جا نکلا۔ دیکھا امیر المومنین علیہ السلام بیت المال کی تقسیم فرمارہے ہین اور سامنے سونے اور چاندی کے انبار ہین۔ اہل اسلام کا مجمع گرد و پیش جمع ہے۔ تا اینکہ وہ تمام و کمال رقم تقسیم ہو گئی۔ امیر المومنین علیہ السلام تقسیم سے فرصت کرکے جب گھر جانے لگے تو بالکل ہاتھ خالی تھے۔ اور آپکے پاس کچھ نہین تھا ÷

تقسیم بالسویۃ آنحضرتؐ کے وقت بھی جاری تھی

امیر المومنین علیہ السلام نے اس تقسیم مین زمانۂ رسالت کے مطابق مساوات کا عام قاعدہ جاری رکھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دستور کے مطابق۔ تمام اہل اسلام اس تقسیم مین برابر حصہ پاتے رہے۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہین تھی۔ اس قاعدے کی پابندی نہایت سختی اور احتیاط سے برتی جاتی تھی اسمین کسیکی خصوصیت کا مطلق خیال نہین کیا جاتا تھا۔ اکثر ایسے لوگ جن کی طبیعتین مساوات کی خوگر نہین تھین۔ اسکی شکایتین بھی وقتاً فوقتاً کرتے تھے۔ انکو نہایت آزادی سے جواب پایا جاتا تھا۔ اور اس اصول سے کبھی خلاف نہین کیا جاتا تھا ÷

تقسیم مساوات کا خیال

ایک مرتبہ اصحاب مخصوصین مین سے۔ ایک صاحب نے مساوات کے خلاف کچھ عرض کی۔ اور اسپر یہ دلیل پیش کی کہ آپ قریش اور تمام عرب کے قبائل کو اہل عجم اور دیگر تازہ مسلمان شدہ قومون کے برابر جانتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ امیر شام کے پاس اہل عرب زیادہ رجوع ہوتے ہین اور آپکے پاس بہت کم۔ امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت متانت سے اور آزادی سے جواب مین ارشاد فرمایا کہ ہرگز میری یہ خواہش نہین ہے کہ مین اسلام کی جماعت مین ایک قوم پر ظلم کرکے دوسری قوم کی اعانت کرون۔ مین کبھی اپنے لیئے یہ پسند نہین کرتا۔ یہ مال تو انہین مسلمانون کا ہے۔ اگر میری خاص ملکیت بھی ہوتی تو مین اپنی عام ہمدردی کے خیال سے انہیر بحصہ مساوی تقسیم کر دیتا ÷

اسی طرح دو عورتین امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ ان مین سے ایک عرب تھی دوسری عجم۔ تقسیم کا وقت تھا۔ یہ دونون بھی اسلامی مستحقین مین شامل تھین۔ ان مین سے ہر ایک کو پچیس پچیس درہم دیئے گئے۔ زن عربیہ جل اٹھی۔ اور کہنے لگی۔ یا امیر المومنین علیہ السلام میری ہمن عجم ہے۔ میرے برابر حصہ پانے کی مستحق نہین ہوسکتی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس حال مین بنی اسمٰعیل کو بنی اسحٰق پر ترجیح نہین ہوسکتی ÷

---

۵۱ کتاب غارات محمد ابن ابراہیم ثقفی۔ تہذیب ص ۳۰۸ ÷

تقسیم بالسویہ مین یہ احتیاط تو اُن کے ساتھ تھی جو عامۃ المسلمین مین داخل تھے۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے اُنکو کوئی قرابت اور خصوصیت نہین تھی۔ اب ہم اِسکے بعد وہ واقعات لکھتے ہیں جو بیت المال کی تقسیم کے متعلق امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنے خاص قرابتدارون اور عزیزون سے پیش آئے گر تقسیم بالسویہ کے اصول ایسے ہی استقلال اور استحکام سے عدالت کی میزان مین تول لیئے گئے تھے کہ پھر انکو نہ کسی کی قرابت بڑھا سکتی تھی اور نہ کسی کی خصوصیت گھٹا سکتی تھی ؛

تقسیم مین عزیزون اور قرابتدارون کی رعایت نہین کیجاتی

حضرت عبداللہ ابن جعفر کا واقعہ

سب سے پہلے ہم عبداللہ ابن جعفرؓ کا واقعہ لکھتے ہین۔ یہ بزرگ حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خویش حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے شوہر۔ ان کو ایک گھوڑا خریدنے کی ضرورت ہوئی۔ بیت المال کی تقسیم والے دن پڑ ٹالا۔ یہ اپنی موجودہ ناداری اور تنگدستی کی حالتین دکھلاکر اصرار کرنے لگے تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جانِ عم۔ مین نے تم کو اپنی مجبوری دکھلادی۔ اب یہی باقی رہ گیا ہے کہ مین اب چوری کرون اور تم کو پہنچاؤن۔ یہ جواب سنکر وہ خاموش ہو گئے اور آیندہ اصرار پر جرأت نہ کر سکے ؛

عقیل ابن ابی طالب کا واقعہ

اِسی کے ضمن مین حضرت عقیل ابن ابی طالبؑ کا قصہ ایسا مشہور ہی جو قریب قریب تمام اسلامی تاریخون مین مذکور ہے۔ خراج مین کہین سے گیہون آئے تھے۔ بیت المال مین رکھے تھے۔ عقیل ایک تو عیالدار دوسرے اُن دنون نہایت تنگدست ہو رہے تھے۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے اپنی حالتین دکھلاکر اپنے حصہ سے زائد کے خواستگار ہوئے۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو انکی تنگدستی اور افلاس کی پوری کیفیت معلوم تھی۔ ان کے چہروں سے اُنکی پریشانی اور نہایت درجہ کا افلاس ظاہر تھا۔ مگر امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنی عدالت اور اصول مساوات کے مقابلہ مین۔ اُن کی موجودہ حالتوں پر مطلق توجہ نہین فرمائی۔ اور اُن کو اس فقط استدعا کرنیکی سزا مین سخت تنبیہ فرمائی اور مسجد مین تشریف لاکر عقیل کی ساری روداد تمام اہل اسلام کے سامنے ذیل کے خطبہ مین بیان فرمائی ؛

واللہ لان ابیت علی حسک السعدان مسھدا واجر فی الاغلال مصفدا احب الی من ان القی اللہ یوم القیمۃ ظالما لبعض العباد وغاصبا لشئ من الحطام وکیف اظلم احد النفس یسرع الی البلاء قفولھا ویطول فی الثری حلولھا واللہ لقد رائیت عقیلا وقد املق حتے استماحنی	اگر میرے تمام بدن مین ریگنی کے کانٹے چبھو دیئے جائین اور مین اُنکی شدت سے دم بھر نہ سو سکون یا میری گردن مین بھاری طوق پہنائے جائین۔ مین ان تمام تکلیفون کو اس امر کے مقابلہ مین پسند کرتا ہون کہ مین قیامت کے دن خدائے منتقم کے آگے اُسکے کسی بندے پر ظلم کرنے یا اُنکی چیزون پر ناحق تصرف کرنے اور غصب کرنیکے جرم مین پکڑا جاؤن

من برّکم صاعًا و رأیت صبیانه شعث الوان
من فقرهم کانما سودت وجوههم بالعظلم
وعاودنی مؤکدا وکرر علی القول المرددا
فاصغیت الیه سمعی فظن انی ابیعه دینی
واتبع قیادة مفارقا طریقتی فاحمیت له
حدیدة ثم ادنیتها من جسمه لیعتبر بها فضج
ضجیج ذی دنف من المها وکاد ان یحترق
من میسمها فقلت له ثکلتک الثواکل یا
عقیل اتئن من حدیدة احماها انسانها
للعبه وتجرنی الی نار سجرها جبارها
لغضبه اتئن من الاذی ولا ائن من لظی و
اعجب من ذلک طارق طرقنا بملفوفة فی
وعائها ومعجونة شنئتها کانما عجنت
بریق حیة او قیئها فقلت اصلة ام زکوة
ام صدقة فذلک کله محرم علینا اهل البیت
فقال لا ولا ذاک ولکنها هدیة فقلت هبلتک
الهبول عن دین الله اتیتنی لتخدعنی
امختبط ام ذو جنة ام تهجر والله لو اعطیت
الاقالیم السبعة بما تحت افلاکها علی ان
اعصی الله فی نملة اسلبها جلب شعیرة
ما فعلته وان دنیاکم عندی لاهون من ورقة
فی فم جرادة تقضمها ما لعلی ولنعیم یفنی
ولذة لا تبقی نعوذ بالله من سبات العقل
وقبح الزلل وبه نستعین +

مین اپنے نفس کے لیئے جو ابھی فنا ہو جائیگی اور
مٹی مین مدتون تک گلتی رہیگی۔ کیونکہ اتنا بڑا مظلمہ گوارا
کرسکتا ہون۔ مین نے ابھی ابھی اپنے بھائی عقیل ابن
ابیطالب کو دیکھا کہ اُسکی حالت غایت درجہ پر پہنچ چکی
تھی۔ اُسکے چہرہ سے افلاس اور تنگدستی کے آثار نمایان
تھے۔ اُسنے صرف ایک پیمانہ گیہون کی مجسے تمہارے
گیہون کے ڈھیرون مین سے جو بیت المال اسلامی مین
رکھے ہوئے ہین۔ درخواست کی۔ اِسلیئے کہ وہ اپنے بھوکے
اور مصیبت زدہ بال بچون کو کھلائے اور حقیقت مین مین
نے اُسکے عیال کو ایسی حالت مین دیکھا کہ فاقون کے سبب
اُنکے رنگ بدل گئے تھے۔ اُنکے مُنہ سیاہ ہوگئے تھے اگر
تم اُنکی صورتون کو دیکھتے تو کہتے کہ اُنہون نے اپنے مُنہ
کو نیل سے رنگا ہے۔ مین نے اول بار اُسے ٹالدیا۔ مگر وہ
پھر میرے پاس آیا۔ اور اُسیقدر گیہون طلب کیئے اور مجھسے
بہت اصرار کیا مین نے اسکے مُنہ سے اپنے کان قریب
لگادیئے۔ وہ یہ سمجھا کہ مین اُسکی استدعا کو قبول کرتا ہون
اور اپنے دین کو اُسکی ضرورتون کے ہاتھ بیچتا ہون۔ یا
اُسکی قربت اور اطاعت کی وجہ سے مین اپنے اصول کو
توڑدونگا۔ مین وہان سے اُٹھا اور ایک لوہے کو گرم کرکے
اُسکے بدن کے قریب پہنچایا۔ جلادینے کے یقینی خیال
سے نہین۔ صرف تنبیہ اور عبرت کے لحاظ سے اور اس
خیال سے کہ وہ اپنی طمع کی خواہش سے باز آئے۔ جب
میرا لوہا گرم اُسکے بدن کے قریب پہنچا تو اُس نے اُسکی
حرارت کی وجہ سے فریاد کی۔ اور بیمارون کی طرح آہ آہ
کرتا رہا۔ اور قریب تھا کہ اُسکی حرارت سے اُسکے بدن پر داغ پڑجائے اور اُسکی جلد بدن جل جائے۔ مین نے اُس کی

فریاد و سنا کہا کہ اے عقیلؓ تیری مان تیرے سوگ مین بیٹھے۔ تم صرف ایک لوہے کی حرارت سے جسکو ایک انسان نے صرف تمہاری تنبیہ کے لیے گرم کیا ہے اِسقدر روتے ہو اور فریاد کرتے ہو۔ اور مجکو اُس آگ کے سپرد کیا چاہتے ہو جو خدائے جبار نے اپنے غضب کے اظہار مین روشن کی ہی۔ تم تو اِس آگ کی گرمی سے پریشان ہو۔ مین دوزخ کی آگ سے خوف نہ کھاؤن۔ اور اپنے آپ کو اُسکے ہیبتناک شعلون سے نہ بچاؤن۔ اور اِس سے بڑھکر ایک کیفیت کل شب کو گزری ہی۔ اُسکو بھی سُن لو۔ ایک شخص رات میرے پاس آئے۔ اور سرپوش سے ڈھکی ہوئی ایک چیز لائے۔ مین نے دیکھا تو حلوا تھا نہایت خوشگوار۔ مگر میری نظر مین وہ اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور مین نے اُسکی طرف مطلق رغبت نہ کی وہ مجکو ایسا معلوم ہوا جیسا زہر مین پکایا گیا ہو۔ یا سانپ کے لعاب دہن مین توام کیا گیا ہو۔ مین نے اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کیسا عطیہ ہی جو تم مجکو دیتے ہو۔ یہ مال زکوٰۃ سے ہی۔ صدقات سے یا خیرات سے۔ حالانکہ یہ تینون چیزین ہم اہل بیت (علیہما السلام) پر مطلق حرام ہین۔ اور ہم اسکو ہرگز قبول نہین کرسکتے۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ نہ یہ عطیہ ہے نہ زکوٰۃ اور نہ صدقہ بلکہ محض تحفہ ہے جو مین آپکے لیئے لایا ہون۔ مین نے جواب دیا کہ تیری مان تیرے سوگ مین بیٹھے۔ آیا تیری نیت مین یہ آیا ہے کہ اسکی وجہ سے تم مجکو خدا کے کامون مین فریب دو۔ تم کو خبط ہو گیا ہے یا تم دیوانے ہو گئے ہو۔ اگر کوئی مجکو تمام اقلیم کی دولت بھی دیدے۔ مگر اِس شرط پر کہ مین خدا کی نافرمانی کرون تو مین اُسکو چیونٹی کے پر کے برابر نہین سمجھتا۔ دنیا میری نگاہ مین اُس پتی کے برابر بھی نہین ہے جو ٹڈی کے منہ مین آتی ہے۔ علیؑ کو دنیائے فانی کی نعمتون سے کیا سروکار۔ اور اسکی لذتون سے کیا علاقہ۔ مین خدا تعالے سے اپنی عقل کی بدی اور گناہون کے عوض پناہ مانگتا ہون اور اُسی سے مدد ۱۱

تحفہ اور امیر المومنینؑ

ایک مرتبہ کہین سے خراج میں شہد کی بھری ہوئی مشکین آئی تھین۔ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس چند مہمان آئے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک درہم دیکر بازار سے روٹیان منگوائین مگر سالن کی ضرورت پیش آئی۔ قنبرؓ سے کہا کہ ایک مشک کھولکر شہد دے دو۔ قنبر نے مشک کھولی اور اُسمین سے ایک رطل شہد لیکر بھیجدیا۔ امیر المومنین علیہ السلام جب مشکون کی تقسیم کے لیئے بیٹھے۔ قنبرؓ سے فرمایا کہ اس مشک مین مجھے کچھ فتور دکھائی دیتا ہے۔ قنبر نے عرض کی کہ آپ سچ بیان فرماتے ہین۔ پھر جناب امام حسن علیہ السلام کے شہد لینے کی پوری کیفیت عرض کردی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے غصہ ہو کر فرمایا کہ حسنؑ کو میرے پاس بلاؤ۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام آئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے غصہ ہو کر حضرت حسنؑ کے مارنے کا قصد فرمایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کو اپنے چچا جعفر طیار علیہ السلام کی قسم دی۔ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اُن کی قسم دی جاتی تھی تو آپ کا غصہ فرو ہو جاتا تھا۔ آپ نے

جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ تم کو اس بات پر کس چیز نے جرأت دلائی کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا۔ امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ اسمین ہمارا بھی حق تھا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملیگا۔ ہم اُسیقدر اُسمین سے واپس کر دینگے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا یہ سچ ہی کہ اسمین تمہارا حق تھا مگر یہ حق تم کو کب حاصل تھا کہ تم اور مسلمانون سے پہلے اس مال سے نفع اُٹھاؤ۔ یہ کہکر قنبر کو بلایا اور ایک درہم دیا کہ بازار سے خالص شہد لے آؤ۔ راوی حدیث کا بیان ہی کہ اب تک وہ بات میری نگاہون مین ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوٰة والسلام نے مشک کا مُنہ کھولا ہی اور قنبر اُسمین شہد ملا رہے ہین اور امیر المومنین علیہ السلام کی یہ حالت ہی کہ آپ روتے جاتے ہین اور فرماتے جاتے ہین۔ بار خدایا حسنؑ کو بخش دے کہ وہ جانتا نہ تھا[1]

یحیٰی ابن سلمہ ناقل ہین کہ عمر ابن سلمہ اصفہان کے عامل تھے۔ ایک بار وہ وہان سے آئے تو گھی اور شہد کی مشکین بھری ہوئین اپنے ہمراہ لائے۔ امیر المومنین علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا نے عمر ابن سلمہ سے قدرے گھی اور شہد طلب فرمایا۔ عمر نے ایک برتن مین گھی اور ایک مین شہد بھیجدیا دوسرے دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وہ مشکین ملاحظہ فرمائین تو اُن مین سے دو مشکین ٹوٹی ہوئی پائین۔ عمر سے اُنکے بارے مین پوچھا تو اُنہون نے اصل کیفیت عرض کر دی۔ یہ روئداد سُن کر امیر المومنین علیہ السلام نے وہ مشکین جانچ کرنے والون کے پاس بھیجدین۔ اور اُنکے نقصان کی جانچ کرنیکا حکم دیا۔ اُنہون نے جانچ کرکے تبلایا کہ اِن مین پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے۔ پس جناب ام کلثوم علیہا السلام کے پاس ایک آدمی بھیجکر پانچ درہم منگوا لیے۔ پھر وہ مال مسلمانون پر تقسیم فرمادیا[2]

علی ابن ابورافع۔ جن کو خاندان اہل بیتؑ سے خدمت کا پشتینی شرف حاصل ہی۔ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے بیت المال کے خازن تھے۔ بیان کرتے ہین کہ بصرہ سے خراج مین ایک موتیون کا ہار آیا تھا۔ عید الضحیٰ قریب تھی۔ حضرت ام کلثوم علیہا السلام بنت امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے وہ ہار اِس وعدہ پر لیا کہ عید کے روز پہنکر پھر مجکو واپس کر دیا جائے گا۔ مین نے دیدیا۔ عید کے دن امیر المومنین علیہ السلام گھر مین تشریف لیگئے۔ صاحبزادی کو وہ ہار پہنے دیکھا۔ استفسار فرمایا۔ تو صاحبزادی نے عرض کی کہ ابورافع سے عاریتاً مین نے اسکو لیا ہے۔ آج پہنکر کل واپس کر دینگے۔ یہ سُن کر آپ باہر تشریف لائے اور ابورافع کو بلا کر پوچھا کہ تم بیت المال اسلامی مین خیانت کرتے ہو۔ ابورافع نے کہا۔ معاذ اللہ۔ فرمایا پھر یہ ہار جو بیت المال مین رکھا ہوا تھا۔ میرے گھر کس طرح پہنچگیا۔ ابورافع نے سارا قصہ کہہ سُنایا۔ جواب

حضرت ام کلثومؑ اور امیر المومنینؑ

---

[1] مطالب السول ۱۰ [2] ابن اثیر ۱۲

مین نہایت عتاب سے ارشاد ہوا کہ وہ ہار واپس لیکر بیت المال مین اُسیجگہ رکھدو۔ اور پھر بار دیگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یہ یاد رکھنا کہ مین نہایت سختی سے پیش آؤنگا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ میری لڑکی نے یہ ہار اگر تجھسے بطور مستعار نہ لیا ہوتا تو زنان ہاشمیہ مین آج پہلی عورت وہی ہوتی۔ جسکا ہاتھ بعلت سرقہ قلم کیا گیا ہوتا۔

تقسیم مین امیرالمومنین کا حصہ بھی اُتنا ہی جتنا ایک معمولی مسلمان کا

بصرہ مین تسلط ہو جانیکے بعد۔ وہان کے بیت المال کا جائزہ لیا گیا تو معتدبہ رقم موجود پائی گئی اُسیوقت وہ تمام وکمال رقم اہل اسلام پر تقسیم کردیگئی۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام کے حصہ مین بھی اُسیقدر آیا جسقدر اور اہل اسلام کو ملا تھا۔ خادم امیرالمومنین علیہ السلام کے حصہ خاص کی رقم اٹھاکر لیگیا۔ فوراً ایک بزرگ اہل اسلام مین سے تشریف لائے اور عرض کی کہ تقسیم کے وقت مین حاضر نہ تھا۔ میرا حصہ مجکو ملنا چاہیئے امیرالمومنین علیہ السلام نے بار دیگر خادم کو آواز دی۔ وہ آیا تو فرمایا کہ میرے حصہ کی رقم اِنکو دیدو۔ وہ رقم اُنکو حوالہ فرمائی گئی۔ اور امیرالمومنین ویسے کے ویسے ہی رہ گئے[۵۱]+

قنبر رض اور امیرالمومنین علیہ السلام

ایک دن قنبر نے عرض کی کہ تمام بیت المال اسلامی کی رقم آپ تقسیم کردیتے ہین اور اپنے لیئے کچھ بھی باقی نہین چھوڑتے۔ مین نے اپنے حصون مین سے آپکے لیئے کچھ بچا رکھا ہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہان ہے؟ قنبر آپ کو وہان لے گئے جہان وہ مال رکھا ہوا تھا۔ وہ مال کچھ اور نہ تھا۔ تھوڑے سے روپے تھے۔ جو دو تھیلیون مین سیئے ہوئے ایک جگہ رکھے ہوئے تھے۔ اُن تھیلیون کو دیکھکر امیرالمومنین علیہ السلام اپنے آپ مین نہ رہے۔ اور قنبر کیطرف خشم آلود نگاہ سے دیکھکر فرمایا کہ تو میرے مکان کو آتش دوزخ سے بھرنا چاہتا ہے۔ یہ کہکر اپنی تلوار نکالی اور اُن تھیلیون کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ وہ روپے تمام زمین پر پھیل گئے۔ پھر اُن روپیون کو وہان سے اُٹھوایا۔ اور مسجد مین لیجاکر اُسی مساوات کے حساب سے تمام اہل اسلام پر تقسیم کردیا۔ اور فرمایا۔ یا بیضاء ویا صفراء غری غیری۔ اے زر سرخ وسفید مجکو چھوڑکر تم کسی دوسرے کو فریب دینا[۵۲]+

تقسیم بالمدارج کے انتظام کے وقت جب مجلس شوریٰ مین یہ مسئلہ پیش ہوا کہ حضرت عمر رض کو بیت المال سے مصارف ذاتی کے لیئے کتنی رقم ملنی چاہیئے تو تمام اسلامی جماعت مین سخت غور اور فکر پیدا ہوئی۔ لوگون نے مختلف رائین دین۔ حضرت علی علیہ السلام چُپ تھے۔ حضرت عمر رض نے اُنکی طرف دیکھا تو اُنھون نے جواب دیا کہ صرف معمولی درجہ کی خوراک اور لباس[۵۳]+

تقسیم کا اعلان

خراج یا اور کسی قسم کی رقم جب کہین سے آتی تھی۔ اُسیدن تمام اہل اسلام کو اطلاع دے دی جاتی تھی کہ اسقدر خراج آیا ہے۔ تم لوگ اپنا مال لے جاؤ۔ علی ابن ابی طالب مین اتنی طاقت نہین کہ تمہارا

---

۵۱ مستدرک ۔ ۵۲ تہذیب المتین ۔ ۵۳ طبری واقعات سنہ ۲۳ ہجری، الفاروق حصہ دوم ص ۹۰ +

خزانہ دار بنا رکھا ہے[1]

ایک معدلت پرور اور انصاف دوست فرمانروا کی بے لوثی اور عدالت کے ثبوت مین ان واقعات سے زائد اور دوسرے ثبوت پیش نہین کئے جاسکتے۔ اور پھر اسمین بھی ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح نہین دیجاسکتی۔ عدالت کے اصلی معنی یہی ہین کہ اسمین کسی خصوصیت کا لگاؤ نہو۔ اُسکے احکام اُسی حد تک جاری کئے جائین جسمین کسی کو کسی پر ترجیح پانیکے لیئے استحقاق قائم نہوسکین ہم حضرت عقیل رض عبداللہ ابن جعفر حضرت اُم کلثوم اور جناب امام حسن علیہ السلام کے واقعات کو پڑھکر کہہ سکتے ہین کہ کوئی فرمانروا۔ گو وہ اپنے اصول کا کیسا ہی پابند اور عدالت پسند ہو۔ ان مخصوص حالتون مین آکے اُن اُصول مین کچھ نہ کچھ تغیر کئے بغیر نہین رہ سکتا مگر یہ عدالت امیرالمؤمنین علیہ السلام کی عدالت تھی جسمین نہ قرابت کو دخل تھا اور نہ خصوصیت کو جیسے عام اہل اسلام اسمین شریک تھے ویسے ہی خواص۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے جو خیال بیس پچیس برس پہلے تھے وہی اب تک موجود تھے۔ عام اس سے کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کی ذاتی حالتون مین کتنا ہی اختلاف نہ پیدا ہو گیا ہو۔ مگر انکے خیالات طاہرہ مین کسی قسم کا تغیر نہین واقع ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ اُسی طرح قائم تھے۔ یہ ممکن نہین تھا کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام حضرت عمر کے لئے تو ایسی سختی کا حکم دیتے اور اپنے لئے اپنی حکومت کے زمانہ مین تمام بیت المال اسلامی کو وقف کر لیتے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کی عدالت کا منشا یہی تھا کہ وہ تمام اہل اسلام کے حقوق کو برابر رکھتے اور کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے۔ ہمنے جہان تک حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ان حالات پر غور کیا ہے۔ ہم آپکو ابتدا سے لیکر آخر تک انہین اصول کا پابند پاتے ہین۔ ان واقعات کے عدیم المثال ہونے کے ثبوت مین ہم اتنا ضرور کہینگے کہ فی زمانا دنیا کی تمام پولیٹکل قومین ان امور مین راست بازی۔ بے نفسی۔ اور بے غرضی سے بہت کم کام لیتی ہین

حج اور حجاج کے انتظام

رفاہ عامّہ کے کام

حج اور حجاج کے معقول انتظام ہمیشہ سے خلافت مرتضوی کی شہرت کا باعث رہے ہین۔ اگرچہ پہلی خلافتون مین بھی ایسے ہی انتظام تھے اور بندوبست مگر اس خلافت مین اسکے اہتمام اور انتظام مین پہلے سے زیادہ بلیغ کوششین کیگئین۔ حجاج کئی دور دور سے قافلون پر قافلے آتے تھے۔ مصر سے یمن سے۔ عراق سے اور فارس سے۔ منزلون کا سفر ہوتا تھا۔ وہ بھی کہان کی منزلین۔ عرب کی۔ عرب بھی کون حجاز جہان

[1] تہذیب المتین ۱۲

قدم قدم پر ہزارون مصیبتون کا سامنا ہوتا تھا۔ اُنکی آرام رسانی کے لئے ہر سال دار الخلافت سے والیان ملک کے نام نہایت سختی کے ساتھ تاکیدی احکام لکھے جاتے تھے کہ وہ اپنے اپنے ملکون مین حجاج کے راستون پر کھانے پینے کی چیزین کثرت سے مہیا رکھین اور اُنکی تمام ضروری چیزین جنکی ضرورت اُنکو سفر مین ہوتی ہو فراہم رکھین ؛

حجاج پر معویہ کی تاخت

۳۹ھ ہجری مین امیر شام کی کوتہ اندیشی اور خباثت نفسی نے ضحاک ابن قیس الفہری کے ذریعہ اس اتنی رفاہ اسلامی پر بھی سخت حملہ کر دیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فوراً حجر ابن عدی کو اُسکے تعاقب مین روانہ کیا اگرچہ حجر بہت ہی موقع پر پہونچے اور بہت ہی جلد۔ مگر تاہم ضحاک کی دست بُرد اس انتظام مین بہت ہی نقصان پہونچا چکی تھی ؛

اس سے بڑھکر امیر صاحب نے یہ غضب کیا کہ عین موسم حج مین بُسر ابن ارطاۃ کے ذریعہ مکہ پر تاخت کرادی اور سوچے کہ حجاج سے میری بیعت لیجائے اور میرا انتظام حکومت ٹھیک کیا جائے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو اسکی خبر لگی تو آپنے قثم ابن عباسؓ کے نام خط لکھا۔ اور اسکے فوری انسداد کی سخت ہدایت کی۔

معویہ کے حملات کی مدافعت مین قثم ابن عباسؓ کے نام ہدایت نامے

فان عینی بالمغرب کتب الی یعلمنی انه وجه الی الموسم اناس من اهل الشّام العمی القلوب الصم الاسماع الکلمة الابصار الّذین یلبسون الحق بالباطل ویطیعون المخلوق فی معصیته الخالق ویمتلون الدّنیاد رها بالدّین ویشترون عاجلها باجل الابرار المتقین ولن یفوذ بالخیر الا عاملة ولا یجزی جزاء الشّرّ الا فاعله فاقم علی ما فی یدیك قیام الحازم الصلیب والناصح اللبیب والتابع لسلطانه المطیع لامامه وایاك وما یعتذر منه ولا یکن عبد النعماء بطر ولا عند الباساء فشلا والسّلام ؛	میرے مخبر نے مجھکو مغرب سے لکھا ہو کہ اہل شام کی جماعت جنکے دل سیاہ۔ کان بہرے اور آنکھین اندھی ہین۔ موسم حج مین مکہ کی طرف بھیجی گئی ہو کہ حق کو باطل کے لباس مین چھپائین اور باطل کو حق کیصورت مین دکھلائین وہ لوگ معصیت خالق کرکے مخلوق کی اطاعت کرتے ہین اور دین کو دنیا کے عوض بیچتے ہین۔ اسباب فانی کو متاع باقی سے بدلتے ہین اور جو کچھ خدا کے بندگان ابرار کے لئے مہیا کیا گیا ہو اُس سے اعراض کرتے ہین۔ ایسے لوگ ہرگز خیر پر فائز نہونگے۔ مگر وہی لوگ جنکے اعمال خیر ہونگے اور اسی طرح شر کی سزا بھی وہی پائیگا جسنے شر کیا ہوگا پس جہانتک تمھارے امکان مین ہو تم محافظت مین قائم رہو اور رایک عاقبت اندیش اور عقلمند کی طرح اپنے کامون کو دیکھو۔ اور اپنے کامون کی حفاظت

وحراست کرو۔ اور ایسا طریقہ اختیار کرو جو ایک مطیع کو اپنے امام کے ساتھ اور ایک تابعدار کو اپنے آقا و سردار کے ساتھ اختیار کرنا لازم ہی۔ اور ہمیشہ ایسی خطاؤن سے اپنے آپ کو بچاؤ جسکی وجہ سے

کل تمکو معذرت کرنی پڑے اور اگر کوئی نعمت تمھارے ہاتھ لگے تو تم اُسپر مغرور نہو جاؤ اور لڑائی کے وقت کوئی اندیشہ اپنے دل مین نہ رکھو ؛

امیرالمومنین علیہ السلام کی یادگارین۔

ایک بار بہت سے خرمون کی گٹھلیان آپکے پاس جمع دیکھی گئین۔ دریافت کیا گیا کہ یہ گٹھلیان کیون اکٹھا کی گئی ہین۔ ارشاد ہوا کہ یہ درخت ہین جنکو تم بہت جلد دیکھو گے۔ وہ تمام گٹھلیان مکہ اور مدینہ کے عاملون کے پاس بھجوا دی گئین۔ اور خلافت کی طرف سے اُنکی زراعت کی گئی۔ اُنکے درخت تیار ہوے اور وہ تمام نخلستان **اوقاف علی علیہ السلام** کے نام سے مشہور ہے۔ ان درختون مین بہت سے درخت ایسے بھی ہین جو مکہ اور مدینہ کے قیام کیوقت اپنے ہاتھون سے لگائے گئے تھے۔ ان درختونکو امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے ہاتھون سے لگایا تھا۔ کوڑا تھا اور ٹپایا تھا۔ اسی طرح خیبر اور وادی القرہ وغیرہ مین آپکے بہت سے اوقاف موجود ہین ؛

ینبع مین ایک سو چشمے نکالے۔ اُن تمام چشمون کو حاجیون پر وقف کر دیا ؛

مدینہ مین حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر منورہ کے قریب۔ کوہ احد مین۔ متعدد کنوئین کھدوائے اور اُنکو مسافرین و زائرین پر وقف فرما دیا ؛

مکہ کے راستون مین بھی ایسا ہی انتظام کیا گیا۔ مسجد فتح کے قریب یہ کنوئین موجود ہین ؛

میقات مین بھی آب رسانی کا کافی انتظام فرمایا گیا ؛

کوفہ اور بصرہ مین متعدد کنوئین کھدوائے گئے۔ جو اتبک موجود ہین ؛

مساجد کی تعمیر اور شعائراللہ کی تعظیم

امیرالمومنین علیہ السلام نے شعائراللہ کی تعظیم کی اُسی قدر اجازت دی تھی جسقدر کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے کلام مجید مین اذن فرمایا تھا۔ ومن یعظم شعائراللہ فانھا من تقوی القلوب۔ ان اماکن کی آبادی اور بندوبست مین غایت درجہ کی کوششون اور نہایت درجہ کی تاکیدون سے کام لیا گیا خانہ کعبہ مشعر الحرام۔ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُنکے متعلق جو بندوبست ہوتے تھے۔ اور اُنکے ایام مخصوصہ مین جو اہتمام کئے جاتے تھے وہ اسی طرح قائم رکھے گئے بلکہ اُنمین چند ضروری اضافے کئے گئے ؛

امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنے شبانہ روز کے ترددات سے اتنی فرصت نہین ملی اور کوفہ کے ہمیشہ قیام نے آپکو ان متبرک مقامات کے انتظامات مین کسی خاص اہتمام کا موقع نہ دیا۔ اگر آپکا زمانہ مطمئن ہوتا تو ہمکو یقین ہے کہ ان انتظامات کی وسعت کی طرف مخصوص توجہ فرمائی جاتی ؛

قیام کی وجہ سے کوفہ مین مسجد جامع کی درستی اور اُسکی خاطرخواہ تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ اس سے پہلے اس مسجد کی عمارت بھی ایسی ہی معمولی تھی۔ جیسے عمومًا شہرون مین ہوا کرتی ہی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے وقت مین اس عمارت کو اور وسیع فرمایا۔ اور آپکی چارسالہ حکومت تک اسکی زیب و زینت۔ آبادی جماعت کی کثرتین بہت دنون تک یادگار رہین ؛

مسجد سہلا کی مرمت

کوفہ سے دوکوس کے فاصلہ پر مسجد سہلا[۱] جو مسجد اقصیٰ کے نام سے بھی مشہور ہی۔ امیرالمومنین علیہ السلام کے وقت مین پھر مرمت وغیرہ سے مرتب ہوئی۔ یہ مسجد اُسی مبارک مقام پر واقع ہے جہان قریب قریب تمام انبیاے مقدسین علیٰ نبینا وعلیہم السلام نے نماز پڑھی۔ خصوصًا حضرت ابراہیم۔ ہود اور جناب عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہم السلام کا ایک معتدبہ زمانہ تک یہان خدا کی عبادت مین مصروف رہنا بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے آنحضرت شفیع روزجزا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سفر شام کے زمانہ مین اس مقام پر نماز پڑھی ہے ؛

اس مسجد کی عمارت بالکل صاف اور کھُلے میدان مین واقع ہی۔ اور کوسون دور تک آبادی کا نشان نہین ہی۔ جو عبادتگاہ کے لئے خاصکر موزون ہے۔ جن لوگون کو اُس مین نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہی وہ اس مقام کی دلچسپی اور موزونیت کو خوب جانتے ہین۔ اب دو چار صحرائی عرب نے اپنی چھاونیان وہان ڈال رکھی ہین۔ اور اُس کھلے ہوے میدان مین اپنی دنبیون کے ساتھ نہایت آزادی سے بسر کرتے ہین۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو شعائر اللہ کے قائم رکھنے اور اُنکے اہتمام کے مستحکم کرنے مین خاص توجہ تھی۔ مگر زمانہ کو کیا کر سکتے تھے جسکی برہمزن چالون نے دم بھر بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ اُن مساجد کی مرمت کے

منزل اقطار

بعد امیرالمومنین علیہ السلام نے منزل اقطار مین جو شہر ہیت سے ایک دن کے فاصلہ پر واقع ہی بہت بڑی عالیشان مسجد بنوادی۔ اس کی کیفیت یون ہے کہ کوفہ سے صفین تک کے سفر مین جب امیرالمومنین علیہ السلام کا یہان قیام ہوا تو اس منزل کے پُرفضا میدان اور وسیع پاکیزہ ریگستان کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوے۔ وہان کے عامل کو بلاکر اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ حسب الحکم مسجد فورًا تعمیر کرادی گئی جو اسوقت تک جامع علیؑ کے مبارک نام کی یادگار رہی ہے[۲] ؛

صیغۂ تعلیم و ارشاد

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کی جاہل اور بادیہ نشین قومونکو حقیقت مین سے پہلے اس

[۱] تہذیب باسناد و مناقب ابن شہرآشوب رح ۱۲ [۲] تہذیب المتین ۱۲

تعلیم کے اور کوئی دوسری تعلیم نہین دی تھی۔ اور اسی سے اُنکی تہذیب نفوس۔ غرض تمام اخلاقی اور روحانی ضرورتین پوری کر دی تھین۔ اور اسی کی مقدس تاثیر سے کل دس گیارہ برس کے عرصہ مین اُنہین جاہل اور بادیہ نشین قومون کو جنکو دنیا کی اور دوسری قومین برابر نفرت اور ذلت کی نگاہون سے دیکھا کرتی تھین خیر الامم اور امت مرحومہ کے پاک القاب سے مشہور کر دیا۔ اور اُنکو ایسا جوہر لطیف کر دکھلایا کہ دنیا کی خُردہ بین اور عیب جو قومین جو اُنپر تساہل اور تجاہل کا الزام لگاتی تھین۔ انکے مقابلہ سے کوسون پیچھے رہگئین۔ کہان تو یہ جاہل اور بادیہ نشین قومین سفاکی اور خونخواری اور غارتگری مین نام رکھی جاتی تھین کہان محاسن اخلاق۔ محبت و الفت۔ رعایت و مروت اور تمام اخلاقی محاسن مین اپنی آپ نظیر مان لی گئین:

یہ کیا تھا؟ اِسی مبارک تعلیم کے فیوض تھے اور اُسی مقدس تربیت کے محاسن تاثیر جسکو اُس بانی اسلام علیہ السلام نے عرب کے پتھریلے دلون پر نقش کر دی تھی۔ اس تعلیم کے متعلق جناب سید الانام علیہ و علی صلوات من رب الکرام نے اسلامی دنیا کو کن کن باتون کی تعلیم دی وہ یہ تھین۔ توجہ الی اللہ۔ استغراق فی العبادت: تزکیہ قلوب۔ ترک علائق۔ خضوع وخشوع۔ محاسن اخلاق۔ طریقہ معاشرت وغیرہ وغیرہ۔ مگر انکی نسبت یہ سوچ لینا کہ یہ سب باتین یا انمین سے اکثر محض حسّی یا مادّی ذریعہ سے نہین آتین۔ یون کہیے کہ کسی کے سکھلانے یا تعلیم دینے سے نہین آتین۔ صحیح نہین ہوسکتا۔ کیونکہ انکے انکار سے اسلام کی تمام تعلیمین بیکار ثابت ہوتی ہین۔ اور ہم پر یہ امر کوئی طور سے ثابت ہی کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے اپنی مقدس حیات کا زمانہ زیادہ تر انہین کوششون مین صرف فرمایا:

مگر ہان اسکو قبول کر سکتے ہین کہ کبھی اس تعلیم نے قوم پر پورا اثر پہنچایا۔ اور کبھی نہین بعض اوقات قوم نے اسکی طرف پوری توجہ کی اور بعض وقت کم۔ اس تعلیم کی حالت جناب رسالتآب صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے بعد تین خلافتون تک کیسی رہی۔ اس سے ہمکو یہان کوئی بحث نہین ہے۔ مگر ہم یہان اسکی نسبت اس لکھنے کے البتہ ذمہ دار ہین کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ خلافت مین اس صیغہ کو بہت بڑا فروغ اور کافی وسعت حاصل ہوئی:

اسکا بہت بڑا سبب یہ ہوا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے تمام انتظام کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے بندوبست کے مطابق کر دیا تھا۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ اس ترمیم نے جو بیس برس کے بعد زمانہ کی نگاہون مین ایک حیرت پیدا کر دی تھی اور زمانہ کی کوتاہ بینی اور نفسانیت نے اُس بعض معاملات مین خلل بھی ڈالا اور نقصان بھی پہنچایا۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کی مقدس روش نے اسکی ضرورتون کو اُنکے ذاتی اغراض پر مقدم سمجھا۔ اور اسکی اشاعت مین اپنی حکومت کی چار رسالہ مدت

ہین وہ کوششین کین جو اور فرمانرواؤن کے وقت مین بہت کم پائی جاتی ہین۔ ہم اس صیغہ کو دو حصون پر تقسیم کرتے ہین۔ روحانی تعلیم اور اخلاقی تعلیم۔ اور سب سے پہلے ہم روحانی تعلیم کے متعلق اپنے سلسلۂ کلام کو آغاز کرتے ہین ؛

تفصیل ایمان۔ اس صیغہ مین سب سے پہلے ایمان کی تلقین اور اُسکی تعلیم ضروری تھی وہ ان الفاظ مین بیان کی گئی ہے ؛

اوّل الدّین معرفة اللہ وکمال معرفتہ التصدیق بہ وکمال التّصدیق توحیدہ وکمال التّوحید الاخلاص لہ وکمال الاخلاص نفی الصّفات عنہ شہادة کلّ صفة انھا غیر الموصوف وشہادة کلّ موصوف انہ غیر الصفة فمن وصف اللہ شی انہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثنّاہ ومن ثنّاہ فقد جزّاہ ومن جزّاہ فقد جھلہ ؛

اوّل دین۔ خدا کی معرفت ہی۔ اور کمال معرفت اُسکی تصدیق۔ اور کمال تصدیق اُسکی توحید کا اقرار۔ اُسکی توحید کا اقرار۔ اُسکے اخلاص کا اظہار کرنا۔ اُسکے اخلاص کا اظہار۔ اُسکی صفات کو اُسکی ذات سے علیحدہ جاننا۔ یعنی صفات کو ذات الٰہی سے علیحدہ نہ جانین۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر صفت غیر موصوف ہے اور ہر موصوف غیر صفت ہے یعنی جسنے خدا کو ان معنو ن مین سمجھا ہے اُسنے خدا کے قریب دوسری چیزون کو بھی مہیّا سمجھ لیا ہے۔ اور جس نے خدا کے نزدیک دونون چیزون کو جمع کیا وہ اُن دونون چیزون کا قائل ہوگیا اور اُسنے خدا کے دو جزو (موصوف اور صفت) قرار دئے۔ اور جسنے خدا کے دو جزو قرار دئے اُسنے ہرگز خدا کو نہین پہچانا اور وہ ہمیشہ جاہل کا جاہل بنا رہا ؛

یہ خداے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کی وہ روشن اور کافی دلیلین ہین۔ جسنے ارسطو کے تبلائے ہوے اصول کو جنپر دنیا کے تمام موحد صداقت اور ادب سے یقین کرتے ہین۔ دفتر پارینہ ٹھہراکر دھو دیا۔ اور جسطرح جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے خدا کی یکتائی اور وجود کو ایسے مختصر الفاظ مین دنیا کی لوح پر نقش کر دیا ہے۔ ویسا ارسطو۔ فلاطون اور دیگر حکماے متقدمین بھی بڑی بڑی دلیلون اور ثبوتون سے نہ ثابت کر سکے۔ یہ وہی ارشادات وخطبات ہین جنکے بلیغ فصیح اور پرمعنی ہونیکے علاوہ کمال اور قبولیت کی نسبت مسٹر جسٹس انریبل سید امیر علی خان سی۔ آئی۔ ای بالقابہ نے اپنی کتاب اسپرٹ او اسلام مین نہایت زور وروسے یہ دعوی کیا ہے کہ جسطرح خدا کی وحدانیت کو جناب علی ابن ابیطالب علیہما السلام نے بیان فرمایا ہے۔ ویسا ارسطو بھی ثابت نکر سکا ؛

خدائے سبحانہ تعالےٰ کے وجود اور اُسکی معرفت کو امیرالمومنین علیہ السلام نے جس صورت اور جس شکل سے بتلایا ہے اُسکی کیفیت ذیل کے واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتی ہے:

دعلب یمانی کے سوال کا جواب۔

دعلب یمانی ایک مرد قابل تھا۔ جو علوم مختلفہ پر عبور رکھتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے وجود خدا مین اُسوقت تک مشکوک تھا۔ کوفہ مین اتفاق سے اُسوقت آیا جسوقت امیرالمومنین علیہ السلام صفات باریتعالےٰ عزاسمہ بیان فرمارہے تھے۔ دعلب ان باتون کا مشتاق تو تھا ہی فوراً اُس مجمع مین امیرالمومنینؑ علیہ السلام سے سؤال کر بیٹھا۔ ھل رأیت ربّك یا علی حتّٰی عبدتہ یا علی تمنے اپنے رب کو دیکھا بھی ہے۔ یا محض اُسکے پہچاننے پر اعتبار کرتے ہو۔ آپنے نہایت استقلال سے جواب دیا ماکنت اعبد ربّہ لم اراہ مین ایسے خدا کی عبادت نہین کرتا جسکو مین نے نہ دیکھا ہو۔ دعلب نے کہا پھر آپنے کسطرح دیکھا تو ارشاد فرمایا گیا لم ترہ العیون بمشاھدۃ الاعیان ولکن رائۃ القلوب بحقائق الایقان ربی واحد لاشریك لہ احد لا ثانی لہ فرد الامثل لہ لایحویہ مکان ولایدا ولہ زمان لایدرکہ بالحواس ولایقاس بالناس۔ بیشک اُسکو آنکھون نے نہین دیکھا ہے۔ لیکن دلون نے اُسکو یقین کی آنکھون سے دیکھ لیا ہے۔ میرا خدا ایک ہے۔ کوئی اُسکا شریک نہین۔ وہ ایک ہے۔ کوئی اُسکا دوسرا نہین۔ وہ اکیلا ہے۔ کوئی اُسکا مثل نہین۔ اُسپر نہ کوئی مکان احاطہ کرسکتا ہے نہ زمانہ اُسکو ایک حال سے دوسرے حال مین تبدیل کرسکتا ہے۔ نہ اُسکو انسان کا حواس پاسکتا ہے نہ قیاس:

تہذیب المتین مین اتنا ہی ہے۔ مگر نہج البلاغۃ مین اتنے فقرات اور زائد ہین:۔

قریب من الاشیاء غیر ملامس بعید منھا غیر مبائن۔ متکلم بلا رویۃ مرید بلا ھمۃ صانع بلا جارحۃ لطیف لا یوصف بالخفاء بصیر لا یوصف بالحاسۃ رحیم لا یوصف بالرقۃ تعنوا الوجوہ لعظمتہ وتوجل القلوب من مخافتہ	وہ دنیا کی تمام اشیاء سے قریب ہے مگر اُسکو کوئی چھو نہین سکتا۔ وہ بغیر مباینت کے تمام چیزون سے دور ہے۔ وہ بغیر ہمت کے ارادہ کرنیوالا ہے۔ وہ ایسا کاریگر ہے جو بغیر اعضاء وجوارح کے کام کرتا ہے۔ وہ ایسا لطیف ہے کہ اُسکی توصیف پوشیدگی کے ساتھ نہین ہوسکتی۔ سب سے بزرگ ہے۔

مگر ظلم نہین کرتا ہے دیکھنے والا ہے مگر اُسکے دیکھنے کی قوت آنکھو نکی محتاج نہین ہے۔ رحم کرتا ہے مگر انسان کی ایسی رقت قلب اُسمین نہین ہے دنیا کی تمام چیزین اُسکے آگے ذلیل ہین اور تمام دل اوسکی ہیبت اور خوف سے مخوف ہین۔
خدا کے وہ سچے اور برگزیدہ بندے جنکے تقدس اور استغراق فی اللہ کی مثالین دنیا مین نہین ملتین۔ کیا اُس سے

بڑھکر وسیع اور صحیح الفاظ مین خدا کی ماہیت اور اُسکی تعریف کرسکتے ہین۔ کیا ابراہیم۔ موسٰی عیسٰی اور محمد علیہم السلام
نے اپنے خدائے واحد کی وحدانیت اور اُسکی معرفت کے طریقے۔ ان طریقون کو چھوڑکر کسی دوسرے طریقون مین بتلائے ہین۔

حقیقت مین اسلام کے ایک اور سچے خدا کی معرفت کی یہی صورت تھی جو ایسے مختصر اور سچے الفاظ
مین کی گئی۔ یہان تک تو وہ ارشاد تھے اور وہ تعلیم تھی جو خدا کی وحدانیت اور معرفت کے متعلق پہنچائی گئی۔
خدا کے بعد رسول کا منصب ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی ضرورت اور تصدیق
کی نسبت جو اہل اسلام کو بتلایا گیا اور اس آخری حجت الٰہی کے فیوض و نعمات کے متعلق جو کچھ ارشاد
فرمایا گیا وہ ہم اپنے معمولی اختصار کے ساتھ ذیل مین قلمبند کرتے ہین:

عرب قدیم کے حالات اور آنحضرتؐ کی نبوت کے محاسن

فاعتبروا بحال ولد اسمٰعیل و بنی اسحٰق و بنی
اسرائیل علیہم وعلٰی نبینا والسلام فما اشد
اعتدال الاحوال واقرب اشتباہ الامثال تاملوا
امرھم فی حال تشتتھم وتفرقھم لیالی کانت
الاکاسرۃ والقیاصرۃ اربابا لھم یحتازونھم
عن ریف الآفاق وبحر العراق وخضرۃ
الدنیا الی منابت الشیح ومھافی الریح ونکد
المعاش فترکوھم عالۃ مساکین اخوان دبر
و وبر اذل الامم دارا واجدبھم قرارا لا یاوون
الی جناح دعوۃ یعتصمون بھا ولا الی ظل الفۃ
یعتمدون علی عزھا فالاحوال مضطربۃ و
الایدی مختلفۃ والکثرۃ متفرقۃ فی
بلاء ازل واطباق جھل من بنات مؤدۃ
واصنام معبودۃ وارحام مقطوعۃ وغارات
مشنونۃ فانظروا الی مواقع نعم اللہ علیہم
حین بعث الیہم رسولا فعقد علیہم طاعتھم
وجمع علی دعوتہ الفتھم کیف نشرت النعمۃ
علیہم جناح کرامتھا واسالت لھم جداول

اب تم فرزندان اسحٰق و اسمٰعیل و اسرائیل علٰی نبینا و علیہم
السلام کے احوال کو دیکھو اور یہ سوچو کہ تمھارا حال
اُنکے حال سے کسقدر ملتا جلتا ہے۔ تم اُنکے حالات سے عبرت
حاصل کرو دیکھو جب اُنمین نا اتفاقی پھیلی تو قیاصرہ روم
اور اکاسرۂ فارس نے اُنکو دجلہ اور فرات سے
باہر نکالدیا اور خاصکر روم کے بادشاہون نے اُنکو شام
کی زمین سے جو نہایت آباد اور خوشتر تھی باہر کردیا۔
اور اُنکو اُنکے قدیم سبزہ زار کھیت اور پیداوار کے
مقام سے نکالکر حجاز عرب مین جا پہنچایا کہ جس مین
گھانس تک کم اُگتی تھی۔ اور سوائے بادسموم کے ٹھنڈی
ہوا بہت کم چلتی ہے۔ آخرکار وہ قلت معاش مین گرفتار
ہوئے مفلسی اور ناداری نے اُنکو جا گھیرا اور محتاجی
کے زخمون نے اُنکو اور اُنکے دلون کو ٹکڑے کر ڈالا
آخرکار وہ بھیڑیان چرا کر بسر کرنے لگے۔ اور دنیا کی
تمام قومون مین حقیر ہوگئے۔ اور اُسی خشک اور
قحط زدہ زمین پر بسر کرنے لگے۔ سوائے محنت و مشقت
کے اُنکو کوئی صورت نہ دکھلائی دی نہ اُنکا کوئی
فریادرس تھا جس سے وہ فریاد کرتے اور نہ اُنکا

نعمتہا والتقت الملۃ لھم فی موائد برکتہا فاصبحوا
فی نعمتہا غرقین وعن خضرہ عیشہا فاکہین
قد تربعت الامور بہم فی ظل سلطان قاہر وآ
وبہم الحال الی کنف عشیر غالب وبعطفت
الامور علیہم فی ذری ملک ثابت حکام علی
العلمین وملوک فی اطراف الارضین یملکون
الامور علی من کان یملکہا علیہم ویمضون
الاحکام ٭

کوئی ہمدرد اور معین تھا جس سے وہ التجا کرتے۔ اُنکے احوال
نہایت سخت پریشانیون مین اور اُنکے روزگار نہایت سختیون
مین تھے۔ اُنکی قومین آپس مین مختلف ہوگئی تھین۔ اُنکے
آپس کے اتحاد متغیر ہوگئے تھے۔ وہ قحط اور بھوک کی
شدتون مین مبتلا ہوگئے۔ جہالت اور نادانی کے جنگلون مین
سرگردان تھے۔ مفلسی کے سبب اپنے لڑکون کو مار ڈالتے تھے۔
اور بے کان آنکھ والے بتونکو پوجتے تھے۔ اپنی قرابت اور
رشتہ مندی کو قطع کرتے تھے اور ایک دوسرے کے مال کو غارت
کرتے تھے۔ ان تمام تکلیفون کے بعد خدا کی اُن نعمتون پر غور کرو جو انکے ساتھ مبذول فرمائی گئین اور خدا کے اُن احسانات
پر نگاہ ڈالو جو اُن کے ساتھ کیئے گئے۔ خدائے سبحانہ تعالےٰ نے اُنمین ایک رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو
مبعوث فرمایا اور اُنکی قوم کی ہدایت کے لیئے بھیجا۔ انکے قدوم کی برکتون نے اُنکے باہمی اختلاف کو اتفاق سے
تبدیل کر دیا۔ اور اپنی معرفت کے نور سے اُنکو پھر نور کے راستون پر لگا دیا۔ اپنی نعمت اور عزت اُنکے سر پر ڈالدی
اور اپنی عنایت و اشفاق کے دریا اُنکی طرف بہا دیے۔ یہانتک کہ وہ سب مختلف قوم اور قبیلے ایک دل اور ایک بات پر
متفق ہوگئے۔ اور اُسکی برکت سے مختلف قسم کی بغاوتون سے محفوظ رہے۔ اور خدا کی نعمتون کے دریا مین ڈوب گئے
طراوت اور عیش کی لذتون سے بہرہ مند ہوئے۔ اُنکے کامون مین استقلال آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
معدلت اور ہدایت کے نور اُنکے دلون مین چمک گئے۔ اور اُنکے سایۂ جہانداری مین بسر کرنے لگے۔ اور اُنہین کی تجات و نجات
مین رہنے لگے۔ اُنکے مقاصد اقبال اور سعادت سے قریب ہوگئے۔ اُنکی بادشاہی مین استحکام آگیا اور ثبات۔ یہانتک کہ
وہ تمام عالم کے بادشاہ ہوگئے۔ اور دنیا کی تمام زمینون پر حکمرانی کرنے لگے اور اُن قومون کے یہ مالک ہوگئے۔ جو انکی
پہلے مالک تھین۔ اور اُن لوگون پر حکمرانی کرنے لگے جو پہلے ان پر حکمرانی کرتے تھے "٭

ہمارے زمانہ کے اسلامی ریفارمر یا بہت سے ایسے بزرگ جو اسلام کے سچے رسول کی صحیح تعریف اور
اُنکی ضرورت کی تصدیق اور تحقیق ہین۔ اپنی انتہا درجہ کی دماغی کوششون کے بعد اپنی قوم یا دوسرے مذہب
والون کو جو باتین دکھلاتے ہین اور عرب کے بے مثال عروج و زوال کی حالتون کو بالتفصیل بیان کرتے
ہین۔ وہ اس مضمون مین اس سے زیادہ کیا تفصیل کرتے ہین۔ کیا اُنکی تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی رسالت کی خوبیون کو۔ اور اُن کے محاسن تعلیم کی معجز نما تاثیرون کو اس سے زیادہ واضح کرکے
دکھلاتی ہے۔ یہ وہی مضامین ہین جنکو تھوڑے اضافہ اور خلاصہ کے ساتھ۔ چودہ سو برس سے لیکر آج تک

ہماری قوم کے علما۔ ہماری قوم کے واعظ۔ ہماری قوم کے ریفارمرز اور ہماری قوم کے مصنف اپنے جداگانہ مضامین اور جداگانہ تالیفون مین مختلف اقسام سے بیان کرتے ہین۔ اور اُسکی نسبت اُنکو بڑی نوعیت اور مضمون آفرینی کا دعوی ہوتا ہے ؛"

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرائض کا درجہ ہی۔ اسکی نسبت جو ارشاد ہوا ہی۔ وہ بیان کیا جاتا ہی۔ اسلامی دنیا کا بچہ بچہ۔ جسنے اپنے فرائض کی صرف پہلی ہی کتاب پڑھی ہوگی وہ بھی بخوبی سمجھتا ہوگا کہ فرائض مین سب سے پہلا نمبر نماز کا ہی۔ اس لئے ہم نماز کے متعلق جو احکام نافذ فرمائے گئے۔ اُن کو ذیل مین قلمبند کرتے ہین ؛

فرایض کا وقت پر ادا کرنا ؛؛

ولیکن فی خاصّة تخلص اللہ ذنبك راقمنه فرائض التی لہ خاصّة فاعط من بدنك فی لیلك ونھارك ووف ما تقربت به الی اللہ سبحانه من ذلك کاملا غیر منعوم ولا مبغوض بالغا من بدنك بالمبلغ واذا قمت فی صلوتك للناس فلا تکونن منصرا ولا مضیقا فانّ فی النّاس من به الغلة وله الحاجة وقد سألت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم الی الیمن کیف اصلی بھم فقال صلّ بھم کصلوة اضعفھم وکن بالمؤمنین رحیما ؛

تمھارے اُن کامون مین۔ جنکو تم بجالاتے ہو اور جو تمھارے خلوص سے ہوتے ہین۔ تمھارے وہی کام ہونگے۔ جنکو تم نے خدا کے فرایض مین ادا کیا ہی۔ اور ان فرایض کا خاصہ اُسکی عبادت ہی جسمین ذرا سے شک کو بھی کبھی دخل نہین ہوسکتا۔ پس تمکو چاہیئے کہ تم اپنے بدنون کو اُس کی شبانہ روز عبادت مین وقف کر دو اور اُسکی قربت کے ذریعون کو انھین اخلاص سے ادا کرو۔ اور انکی ادا کاریون مین کسی قسم کا نقصان واقع نہ ہو۔ اُسکے وقتون مین تاخیر نہو۔ جب امام جماعت بنکر کھڑے ہو تو نماز کو اتنا طول نہ دو کہ تمھارے مقتدی تمسے نفرت کرنے لگین۔ یا نماز کو ایسا مختصر بھی نہ کر دو کہ اُسکے ارکان مین خلل واقع ہو۔ کیونکہ تمھارے اقتدا کرنے والون مین بہت سے ایسے آدمی بھی ہونگے جنکو اپنی خاص ضرورتین بھی پیش ہوتی ہین۔ دیکھو مجھکو خود بھی ایسا ہی واقعہ پیش آچکا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت مجھے یمن کی قضا پر مامور فرما کر مدینہ سے بھیجا تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ مین ان لوگون کو نماز کس طرح پڑھاؤن۔ جواب مین ارشاد ہوا کہ انکے ساتھ تم ہلکی نماز پڑھو۔ اُنکے حقوق کی رعایتون مین تم نرم مزاج رہو۔ اور اُنکے معاملات مین رحیم ؛"

ان تمام فرائض کے متعلق جو کچھ ارشاد کیا گیا ہی۔ اگر ہم علیحدہ علیحدہ لکھین تو ہمارے سلسلۂ بیان مین بہت بڑی طوالت واقع ہو جائیگی جو حقیقت مین ضرورت سے زائد ہوگی۔ اس لئے ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کے اُس خطبہ کو ذیل مین درج کرتے ہین جسمین تمام فرائض و سنن کا ایک جا ذکر فرمایا گیا ہو۔ ادائی نسبت جو ضروری

احکام مین وہ بھی نہایت وضاحت سے تبلادیے گئے ہین؛

ان افضل ما توسل به المتوسلون الی الله سبحانه تعالیٰ الایمان به وبرسوله والجهاد فی سبیله فانه ذروة الاسلام وکلمة الاخلاص فانها الفطرة واقام الصلوٰة فانها الملة وایتاء الزکوٰة فانها فریضة واجبة وصوم شهر رمضان فانه جنة من العقاب وحج البیت واعتماره فانهما ینفیان الفقر ویرحضان الذنب وصلة الرحم فانها مثراة فی المال ومنساة فی الاجل وصدقة السر فانها تکفر الخطیئة وصدقة العلانیة فانها تدفع میتة السوء وصنائع المعروف فانها تقی مصارع الهوان افیضوا فی ذکر الله فانه احسن الذکر وارغبوا فیما وعد المتقین فان وعده اصدق الوعد واقتدوا بهدی نبیکم فانه افضل الهدی واستنوا بسنته فانها اهدی السنن وتعلموا القرآن فانه احسن الحدیث وتفقهوا فیه فانه ربیع القلوب واستشفوا بنوره فانه شفاء الصدور واحسنوا تلاوته وان العالم العامل بغیر علمه کالجاهل الحائر الذی لا یستفیق من جهله من الحجة علیه اعظم الحسرة له الزم وهو عند الله الوم؛

جہاد اور زکوٰۃ کے فوائد؛

قربت کے وسیلون مین اعلیٰ وسیلہ خدا اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لانا ہی۔ اور اُسکی راہ مین جہاد کرنا ہی۔ کیونکہ جہاد کرنا اسلام کا اعلےٰ مقصد اور مدعا ہی۔ اور خدا کو واحد جاننا ہی کیونکہ اُسکی وحدانیت کا اقرار کوئی نئی بات نہین ہی بلکہ فطرت مین داخل ہی۔ نماز کو ادا کرتا رہے۔ کیونکہ یہی دین کا اصول ہی۔ خدا کی راہ مین زکوٰۃ دیتا رہے کیونکہ یہ واجب ہی۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا رہے کہ وہ آتش جہنم سے بچنے کی پناہ ہی اور خانہ کعبہ کا حج کرنا اور عمرہ بجالانا کیونکہ یہ دونون امور محتاجی اور مفلسی کو دور کرتے ہین اور گناہونکی خرابی کو دھو ڈالتے ہین۔ اقربا کے ساتھ نیکی کرنا۔ اس سے ثروت زیادہ ہوتی ہی اور عمر دراز اور پوشیدہ خیرات کرنا اُنکے معاصی اور معائب کا کفارہ ہوتا ہی۔ اور جائز طور سے خدا کی راہ مین دینا۔ بُری موتون سے ۔مثل جل جانے۔ ڈوب جانے۔ مکان یا دیوار کے نیچے دب جانے سے محفوظ رکھتا ہی۔ اور نیکی اور احسان کرنا ذلت وخواری بچاتا ہی۔ ایہا الناس تم لوگ اپنی زندگی کو خدا کی یاد اور عبادت مین صرف کر ڈالو۔ کہ تمام عبادتون سے یہ عبادت بہتر ہی۔ اپنے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت پر عمل کرو کہ یہ سنت تمام سنتون سے افضل ہی۔ اور خدا نے جو وعدے اپنے نیک بندون سے کیے ہین اُنکی طرف رغبت حاصل کرو۔ علم قرآن سیکھو۔ کیونکہ وہ تمام باتون سے بہتر ہی۔ اور علم قرآن سے علم فقہ حاصل کرو کسلیے کہ یہ علم تمہارے قلوب کی بہار ہین اور اُنکے انوار ہدایت سے شفا حاصل کرو کہ تمہارے سینونکی شفا اسی مین ہی۔ اور اچھی طرح قرآن کی تلاوت کرو کہ وہ سب قصّون سے زیادہ نافع ہی۔ اور وہ عالم کہ اپنے علم کے موافق عمل نہین کرتا اُس مرد حیران کی مثال ہی جو کبھی اپنی جہالت سے افاقہ نہین پاتا۔ بلکہ اُسپر حجت لازم ہی اور وہ خدا کے نزدیک بہت ملامت کے لایق ہی

اسلام کے سخت اور پیچیدہ مسائل مین ایک قضا و قدر کا بھی مسئلہ ہی۔ جو متقدمین علما سے لیکر متاخرین تک برابر زیر بحث چلا آتا ہی اور اسلام کے جداگانہ فرقے اس پر اپنے مختلف حکم لگاتے ہین۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسکی نسبت جو کچھ ارشاد فرمایا ہی وہ ذیل مین مندرج ہی۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے ارشاد کے بعد اور کس کا اجتہاد زیادہ وقعت کے قابل ہوگا؟

وظننت یا رجل انه قضاء حتم وقدر لازم

لا تظن ذلك فان القول به مقالة عبدة الاوثان وحزب الشیطان وخصماء الرحمان وقدریة هذه الامة ومجوسها ان الله امر تخییرا ونهی تحذیرا وکلف یسیرا ولم یطع مکرها ولم یعص مغلوبا ولم یرسل الرسل عبثا ولم یخلق السموات والارض وما بینهما باطلا ذلك ظن الذین کفروا فی النار۔ فقال الرجل فما القضاء والقدر والتمکین من الحسنة وترك السیئة والمعونة علی العقوبة الله وتخذلان لمن عصاه والوعید الترغیب والترهیب کلّ ذلك قضاء الله فی افعالنا وقدره لاعمالنا فاما غیر ذلك ولا تظنه فان الظن له محبط الاعمال؛

ایک سائل کے جواب مین ارشاد ہوتا ہی کہ قدر و قضا دونون لازم و حتم ہی۔ کیونکہ ایسا خیال کرنا۔ بت پرستون۔ وساوس شیطانی کے گرفتارون اور خدا کے دشمنون کا اعتقاد ہی۔ اور اس امت مین وہی لوگ اسکے قائل ہونگے جو قدریہ ہونگے یا مجوس۔ اور یہ عقائد اُنکے سراسر باطل ہین بلکہ بالعوض اسکے خدا نے اُنکو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہی۔ اور اُنکو ہر امر کے کرنے یا نہ کرنے کا پورا اختیار دیا ہی۔ اُنکو معصیت سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ اور اپنی عبادت مین بھی زیادہ تکلیف گوارا کرنے کی مجبوری نہین دی ہی۔ اُسکی طاعت کوئی جبر و کراہت سے نہین کرتا اور کوئی نافرمانی قہر و غلبہ کی رو سے عمل مین نہین لاتا۔ اُسنے دنیا مین اپنے رسول بیفایدہ نہین بھیجے۔ اور نہ آسمان و زمین یا اُنکے درمیان کی چیزون کو اُسنے بیکار بنایا ہی۔ یہ اُن لوگون کے گمان ہین جو اُسکی نعمتون کا کفران کرتے ہین۔ ایسے لوگون کے لئے عذاب جہنم ہی۔ سائل نے پھر سوال کیا کہ قضا و قدر جو ہم کو سمجھایا گیا ہی۔ وہ کیا ہی۔ جواب مین ارشاد ہوا۔ قضا و قدر کے معنی اطاعت کے ہین۔ اور وہ یہ ہی کہ انسان کو نیک کامون کے حاصل کرنے پر اختیار دیا گیا ہی اور بُرے کامون کے کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہی۔ اُن کامون کی اجازت تو ضرور دی گئی ہی جو قربۃً الی اللہ کئے جاوین اور اُن کامون سے بچنے کے واسطے ضرور تاکید کی گئی ہی جو گناہون کی تاکید کرتے ہین۔ نیک کامون کے لئے وہ وعدے کئے گئے ہین اور بُرے کامون کے لئے وہ ڈرائے گئے اور دھمکائے گئے ہین۔ یہ سب خدا کے احکام ہین جو ہمارے افعال مین منحصر ہین۔ سوائے اسکے تم اور کسی طرف گمان نہ کرو کیونکہ ایسا گمان کرنا اعمال کو محو اور ضایع کر دیتا ہی۔

سائل یہ جواب سنکر خوش ہوگیا۔ اور بے اختیار ہوکر کہنے لگا فرج اللہ عنک یا امیرالمؤمنین علیہ السّلام کما فرجت۔ خدا آپکے امور کو بھی ایسی ہی وسعت دے جسطرح آپنے میرے امور کو وسعت دی ہی۔ یہ کہکر اُسنے اُسی وقت دو شعر امیرالمؤمنین علیہ السلام کی مدح مین نظم کئے اور سامعین کے روبرو پڑھے

مسئلہ قضا و قدر

انت الامام الّذی نرجوا بطاعته یوم المات من الرّحمان غفرانا اوضحت من دیننا ما کان ملتبسا جزاك اللّٰه ربّك بالاحسان احسانا	ہم خدا کی درگاہ سے بروز قیامت اپنی مغفرت کی امید رکھتے ہین۔ تم نے ہمارے دل سے اُس امر کو واضح فرمایا جو مشتبہ تھا۔ حق سبحانہ تعالی بعوض اس احسان اور نیکی کے تمھارے ساتھ اور زیادہ نیکی کرے[۱]۔

تمام اسلامی مورخین کا اسپر اتفاق ہی کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام ہر روز نماز عشا کے بعد تمام اہل اسلام کے روبرو۔ باآواز بلند ذیل کے فقرات پڑھا کرتے تھے۔

ترک دنیا

تجهزوا رحمكم اللّٰه فقد نودی فیکم الرّحیل واقلوا العرجة علی الدّنیا وانقلبوا بصالح ما یحضرتکم من الزّاد فانّ امامکم عقبة کوءودا ومنازل مخوفة لابدّ من الورود علیها والوقوف عندها واعلموا انّ ملاحظة المنیة نحوکم دانیة وکانکم بمخالبها وقد نشبت فیکم وقد دهمتکم منها مفظعات الامور ومعضلات المحذور فقطعوا علائق الدّنیا واستظهروا بزاد التّقوی۔	اے بندگان خدا۔ خدا تمھین اپنی رحمت مین داخل کرے چلنے کی تیاری کرو۔ سفر آخرت پر آمادہ رہو۔ تمھاری جماعت مین یہ آواز دیدی گئی۔ اس مٹ جانیوالی دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ اور اپنے اعمال نیک کو جو تمھاری راہ آخرت کے توشہ مین ہی اپنے ساتھ لو۔ کیونکہ آخرت کے راستون مین بہت سی خوفناک سڑکین اور دشوار گذار راہین ہین۔ جو تمھین پیش آنے والی ہین۔ جن سے تمکو عبور کرنا اور گذرنا ضروری ہی۔ لیکن سمجھلو کہ موت کی نگاہین ہمیشہ تمھاری طرف گڑی ہین۔ اور اُسکے

پنجے تمھاری طرف کشادہ ہین۔ تم ہر وقت اپنے آپ کو موت کے پنجے مین گرفتار سمجھو۔ اور اُسکے ناخونون کو اپنے جسم مین گڑا ہوا سمجھو۔ سکرات موت اور جان نکلنے کی سختیون کو ہمیشہ اپنے مد نظر رکھو اور ایک لحظہ بھی اُسکی یاد سے غافل نہ رہو۔ دنیا اور دنیا کے علائق سے قطع تعلق کرو اور تقوی اور پرہیزگاری کو اپنا شریک بناؤ۔

بے ثباتی دنیا کے قریب قریب ایسے ہی مضامین ایک دوسرے خطبہ مین بھی ارشاد فرمائے گئے ہین۔

ایها النّاس انما الدّنیا دار مجاز والاخرة دار قرار فخذوا من ممرّکم لمقرّکم ولا تهتکوا	دنیا خانہ مستعار ہی اور آخرت جائے قرار۔ اپنی گذرنے کی جگہون سے ایسے مقامون کے لئے جہان تم ہمیشہ رہوگے

[۱] تہذیب جلد اول ص ۲۸۹

انسا رکم عند من یعلم اسرارکم واخرجوا من الدّنیا قلوبکم من قبل ان یخرج منھا ابدانکم ففیھا اختبرتم والغیرھا خلقتم انّ المرء اذا ھلك قال النّاس ما ترك و قالت الملٰئکۃ ما قدّم اللہ اٰبا وکم فقدموا بعضا یکن لکم ولا تخلفوا فیکون علیکم ؛

سامان حاصل کرو۔ اور اپنے آپ کو اُس خدا ے سبحانہ تعالےٰ کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ ہونے دو جو تمھارے پوشیدہ رازون سے واقف ہی۔ اپنے دلون کو دنیا سے جدا کرو قبل اسکے کہ تمھارے بدن اس سے جدا ہون۔ کیونکہ تم دنیا مین صرف امتحان کے لئے آئے ہو۔ اور اصل مین تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ جب آدمی مرتا ہی تو اُسکے عزیز تلاش کرتے ہین کہ وہ کتنا مال چھوڑ گیا۔ مگر فرشتے اُسکے اعمال کو ڈھونڈھتے ہین۔ میرے پیارو۔ اپنے اموال سے اسقدر ساتھ لیجاؤ کہ وہ تمھارے کام آئے۔ اور سب کا سب یہین چھوڑ جاؤ کہ تمھارے لئے وبال نہ ہو۔ اپنے مالون مین سے تھوڑا بہت فی سبیل اللہ خیرات بھی کرو؛"

دنیا کی زوال پذیر نعمتون کو اس سے زائد پُر اثر الفاظ مین ارشاد فرماتے ہین۔

بے ثباتی دنیا

ایّھا النّاس۔ انظروا الی اھل الدّنیا نظر الزّاھدین فیھا الصّادقین منھا فانّھا واللہ عمّا قلیل تزول الثّاوی السّاکن وتفجع المترف الآمن لا یرجع ما تولّی منھا فادبر ولا تدری ما ھو اٰت فینتظر سرورھا مشوب بالحزن وجلد الرّجال فیھا منسوب الی الضّعیف والوھن فلا تغرنکم کثرۃ ما یعجبکم فیھا القلّۃ ما یصحبکم منھا رحم اللہ امرء اتفکر فاعتبروا واعتبروا فابصر فکان ما ھو کائن من الدّنیا عن قلیل لم یکن وکان ما ھو کائن من الاٰخرۃ عمّا قلیل لم یزل کلّ معدود منقض وکلّ متوقع وکلّ اٰت فرلف دان ؛

ایہا النّاس دنیا کو اُس نظر سے دیکھو جس نظر سے زاہد لوگ اُسکو دیکھتے ہین۔ خدا کی قسم اپنے مہمانون کو اور اُن لوگون کو جو اُس مین سکونت اختیار کرتے ہین۔ بہت جلد دنیا نکالدیتی ہی۔ اور اپنے پناہ لینے والون کو جنھین یہ قبل بڑے ناز و نعم سے پالتی ہی پیچھے مغموم اور دردمند کردیتی ہی۔ اُسکی عمر او جوانی کی نعمتون سے جو حصّے گذر جاتے ہین پھر وہ کسی طرح واپس نہین آتے۔ اور اُسکی آئندہ حالتون کا بھی کچھ ٹھیک پتا نہین ملتا۔ کہ اُنکا انتظار کیا جاوے اُسکی خوشیان غم اور بے لطفیون کے ساتھ ملی ہوئی ہین اور اُسکی جوانمرد اور دلیری کی قوتین ضعف اور سستی سے نسبت رکھتی ہین اسکے بہت سے دلفریب اور دلچسپ امور دیکھکر تم دھوکہ مین نہ پڑو۔ کیونکہ ان مین سب سے کم ایسی چیزین ہین جو تمھارے ساتھ جائینگی۔ وہ مقدار اور تعداد مین سب سے قلیل ہین۔ خدا اُسپر رحم کرتا ہی جو اُسکی بے ثباتی پر غور کرے اور اُس سے عبرت حاصل کرے۔ دنیا کے تمامی موجودات بہت جلد مٹ جانے والے ہین۔ ایسے جیسے وہ کبھی تھے ہی نہین اور آخرت کے واقعات

تم پر ایسے گذر ینگے گویا وہ کبھی زائل نہین ہونگے زندگی کے دن گنتی کے ہین۔ سب جلد گذر جائینگے۔ اور موت ضرور آنیوالی ہی۔ بہت جلد پہونچ جائے گی ؎

یہ وہی روحانی تعلیمین ہین جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک علیحدہ خصوصیت کیساتھ دنیا کے کارنامون مین یادگار ہین۔ ان ارشادات مین فصاحت و بلاغت سے قطع نظر کرکے۔ جو عرب کے لٹریچر کی خوبی اور کمال کا بیمثل اور اعلےٰ نمونہ ہی۔ اگر ہم صرف اسکے مقاصد پر سرسری نظر ڈالین تو ہم اُسکو دیکھکر نہایت آزادی سے کہہ سکتے ہین کہ اسلام متعلق استغراق فی اللہ۔ قطع علائق۔ اور تذکیۂ قلوب کے تمامی مدعا کو انھین الفاظ مین۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے سمجھایا ہی جن الفاظ مین خلیل اللہؑ۔ کلیم اللہؑ۔ اور روح اللہؑ اور محمد مصطفےٰ حبیب اللہ علیہم السلام نے ان امور کو پیشتر سمجھا دیا تھا۔ ان تمام بزرگوارونکی روحانی اور اخلاقی تعلیمین یہی تھین۔ اور اُنکی صداقت۔ جلالت اور تقدس کے یہی معیار کامل تھے۔ پھر اُسی مضمون کو ایک دوسرے انداز سے تحریر فرمایا ہی ؎

والانتقال علی المکارم ثم لایبالی الحی وقع الموت
وقع الموت علیہ کم من غافل ینسج ثوبا
لیلبسیہ وانما ھو کفنہ ویبنی بیتا لیسکنہ
وانما ھو موضع قبرہ فلو ان احدا یجد الی
البقاء سلما ولدفع الموت سبیلا لکان
ذلک لسلیمان ابن داؤد الذی سخر لہ
الملک الجن والانس مع النبوۃ وعظیم
الزلفۃ فلما استوفہ طعمتہ واستکمل
مدتہ رمتہ قسی الفناء بنبال الموت و
اصبحت الدیار منہ خالیۃ والمساکن معطلۃ
وورثھا قوم اخرون ؎

یا توعلی القلل الجلال نحرسھم
غلب الرجال فلم ینفعھم القلل
واستنزلھم بعد عز من معاقلھم
الی مقابرھم یا بئس ما نزلوا

اہل اسلام کو ہدایتین

واجبات کو ادا کرو اور حرام کامون سے پرہیز کرو۔ محاسن اخلاق اور مکارم آداب سے اپنے آپ کو آراستہ کرو۔ پھر پروا نہین ہی کہ موت تم پر وارد ہو یا تم موت پر۔ بہت سے غافل ایسے ہین کہ اپنے کپڑے پہننے کے بنتے ہین مگر وہی اُنکا کفن ہوتا ہی۔ بہت سے اپنے گھر بناتے ہین مگر وہین اُنکی قبر بنتی ہی کسی کو دنیا مین ہمیشہ رہنے کے لئے رستہ نہین ملتا۔ یا موت کے دفعیہ کے لئے کسی نے راہ نہین پائی البتہ سلیمان ابن داؤد علی نبینا و علیہ السلام پیغمبر تھے۔ جن کے لئے دنیا کی بادشاہی مسخر کی گئی تھی۔ باوجود اُنکی نبوت اور اس عظیم قرب و منزلت کے جو وہ خدائے تعالی کے نزدیک رکھتے تھے پس جبکہ رزق اُنھون نے اپنا پورا کرلیا اور اُنکی عمر تمام ہوگئی۔ تو کمان ہائے فنا کے تیر اُنکو آلگے اور زمانہ اُنسے خالی ہوگیا اور اُنکے محل و مکانات ویران ہوگئے۔ اور دوسری قوم اُنکی وارث ہوگئی ؎

اسی مضمون کو قریب قریب نظم مین بھی ارشاد فرمایا ہی۔ وہو ہذا
وہ لوگ پہاڑون کی چوٹیون پر قصرہائے رفیع اور مستحکم بنا

نادا ھم صارخ من بعد ما دفنوا
این الاسرۃ والتیجان والحلل
این الوجوہ التی کانت محجبۃ
من دونھا تضرب الاستار والکلل
فافصح القبر عنھم وعن سائلھم
تلک الوجوہ علیھا الدود تنتقل
قد طال ما اکلوا فیھا وما شربوا
فاصبحوا بعد طول الاکل قد اکلوا

رہتے تھے۔ اور بہت سے طاقتور آدمی اُنکی حفاظت اور نگرانی کرتے تھے۔ مگر ان بلند اور مستحکم مکانون نے اُنکو کچھ فائدہ نہ پہونچایا بعد اسکے کہ وہ عزت و آبرو سے دنیا مین بسر کر چکے۔ اور وہ اُن عالیشان عمارتون سے اُتار لئے گئے اور قبرون کے اندر سلا دئے گئے۔ پس وہ کن ذلتون سے اُتار دئے گئے۔ اُنکے دفن کئے جانے کے بعد گویا ایک ندا کرنیوالے کی آواز نے اُنکو آواز دی اور اُنکو مخاطب کرکے کہا۔ کہان ہین آج تمھارے وہ تخت و تاج اور شاہی پوشاکین اور کہان ہین وہ تمھاری حسین صورتین جن پر عنایت وجاہت کی وجہ سے تم نقابین ڈالے رہتے تھے۔ اور اُنکے مکان کے آگے پردے اور حجاب چھوٹے رہتے تھے۔ کہان گئے۔ جب اُس آواز دینے والے نے اُنسے یہ کہا تو اُس مرنے والے نے گویا اُس مکالمہ کا جواب یون دیا کہ جن صورتون کا تم حال پوچھتے ہو۔ اُنپر کیڑے رینگ رہے ہین۔ وہ اُنکو مدت تک یوہین کھاتے پیتے رہینگے۔ اب اُنکو کھاتے کھاتے یہ حالت ہوگئی ہے کہ اُنکو کیڑون نے بالکل کھا لیا۔"

یہ وہی اشعار ہین جنکو امام علی نقی علیہ السلام نے خلیفۃ المتوکل باللہ کے سامنے پڑھا تھا۔ جیسکے سچے اور پر عبرت مضامین نے مے کشی کی بیخودی مین بھی اُسپر ایسا کامل اثر پہونچایا کہ وہ دیر تک ڈھاڑین مار مار کر روتا رہا۔"

یہ وہی روحانی تعلیمین ہین جنکے لئے اسلام خصوصیت کے ساتھ دنیا مین بھیجا گیا تھا اور یہ وہی ہدایتین تھین جنکو دنیا کی تمام قومین بھول چکی تھین۔ اُنکی ضلالت۔ جہالت اور ادبار کی اصلی وجہین یہی تھین کہ وہ اپنے مقدس ہادیون کی ان تعلیمون سے بالکل غافل ہو گئے تھے۔ اور اُنکی نسبت انکی غفلت کا یہ حال پہونچگیا تھا گویا اُنھون نے کبھی انکی باتون کو سنا ہی نہین تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کو سب سے پہلے انہین امور کی تعلیم پہونچائی تھی۔ اور وہ اسقدر مفید ثابت ہوئی کہ اسلام نے اپنے انھین اخلاقی اور روحانی محاسن کے ذریعہ سے دنیا کی اور قومون کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا تھا۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے اتنے ارشادات جو اس مضمون کے متعلق ہم نے لکھے ہین۔ اگرچہ وہ بالکل ہی مختصر کیون نہو مگر ہمارے موجودہ مدعا کے لئے ضرور کافی ہونگے۔ روحانی تعلیم کے بعد اب ہم آپکی اخلاقی تعلیم کا ذکر کرتے ہین۔ وھو ھذا

محاسن اخلاق کی تعلیم۔ احمل نفسك من اخيك عند صرمه على الصلة وعند صدوده على اللطف والمقاربة وعند جوده على البذل وعند بناعده على الدنو وعند شدته على اللين وعند جرمه على العذر حتى كانك له عبد وكانه ذو نعمة عليك واياك ان تضع ذٰلك في غير موضعه وان تفعله بغير اهله ولا تتخذ عدو لاصديقك صديقا فتعادي صديقك وامحض اخاك النصيحة حسنة كانت ام قبيحة وتجرع الغيظ فاني لم ار جرعة احلى منها عاقبة ولا الذمعة ولولين عالطك فانه يوشك ان يلين لك وحد على عدوك بالفضل فانه احد الظفرين وان اردت قطيعة اخيك فاستبق له من نفسك بقية ترجع اليها ان بدا ذٰلك له برما ومن ظن بك خيرا وصدق ظنه ولا تضيعن حق اخيك اتكالا على بينك وبنيه فانه ليس باخ من اضعت

ذیل کی باتون کو تم اپنے بھائیون کی طرف سے اپنے اوپر برداشت کرلو۔ اگر وہ تم سے قطعی جدائی چاہین تو تم اُنسے اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اگر وہ تم سے روگردانی کرین تو تم اُنسے محبت کرو۔ اگر وہ تمھارے ساتھ بخالت یا تنگدستی سے پیش آوین تو تم اُنکے ساتھ احسان لطف اور مدارات کے سلوک اختیار کرو۔ جب وہ تم سے دوری اختیار کرین تو تم اُنسے قربت حاصل کرنیکی کوشش کرو۔ جب وہ سختی سے پیش آئین تو تم نرمی سے پیش آو جب وہ تمھارا کوئی قصور کرین تو تم معاف کردو۔ اگر وہ تمسے عذر خواہی کرنا چاہین تو تم اُنسے خود عفو تقصیر کے خواستگار ہو اور اُنکو شرمندہ ہونیکا موقع نہ دو۔ اپنے دوستون سے اس طرح پیش آو کہ اور لوگ تمکو اُسکا بندۂ احسان سمجھین اور اُسکو تمھارا ولی نعمت اور صاحب امتنان۔ مگر یاد رکھو کہ یہ اخلاق اُنھین لوگون کے ساتھ جائز سمجھے جائینگے جو اُسکا پورا استحقاق رکھتے ہون۔ یہ باتین اگر تم اُنکے ساتھ جائز رکھوگے جو اسکی لیاقت نہین رکھتے تو وہ ان محاسن کے عوض مین تمھارے معائب ڈھونڈھینگے۔ اور تمکو محض عاجز اور مجبور سمجھین گے۔ اپنے دوست سے اپنی دوستانہ نصیحتون کو دریغ نکرو۔ عام اس سے کہ وہ نصیحت تمھاری اُسکو بُری لگے یا اچھی۔ تمکو جو کچھ کہنا ہو۔ کہدو۔ مگر اُسکے منہ پر۔ غصہ کو پی جاؤ اور ضبط کرو۔ میرے نزدیک کوئی شربت آخر مین ایسا میٹھا معلوم نہین ہوتا جیسا غصہ کا ضبط کرجانا اور اُسکا پی جانا جو تمھارے ساتھ سختی کرے تم اُسکے ساتھ نرمی کرو تمھارا نرمی کرنا اُسکی سختی کو آخرکار نرم کردیگا۔ جب تمھارا دشمن تمھارے قابو مین آجاوے تو اُسکے ساتھ احسان اور نیکی کے ساتھ پیش آو۔ کیونکہ تمھارے یہ سلوک تمھاری فتح عظیم مین شمار ہونگے۔ اگر تم کسی دوست سے قطع محبت کرنا چاہتے ہو تو ایک باری ہماری محبت قطع نہ کربیٹھو۔ بلکہ کچھ رہنے دو کہ شاید وہ کسی وقت مین تم سے پھر محبت تازہ کرنا چاہے تو اسی حصہ سے تم سے محبت زندہ کرلےگا۔

اگر تمھارے دوست تم مین اُس خوبی کا گمان کرین جو تم مین نہ ہو۔ تو تم اُس خوبی سے انکار کرو۔ بلکہ اُسکی تحصیل کی جلد کوشش کرو کہ وہ خوبی تم مین آجاوے۔ کسی دوست کے حقوق اُسکی دوستی کے اعتبار پر نہ ضایع کرو۔ کیونکہ جس دوست کا حق ضایع کیا جائیگا وہ تمھارا دوست نرہیگا؛

یہ ہین اسلام کے سچے اور صحیح اخلاق جنکی تعلیم اُسنے دنیا کی تمام قومون کو پہونچائی۔ یہ اسلام کے وہی محاسن اخلاق ہین جو حقیقت مین اُسکے سچے اور صحیح معیار تھے۔ دنیا کی دوسری قومین۔ جو اسوقت تک اسلام کی نعمتون سے بے بہرہ تھین۔ وہ انھین امور سے اسلام کی صداقت اور خوبیون کو پہچانتی تھین اور جہالت کے قانون معاوضہ اور انتقام سے دست بردار ہوکر اسلام کی اطاعت مین اپنی گردنین جھکاتی تھین؛

ہم اہل اسلام کو چھوڑکر دوسری شریعت والون کی خدمت مین بھی امیر المومنین علیہ السلام کے ان ارشادات کو پیش کرکے پوچھتے ہین کہ یہ اصول جناب عیسی مریم علی نبینا و علیہ السلام کے اُن احکام سے کہ جب تمھارا دشمن تمکو ایک طمانچہ مارے تم دوسرا گال بھی اُسکی طرف پھیر دو۔ ایک ذرہ بھر بھی اختلاف رکھتا ہی۔ ان ارشادات کی نسبت ہمارا یہ دعوے صحیح ہوسکتا ہی کہ جناب عیسی مریم علی نبینا و علیہ السلام کی باہمی رعایت سے زیادہ ان ارشادات مین رعایت کی اجازت پائی جاتی ہی۔ اور اُنکی رعایتون سے زیادہ ان ارشادات مین نرمی آسانی اور محاسن اخلاق کی تاثیرین ہین؛

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مقدس حیات زیادہ تر جنگی معاملات مین گذری ہی۔ اور اس زمانہ کے ایک قابل مگر نارتبہ شناس مورخ نے آپ کو کرسچین نائٹ Cristian Knight کا خطاب دیا ہی۔ یہ اُنکی کوتاہ نظری ہی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کے پورے پورے مماثل ٹھہرائے جاسکتے ہین۔ اگر ان دونون مقدس بزرگوارون کی مبارک سیرتون پر غور کی نگاہ ڈالی جائے تو ان حضرات کے ارشاد و احکام مین بہت کم اختلاف پایا جائیگا؛

یہ تو اُنکے محاسن اخلاق کی تعلیمین تھین جو قریب اور عزیزون سے جنسے رسم اتحاد و وداد قائم تھے۔ اب وہ لوگ جو مخدوم تھے اور محض خدمت کا ذریعہ رکھتے تھے اور گھر کے کام دھندے سے متعلق تھے۔ اُنکی نسبت بھی ایسی ہی نرمی اور اخلاق سے پیش آنے کی تعلیم دی گئی ہی۔ ایک خطبہ کے خاص مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہی؛

خادمون سے کام لینے کے طریقے

واجعل لکل انسان من خدمتک عملا تاخذہ بہ فانہ احری ان لا یتواکلوا فی خدمتک واکرم عشیرتک فانھم جناحک الذی بہ تطیر واصلک الذی الیہ تصیر ویدک الذی بھا تصول؛	اپنے خدمت کرنے والون مین سے ہر ایک کا کام جدا جدا معین کرو اور اُنکی بھلائی یا برائی کا اُس سے مواخذہ لو۔ ایسی حالت مین وہ خیانت سے باز رہینگے۔ اور پھر ہر کام کو ایک دوسرے پر نہ ٹالینگے۔ اپنے تمام قبیلہ کے لوگون کی عزت

کرو۔ کیونکہ وہ تمھارے بازو ہین۔ جن سے تم پرواز کرسکتے ہو اور تمھارے اصل الاصول ہین جنکی طرف تم رجوع کرسکتے ہو۔ وہ تمھارے ہاتھ ہین۔ جن سے تم حملہ آور ہوتے ہو؂

امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ایک روز ایک بزاز کی دوکان سے دو کپڑے لیئے۔ ایک کپڑے کی قیمت دو درہم تھی دوسرے کی تین۔ قنبر ساتھ تھے۔ دو درہم والا کپڑا اپنے لیئے رکھا اور تین درہم والا قنبر کے حوالہ فرمایا قنبر نے عرض کی کہ اسکو آپ پہنین۔ یہ کپڑا آپکے لیئے زیبا ہے۔ کیونکہ آپ کو لوگون سے ملاقات کرنی ہوتی ہے اور مجمع عام مین خطبہ پڑھنا ہوتا ہے۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے ہنسکر جواب دیا۔ تم جوان ہو۔ تمھارے لیئے نفیس کپڑے زیبا ہین؂

ارشاد و ہدایت کے ذریعہ اسلام کی اشاعت۔ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ان ارشاد و ہدایت نے ایک ہی وقت مین۔ اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو دو فرائض ادا کیئے۔ ایک اہل اسلام کی تعلیم دوسرے غیر مسلم قومون کی ہدایت۔ جنکی مثال مین ذیل کے تاریخی شواہد موجود ہین۔ آپکے ایام حکومت اور عزلت نشینی دونون زمانون مین بہت سے ایسے واقعات پیش آئے ہین جنمین دوسری شریعت والے مناظرہ یا صرف استفسار اور تحقیق حق کی نیت سے دربار خلافت مین حاضر ہوے ہین۔ اور اپنے سوالون کا معقول اور خاطرخواہ جواب پاکر جب اُنکو اسلام کے کمال اور محاسن کی تحقیق ہوگئی تب وہ مشرف باسلام ہوے ہین۔ مگر اگر ہم ان تمام واقعات کو اپنی معمولی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہین تو شاید ہمارا یہ مفصل بیان اس کتاب کے اصلی مدعا کے برابر ہو جائیگا۔ اس لیئے ہم اُنکو ایک مختصر خلاصہ کی صورت مین مندرج کرتے ہین؂

یہودیون کا پہلا وفد۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے تھوڑے دنون بعد یہودیون کے علما کی ایک جماعت۔ بہت سے پیچیدہ مسائل لیکر آئی تھی۔ اُنھون نے علیحدہ علیحدہ سوال کیئے اور امیرالمؤمنین علیہ السلام نے بھی اُنین سے ہر ایک کو جدا جدا جواب دئے۔ اور ایسے کہ وہ سب کے سب ایمان لاکر مشرف باسلام ہوے۔ ان لوگون مین مصیر یہودی کا مناظرہ بہت مشہور ہے[۱]؂

شہنشاہ روم کا فرستادہ وفد۔ اسی طرح نصرانیون کے عالمون کا ایک دوسرا ڈپیوٹیشن روم سے چند مسائل لیکر مدینہ مین آیا تھا۔ اُنکے سوالون کا جواب۔ اہل اسلام مین سے کوئی بھی نہ دے سکا۔ امیرالمؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اُنکے تمام سوالون کا جواب دیا اور وہ لوگ اسلام سے مشرف ہوئے[۲]؂

یہودیون کا دوسرا وفد۔ اسی طرح یہودیون کے عالمون کا ایک دوسرا ڈپوٹیشن (وفد) جسمین اُنکے بڑے بڑے علما بھی شامل تھے۔ مدینۃ النبی مین حاضر ہوا۔ اُن لوگون نے چند سوال پیش کیئے

[۱] مزین الفتی [۲] تذکرہ خواص الامۃ

اور اُنکے جواب پر اسلام کی قبولیت کو انحصار تھا۔ اس ڈپوٹیشن کی بھی وہی کیفیت ہوئی۔ امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ان کو تمام سوالون کے جواب دئے اور وہ مطمئن ہوکر اسلام لائے[۱]

عالم عیسائی۔ عیسائیون کا ایک بہت بڑا عالم جسکو فی الحال بشپ Bishop یا آرک بشپ Arch Bishop کہا جا سکتا ہی۔ حضرت عمرؓ سے دوزخ اور بہشت کے بارے مین اُلجھا اور اُسکے ساتھ ہی بہت سے مسائل پوچھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام اُس مجلس مین حاضر تھے۔ اُسکے ایک ایک سوال کا جواب خلیفہ کی طرف سے دیا اور اُسکی پوری تشفی کر دی اور وہ اسلام سے مشرف ہوا۔

سابق خلافتون پر کچھ منحصر نہین۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے خاص زمانہ مین بھی بہت سے ایسے واقعات پیش آئے ہین۔ ان مین سے دعبل سجستانی کا قصہ مشہور ہی۔ جسکو شواہد النبوۃ مین ملا عبد الرحمان جامی نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہی۔ اسی طرح صفین کے سفر مین ایک عیسائی راہب کا ایمان لانا عربی فارسی۔ اُردو کی تاریخون سے لیکر انگریزی تک کی تاریخون مین مندرج ہی۔ جنگ صفین کے خاتمہ پر زرہ والے معاملہ مین۔ جو عیسائی قاضی شرع کے پاس پیش کیا گیا تھا۔ وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذاتی محاسن اور شریعت کی پابندی کو دیکھکر آخر کار اصل واقعہ کے بیان پر مجبور ہو گیا اور مسلمان ہو کر جنگ نہروان مین درجۂ شہادت پر فائز ہوا۔ غور کا ملک تیسری خلافت مین فتح ہوا تھا۔ یہان کا حاکم شنصب جو ایک ترکی افغان تھا یہان کی حکومت پر متعین تھا۔ اسی کے خاندان مین غور کی حکومت چلی آتی تھی۔ خلافت نے فتح کے بعد اس ملک کے قاعدۂ حکومت سے کوئی تعرض نہین کیا اور شنصب کو اپنی موجودہ حالتون پر چھوڑ دیا۔ شنصب جزیہ کی شرائط پر خلافت کا مطیع ہو کر غور کی حکومت پر مستقل رہا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ مین اُسکو بلایا۔ وہ آیا۔ اسلام سے مشرف ہوا پھر اپنے ملک کی جدید اجازت پاکر رخصت ہو گیا۔ ناسخ التواریخ مین اتنا اضافہ اور درج ہی کہ شنصب نے اپنے ملک مین واپس آکر تمام قوم کو جناب امیر علیہ السلام کی بیعت پر اسلام سے مشرف کیا۔ وہ خط جو شنصب کی طلبی مین دار الخلافت سے لکھا گیا تھا۔ شاہان غور کے خزانون مین نہایت افتخار اور بہت بڑی احتیاط سے رکھا رہا۔ بہرام شاہ ابن محمد ابن محمود شاہ کے زمانہ تک یہ موجود تھا۔ اسکے بعد اسکے حال پر پردہ ہی۔

وقت تھوڑا۔ کام بہت۔ اسپر ملکی بغاوتون کی کثرت کا وہ انداز جنسے ایک دم کے لئے اطمینان نہین حقیقت مین امیر المؤمنین علیہ السلام کو اپنی چار سالہ حکومت کے زمانہ مین اتنی فرصت کہان کہ نظام ملکی کے تمام صیغہ کی طرف پوری اور کامل توجہ فرمائی جاتی۔ مگر تاہم آپکے نظام حکومت کے واقعات پڑھکر ہر شخص بخوبی سمجھ لے سکتا ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ضرورت اور فرصت کے اعتبار سے کوئی

[۱] قصص الانبیا

ملکی صیغہ ایسا نہین چھوڑا جسکی ترتیب اور درستی مین اپنی لیاقت اور کمال کا پورا اظہار نہ فرمایا ہو۔ ملکی مالی اور فوجی صیغون کے حال معلوم ہو چکے۔ ہدایت۔ ارشاد کا صیغہ بھی کافی تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اس اخیر صیغہ کے متعلق امیرالمؤمنین علیہ السلام نے کسی ضروری امر کی تعلیم کو ادھورا یا ناکمل نہین چھوڑا۔ اور شروع سے لیکر اخیر تک اُنکے ہر ابواب کو اُسی طرح بتلایا اور سمجھایا۔ ہم ارشاد و ہدایت کے متعلق علوم مختلفہ اور حکمت متفرقہ کی تعلیم آپکے کمال علمی کی تفصیل مین اس سے زائد وسعت کے ساتھ لکھینگے ؛

شراب کی ممانعت کا معقول انتظام جسطرح انکی خلافت مین کیا گیا ویسا کسی اور خلافت کے زمانہ مین نہین۔ عام طور سے تمام قلمرو اسلامی مین والیان ملک کو لکھا گیا کہ اہل ذمیون سے جنکے نزدیک اسکی حرمت ثابت نہین ہو شراب خواری کے قطعی ترک پر سخت عہد لیا جاوے ؛

عرب کا مشہور شاعر نجاشی۔ کوفہ مین مقیم تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ ابو سماک اسدی نے اُسکی دعوت کی۔ اُسکے اسباب دعوت مین شراب بھی شامل تھی۔ وہ پیکر بدمست ہو گیا۔ ہمسایون کو خبر لگی۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام سے اطلاع کی۔ نجاشی پکڑا گیا۔ معمولی سزا سے بیس کوڑون کا اور اضافہ فرمایا گیا۔ نجاشی نے اس اضافہ کی وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا کہ ماہ رمضان مین اس جرات کے کرنے سے بیس کوڑون کا اور اضافہ کیا گیا ہے ؛ ابراہیم ابن ہلال اسدی نے نجاشی کی سفارش کی تو امیرالمؤمنین علیہ السلام نے نہایت خشم آلود آواز سے اُسکے جواب مین ذیل کا آیہ تلاوت فرمایا۔ لایجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ تمکو اس قوم کی عداوت اس امر پر آمادہ نکرے کہ تم اُسکے ساتھ عدالت سے نہ کام کرو بلکہ انصاف کرو کہ وہ خدا کا تقویٰ ہے ؛

ہم خلافت مرتضوی کے نظام ملکی کو تمام کرتے ہین اور آپکے کمال علمی۔ علوم مختلفہ کی تعلیم و تشریح اور محاسن اخلاق و مکارم عادات کے بیان مندرج کرتے ہین۔ مگر قبل اسکے کہ ہم اپنے سلسلۂ بیان کو اپنے جدید مضمون سے شروع کرین۔ ہم اپنی کتاب کے ناظرین کو یہ دکھلاتے ہین کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے تمام ملکی۔ مالی اور فوجی افسرون مین سے ہر ایک کے فرائض اور مناصب بیان کئے۔ مگر خلیفہ اور امیر کے فرائض اور مناسب کا کہین ذکر نہین فرمایا۔ اب ہم خاص خلیفہ اور امیر کے فرائض و مناصب ایک علیحدہ خطبہ سے ذیل مین لکھتے ہین۔ وہو ہذا

اما بعد فقد جعل اللہ لی علیکم حقا بولایۃ امرکم ولکم علی من الحق مثل الذی علیکم فالحق مثل الذی علیکم فالحق اوسع الاشیاء فی التواصف	خدائے سبحانہ تعالےٰ نے مجھے تم لوگون پر امیر کیا ہے اور میری اطاعت کے حقوق تم پر واجب کئے ہین۔ اور جس طرح میرے حقوق تم لوگون پر ہین اُسی طرح تمہارے حقوق ہمارے اوپر ہین

خلیفہ وقت اور امام ... کے اوصاف

واضیفها فی التناصف لایجزی لاحد
الاجری علیه ولایجزی علیه الاجری
له ولوکان لاحد ان یجری له ولایجری
علیه لکان ذلک خالصا لله سبحانه دون
خلقه لقدرته علی عباده ولعدله
فیکل ماجرت علیه صروف قضائه ولکنه
سبحانه جعل حقه علی العباد ان یطیعوه
وجعل جزاءهم علیه مضاعفه الثواب
تفضلا منه ولوسعا بما هو من المزید
اهله ثم جعل سبحانه من حقوقه
حقوقا افترضها لبعض الناس علی بعض
فجعلها تتکافی فی وجوهها ویوجب بعضها
بعضا ولا یستوجب بعضها الا ببعض و
اعظم ما افترض سبحانه من تلک الحقوق
حق الوالی علی الرعیه وحق الرعیه علی
الوالی فریضه فرضها الله سبحانه لکل
علی کل فجعلها نظاما لالفتهم وعزا لدینهم
فلیست تصلح الرعیه الا بصلاح الولات
ولا یصلح الولات الا باستقامة الرعیة
فاذا ادت الرعیه الی الوالی حقه وادی
الیها حقها عز الحق بینهم وقامت مناهج
الدین واعتدلت معالم العدل وجرت
علی اذلالها السنن فصلح بذلک الزمان
وطمع فی بقاء الدولة ویئست مطامع
الاعداء واذا غلبت الرعیة والیها و

اور وہ حقوق یہ ہین کہ مین تم لوگون بین بعدالت کام کرون۔
اسمین شک نہین کہ حقوق باعتبار بیان کے نہایت سہل ہین مگر
بلحاظ تعمیل کے بہت سخت اور دشوار۔ اور اگر کسی پر کسی
شخص کا حق ہی تو اُسپر دوسرے شخص کا بھی حق ہونا ضروری ہی
اور وہ جسپر کوئی حق کسی کا ثابت نہو سکے وہ سواے ذات
باری تعالے شانہ کے کوئی اور نہین ہی کیونکہ اُسی کو قدرت
کامل اور صفت عادل حاصل ہی کیونکہ جو کچھ وہ حکم کریگا وہ
عین عدل ہوگا اور جیسا کچھ وہ حکم دیگا وہ اُسپر قادر ہی۔ اور
سواے اسکے کوئی دوسرا ایسا نہین ہی لیکن باینہمہ خداوند
تعالے نے اپنے بندون کے افعال واعمال کی جزا بھی اپنے
ذمہ لازم کرلی ہی اور ثوابہاے مضاعف اور اضافہاے
احسانات کا امیدوار بنایا ہی۔ ازان بعد۔ آدمیونکی طرف سے
آدمیون پر حقوق بھی قائم فرمائے ہین اور ہر ایک حق کو حق
کے برابر رکھا ہی۔ چنانچہ ایک کا حق دوسرے پر قائم ہوتا ہی
اور دوسرے کا حق اُسکے ادا کرنے پر لازم ہوتا ہی۔ ان حقوق
مین سے سب سے بڑا حق امیر کا ہی رعیت پر اور رعیت کا ہی والی پر
اور یہ دونون مساوی واقع ہوے ہین اور کبھی ایک دوسرے
سے علیحدہ نہین ہونے والے۔ خداے سبحانہ تعالے نے انمین سے
ایک کو دوسرے کے حق پر واجب اور لازم گردانا ہی۔ اور ان حقوق
کی رعایت سے باہمانہ محبت والفت کا انتظام فرمایا ہی۔ ان
وجہون سے رعایا کے حقوق والی اور امیر کے ساتھ وابستہ ہین۔
اور والی اور امیر کے استحقاق رعایا کے ساتھ متعلق ہین۔ امیر
یا والی کی صلاح رعیت کے اطمینان اور آبادی پر منحصر ہی جب
رعایا اپنے والی اور امیر کے حقوق کو بغیر کسی خلش اور نقصان کے
ادا کرے گا اور امیر بھی اُنکے حقوق کو عدالت اور مروت کیساتھ

اجحف الوالی برعیّته اختلفت هنالک الکلمة و ظهرت معالم الجور وکثر الادغال فی ترکت محاج السّنن فعمل بالهوی و عطلت الاحکام وکثرت علل النفوس فلا نتوحش لعظیم حق عطل ولا لعظیم باطل فعل فهنالک یذل الابرار و یعزّ الاشرار و یعظم تبعات الله عند العباد

ادا کرتا رہے گا تو امور حق کو ضرور غلبہ ہوگا اور دین خدا کی راہین راست ہو جائینگی - اور تمام دنیا مین عدل و انصاف قائم اور برپا رہے گا ؛

جب خطبہ کے مضمون کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہانتک پہونچایا تو سامعین مین سے ایک صاحب اپنے جوش عقیدت مین اٹھ کھڑے ہوے اور آپکی بیحد تعریف و توصیف کرنے لگے جب وہ اپنی طول وطویل مدح و ثنا کو تمام کر چکے تو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے بقیہ مضامین کو ذیل کے الفاظ مین تمام فرمایا ؛

ان من حق من عظّم جلال الله فی نفسه و جلّ موضعه من قلبه ان یصغر عنده العظم ذٰلک کل ماسواه وانّ احق من کان کذٰلک لمن عظمة نعمة الله تعالی علیه ولطف احسانه الیه فانّه لم یعظم نعمة الله علی حدالا ازداد حق الله علیه عظما وانّ من اسخف حالات الولاة عند صالح النّاس ان یظن بهم حب الفخر و توضع امرهم واستماع الثناء ولست بحمدالله کذٰلک ولو کنت احب ان یقال ذاک التّرکة انحطاطا لله سبحانه عن تناول ما هو احق به من العظمة والکبریا و ربّما استحلّی النّاس الثّنا بعد البلاء فلا تثنوا علیّ بجمیل ثناء لاخراجی نفسی الی الله والیکم من التقیة فی حقوق لم افرغ من ادآئها و فرآئض لابد من امضآئها فلا تکلمونی بما یکلم به الجبابرة ولا تتحفظوا منّی بما یتحفظ به عند اهل البادرة ولا تخالطونی

جو شخص کہ خدا کی عظمت و جلال کو تمام چیزون سے عظیم اور جلیل تر جانتا ہی اُسکو چاہئے کہ وہ تمام اُن اشیا کو جو سوائے ذات باریتعالے کے ہین اپنی نگاہون مین حقیر سمجھے اور تمام اشیاء ماسوا کو خدا کا محتاج اور عاجز جانے - اور ہر چند نعمتہاے الٰہی کسی پر کتنی ہی زائد ہون اور اُسپر اُس کے کیسے لطف و احسان ہون اُسکو چاہئے کہ خدا کی تعظیم اور اُسکا شکر زیادہ بجالائے اور اُسکا شکر زیادہ کرے - کیونکہ جب نعمت الٰہی کسی پر نازل ہو تو اُسکا شکر اُسپر واجب ہو جاتا ہی - اور جسقدر نعمت حق زیادہ ہو حقوق باریتعالے زیادہ ہوتے ہین - سب سے بُرا امیر یا والی وہ ہی جو رعایا اور عوام الناس کے سامنے فخر و تکبر کرے اور اپنی مدح و ثنا کو زیادہ پسند کرے - اور حقیقت امر یہ ہی کہ مین اس کو نہین پسند کرتا کہ تمھارے دل مین یہ گمان ہو کہ مین اپنی مدح و ثنا کو پسند کرتا ہون - تمام تعریفون کا مستحق وہی خدا ہی اور تمام فخر و تکبر اُسی کے شایان ہی - اور کسی کو اسکا حق حاصل نہین ہی بعض وقت اکثر لوگ مدح و ثنا کو پسند کرتے ہین مگر ایسے لوگ بھی مدح و ثنا کے اُسی وقت مستحق ہوتے

بالمصايغة ولا تظنوا الى استثقالا فى حق قيل لى والتماس اعظام لنفسى فانّه من استثقل الحق ان يقال له والعدل ان يعرض عليه كان العمل لهما عليه اثقل فلا تكفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانى لست فى نفسى ما هو الملك به منّى فانّما انا و انتم عبيد مملوكون لربّ لا ربّ غيره يملك منّا ما لا نملك من انفسنا واخرجنا ممّا كنّا فيه الى ما اصلحنا عليه فابدلنا بعد الضلالة بالهدى واعطانا بالبصيرة بعد العماء

ہین جب وہ اپنے فرائض کی ذمہ داری اور اُسکی آزمایش سے پاک وصاف نکل آئین۔ اور جس امر پر مامور کئے گئے ہین اُنکو بحسن وجوہ انجام دے لین۔ تم لوگ میری تعریف و توصیف نکرو کیونکہ مین اپنے خالق اور اُسکی خلایق کے سامنے اعتراف کرتا ہون کہ مین ایسا شخص ہون جسکے ذمہ بہت سے لوگون کے حقوق ہین جنکی اداکاری سے مین ابھی تک سبکدوش نہین ہوا۔ اور وہ فرائض جو مجھسے متعلق ہین وہ ابھی ادا نہین ہوے پس ایسی حالت مین مین کس طرح اپنی تعریف کو پسند کرسکتا ہون۔ ہرگز ہرگز میرے ساتھ ویسی باتین نہ کیا کرو جیسی ظالم بادشاہون کے روبرو کرتے ہین۔ مجھسے تم لوگ کوئی خوف نکرو۔ بلکہ ظالم بادشاہون سے اندیشہ کرو۔ میرے ساتھ تکلف سے نہ پیش آؤ اور میری مدح وثنا مین مبالغہ نکرو۔ اور کلمۂ حق کے کہنے مین میری رعایت نکرو۔ اور اپنی دادطلبی اور انصاف خواہی مین مجھسے کوئی مضائقہ نکرو کہ مجھکو کلمۂ حق کبھی گران نہین گذرتا۔ مجھکو اہل اسلام سے اپنی تعظیم کرانی ہرگز منظور نہین ہی۔ ہرگز تم لوگ کلمۂ حق کے گران گذرنے کا میری طرف خیال نکرو۔ اور مجھکو تعظیم وتکریم کا خواہان نہ سمجھو۔ وہ آدمی جسپر کلمۂ حق گران گذرتا ہی حق کی رعایت کی طرف توجہ نہین کرتا۔ اور جو شخص انصاف کے کلمات سننا نہین چاہتا وہ ہرگز انصاف کی روش پر نہین چلتا۔ اپنی مشورت واستعانت کو مجھ سے دریغ نکرو۔ اور اپنی سچی باتون کو مجھسے نہ چھپایا کرو کیونکہ مجھکو اپنے نفس پر ایسا اعتماد نہین ہی کہ مین کہہ سکون کہ مجھسے خطا نہین ہوسکتی اور مین اپنی گفتار وکردار مین خطا نہین کرسکتا۔ مگر امید قوی ہی کہ خدائے سبحانہ وتعالےٰ خطا وخلل کو میرے قول وفعل سے دور فرماوے اور جو کچھ میری وسعت مین نہین ہی اپنے کرم سے مجھے عنایت فرماوے۔ واقعی ہم تم دونون اُسی کے بندے ہین اور اُسی کے مملوک اور سوائے پروردگار سبحانہ تعالیٰ کے ہمارا کوئی دوسرا مالک نہین ہی۔ جو چیز کہ وہ ہمارے نفس سے چاہے وجود مین لاسکتا ہی لیکن ہم اُسپر قادر نہین ہین۔ اور جو قوتین کہ اُسنے ہم مین پیدا کی ہین اُس سے ہم واقف نہین ہین اُسنے اپنے لطف شامل سے ہمکو گرداب ضلالت سے نکالکر ساحل صلاح پر لگا دیا۔ اور اپنی عنایت کامل سے جہالت وفساد سے بچاکر راہ ہدایت پر ہمکو مستقیم کردیا۔ اور جسوقت کہ جہالت نے ہماری آنکھون کو بے نور کردیا تھا۔ ہمارے دل کی آنکھون کو نور علم سے منور فرمایا۔ اور دلائل واضح اور حجتہاے ساطع دنیا مین ہماری بصیرت اور ہدایت کیواسطے جاری فرمائے ؛

اب تو ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگیا کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اپنے فرائض اور اپنے محاسن
کے بیان کو بھی اُسی تفصیل سے بیان کیا ہے جس تفصیل سے خلافت کے ہر اعلیٰ اور ادنیٰ عہدے کو۔ اس مضمون
سے معلوم ہوگیا کہ خلیفۃ اللہ اور جانشین جناب رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی شان ہونی چاہئے
جیسا کہ اس خطبہ مین بیان کی گئی ؛"

امیرالمومنین علیہ السلام کی جامعیت اور ارشادات

قدیم سے تقریر اور طلاقت عرب کی ذی عزت خاندانون کا تمغہ چلی آتی ہے اور اُسکے ہونہار اور سعادتمند
جوانون کا اکثر اسی سے امتیاز کیا جاتا تھا۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کی ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت ایک
تو یوہین جواب نہین رکھتی تھی۔ دوسرے اُنکی تقریر کی تاثیر اور حسن بیان نے اپنی یکتائی اور عدیم المثالی
کا سارے عرب سے اقرار کرالیا تھا۔ احکام۔ ارشادات۔ خطبات۔ توقیعات۔ آپ کے ایسے موجود ہین
اور اس کثرت سے ذایع وشایع ہین جنکو جس پہلو اور جس انداز سے دیکھا جاوے اپنی آپ مثال اور اپنا آپ
جواب ثابت ہو چکے ہین ؛

قدیم الایام سے عرب اپنے لٹریچر (زبان) اور حسن تقریر کے لئے مشہور آفاق تھا۔ اور سن ہجری
کی تیسری صدی سے لیکر چھٹی صدی کے اخیر تک تو انکا لٹریچر اور علمی تحقیقات دنیا کی تمام قومون سے
بہت آگے بڑھگئی تھی اور اُنکی اعلےٰ قابلیتون نے یونانی۔ رومی اور دوسری قومون کو اپنے مقابلہ
سے پیچھے ہٹا دیا تھا۔ مگر تاہم۔ جسوقت ہم عرب کے ان علما کی قابلیت اور مایۂ لیاقت کا مقابلہ اور
اُنکی تحریر وتقریر کا موازنہ امیرالمؤمنین علیہ السلام کے ارشادات وخطبات سے کرتے ہین تو ہم اُنکے
تمام کمالات کو امیرالمؤمنین علیہ السلام کے محاسن لیاقت کا ادنےٰ خاکہ سمجھتے ہین اور کچھ بھی نہین ؛

عرب مین قدیم سے خطبات کا دستور چلا آتا ہے۔ اور یہ ایسا دستور ہے۔ جو جہالت کے زمانہ سے
لیکر عرب کی ترقی کے وقت تک برابر جاری رہا۔ اور اب بھی اسلامی ممالک مین جمعہ وجماعت کے مخصوص اوقات
مین یہ آثار پائے جاتے ہین۔ مگر جیسی خوبیان جیسے کمال۔ فصاحت وبلاغت۔ اور علمی قوت۔
نہج البلاغت کے خطبات مین ہم دیکھتے ہین۔ وہ مشکل سے پھر کسی قدیم یا جدید عربی خطیب کے
خطبون مین پاتے ہین۔ یہ وہی بینظیر اور اعلےٰ لیاقتین تھین۔ جنھون نے امیرالمؤمنین علیہ السلام
کے علمی اوصاف کو تمام عرب مین بے نظیر ثابت کر رکھا ہے۔ قرآن۔ حدیث۔ اسلام کے ضروری علوم کے
علاوہ۔ علوم عقلی مین بھی امیرالمؤمنین علیہ السلام کو بہت بڑی مہارت حاصل تھی۔ فصاحت اور بلاغت
مین آپ کا رتبہ اپنے ہمعصرون سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ اب اس زمانہ کے عربون مین خطیب فصیح اللسان

اور کاتب بلیغ البیان مانے جاتے ہین ؛ [۱]

ہمارے معزز اور لائق دوست مولوی محمد عبد الرحمٰن صاحب نے اور زیادہ غور نہین کیا امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت اور علمی کمال کی نسبت وہ اگر زیادہ تحقیق فرماتے تو اُنکو معلوم ہوجاتا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت ایسی محدود نہین ہی کہ صرف اُن کے معاصرین تک تمام کردی جائے بلکہ تمام دنیا مین عموماً اور اہل اسلام مین تو خصوصاً۔ اول سے آخر تک۔ اسکی مثال بالکل دشوار اور سخت محال ہی۔ اسلام کے تمام طریقون نے امام۔ فقیہہ۔ ادیب۔ محدث۔ مورخ۔ علما اور فضلا جو بڑی بڑی علمی مسندون کے بیٹھنے والے گذرے ہین۔ وہ سب اُنھین کے چشمۂ علوم سے سیراب اور فیضیاب ہو چکے ہین اور وہ جسقدر جانتے ہین وہ انھین کی مبارک تعلیم کا نتیجہ ہی ؛

اسلام مین وہ کونسا فرقہ ہی جسکی تحصیل کا سلسلہ امیر المومنین علیہ السلام تک نہین پہونچتا سب سے اول تم صحابہ کے خطہ کو دیکھو صحابہ مین عبد اللہ ابن عباسؓ بہت بڑے فقیہہ کہلاتے ہین اور اپنے ہمعصرون مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اور محیط العلم بین الصحابہ کے معزز لقب سے یاد کیے جاتے تھے اُنکی تمام معلومات امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت صحبت اور تلمذ کے فیوض ہین ؛

حضرت عمر کو بھی مولوی شبلی صاحب نے اسی طبقہ مین شمار کیا ہی ہم کو انکے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت عمرؓ کو کوئی مشکل مسئلہ آپڑتا تھا اور وہ اُسکے جواب مین اپنی کوئی رائے نہین دے سکتے تھے تو امیر المومنین علی علیہ السلام سے استفسار کرتے تھے۔ انھین واقعات کے ثبوت مین حضرت عمر کے یہ اقوال تمام اسلامی تاریخون مین مندرج ہین ؛

لولا علی لهلک عمر۔ علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوتے۔ کان عمر یتعوذ باللّٰہ من معضلة لیس لها ابو الحسن۔ عمر ہمیشہ اُس مشکل کے لئے خدا سے پناہ مانگتے ہین جسکے حل کرنے کے لئے ابو الحسن علیہ السلام موجود نہون۔ یا ابا الحسن لا ابقانی اللّٰہ بشدیدة لست لها ولا فی بلدة لست فیه یا ابا الحسن علیہ السلام وہ سختی خدا مجھپر نہ ڈالے جسکے دور کرنے کے لئے تم موجود نہو اور اُس شہر مین خدا مجھے نہ لیجاوے جہان تم نہ ہو۔ کنز العمال۔ یا ابن ابی طالب ما زالت کاشف کل شبهة وموضح کل حکم اے پسر ابیطالب علیہ السلام تم ہمیشہ ہر شبہہ کے کھولنے والے اور کل احکام کے ظاہر کرنے والے ہو۔ اللّٰهم لا تنزل بی شدة الا ابو الحسن الی جنبی خدا مجھپر کوئی بلا نازل نہ فرمائے اُسوقت مین جب ابو الحسن علیہ السلام میرے پہلو مین نہون عجزت النسآء ان یلدن مثل علی ابن ابی طالب علیہ السلام عورتین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ایسا بچہ جننے سے عاجز ہین ؛

[۱] رسالۃ المرتضیٰ صفحہ ۱

امیر المؤمنین علیہ السلام کے صرف چند مسائل کے جواب سکے یہ نتیجے تھے۔ جسنے حضرت عمر کی زبان سے انکی اعلیٰ لیاقت اور بے مثل لیاقت کا اعتراف کرایا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ آپکو علم زیادہ ہی یا آپ کے ابن عم کو۔ حضرت عبد اللہ نے جواب دیا میرے علم کی مقدار اُنکی علمی لیاقت کے مقابلہ مین ایسی ہی جیسے ایک قطرہ کی دریا کے ساتھ۔ جب محیط العلم کا وجود۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقابلہ مین ایک قطرہ سے زاید نہ ٹھہرے تو پھر اُس دریاے ناپیدا کنار کے اندازے کیسے کیے جاسکتے ہین

کمال علمی پر فاضل معتزلی کی راے

عبد الحمید ابن ابی الحدید فاضل معتزلی نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی کے متعلق یہ راے لکھی ہی کہ اُس بزرگ کی نسبت مین کیا لکھون جس کے دشمنون تک نے اُسکے فضائل کا اعتراف کیا اور اُسکے اعدا اُسکے مناقب کو نہ چھپا سکے۔ ہر شخص جانتا ہی کہ بنی امیہ سلطنت اسلام پر مشرق سے مغرب تک اپنی حکومت پھیلا چکے تھے۔ اور اُنکے انوار ہدایت کے گل کر دینے کی کوشش کر رہے تھے احادیث اُنکے معائب مین وضع کراتے تھے۔ اور منبرون پر اُس جناب کو کریہ الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ اُنکے دوستون اور مداحون کو دھمکاتے تھے اور اُن کو قید کرتے تھے اور مار ڈالتے تھے۔ یہانتک تو نوبت پہونچائی تھی کہ اُن کے نام لینے تک کی ممانعت تمام ملکون مین کرا دی تھی۔ مگر باوجود اس اہتمام کے جسقدر وہ اس کے خلاف مین کوشش کرتے تھے اُتنا ہی اُنکا نام بلند اور اُنکا مرتبہ رفیع ہوتا تھا۔ مشک کی بو کی طرح کہ اسکو جہان چھپا ؤ مین اُسکی بو نہین چھپتی۔ اور مثل آفتاب کے کہ کسی کی ہتھیلی اُسکو چھپا نہین سکتی اور مثل روز روشن کے۔ کہ اگر اُسکو ایک کی آنکھ نہ دیکھے تو کیا صدہا ہزارہا آنکھین اُسکو مشاہدہ کرینگی ؀ امیر المؤ

اور مین اُس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اُس تک ادب اور جمیع کمالات اُسی تک منتہا ہوتے ہین۔ وہ تمام مناصب و مناقب کا راس الرئیس ہی اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہی۔ کوئی اُس سے میدان منقبت مین آگے نہ نکل سکا۔ جسنے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہی وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا۔ وہ اسی کے سبب سے ؀

یہ تو ظاہر ہی کہ دنیا مین تمام علوم سے مشکل خداشناسی اور معرفت کا علم ہی۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ اسی کے سبب سے۔ اسی کے کلام سے معرفت خدا کے احوال مستنبط کیے گئے۔ خداشناسی کی راہین اُسی کے یہان سے روشن ہوئین۔ تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا ؀

فرقہ معتزلہ ۔ اسلام کا وہ فرقہ جو اہل توحید و عدل و ارباب بصیرت و عقل مین اور اس فن مین مرشد اور اوستاد مانے گئے ہین۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے شاگرد ہین۔ اس طرح سے کہ واصل ابن عطا

جو اس فرقہ کا پیشوا مانا جاتا ہی - وہ ابو ہاشم عبد اللہ ابن محمد حنفیہ کا شاگرد ہی - اور عبد اللہ کو اپنے باپ محمد حنفیہؓ سے تلمذ حاصل ہی - اور محمد حنفیہؓ کو اپنے پدر بزرگوار امیر المؤمنین علیہ السلام سے ؛

فرقہ اشاعرہ - اس فرقہ کی انتہا ابو الحسن اشعری پر ہوتی ہی - یہ ابو الحسن جبائی کا شاگرد ہی اور ابو الحسن فرقہ معتزلہ کے مشائخ مین داخل ہی - اس طریقہ سے اس فرقہ کی انتہا بھی آپ ہی تک ہی ؛

امامیہ و زیدیہ - انکو جو خصوصیت امیر المؤمنین علیہ السلام سے حاصل ہی - وہ میری کسی تشریح کی محتاج نہین ؛

اسلام کے ضروری علوم سے پہلا علم فقہ ہی - امیر المؤمنین علیہ السلام اسکی اصل ہین - تمام فقہائے عرب انھین کے خوشہ چین ہین - علم فقہ ابو یوسف اور ابو محمد وغیرہ نے ابو حنیفہ سے اخذ کیا - اور شافعی نے محمد سے - اور احمد ابن حنبل نے شافعی سے - غرض ان سب کا انتہا ابو حنیفہ پر ہوتا ہی - اور ابو حنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاصل کیا - اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے - اسلئے یہ سلسلہ بھی امیر المؤمنین علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہی ؛

اسلام کے تین امامون کی کیفیت تو معلوم ہو چکی - ابھی امام مالک باقی ہین - انکی کیفیت یہ ہی کہ انکی تحصیل کا سلسلہ عکرمہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کے غلام پر تمام ہوتا ہی - ابن عباسؓ کو امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین تلمذ کا جیسا کچھ شرف حاصل تھا - وہ میرے بیان کا محتاج نہین - عام طور سے تمام اسلامی سیر و تواریخ مین مندرج ہی ؛

تصوف (اقوال اہل اشراق) - اب اس طائفہ کی طرف نگاہ کیجاوے تو اس علم کے موجد بھی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہی بتلائے جاتے ہین - جنید بغدادی کا یہ قول خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب مین تحریر کرتے ہین -

وقال الجنيد رحمة الله عليه صاحبنا في هذا الامر الذي اشار الى ما تضمنه واومى الى حقائقه بعد نبينا علي بن ابي طالب عليه السلام ؛	جنید بغدادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارا پیشوا اس امر تصوف مین کہ جس بزرگ نے اشارہ کیا ہی اس شے کی طرف جو دلون مین آپکے متضمن ہوتی ہی اور جسنے ہمارے نبی صلعم کے بعد اسکے حقائق کیطرف ایما کیا ہی وہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین ؛

جنید بغدادی علیہ الرحمہ کشف المحجوب مین تحریر فرماتے ہین شیخنا فی الاصول والبلاء علی مرتضیٰ یعنی امامنا فی علم الطریقة ومعاملاتها هو علی مرتضیٰ علیہ السلام ہمارے اصول اور بلا مین پیر علی مرتضیٰ علیہ السلام ہین - یعنی ہمارا امام علم طریقت مین - اور اس کے معاملات مین علی مرتضیٰ

علیہ السلام ہین ؛

تمام سلسلے مثل ۔قادریہ چشتیہ ۔قشریہ ۔ہرویہ ۔احمدیۃ الغزالیہ ۔شطاریہ ۔رفاعیہ ۔سہروردیہ کبرویہ ۔شاذلیہ ۔اورنقشبندیہ جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتے ہین ۔اگرچہ اس زمانے مین ہرایک سلسلہ کی ہزار ہا شاخین نکلی ہین لیکن متقدمین کے نزدیک انکے اصل دو طریقے تھے ۔جنیدیہ اور طیفوریہ ۔جنیدیہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کی طرف منسوب ہی ۔حضرت جنید کو حضرت سری سقطی سے بیعت ہی اور حضرت سقطی حضرت معروف کرخی کے مرید ہین اور حضرت معروف کرخی نے حضرت داؤد طائی سے فیض حاصل کیا ہی اور حضرت داؤد نے حضرت حبیب عجمی سے اور حضرت حبیب عجمی نے حضرت حسن بصری سے بیعت کی ۔اور حسن بصری نے خرقہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے پہنا ہی ۔دوسرا فرقہ طیفوریہ ہی ۔جو منسوب ہی طیفور ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ۔جنکی بیعت حضرت امام بحق ناطق جعفر الصادق علیہ السلام سے تھی ۔پس اس فرقہ مین جتنے طریقے ہین سب کا خاتمہ جناب امیر علیہ السلام کی ذات مقدس تک ہوتا ہی ۔

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ اربعین فی اصول الدین مین لکھتے ہین ومنہا علم تصفیۃ الباطن ومعلوم ان نسب جمیع الصوفیۃ ینتھی الیہ ۔انہین سے صفائی قلوب کا آغاز ہوا ہی ۔اور تمام صوفیہ کرام کی نسبت انھین پر تمام ہوتی ہی ؛

اسلامی دنیا مین ۔صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع تابعین تک کی جماعت مین کسی کے ارشاد اور تعلیم کے لئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ۔اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انہین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا ۔وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے ۔جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی تحصیل جناب سرور موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی ۔صحابہ کبار مین ہونے کی حیثیت سے علاوہ ۔اہلبیت ابن عم اور خویش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا کے تعلقات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہمایون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا ۔ان تعلقات سے قطع نظر کرکے امیر المؤمنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون پر اور بانی اسلام علیہ السلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت ۔خواہش اور شوق سے توجہ فرماتی تھی ۔جو عموماً تمام اہل اسلام سے قطعی وشواہد ثابت ہوتا ہی ۔غرضکہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے علوم کی تکمیل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانہ حیات مین تمام ہو چکی تھی۔ اور شریعت کی تعلیم۔ ارشادات قرآن کی تفسیر۔ مسائل شرعیہ کا تصفیہ اور تمام دینی معاملات کا فیصلہ۔ اُسی زمانہ مین امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے تفویض ہو چکا تھا۔

امیر المؤمنین ع کی لیاقت علمی اور آنحضرت صلعم کی تصدیق

جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے بیس تیس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین تعلیم فرمائی تھی۔ اتنے دنون تک کی مدت اور روزانہ صحبت۔ ہر وقت و ہر دم کی رفاقت۔ یہ سب چیزین ایسی تھین جو جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کے کمال کو ایسی انتہا درجہ کی ترقیون تک پہونچاتی ہین۔ جہان مشکل سے انسان کی دسترس کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ سنہ ہجری مین جب خالد ابن ولید کے معاملات فتح مکہ کے بعد پیش ہوے تو اس تصفیہ کے لئے امیر المؤمنین علیہ السلام ہی تمام صحابۂ کبار مین منتخب فرمائے گئے۔ اور انھین کے محاسن لیاقت سلام کی صفائی اور بے قصوری ثابت کرنے کے لائق سمجھے گئے۔ واقعہ کنیز مین۔ بریدہ صحابی کی شکایت پر دربار رسالت سے انھین کا فیصلہ بحال رکھا گیا یمن کے ترتیب معاملات کی ضرورت کے وقت۔ صحابہ مین کسی کی قابلیت اور ذاتی لیاقت پر اعتبار نہین کیا گیا۔ اور آپ ہی یمن کے قاضی مقرر فرمائے گئے۔ اور اِقْضَاکُمْ عَلِيًّا۔ آپ ہی کی علمی لیاقت اور قابلیت کا تمغہ تھا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَبِّتْ لِسَانَہٗ کی دعا آپ ہی کے حق مین فرمائی۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی کمال علمی اور فیضان ہدایت نے یمن والون پر وہ تاثیر کی کہ قبیلۂ بنی نجران کے تمام لوگ۔ جو علم و شعور اور دانست مین۔ قدیم سے مشہور تھے۔ ایکبار مسلمان ہو گئے۔ اور اُنکے بعد پھر اور قبیلے بھی۔ اسی طرح کعب الاحبار جیسے سخت مخالف اسلام کا اس آسانی اور ملایمت سے اسلام کی بشارتون کو قبول کر لینا۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی پر تاثیر تقریر کو سنکر فریفتہ ہو جانا اور ایمان لانا۔ آپ کے کمال اور محاسن ذاتی کے معتبر ثبوت ہین۔ اور یہ ایسی خصوصیات ہین جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذات کے سوا اور کسی دوسرے سے علاقہ نہین رکھتے۔ یمن کے معاملات مین ذیل کا واقعہ آپکی قوت فیصلہ کا کامل ثبوت ہے۔

شکار کا مسئلہ

یمن کے لوگون نے ایک گڑھا شکار کھیلنے کے لئے کھودا تھا۔ رات کو اُس مین ایک شیر آکر گر پڑا۔ صبح کو لوگ تماشے کے لئے اُس گڑھے پر جمع ہوے۔ اُن آدمیون مین سے ایک آدمی کا پاؤن ڈگمگایا اور وہ اُس گڑھے مین جاتا رہا۔ اُسنے گرتے ہوے دوسرے کو پکڑ لیا۔ دوسرے نے تیسرے کو۔ تیسرے نے یہ سمجھکر کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ چوتھے کو تھاما۔ یہان تک کہ وہ چارون کے چارون اُس گڑھے مین گر گئے شیر نے اُن سب کو مار ڈالا۔ ورثا مین خونبہا کا جھگڑا پیش ہوا۔ عرب کا ملک تھا مشکل تو کچھ ہی نہین۔ قتال کی نوبت پہونچ گئی۔ علی مرتضےٰ علیہ السلام ان دنون وہین تشریف رکھتے تھے۔

اُنھین کشت وخون سے باز رکھنے کے لئے فرمایا کہ مین تمہارا فیصلہ کئے دیتا ہون۔ جن لوگون نے وہ گڑھا کھودا ہو اُن سب کو جمع کرکے خونبہا کا چارم۔ اور ثلث۔ اور نصف اور ایک حصہ وصول کرو۔ پہلے شخص کے لئے ایک چارم دیت دیجائے کہ اُسنے تین کو ہلاک کیا۔ اور دوسرے کی نسبت ایک ثلث کہ اُسنے دو کو ہلاک کیا۔ اور تیسرے کی نسبت نصف کہ اُسنے ایک کو ہلاک کیا۔ اور چوتھے کی نسبت پوری دیت دیجائے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے بھی اسی فیصلہ کو بحال او قائم رکھا۔

رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی کی آپکی قابلیت پر رائے

مسٹر جسٹس آنریبل سید امیر علی صاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ اپنی کتاب اسپرٹ آف اسلام مین تحریر فرماتے ہین کہ ہر شئے پر سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا تھا۔ اور احکام نبوت کے آثار نمایان ہونے لگے تھے۔ جس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو ان امور کی تعلیم دیتے تھے۔ تو وہ ہیرو (جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام) طالب علمون کے ایسا۔ اُن مین سے ہر ایک امر پر غور کرتا تھا۔ اُس معلم الاسلام نے آخر آگے چل کر اس کے فضائل مین کہدیا انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا۔ مین علم کا شہر ہون اور علی علیہ السلام اُسکے دروازے ہین۔ جسکو ہماری تعلیم کی پوری تصریح پانے کی خواہش ہو وہ اس عالم کی باتون کو سنے اور اُسکی پیروی حاصل کرے۔ وفادار دوست سچا ہیرو۔ خیرخواہ بھائی اور بیٹا ان تمام خصوصیات کے ساتھ علی علیہ السلام کے سوا اور کون ہے۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب (مدعاے دل) سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو۔

صواعق محرقہ مین ابن حجر مکی روایت کرتے ہین کہ کسی شخص نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سب سے زیادہ کیون حدیث نقل فرماتے ہین۔ تو آپنے اُسکے جواب مین ارشاد فرمایا انی کنت سئلتہ انبانی واذا سکت ابتدانی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کی تحصیل مین میری یہ کیفیت تھی کہ جب مین آپ سے کچھ پوچھتا تو آپ مجھے بتلا دیتے تھے۔ اور جب مین چپ ہوجاتا تھا اور خاموش بیٹھا رہتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ابتدا کرتے تھے۔

اپنی تعلیم کی کیفیت آپ بیان کرتے ہین

اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان کیفیتون کو ایک خطبہ مین جو قاصعہ کے نام سے مشہور ہے۔ لکھا ہے اور بیان فرمایا ہے۔ ہم اُسکو علامہ میثم بحرانی کے ترجمہ سے ذیل مین ترجمہ کرکے لکھتے ہین۔

ایہا الناس۔ مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اس طرح کرتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی مان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ وہ ہر روز اپنے اخلاق کریمانہ سے ایک نشان آراستہ فرماتے تھے۔

ازالۃ الخفا المرتضی ص ۱۳۸

اور مجھکو اُسکے نیچے کھڑا کردیتے تھے۔ برابر کوہ حرا پر مقیم رہا کرتے تھے۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ سوائے میرے کوئی دوسرا اُنکی خدمت مین نہین پہونچ سکتا تھا۔ اور اگر گھر مین تشریف رکھتے تھے تو حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا ہوتی تھین یا مین۔ اور تیسرا کوئی نہین۔ مین اسی طرح ایک مدت تک اُنکے انوار رسالت کا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اُنسے بوے نبوت کو استشمام کرتا رہا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام اور حضرت عمر

امیر المؤمنین علیہ السلام کی اعلمیت اور افضلیت نے صحابہ کبار کی تمام جماعت کو اپنا معترف بنا رکھا تھا اور ہر شخص آپکے کمال اور جامعیت کو مانے ہوے تھا۔ عکرمہ۔ امام مالک کے اوستاد نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضؓ کی اسناد سے روایت کی ہی کہ ایک بار حضرت عمر نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ تمھارے سامنے جب مسائل پیش ہوتے ہین تو تم بہت جلد جواب دیتے ہو۔ اسکی کیا وجہ ہی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ سنکر جواب تو نہین دیا مگر اپنی پانچون اُنگلیان اُنکی آنکھون کے سامنے رکھدین اور پوچھا یہ کیا ہی۔ اُنھون نے جواب دیا کہ اُنگلیان ہین اور کیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم نے انکو کیسے جلد تبلا دیا۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ میری آنکھون کے سامنے ہین۔ پھر مین کیسے نہ کہون۔ یہ سنکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے ہر مسئلہ کی میرے آگے یہی صورت ہی اور اُسکی کوئی بات مجھسے پوشیدہ نہین ہی؛

عبد اللہ ابن عباس رضؓ اور امیر المؤمنین علیہ السلام

رجال مشکوٰۃ مین محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی کی نسبت حضرت عبد اللہ ابن عباس رضؓ کا یہ قول تحریر فرمایا ہی۔ علمی الی علم علیؑ کالقرارۃ فی المنعجر میرا علم علی علیہ السلام کے مقابلہ مین ایسا ہی جیسا چھوٹا تالاب دریا کے آگے؛

ابو المؤید خوارزمی نقل کرتے ہین کہ ابو الدرداء جو صحابہ کبار کے طبقۂ اولیٰ مین ہین۔ بہت بڑے فقیہ اور مجتہد تسلیم کیئے جاتے ہین۔ کہتے تھے کہ میرے عہد مین اسلام کے تین عالم ہین۔ ایک کوفہ مین۔ ایک شام مین۔ اور ایک مدینہ مین۔ شام کے عالم سے وہ اپنی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ کوفہ کے عالم سے عبد اللہ ابن مسعود کو مراد لیتے تھے۔ اور مدینہ کے عالم سے انکی غرض امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھی۔ پھر اتنا کہکر کہتے تھے۔ فالذی بالشام یسئل الذی بالکوفہ وھو یسئل عن الذی بالمدینۃ وھو لا یسئل احد۔ شام کا عالم تو کوفہ والے سے پوچھ لیتا ہی اور کوفہ والا مدینہ والے سے پوچھ لیا کرتا ہی مگر مدینہ والا ایسا ہی جسکو کسی سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہین؛

یہ تھی امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمالات علمی کی چند توثیق جنکو مین نے تمہید کے طور پر درج کر دیا ہی۔ اب ہم آپکے وہ عدیم المثال اور لاجواب خطبات ذیل مین درج کرتے ہین۔ جنکے حرف حرف اور

لفظ لفظ سے آپکی عظیم الشان جامعیت اور قابلیت کے جوہر نمایاں ہوتے ہین - ان خطبات کے مطالعہ سے معلوم ہوجائیگا کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے اہل اسلام کو علوم مختلفہ کی کس طریقہ اور کس سہولت سے تعلیم دینی چاہی اور یہی وہ ندرت ہی جسکی خصوصیت کا دعوی ہم نے نہایت زوروں سے خلافت مرتضوی کی نسبت کیا ہی - ہم سب سے پہلے علم آلہیات کے متعلق آپ کا خطبہ نقل کرتے ہین :-

علم آلہیات

ووحّد ہ من کیفیتہ ولا حقیقتہ اصاب من مثلہ ولا ایاہ عنی من شبہ ولا صمدہ من اشار الیہ وتوہمہ کل معروف بنفسہ مصنوع وکل قائم فی سواہ معلول فاعل لا باضطراب الہ مقدر لا بجول فکرۃ غنی لا استفادہ لا تصحبہ الاوقات کونہ والعدم وجودہ والابتداء ازلہ + بتشعیرۃ المشاعر عرف ان لا مشعر لہ وبمضادتہ بین الامور عرف ان لا ضد لہ ومقارنتہ بین الاشیاء عرف ان لا قرین لہ ضاد النور بالظلمۃ والوضوح بالبہمہ والجمود بالبلل والحرور بالصرد مؤلف بین متعادیاتہا لا یشتمل بحد ولا یحسب بعد وانما تحد الادوات انفسہا وتشیر الالات الی نظائرہا منعتہا القدمۃ وحمتہا قد الازلیہ وجنبتہا لولا التکلمۃ بہا تجلی صانعہا وللقول وبہا امتنع عن نظر العیون لا یجری علیہ السکون والحرکۃ وکیف یجری علیہ ما ہو اجراہ او یعود فیہ ما ہو ابداہ ویحدث فیہ ما ہو احدثہ اذاً لتفاوت ذاتہ ولتجزی کنہہ ولامتنع من الازل

خدا کے واحد ہونے کے اوصاف کو اُسنے کبھی نہین پہچانا جسنے اُسکی ذات کے لیے کوئی کیفیت اور مثل قائم کی کیونکہ یہ جسم کے خواص مین داخل ہی - اور ہر جسم تقسیم اور جزو جزو ہونے کے قابل ہوتا ہی اور جسمین ایک سے دو ہونے کی صفت موجود ہو وہ کبھی واحد نہین کہا جاسکتا - اور جسنے اُسکو دنیا کی کسی چیز سے تشبیہ دی تو اُسنے خدا کی تصدیق نہین کی کیونکہ خدا کی مقدس ذات اپنی تشبیہ نہین رکھتی اور جس شخص نے اُسکی معرفت کی تحصیل مین کسی دنیاوی شے کی طرف مخصوص اشارہ کیا اور اپنے توہمات کو معرفت کی راہون مین اختیار کیا تو حقیقت مین وہ خدا کی تقدیس اور تنزیہ تک نہ پہونچ سکا - کیونکہ اشارت کے لیئے مکان کی خصوصیت کی ضرورت ہی اور خدائے سبحانہ تعالے کو مکان کی ضرورت نہین ہی **اشارت بالذات** - اسطرح کے توہمات مین ایک خاص طرح کی صورت پیدا کرنے کی پوری قدرت ہوتی ہی اور خدا کے لیئے کوئی صورت قائم نہین کی جاسکتی - صورت کا قیام مخلوق پر منحصر ہی اور مخلوق اپنی ہی ذات تک قائم ہی مخلوق مصنوع کہلاتے ہین اور جو شی مصنوع ہوئی وہ ضرور اپنے صانع کی محتاج ہی - دنیا تمام مخلوق ہی اور خدائے سبحانہ تعالی اُسکا خالق ہی - سوائے اسکے تمام چیزین اپنی حالتون سے گرجانیوالی ہین اور وہی اُنکا گرانیوالا ہی :-

معناه ولكان له وراء ذ وجدله اماما و
لالتمس التمام اذ لزمه النقصان واذالقامت
اٰية المصنوع فيه ولتحول دليلا بعد انكان
مدلولا عليه وخرج بسلطان الامتناع من
ان يوثر فيه مايوثر فى غيره الّذى لا يحول
ولا يزول ولا يجوز عليه القول لم يلد فيكون
مولودا ولم يولد فيصير محدودا جل عن
اتخاذ الابناء وطهر عن ملامسة النساء لا
تناله الاوهام فتقدره ولا تتوهمه الفطن فتصوره
ولا تدركه الحواس فتحسه ولا تلمسه الايدى فتمسه
لا يتغيّر بحال ولا يتبدل فى الاحوال لا تبليه
اللّيالى والايّام ولا يغيره الضياء والظلام و
لا يوصف بشىٔ من الاجزاء ولا بالجوارح والاعضاء
ولا بعرض من الاعراض ولا بالغيريه والابعاض
ولا يقال له حد ولا نهاية ولا
انقطاع ولا غاية ولا ان الاشياء تحويه
فتقله او تهويه اوان شيئا يحمله فيميله او
يعدله ليس فى الاشياء بوالج ولا عنها بخارج
يخبر بلا لسان ولهوات ويسمع بلا خروق
وادوات يقول ولا يلفظ ويحفظ ولا يتحفظ
ويريد ولا يضمر يحب ويرضى من غير رقة
ويبغض ويغضب من غير مشقة يقول
لما اراد كونه كن فيكون لا بصوت يقرع ولا
بنداء يسمع وانّما كلامه سبحانه فعل منه انشاه
ومثله لم يكن من قبل ذلك كائنا ولو كان

مستغنی عن الحدوث ۔ خدائے سبحانہ تعالیٰ نے ان
تمام چیزون کو بغیر کسی آلہ یا استمداد کے بنایا ہی اور بغیر کسی
فکر کے ان کو اپنی قدرت مین رکھنے والا ہی۔ اور بغیر کسی احتیاج
کے غنی ہی اور تمام چیزین اُسی کی محتاج ہین ۔ وہ کسی چیز یا
کسی شخص کا محتاج نہین ہی۔ وقت اور زمانہ اُسکی ذات پاک
کے پاس نہین آتا۔ اور وہ اپنے کام مین کسی آلہ یا استمداد کا
محتاج نہین۔ اُسکا وجود ہمیشہ عدم پر غالب اور حدوث کو اسکے
وجود سے کوئی تعلق نہین ہی۔ وجود اُسکا تمام وقتون سے پہلے ہی
اور اُسکی ابتداء تمام ابتداؤنکی ابتدا مین واقع ہی۔ حیوانات
کے پیدا کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ اُس کی ذات کو
حواس کی مطلق ضرورت نہین ہی۔ کیونکہ جو شی حواس رکھیگی وہ
جسم بھی ضرور رکھیگی۔ اور یہ امر مسلّمہ ہی کہ ایک جسم دوسرے
جسم کے بنانے اور اپنی اضداد طبیعت کے پیدا کرنے پر قدرت
نہین رکھتا۔ معلوم ہوا کہ اُسکی ذات ضد سے پاک ہی کیونکہ
ضدین ایک دوسرے کے تعاقب مین رہتے ہین۔ اور انہین سے
ایک دوسرے مین حلول کرجانے اور سما جانے کی پوری
قدرت رکھتا ہی جیسا کہ سفیدی اور سیاہی دونون کو ایک ہی
کپڑے پر قائم کرسکتے ہین اور یہ دونون چیزین اپنی ذات
مین مطلق استقلال نہین رکھتین اور خدائے سبحانہ تعالےٰ
کی ذات حلول سے پاک ہی۔ اُسکے قیام مین تغیر اور تبدل
نہین ہوسکتا۔

منزہ بین الاضداد

مبرہ عن مماثلت ومشاکلت یا مشابہت
حواس کے پیدا کرنے سے اُسکا محتاج بہ حواس نہونا معلوم
ہوا۔ اب دنیا کی چیزون مین خود اُسی نے مشابہت اور
مقاربت پیدا کی ہی۔ اس سے یہ امر ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ

قد بما كان الها ثانيا لا يقال كان بعد ان
لم يكن فتجري عليه صفات المحدثات ولا يكون
بينه وبينها فصل ولا له عليها وصل فتستوي
الصانع والمصنوع وتتكافؤ المبتدع والبديع
خلق الخلائق على غير مثال خلا من غيره
ولم تستعن على خلقها باحد من خلقه وانشأ
الارض فامسكها من اشتغال وارساها
على غير قرار واقامها بغير قوايم ورفعها بغير
دعائم وحصنها من الاود والاعوجاج و
منعها من التهافت والانفراج ارسى اوتادها
وضرب اسدادها واستفاض عيونها وخد
ودينها فلم يهن ما بناه ولا ضعفت ما قواه
هو الظاهر عليها بسلطنه وعظمته وهو
الباطن لها بعلمه ومعرفته والعالي على كل شيء
منها بجلاله وعزته لا يعجزه شيء منها
طلبه ولا يمتنع عليه فتغلبه ولا يفوته
السريع منها فيتبعه ولا يحتاج ذي مال
فترزقه خضعت الاشياء وذلت مستكينة
لا تستطيع الهرب من سلطانه الى غيره
فتمتنع من نفعه وضره لا كفوله فيكافيه
ولا نظير له فيساويه هو المغني لها بعد
وجودها حتى يصير موجودها كمفقودها
وليس فناء الدنيا بعد ابتدائها باعجب
من انشائها واختراعها وكيف ولو اجتمع
جميع حيوانها من طيرها وبهائمها وما كان

اُسکی ذات کے لیئے قربت نہین۔ کیونکہ قرین اپنے قرین سے جدا
نہین کیا جا سکتا۔ اور لازم اپنے ملزوم سے علیحدہ نہین کیا جاسکتا
کیونکہ جوہر عرض سے ملا ہوا ہی اور عرض بغیر جوہر کے وجود مین
نہین آسکتا۔ کوئی باپ بغیر بیٹے کے باپ نہین کہا جاسکتا۔
اور کوئی بیٹا بغیر باپ کے بیٹا نہین کہا جاسکتا۔ اگر ہم ایسی ہی
اُسکی ذات مین نزدیکیان اور قرابتین خیال کرین اور قایم
کردین تو لازم ہوگا کہ وہ اپنی قرابت اور نزدیکیون کا محتاج
ہوجاوے۔ اور یہ خدائے تعالے کے وجود کے لیے سخت محال ہی

التضاد مخلوق سے فائدے۔ دیکھو خدائے سبحانہ
تعالے نے روشنی کو تاریکی کا۔ سپیدی کو سیاہی کا۔ رطوبت کو
یبوست کا۔ حرارت کو برودت کا مخالف اور متضد بنایا۔ ان تمام
عناصر جو اپنے مزاجون مین ایک دوسرے کے مخالف ہین اُنکو
آپس مین ملایا۔ اور اُنھین کے امتزاج اور موافقت سے
جو حقیقت مین ایک دوسرے کے دشمن ہین (انسان کا) معتدل
مزاج بنایا۔ اور اُنھین کے باہمی امتزاج اور موافقت سے
پانی اور آگ کو اُسنے تھین ایک ہی جگہ کر دکھایا۔ خاک اور
ہوا کہ اسمین ایک دوسرے کا مزاج مخالف ہی۔ اکٹھا کر دکھلایا۔
اور پھر جب چاہتا ہی اس موافقت سے اُس قدیم مخالفت کو
بدل ڈالتا ہی اُسکی ذات کے لیئے کوئی حد نہین ہوسکتی اور اُسکی
عظمت کے لیئے کوئی انتہا نہین بتلائی جاسکتی۔ اُسکی ازلیت
کا کوئی حساب اور شمار نہین ہی۔ مشابہت یا مماثلت اُسکے
پردہ ہاے جلال تک نہین پہونچ سکتی انسانی وجود اور اُسکی
تمام قوتین اُسکے امتیاز اور اندازۂ ذات سے عاجز ہین
آلات اور استمداد انسانی اُسکے اشارہ ذات سے قاصر ہین
کیونکہ استمداد اور تصرفات آلات اُسکے لیے مفقود ہی جاسکتے

ومن مراحها وسائمها واصناف اسناخها واجناسها
ومتبلدة اممها واكياسها على احداث بعوضة
ما قدرت على احداثها ولا عرفت كيف السبيل
الى ايجادها ولتحيرت عقولها في علم ذلك وتاهت
وعجزت قواها وتناهت ورجعت خاسئة حسيرة
عارفة بانها مقهورة مقرة بالعجز عن انشائها مذعنة
بالضعف عن افنائها وان الله سبحانه يعود بعد فناء
الدنيا وحده لا شيء معه كما كان قبل ابتدائها كذلك
يكون بعد فنائها بلا وقت ولا مكان ولا حين ولا
زمان عدمت عند ذلك الآجال والاوقات و
زالت السنون والساعات فلا شيء الا الواحد القهار
الذي اليه مصير جميع الامور بلا قدرة منها كان ابتداء
خلقها وبغير امتناع منها كان فناؤها ولو قدرت
على الامتناع لدام بقاؤها لم يتكاءده صنع شيء
منها اذ صنعه ولم يؤده منها خلق ما براه وخلقه
ولم يكونها لتشديد سلطان ولا لخوف من
زوال ونقصان ولا للاستعانة بها على ند
مكاثر ولا للاحتراز بها من ضد مثاور ولا
للازدياد بها في ملكه ولا لمكاثرة شريك في شركه

حدوث وقدم

ولا لوحشة كانت منه فاراد ان يستانس اليها
ثم هو يفنيها بعد تكوينها لا لسام دخل عليه
في تصريفها وتدبيرها ولا لراحة واصلة اليه
ولا لثقل شيء منها عليه لا يمله طول بقائها فيدعوه
الى سرعة افنائها لكنه سبحانه دبرها بلطفه
وامسكها بامره واتقنها بقدرته ثم يعيدها

ہین جو انکا محتاج ہوگا۔ اور انسان کے حواس اُسی کو جان
سکینگے جو اسکی احتیاج رکھتا ہوگا کیونکہ ارباب آلات اور
استمداد وہی کہلائینگے جو خدا کی ذات کے ماسوا ہین اور ان
الفاظ کے اطلاق انھین لوگون پر ہونگے جنکو عام محاورہ
مین کہا جاتا ہی کہ اُس سے پھر فلان وجود مین آیا یا
اس چیز کے ذریعہ سے پھر وہ چیز پیدا ہوئی
پس اس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ خدا کی ذات کے سوا اور
چیزین جو ہین وہ ہرگز قدیم نہین ہوسکتین کیونکہ جو چیز قدیم ہی
اُسکے لئے پھر کا لفظ ضروری نہین ہی۔ اور جو چیز کہ ازلی ہی
اُسکے لئے "اب" کا لفظ نہین کہا جاسکتا۔ پس اُس سے پھر
کا لفظ ارباب آلات کی قدامت کا مانع ہی اور اب کا لفظ اصحاب
حواس کو ازلیت کی صفت سے باز رکھتا ہی۔ اسی طرح۔ ان
چیزون کی نسبت تم ایسا کہہ سکتے ہو کہ اگر ایسا نہوتا
تو ایسا ہوتا۔ مثلاً تم ایک چیز کو دیکھکر یہ کہہ سکتے ہو کہ
اگر یہ شی نہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ اور اگر اس چیز مین یہ نقص
نہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ پس جس شخص نے خدا کی ذات
مین ایسی چنین و چنان کو جائز رکھا۔ اُسنے خدا کی ذات
کو کامل نہ جانا۔ اور اُسکی قدامت اور ازلیت سے
کنارہ کیا ؛

بیشک خدا کے بہت سے ایسے مشاہد اور مظاہر
ہین جنکے اظہار عقول انسانی پر کامل طور سے ہوجاتے
ہین۔ اور بہت سے ایسے ہین جو معلوم نہین ہوتے۔ حواس
اُسکی ذات قدیم تک نہین پہونچ سکتے حرکت اور سکون اُسکی
ذات پر جاری نہین ہوسکتے اور ایک حال سے دوسرے
حال مین ہونا اُسکی ذات کے لئے ممکن نہین اور اُس مین

بعد الفناء من غیر حاجة منه الیها والاکتفاء بشئ منها علیها ولا لانصراف من حال وحشة الی حال استیناس ولا من حال جهل وعمی الی علم والتماس ولا من فقر وحاجة الی غنی وکثرة ولا من ذل وضعة الی عز وقدرة ؛

وہ چیز نہین سما سکتی جسے خود اُسنے بنایا ہی کیونکہ سب چیزین حادث ہین اور حادث قدیم تک نہین پہنچ سکتا اور اگر اُسکی قدیم ذات کے ساتھ حدوث لازم ہوتا تو اُسکی ذات مین تغیر واقع ہوتا اور وہ ایک حال سے دوسرے حال مین بدل جاتا۔ اور چونکہ یہ امور حدوث ذات کے لئے لازم ہین اسلئے خدا کی ذات مین بھی حدوث قائم ہوتا ؛

ممتنع المکان

اسکے علاوہ اُسکی ذات کے جزو جزو ہونا بھی اور ہر جزو کے لئے سکون اور حرکت ضروری ہی۔ اور جو چیز کہ ساکن اور متحرک بتائی جائیگی اُسکے لئے مکان بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ اور جب مکان ثابت ہوا تو پھر اُسکے لئے جسم بھی ضروری ہی۔ اور جب جسم ثابت ہوگیا تو اُسکے ٹکڑے حصے اور جزو سب ہو سکتے ہین۔ اور خداے سبحانہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ان باتون کی وجہ سے پیش وپس بھی ضرور ہو جاتا۔ کیونکہ جو چیز متحرک ہوگی وہ جسم کہلائیگی۔ اور ہر جسم کیواسطے پس وپیش ضرور ہی۔ اور انھین باتون کے ساتھ کہ حق سبحانہ تعالےٰ شانہ اپنے غیر سے اپنی تکمیل کی استدعا کرتا اور اپنے رفع نقصان یا حصول کمال کے لئے درخواست کرتا۔ کیونکہ حرکت کمال ہی اور سکون نقصان پس اگر یہ دونون چیزین خدا کی ذات کے لئے جائز ہوتین تو ضرور تھا کہ وہ سکون کے اوقات مین نقصان اُٹھانیوالا ہوتا۔ اور حرکت کیوقت اپنے کمال کا خواستگار۔ اور یہ دونون امر خدا کے لئے قطعی ناممکن۔ ان باتون سے یہ بھی لازم آتا ہی کہ صانع مین اپنے مصنوع کی علامتین ظاہر ہوتین کیونکہ مصنوعات اپنے تبدیل احوال اور تغیر اوضاع کے سبب اپنے صانع کے وجود کو جو ان تغیر وتبدل کا باعث ہی ثابت کرتے ہین۔ پس اگر اُنکا صانع بھی حرکت اور سکون کی حالتون سے موصوف بتلایا جاوے اور ایک حالت سے دوسری حالت مین تبدیل ہوجایا کرے تو ایسا صانع اپنے دوسرے صانع کے وجود پر دلالت کریگا۔ اور پھر صانع اور مصنوع مین کوئی فرق نہ رہیگا۔ بلکہ صانع مین مصنوع کی صفتین آجائینگی اور دلائل کنندہ دلیل کردہ سے برابر ہوجائیگا ؛

مستغنی الحوادث

پس خداے سبحانہ تعالیٰ وہی ہی کہ وجوب وجود اسکی خاص صفت ہی اور تمام کمالات اُسکی ساتھ مین وہ کسی چیز مین کسی کا محتاج نہین ہی۔ اور کسی کام مین کسی سے وہ ہدایت نہین لیتا۔ ایک حال سے دوسرے حال مین نہین بدلتا۔ اور ایک وضع سے دوسری وضع پر منتقل نہین ہوتا۔ تغیر وتبدل اُسکی ذات کے نہین جا سکتا۔ اقسام واوضاع اُسکے پردہ ہاے جلال کے نزدیک نہین جا سکتے۔ اُسکا آفتاب عظمت زوال کے عیب سے پاک ہی۔ اور اُسکا نیر سلطنت علت غروب سے محفوظ ہی۔ اُسنے کسی کو اپنے صلب یا اپنے بطن

سے پیدا نہین کیا تاکہ ولادت کی صفت اُسکے لئے ضرور ہو جاتی۔ اور وہ کسی چیز سے باہم نہین ہوا کہ اُسکے لئے
حد اور اندازہ خیال کیا جاوے۔ کیونکہ جس چیز سے کوئی نتیجہ نکالا جاوے تو اُس نتیجہ کو اُس چیز کے ساتھ
مشابہت اور جنسیت ضرور ہو جاتی ہی۔ اور جو چیز کہ جنسیت کے قابل ہی اُسمین ولادت کی صفت ضرور
پائیجایگی۔ اور چونکہ خدائے سبحانہ تعالیٰ کی ذات مین مشابہت اور جنسیت قائم نہین ہو سکتی اس لئے تولید
کی صفت اُسکی ذات کے شایان نہین ؛

پس اس سے زیادہ بزرگ ہی کہ کوئی اُسکا بیٹا ہو۔ اور اس سے زیادہ پاک وصاف ہی کہ زوجیت
یا معاشرت نسوانی کا خواہشمند ہو۔ کسی کی تیزی اوہام اُس تک نہین پہونچ سکتی۔ کہ اوسکی عظمت کا اندازہ
کیا جاوے۔ اور کسی کی تیزی عقل اُسکے صفات بے مثال سے نہین مل سکتی کہ اُسکی عظمت وجلال کا تصور
کیا جاوے۔ اُسکی راہون مین حواس انسانی کو کوئی دخل نہین ہی کہ اُسکی ذات کا احساس ہو سکے۔ ہاتھ
اُس تک نہین پہونچ سکتے کہ اُسکا احساس ہو سکے۔ کسی وقت اور کسی زمانہ مین اُسکا تغیر اور تبدل نہین ہو سکتا
اُسکی ذات مقدس کے لئے رات دن کے گذرنے سے فرسودگی نہین ہوتی۔ اور کسی روشنی اور تاریکی سے اُسکے
حال مین تغیر نہین ہوتا۔ اُسکی ذات مقدس کے لئے کوئی جزو قائم نہین ہو سکتے۔ اُسکے خاص اعضا قائم کرکے اُسکی تعریف (تعریف ذات)
نہین کرنا چاہئے۔ اُسکی ذات کے لئے کوئی چوڑائی قائم نہین ہو سکتی۔ اور وہ تقسیم نہین کیجا سکتی۔ اُسکی ذات قدیم کے
لئے کوئی حد اور غایت نہین تبلائی جا سکتی کسی اور موجود نے اُسکی ذات سے ہمسری نہین کی یا اُسکو اپنے اوپر
کر لیا ہو یا نیچے گرا دیا ہو اور کسی چیز نے اسکو ایسا نہین تھاما ہی کہ اُسکو سیدھا کرے یا کج۔ وہ دنیا مین داخل ہی اور
نہ خارج اور نہ اُسکے ساتھ یکسان۔ وہ سنتا ہی لیکن کان یا کان کے سوراخ کا محتاج نہین۔ وہ متکلم ہی لیکن
زبان کی احتیاج نہین رکھتا۔ لیکن تاہم سنتا بھی ہی اور کہتا بھی ہی۔ مگر اُسکے قول سے تلفظ مراد لینا نہین چاہئے
دیکھو ہمارے شارع علیہ السلام نے اُسکے حق مین قول اور ارادہ کے استعمال کی اجازت دی ہی اور تلفظ کے لئے
سخت ممانعت فرمائی ہی۔ وہ تمام چیزون کا محافظ ہی مگر خود کسی کی حفاظت کا محتاج نہین۔ دوستی اور رضا۔
دونون اُسکے اوصاف مین داخل ہین۔ غیظ وغضب بھی اُسکی صفات مین موجود ہین۔ جس چیز کو وہ چاہتا ہی
بغیر کسی محنت کے پیدا کرتا ہی۔ اُسکے لئے آواز ضروری نہین ہی کہ ہوا اُسکو حرکت دے اور اُسکو ندا کی صورت
مین لاکر کان تک پہونچائے۔ اور کان اُسکو سُن لے۔ اُسکا کوئی خاص لفظ یا کلام نہین ہی۔ مگر اُسکا فعل البتہ ہی
کہ وہ انسان کے جسم مین متحرک ہو کر ظاہر ہوتا ہی اور ایک آواز پیدا کرتا ہی۔ مگر یہ کلام (انسانی جسم مین آکر) حادث
ہو گیا۔ قدیم نہین رہا کیونکہ اگر قدیم ہوتا تو پھر اُسکا بھی کوئی قدیم ہوتا۔ تو یہ تعدد قدما کا سلسلہ منقطع نہوتا۔
خدا کے لئے یہ نہین کہا جا سکتا کہ پہلے کوئی نہین تھا۔ اُسکے بعد خدا پیدا ہوا اور اُسکا وجود عدم منتہی

ہوا کیونکہ اگر یہ کہا جائیگا تو پھر اُسکے لئے بھی حدوث ذات لازم آجائیگا۔ اور پھر اُسمین اور دوسرے ممکنات مین کوئی فرق یا امتیاز باقی نہین رہیگا۔ اور پھر اُسکو کوئی فضیلت یا ترجیح مخلوقات پر لازم نہین آئیگی صانع اور مصنوع یکسان ہوجائینگے ؛

کسی کی اعانت کا محتاج نہین

اُسنے دنیا کو بلا واسطہ اور بلا سابقہ کے پیدا کیا اور چیزون کے پیدا کرنے مین اُسنے کسی سے ہدایت نہین پائی بخلاف اور موجودات کے کہ جبتک کہ وہ کسی شی کا اندازہ نہین کر لیتے اور اُسپر راے قائم نہین کر لیتے اُسکو کبھی اختیار نہین کرتے اور اپنے کسی کام کو بغیر اصلاح اور استعانت کے نہین کر سکتے۔ زمین کو اُسنے بغیر اسکے کہ وہ کسی چیز پر قائم ہو۔ پیدا کیا۔ اور اُسکے قیام کے لئے کسی ستون کو نہین بنایا کہ وہ اُسکو تھامے رہے۔ اُسکے قیام کو کجی اور ٹیڑھی ہونے سے بچایا اور اُسکے گرجانے یا اُسمین سوراخ پیدا ہوجانے سے اُسکی حفاظت کی۔ پہاڑون کی میخون سے اُسکی سطح کو مضبوط اور مستحکم کر دیا۔ دریاؤن کو اُسپر ظاہر کر دیا اور شہرون کو اُسپر پیدا کر دیا۔ ہر چیز کہ اُسنے پیدا کی اُسکے پیدا کرنے کے بعد اُس مین کوئی نقص نہین چھوڑا۔ اور جن چیزونکو اُسنے استحکام بخشا پھر اُسمین ضعف نہین آیا۔ جیسے خدا سبحانہ تعالی اپنی سلطنت اور ہیبت کے اعتبار سے سب چیزون پر غالب ہی۔ وہ اپنے علم و معرفت کیوجہ سے ہر چیز پر دانا اور قادر ہو۔ وہ اپنی عزت و جلال کیوجہ سے تمام موجودات سے عالی ہی۔ اور اپنی کمال سطوت کی رو سے تمام ممکنات پر حاکم ہو۔ کوئی چیز اُسکو عاجز نہین کر سکتی اور کسی کا حکم اُسکے حکم پر غالب آسکتا ہی جسکو وہ طلب کرتا ہی ممکن نہین کہ وہ اُسکے حکم قضا سے باہر جا سکے اور جسکے لئے وہ حکم کر چکا پھر وہ اُس سے بھاگ نہین سکتا ؛

رزق مطلق

وہی تمام مخلوق کو روزی پہونچاتا ہی اور روزی رسانی مین وہ کسی مالدار کا محتاج نہین ہی۔ تمام موجودات نے اُسکے احکام کے سامنے اپنی طاعت کی گردنین جھکا دی ہین اور ناک۔ تمام مخلوقات اُسکی عظمت و جلال کے آگے عاجز اور منت و زاری سے آتی ہین۔ اُسکی سطوت اور قہر سے کسی طرح کوئی بھاگ نہین سکتا اور اُسکے قہر و لطف سے کوئی باہر نہین ہو سکتا۔ وہ تمام اشیا کو وجود کے بعد فانی کر دیتا ہی اور جسطرح کہ عدم کے پردون سے باہر لاتا ہی اُسی طرح وجود کے بعد معدوم کر دیسکتا ہی ؛

اُسکے کمال عظمت اور کمال قدرت مین کیا شک اور گمان کیا جا سکتا ہی۔ اور حال یہ ہی کہ اگر تمام حیوانات جمع ہون اور تمام وحوش و طیور اکٹھا ہون اور انسان کی قسمون مین سے بھی ہر قسم کے لوگ ذی عقل کند فہم سب اور اسی طرح حیوانات کی اقسام سے چارپائے وغیرہ سب موجود ہون اور اُنمین سے کوئی علیحدہ نہو۔ اور اگر کوئی جانور۔ اہلی یا وحشی۔ آپس مین جدا نہو۔ اور یہ تمام جماعت کی جماعت اپنے آپس کے اتفاق سے یہ ارادہ کرین کہ ہم ایک مچھر کو بھی پیدا کرلین۔ تو ہرگز ہرگز نہین کر سکتے۔ اور کوئی راہ اسکی خلقت کے لئے نہین

پیدا کر سکتے۔ تمام مخلوقات کی عقلین اُسکے بنانے مین حیران رہجائینگی۔ اور تمام انسان کی قوتین اُسکے پیدا کرنے
سے عاجز ہوجائینگی۔ اُنکو اپنی کوششون مین سواے حسرت اور ندامت کے کوئی فائدہ نہوگا۔ سواے اسکے کہ
اپنی عاجزی اور مجبوری کا اقرار کرین اور حقیقت یہ ہے کہ خداے سبحانہ تعالیٰ دنیا کے خلق کرنیکے قبل اپنی ذات واحد
کے ساتھ موجود تھا۔ اور جسطرح فطرت اشیا موجودہ مین اور اپنی کوئی نظیر اور مثال نہین رکھتا تھا اُسی طرح تمام موجودات
کے فنا ہونے کے بعد بھی اُسی حالت مین اور اُسی اوصاف کے ساتھ قائم رہیگا۔ اور کوئی وقت اور کوئی زمانہ اُسکی
ذات پاک کے ساتھ نہین رہیگا۔ اور کوئی مکان اور مقام اُسکے لئے ضرور نہوگا۔ وقت اور وقت کی گھڑیان
گذر جائینگی اور یہ ماہ وسال کے زمانے تمام ہوجائینگے۔ کوس لمن الملک کی صدا پیدا ہوگی اور سواے اُس قہار
کے کوئی دوسرا باقی نہین رہیگا۔ سب چیزین پھر اُسی کیطرف رجوع کرینگی اور اپنے دریافت احوال کی غرض سے سب
اُسکے پاس جمع ہونگے۔ اور جسطرح ہر شخص کی ابتدا مین اُسنے بے اختیار اُسکے۔ اُسکو عدم سے وجود مین پیدا کیا
اُسی طرح بغیر احتیاج کے وہ اُنکو وجود سے پھر عدم کی حالتون مین لائیگا۔ اور اگر مخلوقات مین اتنی قدرت ہوتی
کہ جو اپنی ذات کو فنا اور زوال سے روک لین اور اپنے وجود کو عدم سے بدل دین تو بیشک اُنکی بقا کو دوام کی صفت
حاصل ہوتی۔ اور پھر کوئی چیز فنا نہین ہوتی۔ کسی چیز کا پیدا کرنا اُسکی قدرت کے لئے دشوار نہین ہوتا اور کسی کی شکل
بنانا اُسکی مشیت پر گران نہین گذرتا۔

اُسنے دنیا کو اسلئے پیدا نہین کیا کہ اپنی سلطنت کو اُنسے مستحکم کرے یا اُنکے وسیلہ سے وہ اپنی بادشاہی
کو زوال اور نقصان کے صدمات سے محفوظ رکھے۔ یا انکے ذریعہ سے وہ اپنے مقابل لوگون پر زور ڈالے
اور اس امر مین اپنی مخلوقات سے استعانت لے۔ یا اپنے کسی قوی دشمن کے خوف سے ان لوگون مین آکر پناہ لے
یا انکی وجہ سے اپنی مملکت مین وسعت دے۔ یا اپنے انتظام اور بندوبست مین شریک اور معین پیدا کرے اور اُنکی
شرکت پر فخر و مباہات کرے۔ یا اپنی وحشت اور تنہائی سے گھبرا کر اپنے لئے کسی کو صاحب۔ کسی کو اپنا مونس تجویز کرے
یا کسی موجودات کو ملال اور بغض کیوجہ سے دو مرتبہ مار ڈالے۔ یا اُنکے تدابیر اور نظام سے عاجز آوے۔ یا دنیا کو فانی
کر دینے سے کوئی اُسکو مجبوری لازم آوے۔ یا اس سبب سے اُسکو کسی قسم کا نقصان یا تاوان ہوتا ہو۔ یا دنیا کے طول بقا
سے اُسکو کوئی ملال حاصل ہوتا ہو۔ بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو اپنی حکمت اور قدرت سے پیدا کیا اور اپنے
احکام مین اُسکی نگرانی مقرر فرمائی۔ اور اپنے لطف خاص سے اُسکو قائم رکھا۔ اسکے بعد اپنے قہر سے اُن سب کو محو
کر دیا۔ اور موجود کو محض نابود کر دیا۔ دوسری مرتبہ پھر فنا کے بعد اُسنے سب مردونکو زندہ کیا۔ سواے اسکے کہ اُسکو دنیا کے
پھر زندہ کرنیکی کوئی خاص ضرورت لاحق ہوئی ہو اور بغیر اسکے کہ کسی دوسرے کو اُسکے پیدا کرنے مین اپنا معین و ناصر کر لیا ہو
اور بغیر اسکے کہ اُنکی وجہ سے اُسنے اپنی تنہائی اور وحشت کو انس اور رفاقت کی حالتون سے مبدل کر دیا۔ یا یہ کہ

دنیا کی خلقت سے اُسکی کوئی غرض یا نفع مقصود نہین تھا

دنیاکی فناکے بعد کوئی تاریکی اُسپر طاری ہوا ورا ب اُسکی یہ خواہش ہو کہ وہ اپنے علم سے اُسکو تبدیل کر دے یا ایسا نہین کہ محتاجی اور مفلسی اُسکے عائد حال ہوا ور وہ دنیا کے مہیا کر دینے سے یہ قصد کرتا ہو کہ مین اسوجہ سے مالدار اور غنی ہو جاؤنگا۔ یا ایسا نہین کہ اُسکے لئے کوئی ذلت یا ادبار لازم ہوا ہو جسکے بعد ان ارادون سے وہ عزت اور رفعت بہم پہونچانے کی کوشش کرتا ہو ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کثیر التعداد خطبون مین سے ایک مختصر سا خطبہ ہی جسکے ترجمہ کو مین نے اُسکی پوری تشریح کے ساتھ درج کیا ہی۔ اگر اسکو غور سے پڑھا جاوے اور اسکے تمام مقاصد و مطالب پر نگاہ ڈالی جاوے تو ہم پورے طور سے یقین کرتے ہین کہ پھر کبھی کو خدا کی معرفت اُسکے وجود۔ اُسکی ازلیت اور تمام اوصاف کی تحقیقات مین نہ کسی اصول کی کتاب پڑھنے کی ضرورت باقی رہیگی اور نہ کسی عالم سے استفسار کی حاجت۔ نہ کسی مرشد کامل سے فیض پانے اور استفادہ حاصل کرنے کی حاجت باقی رہیگی۔ اور نہ کسی فلسفی سے بحثنے اور اُلجھنے کی ضرورت ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی اور جامعیت نے اس خطبہ مین الٓہیات کے اور دوسرے مطالب کے سوا صرف معرفت خدا۔ اُسکے واجب الوجود۔ قدیم۔ قادر مطلق۔ مقدس۔ منزہ۔ مبرّہ عن الحدوث وغیرہ وغیرہ کی تشریح اس خوبی اور وقعت کے ساتھ بیان کی ہی کہ اُسکی مثال پر کسی متقدمین اور متاخرین کے اعلیٰ سے اعلیٰ تالیفون مین نہین پائی جاتی ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خدا کے وجود قائم کرنے اور اُسکے واحد ثابت کرنے مین اپنی قوم کو وہی ہدایتین فرمائی ہین جو ابراہیمؑ۔ عیسیٰؑ اور محمد علیہم السلام نے مناصب رسالت پر مبعوث ہو کر اپنی قوم کو اور اپنی امت کو بشارتین پہونچائی تھین۔ ان ہدایتون کے سوا۔ اگر ان خطبات کے لٹریچر (زبان) کی خوبیون پر نگاہ ڈالی جائے اور عربی کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ کیا جاوے۔ جسکے لئے عرب کے لوگ قدیم سے مشہور چلے آتے تھے۔ تو صرف اس خطبہ کی عبارت۔ مضامین کی ترتیب و ترکیب الفاظ کی سلاست اور مناسبت بتلادیگی کہ ہماری مثال اور نظیر پیدا کرنا دشوار ہی ؛

ان امور کے علاوہ۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی تقریری قوت اور طلاقت۔ سب سے زیادہ قابل تعریف ثابت ہوتی ہی۔ کیونکہ عرب کے قدیم دستور کے مطابق۔ حاضرین کی معتدبہ جماعت مین۔ ایک مضمون کو بغیر پہلے سے سمجھے۔ سوچے اور تجویز کئے۔ معرفت خدا اور اثبات وجود کے ایسے سخت اور دشوار مسائل کے مضامین کو دفعتًا سلسلہ وار بیان کرنا اور پھر اُسکی اندرونی اور بیرونی دلیلون کو تشفی اور اطمینان کے درجون تک پہونچانا اور اُنکے تمام باریک اور پوشیدہ نکات کی پوری تشریح کرنا۔ انسان کی گویائی اور طلاقت سے

قطعی ناممکن ہی؛

اسوقت بھی بڑے بڑے علما ہمیشہ دیکھے جاتے ہین کہ وہ کسی مسئلہ کی تصریح اور توضیح کرنیکے لئے جب تیار ہوتے ہین تو وہ قبل سے اپنے مطالب اور مقاصد کی ایک فہرست ایسی مرتب کرلیتے ہین جو اُنکی توضیح مطالب کے لئے کافی ہوتی ہین۔ اور پھر اپنے سلسلۂ بیان کو اُسی فہرست کے مطابق اپنی تقریر کے خاتمہ تک پہونچاتے ہین۔ یہ تو اُنکی صورت ہی جو زمانۂ حال مین اعلےٰ سے اعلےٰ اور شاہی علمی سوسائیٹیون کے فیاو زہین؛

زمانۂ موجود کے خطیب یا لکچرار

اُنسے کم درجہ والے کی جماعت تو ایسے اوقات مین جلسہ کی تاریخ سے مہینون پہلے اپنے مضامین پر پورے غور اور شبانہ روز کی فکر مین صرف کرتے ہین۔ اور پھر ایک مسئلہ کے ادائے مطلب۔ درستی مضامین۔ ترکیب الفاظ۔ غرض جو جو باتین اُنکو اپنے کمال کے اظہار مین منظور ہوتی ہین۔ نہایت اطمینان اور دلجمعی سے لکھکر تیار رکھتے ہین۔ اور اس جلسہ مین جیب سے بآسانی نکالکر سامعین کے سامنے پڑھتے ہین۔ اُسوقت اُنکو سوائے زبان سے کام لینے کے اور کوئی قوت صرف کرنی نہین ہوتی؛

مگر انکے خلاف اگر جب اس خطیب ربانی کی طلاقت لسانی اور فصاحت و بلاغت لاثانی اور اُسکی دماغی قوتون کا اندازہ کیا جاوے تو آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ اس مقدس خطیب کو اپنے خطبہ سنانے کے وقت۔ ایک ہی حالت اور ایک ہی وقت مین اپنی کئی قوتون سے کام لینا ہوگا وہ اپنی زبان سے تقریر کا کام بھی لیتا ہوگا اور التزام لفظ اور سلسلۂ مضامین اور ترکیب عبارت کا بھی خیال رکھتا ہوگا۔ اور پھر ادائے مطلب کا بھی۔ اب زبان سے قطع نظر کرکے۔ اُسکی دماغی محنتون کی طرف غور کرو تو اُسکو اُسکی زبان سے بھی زیادہ اعلیٰ محنت کرتا ہوا پاؤگے۔ وہ مضامین کی ضروری اور غیر ضروری قیام کو بھی دیکھتا ہوگا۔ اُنکے پر اثر اور بے اثر ہونے پر بھی غور کرتا ہوگا۔ اُسکو حاضرین کی تشفی اور دلچسپی بھی منظور ہوگی۔ اور ان سب کے ساتھ ادائے مطالب اور مدعائے دلی کے بخوبی اور تشفی بخش اظہار کا بھی خیال رکھتا ہوگا اور یہ اچھی طرح معلوم ہی کہ ان تمام کوششون کے پورا کرنیکے لئے وہ ایک منٹ بھی پہلے سے تیار نہین ہی قبل اسکے کہ اُسنے اپنے قدم سے خانۂ خدا کے مقدس منبر کو زینت بخشی ہی۔ کچھ بھی اسکی نسبت نہین سوچلیا ہی مگر تاہم وہ ایسی حالت مین بھی اپنے کمال علمی اور خداداد استعداد کے اظہار مین ایسی عالی دماغی اور حسن تقریر سے کام لے رہا ہی جسکی مثال نہ اُس زمانہ مین پائی جاتی تھی اور نہ زمانۂ حال و استقبال مین پیدا کیجا سکتی ہی۔ انھین وجہون سے۔ ہمسے سات سو برس پہلے۔ فاضل معتزلی نے اس خطبہ کی شرح کرتے وقت۔ اسکے عنوان پر یہ عبارت لکھدی ہی وھذا الخطبۃ من اصول العلوم مالا یجمعہ خطبہ غیرھا اور اُسکو اپنے تمام

مطالب ومقاصد مین ایسا ہی بے مثال اور بے نظیر ثابت کر دیا ہے۔ جیسے اسکی عبارت اور مضامین سے خود ثابت ہے ؀

سیرت انبیاے مرسلین ع اور ارکان حج کی مصلحتین

فاعتبروا بما اصاب الامم المستکبرین من قبلکم من باس اللہ وصولاته ووقائعه ومثلاته واتعظوا بمثاوی خدودهم ومصارع جنوبهم واستعیذوا باللہ من لواقح الکبر کما تستعیذونه من طوارق الدهر فلو رخص اللہ فی الکبر لاحد من عبادہ لرخص فیه لخاصة انبیائه ولکنه سبحانه کرہ الیهم التکاثر ورضی لهم التواضع فالصقوا بالارض خدودهم وعفروا فی التراب وجوههم وخفضوا اجنحتهم للمؤمنین اقواما مستضعفین قد خبرهم اللہ بالمخمصة وابتلاهم بالمجهدة وامتحنهم بالمخاوف ومخضهم بالمکارہ فلا تعتبروا الرضا والسخط بالمال والولد جهلا بمواقع الفتنة والاختبار فی مواضع الغنی والافتقار فقد قال اللہ سبحانه ایحسبون انما نمدهم به من مال وبنین نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون فان اللہ سبحانه یختبر عبادہ المستکبرین فی انفسهم باولیائه المستضعفین فی اعینهم ولقد دخل موسی ابن عمران ومعه اخوه هارون علیهما السلام

امم سابقہ کے حالات سے۔ جو انھین اُنکے غرور ونخوت کے ہاتھون پہونچا۔ عبرت حاصل کرو۔ اور اُنپر جو زمانہ سابق مین بہ سبب اُنکی خودبینی کے عذاب خدا نازل ہوا۔ اُن کے رخسارے زمین پر رگڑے گئے اور اُنکے پہلو خاک کے سپرد کئے گئے۔ پناہ مانگو۔ جس طرح تم نے خداے عز وجل سے تکبر اور خودپسندی کے لئے پناہ مانگی اُسی طرح اُس سے آفات اور بلیات کے واسطے پناہ مانگو۔ اگر خداے سبحانہ تعالیٰ اپنے بندون مین سے کسی بندے کو تکبر کی اجازت دیتا تو سب سے پہلے وہ انبیا علیہم السلام ہوتے۔ مگر اُسنے انبیا علیہم السلام کو عجز وانکسار کا حکم دیا۔ اور تکبر سے منع کیا۔ اُن حضرات نے اپنے رخسارے زمین پر رکھے اور اپنے مُنہ خاک پر دھرے اور مومنین کے لیے اپنے ہاتھ کشادہ کر دئے اور اپنی عاجزی اور انکساری کی اُنسے پوری داد لے لی انبیا علیہم السلام ایسے لوگ تھے جو دنیا کے اور لوگون مین عجز وانکسار کے اوصاف کے ساتھ مخصوص اور موصوف ہوتے ہین اور عسرت وناداری مین معروف حق سبحانہ تعالےٰ نے اُنکی آزمائش سخت بھوک اور خشک سالی کی حالتون مین فرمائی اور سخت سے سخت مصیبتون مین اُنکے امتحان لئے خوف اور خطرے کے اکثر مقامات اور اکثر اوقات مین مبتلا کیا اور سخت سے سخت شدائد مین اُنکو جانچا۔ پس تم لوگ خدا کی رضامندی کو دنیا کے رکھنے اور نہ رکھنے پر نہ قیاس کرو۔ اور جسکو دنیا

انبیاء کی ریاضت کی ضرورت

دولت دنیا سے ایمان کی تصدیق اور تحسین نہین ہوسکتی ہے

قطعی ناممکن ہی؛

اسوقت بھی بڑے بڑے علما ہمیشہ دیکھے جاتے ہین کہ وہ کسی مسئلہ کی تصریح اور توضیح کرنیکے لئے جب تیار ہوتے ہین تو وہ قبل سے اپنے مطالب اور مقاصد کی ایک فہرست ایسی مرتب کر لینے ہین جو اُنکی توضیح مطالب کے لئے کافی ہوتی ہین۔ اور پھر اپنے سلسلۂ بیان کو اُسی فہرست کے مطابق اپنی تقریر کے خاتمہ تک پہونچاتے ہین۔ یہ تو اُنکی صورت ہی جو زمانۂ حال مین اعلےٰ سے اعلےٰ اور شاہی علمی سوسایٹیون کے فیاوز ہین؛

زمانہ موجودہ کے خطیب یا لکچرار

انسے کم درجہ والے کی جماعت تو ایسے اوقات مین جلسہ کی تاریخ سے مہینون پہلے اپنے مضامین پر پورے غور اور شبانہ روز کی فکرین صرف کرتے ہین۔ اور پھر ایک مسئلہ کے اداے مطلب۔ درستی مضامین۔ ترکیب الفاظ۔ غرض جو جو باتین اُنکو اپنے کمال کے اظہار مین منظور ہوتی ہین۔ نہایت اطمینان اور دلجمعی سے لکھکر تیار رکھتے ہین۔ اور اس جلسہ مین جیب سے بآسانی نکالکر سامعین کے سامنے پڑھتے ہین۔ اُسوقت اُنکو سواے زبان سے کام لینے کے اور کوئی قوت صرف کرنی نہین ہوتی؛

مگر انکے خلاف اگر خوب جے اس خطیب ربانی کی طلاقت لسانی اور فصاحت و بلاغت لاثانی اور اُسکی دماغی قوتون کا اندازہ کیا جاوے تو آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ اس مقدس خطیب کو اپنے خطبہ سنانے کے وقت۔ ایک ہی حالت اور ایک ہی وقت مین اپنی کئی قوتون سے کام لینا ہوگا وہ اپنی ایک زبان سے تقریر کا کام بھی لیتا ہوگا اور التزام لفظ اور سلسلۂ مضامین اور ترکیب عبارت کا بھی خیال رکھتا ہوگا۔ اور پھر اداے مطلب کا بھی۔ اب زبان سے قطع نظر کرکے۔ اُسکی دماغی محنتون کی طرف غور کرو تو اُسکو اُسکی زبان سے بھی زیادہ اعلیٰ محنت کرتا ہوا پاؤگے۔ وہ مضامین کی ضروری اور غیر ضروری قسام کو بھی دیکھتا ہوگا۔ اُنکے پر اثر اور بے اثر ہونے پر بھی غور کرتا ہوگا۔ اُسکو حاضرین کی تشفی اور دلچسپی بھی منظور ہوگی۔ اور ان سب کے ساتھ اداے مطالب اور مدعاے دلی کے بخوبی اور تشفی بخش اظہار کا بھی خیال رکھتا ہوگا اور یہ اچھی طرح معلوم ہی کہ ان تمام کوششون کے پورا کرنیکے لئے وہ ایک منٹ بھی پہلے سے تیار نہین ہی قبل اسکے کہ اُسنے اپنے قدم سے خانۂ خدا کے مقدس منبر کو زینت بخشی ہی کچھ بھی اسکی نسبت نہین سوچلیا ہی مگر تاہم وہ ایسی حالت مین بھی اپنے کمال علمی اور خداداد استعداد کے اظہار مین ایسی عالی دماغی اور حسن تقریر سے کام لے رہا ہی جسکی مثال نہ اُس زمانہ مین پائی جاتی تھی اور نہ زمانۂ حال و استقبال مین پیدا کیجا سکتی ہی۔ انھین وجہون سے۔ ہمسے سات سو برس پہلے۔ فاضل معتزلی نے اس خطبہ کی شرح کرتے وقت۔ اسکے عنوان پر یہ عبارت لکھدی ہی وھٰذا الخطبة من اصول العلوم مما لاجمعه خطبه غیرھا اور اُسکو اپنے تمام

مطالب و مقاصد مین ایسا ہی بے مثال اور بے نظیر ثابت کر دیا ہی۔ جیسے اسکی عبارت اور مضامین سے خود ثابت ہی ۞

سیرت انبیاے مرسلین ع اور ارکان حج کی مصلحتین

فاعتبروا بما اصاب الامم المستکبرین من قبلکم من باس الله وصولاته ووقائعه ومثلاته واتعظوا بمثاوی خدودهم ومصارع جنوبهم واستعیذوا بالله من لواقح الکبر کما تستعیذون به من طوارق الدهر فلو رخص الله فی الکبر لاحد من عباده لرخص فیه لخاصة انبیائه ولکنه سبحانه کره الیهم التکاثر ورضی لهم التواضع فالصقوا بالارض خدودهم وعفروا فی التراب وجوههم وخفضوا اجنحتهم للمؤمنین اقواما مستضعفین قد خبرهم الله بالمخمصة وابتلاهم بالمجهدة وامتحنهم بالمخاوف ومحصهم بالمکاره فلا تعتبروا الرضا والسخط بالمال والولد جهلا بمواقع الفتنة والاختبار فی مواضع الغنی والافتقار فقد قال الله سبحانه ایحسبون انما نمدهم به من مال وبنین نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون فان الله سبحانه یختبر عباده المستکبرین فی انفسهم باولیائه المستضعفین فی اعینهم ولقد دخل موسی ابن عمران ومعه اخوه هارون علیهما السلام

امم سابقہ کے حالات سے۔ جو انھین اُنکے غرور و نخوت کے ہاتھون پہونچا۔ عبرت حاصل کرو۔ اور اُنپر جو زمانہ سابق مین بہ سبب اُنکی خود بینی کے عذاب خدا نازل ہوا۔ اُن کے رخسارے زمین پر رگڑے گئے اور اُنکے پہلو خاک کے سپرد کئے گئے۔ پناہ مانگو جس طرح تم نے خداے عزوجل سے تکبر اور خود پسندی کے لئے پناہ مانگی اُسی طرح اُس سے آفات اور بلیات کے واسطے پناہ مانگو۔ اگر خداے سبحانہ تعالیٰ اپنے بندون مین سے کسی بندے کو تکبر کی اجازت دیتا تو سب سے پہلے وہ انبیا علیہم السلام ہوتے۔ مگر اُسنے انبیا علیہم السلام کو عجز و انکسار کا حکم دیا۔ اور تکبر سے منع کیا۔ اُن حضرات نے اپنے رخسارے زمین پر رکھے اور اپنے مُنہ خاک پر دھرے اور مومنین کے لیے اپنے ہاتھ کشادہ کر دئے اور اپنی عاجزی اور انکساری کی اُنسے پوری داد لے لی انبیا علیہم السلام ایسے لوگ تھے جو دنیا کے اور لوگون مین عجز و انکسار کے اوصاف کے ساتھ مخصوص اور موصوف ہوتے ہین اور عسرت و ناداری مین معروف حق سبحانہ تعالےٰ نے اُنکی آزمائش سخت بھوک اور خشک سالی کی حالتون مین فرمائی اور سخت سے سخت مصیبتون مین اُنکے امتحان لئے خوف اور خطرے کے اکثر مقامات اور اکثر اوقات مین مبتلا کیا اور سخت سے سخت شدائد مین اُنکو جانچا۔ پس تم لوگ خدا کی رضامندی کو دنیا کے رکھنے اور نہ رکھنے پر نہ قیاس کرو۔ اور جسکو دنیا

انبیاء کی ریاست کی ضرورت

دولت دنیا سے ایمان کی تصدیق اور تکمیل نہین ہوسکتی ہے

علی فرعون وعلیهما مدارع الصوف وبایدیهما
العصا فشرطا له ان اسلم بقاء ملکه
ودوام عزه فقال الا تعجبون من هذین
یشترطان لی دوام العز وبقاء الملك
وهما بما ترون من حال الفقر والذل
فهلا القی علیهما اساورة من ذهب
اعظاما للذهب وجمعه واحتقاء الملصوق
ولبسه ولو اراد الله سبحانه بانبیائه حیث
بعثهم ان یفتح لهم کنوز الذهبان ومعادن
العقیان ومغارس الجنان وان یحشر
معهم طیر السماء ووحوش الارض
لفعل ولو فعل لسقط البلاء وبطل
الجزآء واضمحلت الانباء ولما وجب
للقائلین اجور المبتلین ولا استحق المؤمنون
ثواب المحسنین ولا لزمت الاسماء
معانیها ولکن الله سبحانه جعل رسله
اولی قوة فی عزائمهم وضعفة فیما تری
الاعین من حالاتهم مع قناعة تملا
القلوب والعیون غنی وخصاصة تملا
الابصار والاسماع اذی ولو کانت الانبیاء
اهل قوة لا ترام وعزة لا تضام وملك
یمد نحوه اعناق الرجال وتشد الیه عقد
الرحال لکان ذلك اهون علی الخلق فی
الاعتبار وابعد لهم من الاستکبار ولامنوا عن
رهبة قاهرة لهم او رغبة مائلة بهم وکانت

مین مال و دولت اور زن و فرزند کثرت سے ہون اُسکو رضائے
الٰہی کا باعث نہ سمجھو کیونکہ خدائے تعالےٰ اپنے بندون کا
امتحان اُسکے دنیاوی تعلقات زیادہ کرکے لیتا ہی اور دنیاوی
فتنہ و فساد مین اُنکی عبدیت کو آزماتا ہی۔ اور جسطرح اُسنے
اپنی نعمتون کی حالتون کو اپنے امتحان کیوجہ قرار دی اُسی
طرح ناداری اور محتاجی کی کیفیتون کو بھی اپنی آزمایش
کا باعث ٹھہرایا ہی۔ ان حالتون مین وہ اُنکے صبر و سکون
پر نظر کرتا ہی اور ایسا آدمی جو خدا کی آزمائش کے اوقات
سے غافل ہی وہ دنیا کی نعمتون کو خدا کی رضا پر ترجیح دیتا
ہی۔ اور اس معنی مین بیشک وہ خطا سے مل جاتا ہی کیونکہ
خداوند تعالےٰ نے کلام مجید مین ارشاد فرمایا ہی ایحسبون
انما نمدهم به من مال وبنین نسارع لهم فی
الخیرات هل لا یشعرون پس خدائے سبحانہ تعالےٰ
اپنے بندون کی حفاظت کرتا ہی کہ وہ خودبینی اور تکبر حاصل
نہ کرسکین اور اپنے دوستون کو اُنکی ناداری اور محتاجی کی
حالتون مین ذلیل اور حقیر نہ سمجھین تاکہ عذاب الٰہی کے مستحق
نہون۔ دیکھو۔ جناب موسیٰ ابن عمران علیہما السلام اپنے
بھائی ہارون علی نبینا و آلہ و علیہم السلام کے ساتھ فرعون کے
پاس گئے تو موٹے موٹے نمدون کی عبائین پہنے ہوئے
تھے اور ہاتھون مین عصا لئے تھے۔ اُنھون نے فرعون
سے شرط کی تھی کہ اگر تم اسلام قبول کروگے تو تمھاری
سلطنت بچی رہیگی۔ اور اُسپر کوئی زوال نہین آوےگا
فرعون کو اُنکی یہ تقریرین سنکر نہایت تعجب ہوا اور وہ
حاضرین کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ کیا تم ان دونون شرط
کرنیوالون پر تعجب نہین کرتے کہ یہ اپنے فقر و فاقہ کی

حضرت موسیٰ اور فرعون کا دربار

النیات مشترکة والحسنات مقتسمة لکن
اللہ سبحانه اراد ان یکون الاتباع لرسله
والتصدیق بکتبه والخشوع لوجهه و
الاستکانة لامره والاستسلام لطاعته امورا
له خاصة لا یشوبها من غیرها شائبة
وکلما کانت البلوی والاختبار اعظم کانت
المثوبة والجزاء اجزل الا ترون ان اللہ سبحانه
اختبر الاولین من لدن آدم علیه السلام
الی الآخرین من هذا العالم بالحجار لا تضر
ولا تنفع ولا تبصر ولا تسمع فجعلها بیته
الحرام الذی جعله للناس قیاما ثم وضعه
باوعر بقاع الارض حجرا واقل نتائق الدنیا
مدرا واضیق بطون الاودیة قطرا بین
جبال خشنة ورمال دمثة وعیون وشلة
وقری منقطعة لا یزکو بها خف ولا حافر
ولا ظلف ثم امر آدم وولده ان یثنوا
اعطافهم نحوه فصار مثابة لمنتجع اسفارهم
وغایة لملقی رحالهم تهوی الیه ثمار الافئدة
من مفاوز قفار سحیقة ومهاوی فجاج عمیقة
وجزائر بحار منقطعة حتی یهزوا مناکبهم
ذللا یهللون للہ حوله ویرملون علی
اقدامهم شعثا غبرا له قد نبذوا السرابیل
وراء ظهورهم وشوهوا باعفاء
الشعور محاسن خلقهم ابتلاء عظیما
وامتحانا شدیدا

حالتون مین خود ایسے گرفتار ہین کہ اپنے حالون کی اصلاح
آپ نہین کرسکتے تو ہمارے دوام دولت اور بقائے سلطنت
کے لئے کیا کوشش کرینگے۔ اگر حقیقت مین یہ خدا کے بھیجے
ہوے رسول ہوتے تو دستانہائے زنگین اور جامہائے
زرین پہنے ہوتے فرعون نے یہ اسلئے کہا تھا کہ وہ خود روپیہ کو
عزیز رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے موٹے کپڑے اُسکی آنکھون
مین ذلیل معلوم ہوے۔ اگر حق سبحانہ تعالےٰ اپنے انبیاء
علیہم السلام کو دنیا مین بھیجنے کے وقت امارت کی خواہش
کرتا تو اُنکے ساتھ سونے اور چاندی کی کانین ہمراہ کردیتا
اور اشجار بہشت ساتھ کر دیتا۔ آسمان وزمین کے وحوش
وطیور کو اُنکی خدمت مین روانہ کردیتا اور حقیقت مین
وہ ان باتون کو اپنی قوت سے کرسکتا تھا۔ اور اگر وہ ایسا
کرتا تو یہ امتحان اُسنے اُٹھ جاتے اور نیک وبد کی جزا
وسزا جھوٹی ہوجاتی۔ اور انبیا کی نبوت کی تصدیق اور
اُنکی جزا جسکا وعدہ خدا نے کیا ہی اُنسے جو ایمان لائے
موقوف ہوجاتا۔ اور وہ تمام ثواب جو اسلام کی وجہ سے
تمام اہل اسلام کو حاصل ہونے والا ہی۔ جاتا رہتا۔ بلکہ
دنیا مین مسلمین اور مومنین کی صورت نہین دکھلائی دیتی۔
اور پھر کوئی شخص اسلام کے اوصاف سے موصوف
نہوتا کیونکہ وہی لوگ جو دل سے اسلام لائے ہین وہ البتہ
مسلمین کہے جاسکتے ہین لیکن حق سبحانہ تعالےٰ نے
(ان باتون کی جگہ) اپنے انبیا علیہم السلام کو ہمتین قوی
اور ارادے مستقل عنایت فرمائے۔ مگر ظاہرا اُنکا ناداری اور
محتاجی کی صورتون مین دنیا کو دکھلایا اور عسرت وناداری
اُنکے واسنگیر کردی۔ اس لئے کہ دنیا اُنکو دیکھکر درد مند ہو

اگر رسالت کے ساتھ سلطنت ضروری ہوتی تو کمال ایمانی اُٹھ جاتی

اور کان اُسکے سننے سے تکلیف اُٹھائین۔ قناعت کی صفت اُنھین عطا فرمائی۔ اُسنکے دل اُسکو دیکھکر مطمئن ہو جاتین اور آنکھ اُنکے مشاہدہ سے سیر ہو جاوے۔ اگر انبیا علیہم السلام اہل قوت ہوتے تو پھر کسی کو اُنکے مقابلہ کی مجال نہوتی۔ اور ایسی عزت و سلطنت اُنکو حاصل ہوتی۔ کہ پھر وہ کبھی مغلوب نہوتے۔ اور اُنکی حکومت مین وہ مملکت ہوتی جسکی خواہشون مین لوگون کی گردنین جھکی ہوتین۔ اور لوگ دور دور سے اُنکو حاصل کرنے آتے ایسی حالتون مین انبیا علیہم السلام و نیاکے لیئے آسان ہو جاتے۔ اور پھر کوئی بھی۔ اُنکی تصدیق رسالت سے انکار نہ کرتا۔ اُنہین سے بعض تو اُنکی سلطنت و جاہ اور مناصب کے دباو اور جان کے خوف سے ایمان لاتے اور بعض اپنے منتفع ہونے اور طمع کی غرض سے اُنکی رسالت کی تصدیق کرتے۔ مگر خدا نے اُنکی تصدیق اور اُنکی کتابون پر ایمان لانے کی ضرورتون کو اپنی ذات کے ساتھ خشوع اور خضوع قائم رکھنے پر منحصر کیا اور اوامر و نواہی کی پابندی مخصوص فرمائی۔ اور دنیاوی اغراض مین سے کسی شایبہ کو اُنکے ساتھ شامل نہین کیا اور اپنے پیغمبرون کو دنیاوی سلطنتین اور عزتین عطا نہین کین اور جلد مٹ جانیوالی عظمت اور شان و شوکت اُنکو عنایت نہین کی۔ خدا کے امتحان اور اُسکی اطاعت کی تکلیفین جسقدر زائد ہونگی اُسی قدر اُنکے ثواب اور اجر بھی زیادہ ہونگے۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے تمام دنیا کی اگلی اور پچھلی قومون کے امتحان کے لیئے آدم علی نبینا و آلہ و علیہم السلام کے وقت سے لیکر قیامت تک اُن پتھرون سے اُسنے اپنے گھر کی عمارت کو۔ جو تمھارا ستون دین کہلاتا ہی مستحکم کیا۔ اور اپنے گھر کو ایسی سخت اور سنگلاخ زمین مین قائم کیا جو تمام دنیا کی زمینون سے سخت ہی۔ اور اُسکی مٹی تمام دنیا کی مٹیون سے کم پیدا کرنیوالی ہی مٹی وہان کی بالکل ہلکی اور اطراف اُسکے بالکل بے آب۔ پہاڑ اُسکے اپنی سختی اور درشتی مین اپنی مثال نہین رکھتے۔ زمین اُسکی نرمی مین ریگستان۔ اُسکے چشمے بے آب اور اُس کے دیہات اور گاؤن خراب۔ نہ وہان زراعت ایسی ہوتی ہی جسپر وہان کے لوگ بسر کرسکین نہ چراگاہین وہان ایسی ہوتی ہین کہ حیوانات اُنکو چر کر اپنا پیٹ بھر لیا کرین۔ گھوڑے اور اونٹ اُس زمین پر پیدا نہین ہوتے۔ گائین اور بھیڑیان اُس شہر مین موٹی نہین ہوتین۔ اُسنے فرزندان آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ دور دور سے آکر اس خانۂ مقدس کی زیارت کرین۔ اور اطراف عالم سے آکر اُسکی طرف متوجہ ہون۔ یہان تک کہ وہ شہر مرجع خلائق ہو گیا۔ اور اہل دنیا کی گذرگاہ اور سیر و سیاحت کا اچھا مقام ہو گیا۔ تمام جگہون سے لوگ وہان آتے ہین اور دور و دراز منزلون کے بعد یہان پہونچکر اپنی سواریون کی پیٹھ سے زین اور پالان اُتارتے ہین۔ ہزارون اشتیاق کے ساتھ وہ پہاڑون کی منزلین طے کرتے ہین اور بے پانی جنگلون اور پہاڑون سے گذرتے ہین اور اُن جزیرون سے آتے ہین جو سمندرون کے درمیان واقع ہین اور اُسکی زیارت کا قصد کرتے ہین۔ اور ہزارون محنت اور مشقت کے بعد وہ یہان حاضر ہوتے ہین۔ اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہین اور نہایت عاجزی اور انکساری و تواضع

طریقہ حج مین انسان کی آزمایش

اور فروتنی سے خداے سبحانہ تعالے کی تسبیح اور تہلیل مین مشغول رہتے ہین - جہانتک اُنسے ممکن ہوتا ہی - یہان
پہونچنے مین جلدی کرتے ہین - اور اپنے افراط شوق مین اپنی حالتون کا خیال بھی نہین کرتے - اور اُنکے سر اور
جسم خاک سے بھرے ہوتے ہین - اور اُنکے جسم اور جسم کے کپڑے گرد سے اٹے ہوتے ہین - سر کے بال بڑھے ہوے
اور پریشان - پاؤن اور دل زخمی - پھٹے ہوے کپڑے اُتارتے ہین اور بغیر سِئے ہوے کپڑے پہنتے ہین - اور صرف
ایک ہی پوشش کو اپنی موجودہ لباسی ضرورت کے لئے کافی سمجھتے ہین - ناخن اور سر کا بال بڑھائے - غرض ایک
عجیب وغریب شکل بنائے ہوے پہونچتے ہین - ان امور مین بھی - ان لوگون کی ایک خاص آزمائش ہی - اُنکے
لئے ایک حکم محکم اور ایک تکلیف مستحکم ہی کہ جسکو خداے تبارک وتعالے نے - صرف اسوجہ سے کہ وہ ہمارے حصول رحمت
اور مغفرت کے لئے اچھے ذریعے ہون - اُنپر قائم کئے ہین ؛

انبیا علیہم السلام کی ضرورت - اُنکے محاسن اخلاق - اُنکے عادات وخصائل - اور پھر اُنکے بے نظیر
اور بے مثال ہونے کے کافی ثبوت - یہ تمامی امور اس ایک خطبہ سے کماحقہ معلوم ہوتے ہین - پھر کیسے سچے اور
کیسے صحیح جنکی صداقت مین نہ کسی کو کلام ہوسکتا ہی اور نہ عذر - اب اگر امیر المومنین علیہ السلام کے یہ اقوال اس
زمانہ کے ذیعلم علما کے قابل قدر تصنیفون مین مخصوص یہی مضامین دیکھے جاوین اور پھر دونون کا موازنہ
کیا جاوے تو آسانی سے سمجھ لیا جائیگا کہ اسوقت علما کے مضامین حقیقت مین وہی ہین جو کسی قدر اضافہ یا مثلاً
کے ساتھ اس خطبہ مین درج ہین - ہمارے زمانہ کے جدت پسند اہل تالیف وتصنیف اپنے جن مضامین پر نہایت
فخر سے نوعیت کا دعوے کرتے ہین اور یوروپین کتب خانون کا تلاش اور وہان کے پورے تجسس کے بعد جو دعوی
ان لوگون سے زیادہ اسکی تلاش کر چکے ہین - نہایت عاجزی سے انکے انتخاب پر اپنی مجبوری دکھلاتے ہین وہ
حقیقت مین ان ارشادات کے اندر موجود ہین - مگر وہ - استمالت - جہالت یا مذاق زمانہ کے اعتبار سے
اپنے گھر کی کتابون کی طرف متوجہ نہین ہوے - اگر وہ ان مضامین کی تلاش ان کتابون مین کرتے تو نہ انکو پیرس
کے کتب خانون کی چھان بین کی ضرورت ہوتی اور نہ بتھونیم کی لائبریری کی ؛

خدا کی کمال قدرت کا اظہار - ایک چیونٹی کی خلقت سے

انظروا الی النملة فی صغر جسمها ولطافة هیئتها	چیونٹی کو دیکھو! اور اُسکے جسم کے اختصار اور اُسکی
لاتکاد تنال بلحظ البصر ولا بمستدرك الفكر	ہیئت کی ترکیب - اعضا اور اُنکی لطافتون کو جو چھوٹے
كیف دبت علی ارضها وضنت علی رزقها فنقل	ہونیکے باعث نظر آئی نہین دیتے اور تحصیل رزق کی
الحبة الی جحرها وتعدها فی مستقرها	غرض سے وہ کس طرح ادھر اُدھر دوڑتی ہی اور جہان
تجمع فی حرها لبردها وفی وردها لصدرها	ایک دانہ پاتی ہی - سوراخ مین لیجاتی ہی اور اپنے ایک

مكفولة مرزوقته وفقها لا يغفلها المنّان ولا يحرمها الدّيان ولو في الصفا الباس والحجر الجامس ولو فكرت في مجاري اكلها وفي علوّها وسفلها وما في الجوف من شراسيف بطنها وما في الرّاس من عينها واذنها لقضيت من خلقها عجبا ولقيت من وصفها تعبا فتعالى الّذي اقامها على قوائمها وبناها على دعائمها لم يشركه في فطرته فاطر ولم يعنه على خلقها قادر ولو ضربت في مذاهب فكرك لتبلغ غاياته وما دلتك الدلالة الا على ان فاطر النملة هو فاطر النخلة لدقيق تفصيل كلّ شي وغامض اختلاف كل حيّ وما الجليل واللطيف والثقيل والخفيف والقويّ والضعيف في خلقه الّا سواء وكذلك السّماء والهواء والرّياح والماء فانظر الى الشمس والقمر والنبات والشّجر والماء والحجر واختلاف هذا الليل والنّهار وتفجر هذه البحار وكثرة الجبال وطول هذه القلال وتفرق هذه اللغات والالسن المختلفات فالويل لمن انكر المقدّر وجحد المدبر زعموا انهم كالنبات ما لهم زرّاع ولا لاختلاف صورهم صانع لم يلجوا الى حجّة فيما ادعوا ولا تحقيق لما دعوا وهل يكون بناء من غير بان اوجناية من غير جان وان شئت

خاص مقام مین اُسکو رکھکر حفاظت کرتی ہی۔ جاڑے کے لئے گرمی مین جمع کر لیتی ہی۔ اور تنگی کا خیال اپنی کشادگی کے زمانہ مین کرتی ہی۔ خداوند تعالے اُسکے رزق کا پہنچانیوالا ہی اور اُسنے اپنے انعام سے اُسکے لئے رزق رسانی کا اور اُسکے محروم نہ رکھے جانے کا اُس سے وعدہ فرمایا ہی اور وہ کبھی اپنی عام رزق رسانیون سے اُسے بے بہرہ نرکھیگا۔ ہرچند اُسکا رزق سخت پتھرون کے اندر یا خشک سے خشک زمین کے بھیتر نہ ہو۔ اُسکے کسب رزق کے طریقون مین غور کرو اور اُسکے پیٹ کی باریک پسلیون کو اور اُسکی آنکھ۔ کان کو جو اُسکے سر مین بنائے گئے ہین۔ ملاحظہ کرو۔ تو تم بیشک تعجب کروگے پس وہی خدا سب سے بڑی قدرت والا ہی جسنے اُسکے جسم کو اُسکے پاؤن پر کھڑا کر دیا ہی اور اُسکے جسم کا وزن سنبھالنے کے لئے اُسکے پاؤن کو ستون مقرر کیا ہی۔ اور اُس کے پیدا کرنے کے اوصاف مین کسی دوسرے کو اپنا شریک نہین کیا ہی۔ اور اُسکی صورت بنانے مین کسی دوسرے سے مدد نہین چاہی۔ اگر تم اُسکی حالتون کے دریافت مین زیادہ غور سے کام لوگے تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ چونٹی اور اُسکے چھوٹے سے چھوٹے جسم کا بنانیوالا اور درخت اور اُسکی عظمت اور اونچائی کا پیدا کرنیوالا ایک ہی خدا ہی۔ اور ان دو چیزون پر کیا موقوف ہی۔ تمام چیزون کا اختلاف رنگ اور اشکال۔ تفاوت اعراض اور احوال کے ساتھ بنانے والا۔ سوائے ایک کے کوئی دوسرا نہین ہی۔ اُسکی قدرتون کے سامنے دشوار سے دشوار چیزون کی خلقت آسان ہی۔ قوی ضعیف۔ ہلکا اور بھاری سب یکسان ہین۔ آسمان اور زمین اسکی مشیت کے قبضہ مین ہین۔ عناصر اور موالید اُسی کے ارادہ اور قصد رکھنے کے

محکوم ہین۔ آفتاب و مہتاب اپنی روشنی اور صفائی کے ساتھ اُسی قادر مطلق کی قدرتون کے مشاہد ہین اور درخت اور نباتاتی چیزین اپنی تازگی اور شادابی کے ساتھ اُسی کی قدرت کی پوری دلیل ہین ؛

اسی طرح پہاڑون کا قائم رہنا۔ دریا کا تموج مین آنا۔ زمین کا فرش کے ایسا بچھا رہنا۔ چارپایون کا اُسپر چلنا پھرنا۔ رات دن مین اختلاف کا ہونا۔ دریا اور نہرون کا بہنا۔ پہاڑون کا کثرت سے موجود رہنا۔ ہر ملک کی لغات اور زبان کا علیحدہ ہونا۔ طبایع اور عادات مین فرق کا پایا جانا۔ یہ سب باتین خدا کی قدرت کاملہ اور اُسکی وحدت مطلقہ کی روشن اور صحیح دلیلین ہین ؛

ایسی حالت مین اُن لوگون پر نہایت افسوس ہے جو اُس قادر مطلق کے وجود سے انکار کرتے ہین۔ اور اُس حکیم کے مدبرانہ حکمون کے آگے اعتراف نہین کرتے۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ دنیا کے موجودات نباتات کا خواص رکھتے ہین۔ اور بغیر بوئے زمین سے اُگتے ہین۔ اور اُنکے اور اُنکی صورتون کے اختلاف کیلئے کسی صانع کا ہونا ضرور نہین اور اغراض واحوال کے فرق کے لئے کسی فاعل کی احتیاج نہین ہے۔ حالانکہ وہ اپنے دعوون کے لئے کوئی عقلی او نقلی دلیل پاس نہین رکھتے۔ اور بے تامل ایسے بُرے کلمات کو اپنی زبان پر لاتے ہین۔ کوئی عمارت بغیر معمار نہین بنتی۔ اور کوئی نقش بغیر نقاش کے صورت پذیر نہین ہوتا۔ کوئی تیر بغیر تیرانداز کے کمان سے نہین نکلتا اور کوئی کلام بغیر متکلم کے زبان سے باہر نہین آتا ؛

ٹڈی کی خلقت سے خدا کے کمال قدرت کا اظہار

وان شئت قلت فی الجرادة اذ خلق لها عینین حمراوین واسرج لها حدقتین قمراوین وجعل لها السمع الخفی فتح لها الفم السوی وجعل لها الحس القوی وتابین بهما تقرض ومنجلین بهما تقبض یرهبها الزراع فی درعهم لایستطیعون ذبها ولو اجلبوا بجمعهم حتی ترد الحرث فی نزواتها وتقتضی منه شهواتها وخلقها کله لایکون اصبعا مستدقه فتبارك الله الذی یسجد له من فی السموات والارض طوعا وکرها ویعفر له خدا ووجها و

چونٹی کو چھوڑ کر۔ اگر تم اپنے ملک کی ٹڈیون پر غور کرو اور اُنکی خلقت اور شکل مین خدا کی قدرتون کا مشاہدہ کرنا چاہو تو تم دیکھو گے کہ خدائے سبحانہ تعالے نے دو سرخ آنکھین انھین عنایت فرمائی ہین اور پھر ان دونون کو دو روشن اور چمکتے ہوئے حلقون مین نصب کیا ہے۔ اور اُسکے کان کے سوراخ کو اس چھوٹے پن کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ تاہم نہایت تیزی سے سننے کی اُسکو قوت دیگئی ہے۔ اُس چھوٹی قسم کو تمام محسوسی قوتین عطا فرمائین اور اُسکی ضرورت کے مطابق فہم وادراک بھی دیا۔ اور اُسکے منہ مین دو تیز دانت کاٹنے کی غرض سے دئے۔ اور دو پاؤن چیزون کی مستحکم گرفت کے لئے عطا فرمائے زراعت

ملقی بالطاعة الیه سلما وضعفا و
بعطی القیاد رهبة وخوفا فالطیر مسخرة
لامرہ احصی عدد الریش منها والنفس
وارسی قوائمها علی الندی والیبس قدر
اقواتها واحصی اجناسها فهذا غراب
وهذا عقاب وهذا حمام وهذا نعام
دعا کل طائر باسمه وکفل له برزقه
وانشاء السحاب الثقال واهطل دیمها
وعدد قسمها فبل الارض وبعد جفوفها
واخرج منها بعد حدوثها:

کرنیوالے لوگ اپنے کھیتون مین (اتنی ذراسی مخلوق سے)
ڈرتے ہین اور اپنی کسی تدبیر و ترکیب سے اُسے دفع نہین
کرسکتے اور باوجود تمام انسانی عقل وفہم کے اُنکے مقابلہ
کی تاب نہین لاسکتے۔ اور وہ لوگ ہر چند آپس مین ملکر
اُنکی مدافعت کی تمام تدبیرین عمل مین لاتے ہین اور ترکیبین
کرتے ہین مگر اُنکی کوئی کوشش اور کوئی تدبیر پیش نہین
چلتی۔ یہان تک کہ وہ ٹڈیان پیٹ بھر کر اُنکے کھیتون کو
چرجاتی ہین اور اُنکے تمام پودون کو اپنے دانتون سے
کاٹ ڈالتی ہین اور اُنکی یہ حالت ہی کہ اُنمین سے کوئی بھی
آدمی کی چھوٹی اُنگلی کے برابر بھی نہین۔ اور اُنمین سے کسی کا
قد آدمیون کی آدھی اُنگلی کے مساوی نہین ہی:

وہی خدا سب سے بزرگ ہی جسکے آگے دنیا کے تمام مخلوق سجدہ کرین۔ اور اپنی کمال فرمانبرداریون کیوجہ سے اُسکے احکام سے باہر نہون۔ اور اُسکے خوف وہیبت کیوجہ سے اُسکے احکام اطاعت کو بجالائین طیور ہوا مین اُسی کے حکم کے تابع ہین۔ حیوانات زمین پر اُسی کے مطیع ہین۔ تمام پرندون کے پرون کو اُسی کا علم گن لیتا ہی اور ہر حیوانات کے نفس کو وہی حساب کرلیتا ہی:

اُسنے طیور کی قومون کو۔ خشک اور تر زمین پر قائم کیا ہی۔ اور ہر فرد مخلوق کو اُسکی ضرورت کے مطابق قوت عنایت فرمائی ہی۔ طیور کی عجیب قسمین پیدا کین اور اُنمین سے ہر ایک کو مختلف اوصاف اور اقسام دیئے ہین۔ کوّے اور گدھ مین صاف تمیز ہوتی ہی۔ کبوتر اور شترمرغ مین بہت بڑا فرق ہی۔ ہر پرندہ کا نام اُسی نے مقرر کردیا ہی۔ اور پھر اُنمین سے ہر ایک کی روزی اپنے لطف کامل سے مقرر فرماتی ہی۔ پانی سے بھرے ہوے بڑے بڑے بادلون کو ہوا مین پیدا کیا اور کثرت سے پانی کو زمین پر برسایا اور قطرات باران کے شمار کو اپنے علم پر موقوف رکھا۔ زمین کے ہر پھول کے لیئے۔ اُسکی احتیاج کے موافق مٹی کو پانی سے مخلوط کیا۔ اور پرانی اور قدیم زبانون کو نئے سر سے زندگی بخشی۔ گھاس۔ پات کو اپنے فضل عمیم سے سرسبزی اور شادابی عنایت فرمائی:

حکمت الٰہیہ کی ایسی پاک و پاکیزہ تفصیل مشکل سے کسی اور کے بیان مین پائی جاسکتی ہی۔ خدائے سبحانہٗ تعالےٰ کی قدرت۔ اُسکی حکمت اور صنعت۔ ایسی صاف سچی اور عام فہم مثالون مین سوا آنحضرت خدا

اور حکماے الٰہی کے اور دوسرے طبقات کے معمولی لوگ نہین بیان کر سکتے۔ اب حکمت الٰہیہ کی اور تفصیل ملاحظہ ہو:

حکمت الٰہی کی تعلیم کا مذاق تمام اہل اسلام مین پیدا کرنا اور انکو اسکی تحصیل کی طرف راغب کرنا جناب امیر المومنین علیہ السلام کا دلی منشا تھا۔ یہ آپ ہی کے کمال علمی تحقیقات وافرہ اور ارشادات متکاثرہ تھے جنھون نے اُسکے اتنے اسرار حکمت اور رموز قدرت کے پردون کو کھولا اور ہر چیز کی آفرینش کے نتیجون کو اس لطافت اور سلاست سے بتلایا کہ پھر تصریح کی کم ضرورت باقی رہی:

زمین۔ آسمان۔ دریا۔ پہاڑ۔ پانی اور ہوا کی آفرینش

علم الاجسام

ومن خطبة عليه السلام من اقتدار جبروته وبديع لطائف صنعته ان جعل من الماء البحر الزاخر المتراكم المتقاصف يبسا جامدا ثم فطر منه اطباقا ففتقها سبع سموات بعد ارتتاقها فاستمسك بامره وقامت على حده يحملها الاخضر المتعنجر والقمقام المسخر قد ذل لامره واذعن لهيبته ووقف الجاري منه لخشيته وجبل جلاميدها ونشوز متونها واطوادها فارساها في مراسيها والزمها قرارتها فمضت رءوسها في الهواء ورست اصولها في الماء فانهد جبالها عن سهولها واساخ قواعدها في متون اقطارها في الماء ومواضع انصابها فاشهق قلالها واطال انشازها وجعلها للارض عمادا وارزها اوتادا فسكنت على حركاتها من ان تميد باهلها او تسيخ بحملها او تزول مواضعها فسبحان من

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ۔ خدا کی قدرت اور صنعت کی باریکیون کے بیان مین۔

خدا کی تمام لطیف صنعتون مین سے لطیف صنعت اور اُسکی حیرت انگیز قدرتون مین سب سے حیرت انگیز قدرت زمین ہی۔ کہ باوجود اس خشکی اور سختی کے خدا نے اُسکو پانی سے پیدا کیا ہی۔ اور ایسے محیط دریاؤن سے اُسکی پیدائش کا سامان فراہم کیا ہی جسکی طوفان خیزی کیوجہ سے اُسکا پانی تمام پھیل گیا۔ پھر اُسی پانی سے اُسنے میٹھے پانی کے چند چشمے باہر نکالے اور اُنکو جدا جدا دنیا کی سطح پر جاری فرمایا۔ خدا نے آسمان کو پیدا کیا۔ اور بغیر کسی ستون کے اُسکو مستحکم کرکے کھڑا کر دیا۔ زمین پر خدا نے سبز رنگت والے پانی کے دریا پیدا کئے۔ اُن دریاؤن نے اُسکی ہیبت اور بزرگی دیکھکر اُسکی فرمانبرداری مین سر جھکا دئے۔ اور باوجود اسکے کہ پانی مین فطرتاً جاری ہونا اور بہنا اُسکے اصول سے ہی۔ لیکن تاہم وہ ایک جگہ پر قائم اور ادھر اُدھر بہنے سے باز رہے۔ دریاؤن کے ایسا بڑے بڑے پتھرون کو خدا نے پیدا کیا اور اُنکو زمین سے بہت بلند کیا۔ اور اُن پتھرون سے پہاڑ بنائے اور

امسکیھا بعد مرجان مباھہا واجمد ھا بعد ذرطوبۃ اکنافھا فجعلھا لخلفہ مھادا او بسطھا لھم فراشا وفوق بحر لجی راکد لایجری وقائم لایسری تکرکرہ الریاح العواصف وتمخضہ الغمام الذوارف ان فی ذٰلک لعبرۃ لمن یخشی ؏

اُنکو زمین کے اطراف وجوانب مین قائم کیا۔ تاکہ اُنمین سے ہرایک نے اپنی اپنی لائق جگہ پر قرار پکڑا۔ یہانتک کہ چوٹیان اُنکی بلند کردین اور وہ کرہ ہوا تک پہونچین۔ اور جڑین اُنکی زمین کے نیچے تک اُتر گئین۔ اور سطح آب تک جا پہونچین۔ پہاڑون کو اُسنے زمین سے اونچا کیا۔ اور اسی بلندی کی مناسبت سے اُسنے پہاڑون کو اونچا کیا اور اسی بلندی کے اعتبار سے اُسنے زمین سے پہاڑون کو ممیز کر دکھلایا۔ اور اُنکی جڑون کو زمین کے نیچے لیگیا۔ اور جس مقام پر اُنکی ضرورت دیکھی۔ وہان قائم کیا۔ اُنکی چوٹیون کو بلند کیا اور اُنکی پشت (سطح) کو دور دور تک وسیع کیا۔ یہ سب باتین اُسی نے ایجاد کین کہ پہاڑ زمین کے لئے پشتیبان کا کام دین۔ اور اُسکو زلزلہ اور حرکت سے باز رکھین۔ زمین حرکت اور زلزلہ اور اضطراب سے باز رہی اور پھر کوئی حرکت نکرسکی۔ زمین کے باشندے بھی۔ ڈوب جانے۔ نیچے بیٹھ جانے اور اُکھڑ جانے کے خوف سے مطمئن ہو گئے ؏

تمام تقدس اُسی خدا کے شایان ہے جسنے زمین کی چیزون کو۔ باوجود اسکے کہ وہ بہتے ہوے پانی کی سطح پر قائم ہے سکون عنایت فرمایا۔ اور اُسکے اطراف وجوانب کو۔ رطوبت اور تری سے نکالکر اُسمین سختی اور قوام پیدا کیا۔ اور اپنی دنیاوی مخلوقات کے لئے پانی کے اوپر وسیع فرش بچھایا اور اُسکو حرکت اور تزلزل سے باز رکھا۔ تاکہ دنیا کے مخلوق اُسپر آرام کرین۔ اور اپنی رفع ضرورت کرین اور اُنکے لئے تردد وتلاش کرین ؏

فزیکل جاگرافی .Physical Geography مین۔ زمین کی خلقت اور کورل ریفز اینڈ اٹس فارمیشن Coral Reefs and its formation. (خلقت الجزائر المرجان) کی کیفیت ملاحظہ ہو خصوصاً ملک اوشینیا Oceania مین پالینشیا Polinisya کے حالات اور جنوبی پیسیفک اوشن (بحر پیسیفک) South Pacific Ocean. کی طوفان خیزی وغیرہ کے مفصل حالات پڑھے جائین اور اُنکو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام سے مطابق کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ چودہ سو برس پہلے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے جوگرفیکل ڈسکوریز (معلومات جغرافیہ) Geographical Discoveries کے متعلق اُتنا ہی کافی سرمایہ ہمکو بتلا دیا تھا جسکو ہم اسوقت یورپ کے بڑے بڑے پروفیسرس Professors کی تحقیقات کے تازہ نتائج بتلاتے ہین ؏

المولف

سید اولاد حیدر

اسکے بعد خدا نے ہوا کو پیدا کیا کہ وہ دریاؤن کو تموّج کے حالات مین لاوے اور بادلون کو مقرر کیا کہ وہ اُن دریاؤن سے پانی لائین۔ ان تمام باتون سے ۔جو مین نے تم سے بیان کین۔ اُن لوگونکے لیے عبرت ہوتی ہی۔ جو خدا سے ڈرتے ہین ؛

اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہی۔ کہ زمین پانی پر قائم ہی اور پانی اُسکے چارون طرف حائل ہی۔ پہلے پانی تمام جاری تھا۔ پھر ساکن ہوگیا۔ خدا نے پہاڑون کو زمین پر پیدا کیا۔ اور اُنکو زمین پر نصب کیا کہ زمین کو ہمیشہ حرکت نہ ہوا کرے ۔ پھر ہواؤن کو پیدا کیا کہ دریا مین تموّج پیدا کرین اور بادلون کو مقرر کیا کہ پانی اُن دریاؤن سے لےلین اور زمین پر برسائین ؛

اب جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ان ارشادات کو۔ آجکل کے علما کے اقوال سے مطابق کرو جو زمین کی پیدائش اور دنیا کی آفرنیش کے بیان مین لکھے گئے ہین۔ تم نے پہاڑون کی خلقت اور اُنکی علت مین پڑھا ہوگا کہ یہ پہاڑ ہی ہین۔ جو زمین کو اس خوفناک بربادی اور تباہی سے محفوظ رکھے ہین جو آئین وقتاً فوقتاً سخت سے سخت طوفان آنے کی وجہ سے یا کہین ارپشن Erruption (شق الارض) کے پیدا ہوجانے سے واقع ہوتے ہین۔ پوالنیشیا Poylenisia اور سودرن پیسفک اوشن South-Pacific Ocean. (جنوبی بحر قلزم) کے حالات مین ہر شخص نے پڑھا ہوگا کہ ان ملکون مین کس کثرت سے زلزلہ آتا ہی اور وہان کے مخلوقات کو ان زلزلون کے باعث کسقدر نقصان پہونچتا ہی۔ ان ملکون کے علاوہ۔ اُن جزائر اور شہرون مین جو سواحل پر واقع ہین۔ یا دور دراز سمندرون مین آباد ہین۔ اکثر سخت سے سخت زلزلون کے واقعات پیش آتے ہین۔ اسکی وجہ یہی تبلائی جاتی ہی کہ وہان کی زمین دریا کے تموّج کو جو اُسکے چارون طرف محیط ہی۔ روک نہین سکتی۔ دریا کے اس تموّج کو آجکل کی اصطلاح مین ہاریکین Harricane. کہا جاتا ہی۔ دریا کے شبانہ روز تموّج کے باعث اُسمین ایک سخت اور غیر معمولی حرکت پیدا ہوجاتی ہی۔ مگر ایسے مقامون مین جہان پہاڑ واقع ہوجائین تو زلزلہ مین ضرور کمی واقع ہوتی ہی۔ اور پہاڑون کے پریشر Pressure (دباؤ) زمین کی موجودہ حرکت مین زیادتی پیدا ہونے نہین دیتے۔ اور اُسکو ایک حد تک جسکی وجہ سے اُسکی آبادی کی حالتون مین کوئی فرق نہ آوے محدود کئے رکھتا ہی؛

پہاڑون کی ماہیت کی مطابقت تو ہوچکی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اسکی ضرورتین اور اسباب بھی اُنھین معنیون مین سمجھا دی ہی اور تبلادی ہی جن معنیون مین ان اشیا کے پورے حالات آجکل یورپ کے انگریزی کالجون مین تبلائے اور سمجھائے جاتے ہین۔ اب اسی طرح ہوا اور ابر کی آفرنیش اور اُن کے ورکس Works (عمل) پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ ہوا بھی ایک حد تک جو تحلیل پانی ہوجاتی ہی

اور اسی طرح پانی ایک مخصوص حد تک پہونچکر ہوا ہو جاتا ہے۔ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے۔ جو بغیر کسی تحریک کے فوراً مان لیا جا سکتا ہے؛

اب دونون حالتون مین پانی کو ایک حد تک ہوا ہو جانے کی قوت حاصل ہے اور ہوا کو پانی ہو جانے کی تو انھین متصل اور متحد قوتون کے ساتھ ہوا ابر کو دریا تک پہونچاتی ہے اور پانی سے بھر کر اوپر اُٹھاتی ہے۔ اور یہی ہوا جسکو تم اسوقت کی اصطلاح مین ٹریڈ ونڈ .Trade wind یا پریشر Pressure کہتے ہو۔ انکو زمین پر ضرورت کے موافق برساتی ہے۔ فزیکل جوا گرافی مین فارمیشن آف دی کلاؤڈس اینڈ کازز آف دی رین فال (خلقت ابر اور علت بارش) Formation of the clouds causes of the rain fall. مین امیر المؤمنین علیہ السلام کے ارشاد ابھی ابھی بیان کیے گئے۔ ان تفصیلون کی اجمالی کیفیت عرب کے حکیم الٰہی نے اپنی وسیع تحقیقات مین کیسے مختصر الفاظ مین ایسی تشریح کے ساتھ بیان کر دی ہے کہ پھر انکے سمجھنے مین کسی کو غور کرنے کی مطلق ضرورت نہین ہوگی؛

حقیقت مین اگر اُس زمانہ کی طبیعتین علوم عقلی کی طرف اُسی رغبت اور اشتیاق سے مائل ہوتین جیسی آج اُنیسوین صدی مین پائی جاتی ہین تو ہم یقین کرتے ہین کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے زمانہ ہی مین ان علوم کو ایسی نمایان ترقی حاصل ہوتی جو مامون اور دیگر سلاطین اسلام کے زمانہ مین حاصل نہین ہوئی تھی۔ اور صرف امیر المؤمنین علیہ السلام کی علمی تحقیقات۔ خطبات اور ارشادات نے ان علوم کے متعلق ہمارے پاس اتنا بڑا ذخیرہ چھوڑا ہوتا کہ پھر ہمکو کیپریشس Capricious گیلیلو Galilo کلپر Kilper ہارشل Harshell نیوٹن Newton اور لپٹن Lipton کی تالیفات و تحقیقات کے احسان مند ہونے کی مطلق تکلیف اُٹھانی نہین ہوتی؛

جن مسائل کی توضیح پر آج مغربی دماغون کی اس خصوصیت کے ساتھ تعریف کیجاتی ہے اور اُنکی شکر گذاریون مین گردنین جھکائی جاتی ہین۔ اُنکو چودہ سو برس پہلے امیر المؤمنین علیہ السلام تبلا چکے تھے۔ ان علوم کی تصریح ہم نے ایک ہی خطبہ سے کی ہے۔ اب ہم کتاب نہج البلاغت کا ایک دوسرا خطبہ ذیل مین درج کرتے ہین جس مین زیادہ صراحت سے ان امور کی تفصیل فرمائی گئی ہے؛

الحال الله اشیاء لاوقاتها ولاءم مختلفاتها وغرز غرائزها والزمها اسباحها عالما بها قبل ابتدائها محیطا بحدودها وانتهائها عارفا بقرائنها واحنائها ثم انشا سبحانہ فتق	خدا نے دنیا کی چیزون کو اپنے اوقات پر موقوف رکھا۔ اور اُنکے وقتون کو اُن چیزون کی حقیقت مین جمع کیا۔ پھر اُن چیزون کی طبیعتون کو قائم کیا اور پھر اُن طبیعتون کے اقتضا (فطرت) کو اُنکے ساتھ لازم کیا اور حال یہ کہ

الاجواء وشق الارجاء وسكائك الهواء فاجرى فيها ماء متلاطما تيارہ متراکما زخارہ حملہ علی متن الریح العاصفۃ والزعزع القاصفۃ فامرھا بردہ وسلطھا علی شدۃ وقرنھا الی حدہ الھواء من تحتہا فتیق والماء من فوق دفیق ثم انشا سبحانہ ریحا اعتقم مھبہا وادام مربھا واعصف مجراھا وابعد منشاھا فامرھا بتصفیق الماء الذخار واثارہ موج البحار فمخضتہ مخض السقاء وعصفت بہ عصفہا بالفضاء یرد علی اولہ وساجتہ علی سائرہ حتی غب عبابہ بالزبد رکامہ فرفعہ فی ھواء منفق ؛

وہی اُنکی ابتدا کا جاننے والا اور اُنکے حدود کا محدود کرنیوالا ہے اور اُنکے قرینون کا پہچاننے والا ہے۔ خداے سبحانہ تعالےٰ نے ہوا اور اُسکے اطراف اور اُسکی فضا (اسباب) کو پیدا کیا اور اُس سے پانی کو وجود مین لایا۔ اور اُس پانی کو کشتی چلانیوالی ایسی سخت اور تند ہوا پر جمع کیا اور اُس ہوا کو پانی پر مسلط کیا اور اُس ہوا کو ہوا سے اسقدر قریب کیا کہ ہوا پانی کے نیچے آگئی اور وہ پانی ہوا کے اوپر سے ٹپکنے لگا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس ہوا کو جو نہایت شدت سے چلتی ہے ظاہر کیا۔ اور اُسکو ہمیشہ کے لئے قائم کیا۔ اور اُسکی شدت روانی کو اور تیز کیا۔ اور اسی ہوا کو پانی برسانے اور موج دریا کے پریشان کرنے پر حکم کیا۔ آخر ہوا نے اُس پانی کو جذب کر لیا اور اُسکو دنیا کے خالی مقامون پر (پانی برسانے کی غرض سے) لے گئی ؛

ہمکو اگر ابر کی ترکیب اور پانی برسنے کے اسباب کی نسبت بتلایا گیا ہوگا تو اتنا ہی جتنا ہم اس حکیم الٰہی کے اس مقدس اور مفید ارشادات سے پاتے ہین۔ ان امور کی نسبت ایک مرتبہ نہین ہزارہا مشاہدات ہو چکے ہین۔ او یپوریشن Ovapouration (بخارات) کے تمام مسائل حل ہو چکے ہین۔ ہوا کی تمام قوت انجماد جسکو پاورس آف کنڈنسیشن Powers of Condensation کہتے ہین۔ بخوبی دریافت ہو چکی ہین۔ ہوا کے تمام اقسام معلوم ہین۔ مینزون Mansoon ٹریڈ ونڈ Trade wind پریشر Pressure کی ماہیت اور اُنمین ہر ایک کی علت سے ہم واقف ہین ؛

اسی طرح پانی اور اُسکے تمام ایٹریبیوٹس Attributes (اوصاف) بھی معلوم ہو چکے ہین ان تمام علوم کا مفصل علم رکھکر اس خطبہ کے مجمل بیان پر تفصیل کا لحاظ اور غور کیا جاوے تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ ان امور کے متعلق اس خطبہ مین کوئی امر چھوڑ دیا گیا۔ اگر مجمل بیانات اسوقت کے مفصل حالات سے مطابق کئے جاوین تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے پانی کی ماہیت۔ ہوا کے اوصاف۔ ابر کی ترکیب۔ بارش کے اسباب اور پانی برسنے کی علت۔ غرض جتنی باتین ان مسایل و امور کے متعلق آجکل کے بڑے بڑے کالجون مین پڑھائی جاتی ہین۔ وہ سب مجمل طور پر اس خطبہ مین بیان کر دی ہین ؛

نہایت افسوس ہی کہ علیم الٰہی نے اپنا زمانہ اچھا نہین پایا۔ اور اُسوقت مین اُس ملک اور اُس قوم کے لوگون کو اسکا مطلق مذاق ہی نہین تھا۔ اسلام کے فیضان صحبت نے تو اُنکو اتنا بھی کر دیا تھا۔ جو ان باتون کو اگر قبول نہین کرتے تھے تو خیر سن تو لیتے تھے۔ اسلام سے پہلے تو یہ انسانی جامہ ہی مین نہین تھے۔ ان علوم کی تحصیل کی نسبت وہ کیا سوچتے اور کیا غور کرتے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی تعلیمات کے لئے یہ زمانہ البتہ موزون تھا۔ جسمین ہر انسان کا دماغ۔ ہر امر کو پہلے عقلی ہی دلیل سے ثابت کرنا چاہتا ہی۔ اور ہر مسئلہ کی تلاش مین۔ تمام رستون کو چھوڑ کر۔ سب سے پہلے عقل کی مطابقت اور فطرت کی موافقت کو لازم سمجھتا ہی۔ دیکھو اس حسرت اور اس افسوس مین ہم ہی نہین ہین۔ ہمسے لایق اور بہتر طبقہ والون نے بھی جہان امیر المؤمنین علیہ السلام کے ان حکیمانہ اقوال وارشاد کا ذکر کیا ہی۔ اپنے افسوس اور اپنی کمال حسرت کے اظہار مین اپنے قلم کی آنکھون سے صفحۂ بیان پر ضرور خون دل ٹپکایا ہی اور نہایت حسرت آمیز الفاظ مین اپنے دلی افسوس کا اظہار فرمایا ہی۔ جسے ہم آگے چل کر مندرج کرینگے

علم طبعیات ہی کی تحقیق پر منحصر نہین۔ علوم عقلیہ کی تمام شاخون مین امیر المؤمنین علیہ السلام ایسے ہی کامل پائے جائینگے۔ **علم الکائنات۔ علم الابعاد والاجرام۔ علم الاوزان والاجسام** "Specific Gravity and Gravitation" اسلام کے ظہور سے پہلے۔ عرب مین نجوم کے جاننے والے۔ کاہن کے لقب سے مشہور تھے۔ وہ سب کے سب **سُنبلہ** کے سیار ہونے کے قایل نہین تھے۔ اسی طرح سیار کے توابع کا جنکو موجودہ اصطلاح مین Satellites کہتے ہین اعتراف نہین کیا جاتا تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اپنے وقت مین اہل عرب کو ان دونون چیزونکو تبلایا اور اُسی زمانہ سے اہل عرب سُنبلہ کے سیار اور توابع کی ماہیت سے واقف ہوئے[۱] ؎

حقیقت امر یہ ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا شمار جس مقدس اور اعلا طبقہ مین تھا۔ اُسکا فرض منصبی دنیا کو صرف حق اللہ اور حق الناس کی تعلیم تھی۔ اسکے علاوہ اور نہین۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان امور کی تعلیم دیکر اور اپنے ارشادات مین انکی تفصیل فرما کر دنیا کو تبلا دیا کہ ہمکو دنیا کی ان تعلیمون مین بھی کسی کی استعانت اور استفادہ کی مطلق ضرورت نہین ہی ؎

ہمنے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی۔ جامعیت۔ قابلیت۔ فصاحت وبلاغت کے ثبوت مین اتنے خطباب علی الترتیب مندرج کر دئے ہین۔ جن سے ہمارے مدعا کی کامل تصدیق وتوثیق ہوتی ہی۔ علم الٰہیات کے متعلق جو خطبے نقل کئے گئے ہین اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے معرفت الٰہی اور اُسکی قدرت لامتناہی کے ایسے دقیق اور باریک مسئلون کو کیسے صاف اور پاکیزہ الفاظ

[۱] دیباچہ اتحاف اہل اسلام مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۴۲-

مین بتلایا اور سمجھایا ہی۔ اور اُنکے آسانی سے سمجھ لئے جانے کی ضرورت سے ایسی مثالین دی ہین جو ہمیشہ ہر شخص کے پیش نظر رہتی ہین۔ علم الٓہیات کے جاننے والے جو حکماے یونان کو اپنا پیشوا جانتے ہین۔ اور افلاطون۔ سقراط اور ارسطو کے بتلائے ہوے اصول پر آجتک ناز کرتے ہین۔ وہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے اُن ارشادات کو غور سے پڑھین اور اُن دفترہاے پارینہ کو تہ کر دین ؛

ان خطبات کو چھوڑ کر ابھی ہمارے پاس اس کثرت سے ایسے خطبے اور موجود ہین جنکو ہم نمونہ کے طور پر اگر ایک ایک سطر پر کفایت کر کے لکھنا چاہین تو بھی ہمکو ایک علیحدہ کتاب کی ترتیب دینی ہوگی۔ خصوصًا **خطبہ شقشقیہ۔ قاصعہ۔ تفسیر الہٰکم التکاثر۔ توقیعات محمد ابن ابی بکر و مالک ابن اشتر وغیرہ وغیرہ**۔ کی عبارتین اپنے اعلیٰ مضامین اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے تالیف و تصنیف کی دنیا مین آج تک اپنا نظیر نہین رکھتین۔

اسمین شک نہین کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت اور تمام علوم ظاہری و باطنی۔ نقلی اور عقلی سے واقفیت ایسی مشہور و معروف تھی اور اسی کے ساتھ آپکے محاسن اخلاق اور محامد اوصاف ایسے وسیع اور پاکیزہ تھے۔ جنکا اندازہ کرنا ہمارے امکان سے باہر ہی۔ اگر آپ علمی حیثیت مین بے نظیر ثابت ہو رہے ہین تو شجاعت و دلیری مین بھی بیمثال مانے گئے ہین۔ اگر علم الٓہیات مین لاجواب ہین تو فلسفہ۔ ریاضی اور طبعیات مین بھی فرد واحد شمار ہوے ہین۔ اگر واعظ ہین تو بے نظیر۔ خطیب ہین تو بے مثال۔ زاہد ہین تو لاثانی۔ عابد ہین تو لاجواب۔ فقیہ ہین تو یکتا۔ حکیم ہین تو یہ یکتا ؛

اب ہم ذیل کے سلسلہ مین جملہ اصناف علوم مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت اور کمال کی پوری کیفیت مندرج کرتے ہین ؛

علم القرآن

اس مضمون کے متعلق ہم پوری تفصیل کے ساتھ اوپر لکھ آئے ہین۔ اور آپ کی خدمت مین عبد الرحمن اسلمی کے۔ جو تمام اہل اسلام مین علم القرآن کا پہلا عالم اور حافظ تسلیم کیا گیا ہی۔ تلمذ کا حال قلمبند کر چکے ہین۔ اسکے علاوہ علم القرآن کے عبور کے متعلق جو آپ سے اقوال منقول ہین اُنکو بھی درج کر چکے ہین۔ اس موقع پر جو ہمکو خصوصیت سے لکھنا ہی وہ تجمیع و ترتیب قرآن ہی۔ اور کچھ نہین کیونکہ جہان تک تاریخون سے معلوم ہوتا ہی۔ یہ بات پائی جاتی ہی کہ آپ سے پہلی خلافتون کے وقت مین بھی اسکی نسبت کوشش کی گئی ہی۔ اس لئے ہمکو اس امر کا دکھلا دینا ضرور ہی کہ آپنے اسکے متعلق کہان تک سعی فرمائی۔ اور آپکی سعی کی نسبت اُسوقت کے ذی لیاقت اور قابل اہل اسلام نے کیا راے قائم کی ہی

تاریخ الخلفا مین امام سیوطی لکھتے ہین :-

ان علیا احد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ؛	علی علیہ السلام پہلے وہ شخص ہین جنھون نے قرآن کو جمع کیا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین پیش کیا ؛

زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مین آپکا قرآن جمع کرنا ثابت ہوتا ہی۔ اور تمام جمع کردہ قرآنون مین قرآن علی علیہ السلام سابق ٹھہرتا ہی۔ یہ تو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ ہی۔ اب یہ دیکھنا ہو کہ آپ کے بعد خلافت کے زمانہ مین انکی طرف سے اسکی تجمیع و ترتیب کی طرف بھی کوئی کوشش کی گئی یا نہین۔ یا یہ خیال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی تک پیدا ہو کر رہگیا۔ جہانتک واقعات دیکھے جاتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی اسکی طرف پوری توجہ اور محنت سے کام لیا۔ جو امام ابو داؤد کی ذیل کی عبارت سے پورے طور پر ظاہر ہوتا ہی ؛

روی محمد بن سیرین عن عکرمہ قال لما کان بیعۃ ابی بکر قعد علی فی بیتہ فقیل لابی بکر فذکرہ بیعتک فارسل الیہ فقال اکرھت بیعتی قال لا قال ما اقعدک عنی قال رایت کتاب اللہ یزاد فیہ فحدثتہ نفسی ان لا البس ردائی الا الصلوۃ حتی اجمعہ قال لہ ابو بکر فانک نعم ما رایت قال محمد ابن سیرین لعکرمہ الفوہ کما انزل الاول قال لو اجتمعت الانس والجن یولفوا ھذا التالیف ما استطاعوا (سنن ابن داؤد)	محمد ابن سیرین نے عکرمہ سے روایت کی ہی کہ جب ابو بکر سے لوگون نے بیعت کی اور حضرت علی علیہ السلام گھر بیٹھ رہے۔ لوگون نے ابو بکر سے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام نے آپکی بیعت نہین کی۔ اور کراہت رکھتے ہین۔ ابو بکر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہلا بھیجا کہ کیا وجہ ہی جو آپ میری بیعت سے کراہت رکھتے ہین۔ آپنے جواب دیا کہ نہین پھر پوچھا کہ آپکے گھر بیٹھ رہنے کی کیا وجہ ہی۔ فرمایا کہ میری یہ رائے ہوئی کہ کتاب اللہ مین کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ کیا جائیگا لہذا میرے دل مین آیا کہ مین اپنی ردا سوائے نماز کیوقت کسی وقت نہ اوڑھون۔ جب تک کہ پورا قرآن نہ جمع کرلون

ابو بکر نے کہا کہ آپ کی رائے بہت مناسب ہی۔ محمد ابن سیرین نے عکرمہ سے پوچھا کہ کیا قرآن صحابہ نے اسی طرح تالیف کیا ہی۔ جیسا کہ اول بار نازل ہوا تھا۔ عکرمہ نے جواب دیا کہ اگر تمام انس وجان جمع ہو کر ویسا تالیف کرنا چاہین تو ہرگز جمع نکر سکینگے ؛

امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین اس واقعہ کو یون لکھا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی :-

محمد ابن سیرین کا بیان ہی کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور جناب علی مرتضی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے تامل کیا تو حضرت ابوبکر نے جناب علی مرتضے علیہ السلام سے مل کر کہا کہ آپ میری امارت سے کیون کراہت رکھتے ہین۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا نہین۔ لیکن مین نے عہد کرلیا ہی کہ اپنی ردا کو سوائے نماز کے اور کسی وقت نہ اوڑھونگا جبتک کہ پورے قرآن کو نہ جمع کرلون۔ لوگون کا قول ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے قرآن کی ترتیب تنزیل کے مطابق کی تھی۔ محمد ابن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر وہ قرآن مل جاتا جو آپ نے جمع کیا تھا تو اُس سے بہت کچھ علم حاصل ہوتا؛

اب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے جمع کردہ قرآن کی کیا صورت تھی۔ امام سیوطی لکھتے ہین۔

روی ان مصحف امیر المؤمنین علی علیہ السلام کان اوّلہ اقراء ثمّ المدثر ثمّ المزمل ثمّ نون ثمّ تبّت ثمّ التکویر وھکذا الی اٰخر المکی ثمّ المدنی ؛

روایت ہی کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے جمع کردہ قرآن مین سب سے پہلے سورۂ اقراء پھر سورۂ مدثر۔ پھر سورۂ مزمل۔ پھر سورۂ نون۔ پھر سورۂ تبت۔ پھر سورۂ تکویر پھر اسی طرح مکی سورتین۔ پھر مدنی سورتین تھین ؛

اسی واقعہ کو امام خوارزمی اس عبارت مین لکھتے ہین۔

عن عبد خیر عن علی علیہ السلام قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقسمت لا اصنع ردائی حتی اجمع القرآن ما بین اللوحین فما وضعت عن ظھری حتی جمعت القرآن (اخرجہ الخوارزمی)

عبد خیر جناب علی مرتضے علیہ السلام سے ناقل ہین کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو مین نے قسم کھائی کہ مین اپنی پشت سے اپنی ردا نہ اُتارونگا یعنی آرام نہ لونگا۔ جبتک کہ قرآن کو نہ جمع کرلون جو کچھ کہ دونون لوحون مین ہی۔ مین نے اپنی ردا نہین اُتاری تاوقتیکہ مین نے پورے قرآن کو جمع نہین کرلیا؛

امام طبرانی معجم کبیر مین اسکے متعلق لکھتے ہین

عن زادان عن عبد اللہ ابن مسعود قال قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبعین سورۃ وختمت القرآن علی خیر الناس علی ابن ابیطالب ع ؛

زادان عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر سورتین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھین اور پورا قرآن شریف تمام آدمیون کے بہترین جناب علی مرتضے علیہ السلام سے ختم کیا؛

کتب سماویہ پر عبور

قرآن کے علاوہ۔ اور دیگر کتب آسمانی پر بھی آپ کو عبور کامل تھا۔ امام فخر الدین رازی اسکے متعلق ذیل کا قول خاص امیر المؤمنین علیہ السلام سے نقل فرماتے ہین۔

عن علی علیہ السلام قال لو شئت لی الوسادۃ وجلست علیہا لحکمت بین اھل التوراۃ بتوراتھم وبین اھل الانجیل بانجیلھم وبین اھل الزبور بزبورھم وبین اھل القرآن لقرآنھم ؎ (اربعین)

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام بیان فرماتے ہین کہ اگر میرے لئے مسند بچھائی جاوے اور مین اسپر بیٹھون تو اہل توریت کو توریت کے مطابق۔ اہل انجیل کو انجیل کے مطابق اور اہل قرآن کو قرآن کے مطابق حکم کرون ؎

اس دعوے کے ثبوت مین ہم ایک ایسا واقعہ لکھتے ہین۔ جسکو علامہ علی متقی نے کنز العمال مین۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین اور امام اصفہانی نے کتاب الحجۃ مین۔ قلمبند کیا ہی۔

عن اصبع ابن نباتہ قال کنا جلوسا عند امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام فاتاہ یھودی فقال یا امیر المؤمنین علیہ السلام من کان ربنا فغممنا الیہ فلھرنا ہ حتی کذبلہ یاتی علی نفسہ فقال علی خلوا ثم قال علی علیہ السلام یا اخا الیھود ما اقول لک باذنک واحفظہ بقلبک فانما احدثک عن کتابک الذی جاء بہ موسی ابن عمران فان کنت قد قرأت کتابک وحفظتہ فانک ستجدہ کما اقول انما یقول منی کان ربنا المریکن ثم کان فانما من لم یزل بلا کیف یکون کینونتہ کانت کان لم قبل ؎

اصبغ ابن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت اقدس مین بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ناگاہ ایک مرد یہودی نے آکر پوچھا یا امیر المؤمنین ع ہمارا رب کب سے تھا ہم اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اُسکو اس سوال پر مارین۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا۔ ای یہود بھائی جو کچھ کہ مین کہون تو اُسے اپنے کانون سے سُن لے اور اپنے قلب سے اُسے یاد رکھلے۔ کیونکہ مین تجھکو تیری کتاب جسے موسیٰ ابن عمران لائے تھے۔ بیان کرونگا۔ اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھیگا۔ اور تو اُسکو یاد رکھیگا۔ تو جسطرح مین کہتا ہون ایسا ہی پائیگا۔ یہ بات جو کہتا ہی کہ ہمارا رب کب سے تھا۔ کیا وہ نہین تھا۔ جو اب ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور بغیر کسی کیفیت کے تھا اور ہوتا نہین تھا سو وہ ہمیشہ سے تھا۔ وہ پہلے سے پہلا اور بعد سے بعد ہی۔ ہمیشہ سے بلا کیفیت رہا ہی اور اُسکی کوئی انتہا نہین ہی اور اُسکی طرف کوئی انتہا نہین ہو سکتی۔ تمام نہایات کا انقطاع اُسی کی طرف ہوتا ہی۔ اور وہی ہر نہایت کی

نہایت ہی۔ یہ سنکر یہودی رونے لگا۔ اور کہنے لگا۔ واللہ۔ یا امیر المؤمنین علیہ السلام۔ توریت مین حرف بحرف اسی طرح سے ہی۔ اور مین گواہی دیتا ہون کہ نہین ہی معبود کوئی سوائے خدا کے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے رسول اور بندے ہین ؁

علم التفسیر

حضرت عبد اللہ ابن عباس رئیس المفسرین اور ترجمان القرآن شمار کئے جاتے ہین۔ اور یہ جناب امیر علیہ السلام کے خاص شاگرد تھے۔ سعید ابن جبیر رضہ روایت کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضہ فرماتے تھے کہ جب ہمکو حضرت علی علیہ السلام سے کوئی بات ثابت ہوجاتی تھی تو پھر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہین پڑتی تھی۔ فقیہ ابن المغازلی تحریر فرماتے ہین۔

عن ابن عباس قال یشرح لنا علی نقطۃ الباء لبسم اللہ الرحمن الرحیم لیلۃ فانفلق عمود الصبح فرایت نفسی فی جنبہ کالقرارۃ فی جنب البحر المنعجر ؁	ابن عباس فرماتے ہین کہ ایک رات جناب علی علیہ السلام بائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نقطہ کی شرح فرمانے لگے صبح ہوگئی۔ مگر تفسیر پوری نہوئی۔ مجھے اپنی جان اُنکے پاس مثل ایک فوارہ کے معلوم ہوئی بحر ذخار کے مقابلہ مین ؁

امام ابوعمر لکھتے ہین

عن ابی الطفیل قال شھدت علیاً یقول سلونی واللہ لا تسئلونی الا اخبرتکم وسلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من آیۃ الا وانا اعلم بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل ؁	ابو الطفیل کہتے ہین کہ مین جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ فرما رہے تھے کہ مجھسے پوچھو خدا کی قسم کہ تم مجھسے کوئی بات نہ پوچھوگے جسکا جواب مین تمکو نہ دون۔ مجھسے قرآن کی نسبت پوچھو۔ قسم خدا کی کوئی بات ایسی نہین ہی جسے مین نہ جانتا ہون کہ وہ رات کو نازل

ہوئی ہی کہ دن کو۔ ہموار زمین پر یا پہاڑ پر ؁

امام سیوطی علامہ ابن سعد کے اسناد سے لکھتے ہین۔

عن ابن سعد سمعت علیاً یقول واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت و این نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا ؁ (تاریخ الخلفاء)	ابن سعد کہتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہی کہ کوئی ایسی آیت نہین ہی کہ مین اُسکو نہ جانتا ہون کہ کسکے حق مین نازل ہوئی۔ اور کہان پر نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ تحقیق خدا نے مجھکو دل دانا اور زبان ناطق عطا کی ہی ؁

قال ابن مسعودؓ انه قال انّ القرآن انزل علی سبعة احرف ما منها حرف الّا وله ظهر وبطن وانّ علیاً عنده من الظاهر والباطن (کشف الظنون)

ابن مسعود فرماتے تھے کہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہی۔ کوئی حرف اُسکا ایسا نہین ہی جسکے لئے ظاہر و باطن نہو اور تحقیق کہ علی علیہ السلام کے پاس اُسکا ظاہر و باطن ہی؛

علم القرأت

قرآن کے متعلق علم التفسیر کے ایسا علم القرأت بھی نہایت ضروری ہی۔ اس امر پر تمام اہل سیر و تواریخ کا اتفاق ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین پورا قرآن شریف حفظ فرماکر آپکو سنادیا تھا۔ تمام ائمہ قرات مثل ابو عمر ابن العلاء، اور عاصم ابن ابی النجوہ وغیرہ ابو عبد الرحمٰن السلمی القاری کے شاگرد ہین اور سب نے انھین سے قرارت کی سند حاصل کی ہی۔ اور عبد الرحمٰن جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے شاگرد ہین۔ چنانچہ عبد الرحمٰن سلمی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے حفظ القرآن اور کمال قرارت کے متعلق ذیل کا چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہین جسکو ہم کتاب استیعاب امام عبد البر کی کی اصل عبارت سے ذیل مین لکھتے ہین۔

امام القراء عبد الرحمٰن سلمی او امیر المؤمنین علیہ السلام کی قرارت

عن ابی عبد الرحمٰن السّلمی قال ما رأینا احداً اقرأ من علی صلّینا خلفه فقرا برزخا واسقط حرفا فرجع فقرأ ثمّ عاد الی مقامه فسرا اهل اللغة البرزخ ههنا ایاته کان بین الموضع الّذی یقرء فیه و بین الموضع الّذی کان اسقط منه الحرف ورجع الیه قران کثیر قال والبرزخ بین الشك والیقین والبرزخ بین الشّیٔین؛

قاری ابو عبد الرحمٰن السلمی جو سب قاریون کے استاد مانے گئے ہین کہتے ہین کہ مین نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہین دیکھا ہی ہم اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اُنکو ایک تشابہ پیش آیا۔ اور ایک حرف چھوڑ گئے جب قرآن پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے۔ تو یاد آیا۔ پھر اُسی تشابہ مقام پر لوٹے۔ اُسکو پڑھا اور پھر اصل سلسلہ پر پہونچ گئے۔ اور ایسی حالت مین قرأت کا سلسلہ ذرا بھی نہ ٹوٹا۔ اہل لغت نے برزخ کے معنی مین لکھا ہی کہ یہان برزخ سے وہ مقام مراد ہی کہ وہ جو مقام پڑھ رہے تھے۔ اور اُس مقام تک جہان آپکو حرف کے ساقط ہونے کا شبہہ ہوا تھا۔ قرآن کا بہت بڑا حصّہ تھا جسکی طرف آپنے رجوع فرمایا تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہی کیونکہ برزخ دراصل دو شی کے درمیان کو کہتے ہین؛

علم الفقہ

اس علم کے متعلق ہم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت اور کمال کے اقوال اور کیفیت

مقام پر لکھ آئے ہین ۔ مگر بار دیگر اپنے سلسلۂ بیان کے قائم رکھنے کی ضرورتون سے ۔ پھر چند واقعات ذیل مین قلمبند کرتے ہین :

اس علم کی نسبت صحابہ کبار پر سب سے زیادہ اعتبار کیا جاتا ہی ۔ مسروق رض کی فقہ صحابہ کی نسبت یہ رائے ہی جسے ہم مناقب خوارزمی کی اصل عبارت مین مندرج کرتے ہین ۔

قال مسروق شاممت اصحاب محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فوجدت علیھم انتھی الی عمر وعبد اللّٰہ ابن مسعود و ابی الدرداء ومعاذ ابن جبل وزید ابن ثابت وعلی ابن ابیطالب علیہ السلام ثم شاممت ھؤلاء الحسنۃ فوجدت علیھم انتھی الی الرجلین علی وعبد اللّٰہ ابن مسعود ثم شاممت الاثنین فوجدت علیًا یفضل علی عبد اللّٰہ : (خوارزمی فی المناقب)	مسروق رض کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو سونگھا ۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان لوگون کا علم حضرت عمر ۔ عبد اللہ ابن مسعود ۔ ابو الدرداء معاذ ابن جبل ۔ زید ابن ثابت اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام پر تمام ہی ۔ پھر مین نے ان پانچون کو سونگھا ۔ مجھے معلوم ہوا کہ انکا علم دو آدمیون کی طرف منتہی ہوتا ہی ۔ علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور عبد اللہ ابن مسعود پر ۔ پھر مین نے ان دونون کو سونگھا تو معلوم ہوا کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام عبد اللہ ابن مسعود پر فضیلت رکھتے ہین :

اسی طرح جاحظ عثمانی نے جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم اور فقیہ تھا ۔ اور خلیفہ متوکل باللہ کے لڑکون کا معلم تھا (ابو الفدا) امیر المؤمنین علیہ السلام کی جامعیت کی تحقیق مین ایک رسالہ تصنیف کیا ہی ۔ اور اسی طرح تمام صحابہ کبار پر آپکی فضیلت علمی ثابت کی ہی ۔ اس رسالہ کو مولینا مولوی ابو القاسم صاحب قمی مرحوم نے فارسی مین ۔ اور مولوی سجاد حسین صاحب لکھنوی نے اردو مین ترجمہ کیا جو چھپکر شائع ہو گئے ہین :

جناب امیر علیہ السلام کی جامعیت اور قابلیت کے لئے یہ کیا تھوڑا ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے زمانہ مین آپ ملک یمن کے قاضی بنا کر بھیجے گئے تھے ۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح مین ہی قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اقضی امتی علی ابن ابیطالب علیہ السلام میری امت مین سب سے بڑے قاضی علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین ۔" امام خجندی لکھتے ہین :

عن عمر ابن الخطاب قال لعلیؑ اذا سالہ ففرج عنہ لا ابقانی اللّٰہ بعدک یا علی علیہ السلام :	حضرت عمر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے کچھ پوچھا کرتے تھے اور اُنکے جواب سے خوش ہو کر کہا کرتے تھے ۔ خدا مجھے یا علی علیہ السلام آپکے بعد زندہ نہ رکھے :

امام عبد البر نے کتاب استیعاب مین خلیفہ ثانی کا ایک دوسرا قول نقل کیا ہی۔ وہ یہ ہی۔

عن عمر ابن الخطاب قال لا یفتین احدٌ فی المسجد و علیٌ ع حاضر۔	عمر کہا کرتے تھے کہ جب مسجد مین علی علیہ السلام موجود ہون تو کوئی فتویٰ نہ دے۔

ہم ذیل مین جناب امیر علیہ السلام کے دو چار فیصلے ایسے لکھتے ہین جس سے معلوم ہو جائیگا کہ علم الفقہ مین آپکو کیسی عدیم المثال لیاقت اور عدیم النظیر مہارت حاصل تھی۔ امام طبرانی معجم کبیر مین مسند زید ابن ارقم کے اسناد سے لکھتے ہین۔

آنحضرت ص کی تصدیق امیر المومنین ع کے فیصلون پر

عن زید ابن ارقم قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذ جاءہ کتاب من علی ع ان ثلثۃ نفر اتونی یختصمون فی غلام وطئوا امۃ فی الجاہلیۃ فی طہر واحد کلہم یدعہ انہ ابنہ فقضیت بینہم ان اقرعت سہم وجعلتہ للقارع منہم علی ان یعزم للاخرین ثلثی الدیۃ فضحک النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال ما اعلم فیہا ما قضی علی ع۔	زید ابن ارقم سے روایت ہو کہ مین سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا۔ کہ جناب علی علیہ السلام کا خط آیا۔ اُس مین لکھا تھا کہ میرے پاس تین شخص اپنا جھگڑا ایک لڑکے کی نسبت لیکر آئے کہ زمانہ جاہلیت مین اس لڑکے کی ماں کے ساتھ تینون نے قربت کی ہی۔ اب ان مین ہر ایک شخص اس کو اپنا بیٹا قرار دیتا ہی۔ مین نے اسکے واسطے قرعہ ڈالا۔ جسکے نام قرعہ نکلا اسکو مین نے وہ لڑکا حوالہ کر دیا۔ مگر یہ شرط لگا دی کہ یہ شخص باقی دو شخصون کو دو تہائیان دیت ادا کر دے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ سنکر ہنس پڑے

یہان تک کہ آپکے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپنے ارشاد فرمایا۔ علی علیہ السلام کے فیصلہ کے سوا ہمین اسکا کوئی دوسرا فیصلہ معلوم نہین ہوتا۔

حد شراب مین اضافہ

امام ابن طلحہ الشافعی کتاب مطالب مین لکھتے ہین حضرت عمر کے زمانہ مین حد خمر مین جو اضافہ ہوا وہ آپ ہی کی تجویز تھی۔

کان حد شارب الخمر اربعین سوطا اقامہ ابو بکر کذلک فی ولایتہ ثم اقامہ عمر صدرا فی ولایتہ فلما انھمک الناس فی شربہا واستحقروا واضرب الاربعین شاور عمر اصحابہ فی ذلک فقال علی ان رو	شراب نوش کی حد چالیس کوڑے مقرر تھے۔ ابو بکر نے اپنے زمانہ خلافت مین اسکو اسیطرح قائم رکھا۔ پھر عمر نے بھی ابتدائے خلافت مین اسی کو قائم رکھا۔ جب لوگ شرب خمر مین زیادہ منہمک ہونے لگے۔ اور چالیس کوڑون کو حقیر جاننے لگے تو حضرت عمر نے اس امر مین صحابہ سے مشورہ

اذا شرب سکر و اذا سکر ھذی او ھذا افتری و علی المفتری ثمانون فبلغوا به حد المفتری فاخذ عمر ھذا القول من علی علیه السلام (مطالب السئول)	کی۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم دیکھتے ہین کہ جب کوئی شراب پیتا ہی تو مست ہوجاتا ہی۔ اور جب مست ہوجاتا ہی تو ہزیان بکتا ہی۔ جب ہزیان بکا تو جھوٹ کہا اور جھوٹ کہنے والے کی سزا اسّی کوڑے مقرر ہین۔

اسلیئے ہر شراب پینے والا مفتری ہی۔ اُسکو مفتری یعنی جھوٹ بولنے والے کی سزا ملنی چاہیئے حضرت عمر نے اس حکم کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے اخذ کیا :

خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین یہ واقعہ تحریر کرتے ہین۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیه و اٰله وسلم کان جالسا مع جماعة من الناس فجاءہ خصمان فقال احدھما یا رسول اللہ صلعم ان لی حمارا و ان لھذا البقرة قتلت حماری فبادر رجل عن الحاضرین فقال لاضمان علی البهائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه و اٰله وسلم اقض بینھما یا علی علیه السلام لھما اکانا مرسلین ام مشدودین ام احدھما مشدود و الاخر مرسل فقال کان الحمار مشدودا و البقرة مرسله و صاحبها معها فقال علی علیه السلام صاحب البقرة ضامن الحمار فاقر رسول اللہ صلی اللہ علیه و اٰله وسلم وامضاہ قضاه :	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مع صحابہ کے بیٹھے ہوے تھے کہ دو شخص لڑتے ہوے حضور مین آئے ایک نے انمین سے عرض کی یا رسول اللہ صلعم میرا ایک گدھا تھا۔ اور اس شخص کی گاے تھی۔ اسکی گاے نے میرے گدھے کو مار ڈالا۔ حاضرین مین سے ایک شخص نے کہا کہ جانورون کے فعل کا کوئی ذمہ وار نہین ہوسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام تم ان دونون کا تصفیہ کردو۔ جناب علی علیہ السلام نے پوچھا کہ آیا وہ دونون جانور بندھے تھے یا کھلے۔ یا ان مین سے ایک بندھا تھا اور ایک کھلا جواب دیا گیا کہ گدھا بندھا تھا۔ اور گاے کھلی تھی اور اُسکا مالک اُسکے ساتھ تھا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ گاے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ وار ہی۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے بھی جناب علی علیہ السلام کے فیصلہ کی تصدیق فرمائی۔ اور اُسی کو برقرار رکھا :

امام عبد البر مکی۔ اپنی کتاب استیعاب مین تحریر کرتے ہین :۔

عن مغیرة قال لیس احد من الصحابه اقوی قولا فی الفرائض من علی و کان مغیرة صاحب الفرائض :	مغیرہ کہتے ہین کہ صحابہ مین کوئی زیادہ قوی قول الا جناب علی مرتضی علیہ السلام سے نہین ہی۔ اور مغیرہ خود صاحب فرائض تھا :

محمد ابن طلحۃ الشافعی مطالب السئول مین لکھتا ہی:-

مسئلہ رکابیہ

قیل ان امرأت جاءت عند علی وقد خرج من دارہ لیرکب فترك رجلہ فی الرکاب فقالت یا امیر المؤمنین علیہ السلام ان اخی قد مات وخلف ستمائۃ دینارا وقد دفعوا الی من مالہ دینارا واحدا و اسالك الضافی وانصاف حتی الی فقال لہا خلف اخوك ستین فقالت نعم قال لہما الثلثین اربعمائہ وقال خلف اما قالت نعم قال لہا السدس مایۃ دینار وخلف زوجہ قالت نعم قال لہا الثمن خمس وسبعون وخلف اثنا عشر اخا قالت نعم قال لکل اخ دینار ان ولك دینار فقد اخذت حقك فانصرفی:

ایک عورت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ حضرت اُسوقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے۔ ایک پاؤن رکاب مین رکھ چکے تھے۔ کہ وہ عورت بولی یا امیر المؤمنین علیہ السلام میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑکر مر گیا۔ لوگون نے مجھے اُسکے ترکہ سے صرف ایک دینار دیا ہی مین آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہون۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے بھائی کی دو بیٹیان ہونگی۔ اُسنے کہا ہان۔ فرمایا کہ دو ثلث یعنی چارسو دینار تو اُنکے ہوے اور فرمایا تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی۔ اُسنے کہا ہان۔ فرمایا کہ اُسکو بھی ایک سدس یعنی ایک سو دینار ترکہ مین ملا ہوگا۔ اب تیرے بھائی کی بی بی بھی ہوگی۔ اُسنے کہا ہان۔ ارشاد ہوا کہ زوجہ کو بھی ثمن یعنی پچھتر دینار ملے۔ فرمایا کیا تیرے بارہ بھائی ہین۔ اُسنے کہا ہان۔ ارشاد ہوا کہ دو دو دینار بھائیون کو بھی ملے۔ باقی رہا ایک دینار وہ تیرا حق ہی بس تو اپنا حق پا چکی لوٹ جا*

بیٹیان	مان	زوجہ	بھائی	بہن	
۴۰۰	۱۰۰	۷۵	۲۴ (۱۲)	۱	میزان ۶۰۰ چھ سو دینار

یہ مسئلہ دیناریہ کے نام سے مشہور ہی اسی طرح سے ایک اور مسئلہ ممبریہ کے نام سے مشہور ہی جسکو امام محمد ابن طلحۃ الشافعی ذیل کی عبارت مین لکھتے ہین:-

مسئلہ منبریہ

قیل انہ کان علی منبر الکوفۃ فقام الیہ رجل فقال یا امیر المؤمنین علیہ السلام ان ابنتی قد مات زوجہا ولہا عن ترکتہ الثمن وقد اعطوہا التسع فما سالك الانصاف منہم فقال خلف صہر لك بنتین قال

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا۔ یا امیر المؤمنین علیہ السلام میری لڑکی کا شوہر مر گیا۔ اور اُسکے شوہر کے حصہ مین اُسکا آٹھوان حصہ ہی۔ اور میرے داماد کے ورثا اُسکو نوان حصہ دیتے ہین۔ مین آپ سے اسکا انصاف چاہتا ہون۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا داماد دو بیٹیان چھوڑکر

نعم وقال ابواه باقیان قال نعم قال صار ثمنها تسعا ولا تطلب سواء ؛ (کذا فی مطالب السئول)	مرا ہے۔ اُسنے کہا ہان۔ آپنے فرمایا۔ اُسکے مان باپ بھی زندہ ہین۔ اُسنے کہا ہان۔ آپنے فرمایا کہ حقیقت مین تیری لڑکی کا آٹھوان حصہ اب نوان ہوگیا۔ پس تو اس سے زیادہ نطلب کر"

مسئلہ اسقاط الحمل

ایک شخص نے غصہ کی حالت مین اپنی حاملہ عورت کو اس زور سے مارا کہ اُسکا حمل ساقط ہوگیا عورت کی طرف سے یہ معاملہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین پیش ہوا۔ رو داد سنکر جناب امیر علیہ السلام نے شوہر سے چالیس دینار دیت بین عورت کو دلوا دئے۔ اور ذیل کا آیہ تلاوت فرمایا۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلنه نطفه فی قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقه فجعلنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما وكسونا عظاما لحما طريا انشانا ه خلقا اخر فتبارك الله احسن الخالقين۔ پھر اُسی وقت اس فیصلہ کی پوری تصریح بھی کردی گئی۔ اسطرح کہ نطفہ کا خون بہا بیس۲۰ دینار۔ علقہ کا چالیس۴۰۔ مضغہ کا ساٹھ۔ استخوان کا (قبل از ترکیب خلقت) اسی دینار اور بعد ترکیب خلقت سو دینار اور جب روح آگئی ہو تو ہزار دینار دیت ہوگی ؛

ایک شخص مرگیا اور وصیت کرگیا کہ میرے بعد ایک جز میرے ترکہ سے فلان شخص کو دیا جاوے اُسکے انتقال کے بعد اُسکے ورثہ نے تعین حصہ مین اختلاف کیا اور اُنسے جب کسی طرح تصفیہ نہ ہوسکا تو آخر کار یہ فیصلہ امیر المومنین علیہ السلام کے فیصلہ پر موقوف رکھا گیا جب قضیہ بیان کیا گیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فوراً جواب مین ارشاد فرمایا کہ اُسکے ترکہ سے ساتوان حصہ دو۔ پھر یہ آیہ قرآنی تلاوت فرمایا لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم ؛

خنثائے مشکل کا مسئلہ

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ معاویہ کے پاس جب خنثہ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا تو آپنے آخر مجبور ہوکر امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا۔ آپ نے فوراً جواب ویلا در ذیل کا جواب اُسکو لکھ بھیجا ؛

قال سعید ابن منصور فی سننه باسناده سمعت علیا یقول الحمد لله الذی جعل عدونا یسالنا عما نزل من امر دینه ان معاویة کتب الیّ یسالنی عن خنثی المشکل کتبت الیه ان یورثه من قبل ساله ؛	سعید ابن منصور اپنی سنن مین اپنی اسناد سے لکھتے ہین کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہو کہ خدا کا شکر ہو کہ جسنے ہمارے دشمن کو ایسا کردیا کہ جب اُسپر امور دینیہ مین سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے۔ مین نے اُسکے جواب مین لکھا ہو کہ اُسکے

بول کے مقام کی رو سے اُسکو میراث ملیگی یعنی اگر عورت کی طرح پیشاب کرتا ہو تو عورت کی میراث پائیگا۔ اور اگر مرد کے ایسا پیشاب کرتا ہو تو مرد کا ترکہ پائیگا ؛

علم الحساب

امیر المؤمنین علیہ السلام کو حساب مین عدیم النظیر مہارت حاصل تھی۔ جنکی تفصیل مین ذیل کے چند واقعات قلمبند کئے جاتے ہین۔ کتاب استیعاب مین امام عبد البر لکھتے ہین:۔

عن زرارابن جیش قال جلس رجلان
یتغدیان مع احدھما خمسة ارغفة ومع
الاخر ثلثة ارغفة فلما وضع الغذا بین
ایدیھما مر بھما رجل فسلم فقالا الغذا فجلس
فاستووا فی اکلھم الارغفة الثمانیة
فقام الرجل وطرح الیھما ثمانیة
دراھم وقال لھما خذا ھذا عوضا مما
اکلت من طعامکما فتنازعا وقال صاحب
الارغفة الخمسة لی خمسة دراھم ولك
ثلاثة دراھم وقال صاحب الارغفة
الثلثة لا ارضی الا ان تکون الدراھم
بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المؤمنین
علیه السلام فقصا علیه قضیتھما فقال
لصاحب الارغفة الثلثة قد عرض لك
صاحبك ما عرض وخبزه اکثر من خبزك
فارض بالثلاثة قال لا والله لا رضیت
الا مر الحق فقال له لیس لك فی مر الحق
الا درھم فقال له عرض علیك صاحبك
صلحا فقلت لا ارض الا بمر الحق ولا یجب
لك فی مر الحق الا واحدا فقال الرجل
لو عرفنی الوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال
علی علیه السلام الیس للثمانیة الارغفة

زرارابن جیش سے منقول ہے کہ دو آدمی کھانا کھانے کو
بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ۔ دوسرے کے پاس تین روٹیان
تھین۔ اتنے مین تیسرا آدمی آگیا۔ ان دونون آدمیون
نے شرکت طعام کے لئے اُس سے کہا۔ وہ بھی اُنکے ساتھ
کھانے مین شریک ہوگیا۔ وہ تینون روٹیان جب کھا چکے
وہ تیسرا اٹھ کھڑا ہوگیا۔ اور دونون کو آٹھ درہم دیکر
کہنے لگا کہ یہ عوض ہے اُس کھانے کا جو مین نے تمہارے
کھانے مین سے کھایا ہے۔ وہ دونون آپس مین لڑنے لگے
پانچ روٹیون والے نے کہا مجھے پانچ درہم ملنے چاہئین
اور تجھکو تین۔ تین روٹیون والے نے کہا مین نصف
لونگا۔ تصفیہ کے لئے دونون جناب امیر المؤمنین علیہ السلام
کے پاس آئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا جناب امیر المؤمنین
علیہ السلام نے تین روٹی والے سے کہا۔ تیرا شریک
جو کچھ تجھے دیتا ہے لے۔ حالانکہ اسکی روٹیان تیری
روٹیون سے زیادہ تھین۔ وہ کہنے لگا کہ جب تک کہ
میرا حق مجھے معلوم نہو جائے مین نہین راضی ہوتا۔ امیر
المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا حق تو ایک درہم سے
زیادہ نہین۔ تیرا دوست صلح کی رو سے جو کچھ تجھے دیتا
ہے تو اُسپر یہ کہتا ہے جبتک کہ میرا حق مجھے معلوم نہو جائے
مین نہین راضی ہوتا۔ انصاف کی رو سے تو تیرا حق ایک
ہی درہم ہے۔ اُسنے کہا یا امیر المؤمنین علیہ السلام مجھے اسکی
وجہ بیان فرمائیے تاکہ مین قبول کرون۔ آپنے ارشاد فرمایا

الاربعة وعشرون وثلثا وانتم ثلثا النفس ولا يعلم الاكثر منكم اكلا ولا اقل فتحملون فی اكلكم علی السوآء فاكلت انت ثمانية الثلاث وانما لك تسعة ثلاث واكل صاحبك ثمانية ثلاث وله خمسة عشرا ثلاث وبقی له سبعة اكل صاحب الدراهم واكل لك واحدة من تسعة فلك واحد بواحد وله سبعة لسبعة فقارضيت الاٰن يا علی:

کہ آٹھ روٹیون کی چوبیس تہائیان ہوئین اور تم تین آدمی کھانے والے تھے۔ یہ نہین معلوم ہوسکتا کہ تم مین سے کس نے زیادہ کھایا۔ اسلئے خیال کیا جاسکتا ہی کہ تینون نے برابر کھائین۔ پس تم نے آٹھ تہائیان کھائین اور تمھاری تین روٹیون کی نو تہائیان ہوتی ہین۔ اور تیرے دوست کی پانچ روٹیون کی پندرہ تہائیان تھین اور اُسنے بھی تیری برابر آٹھ تہائیان کھائین اور اُسکی سات تہائیان باقی رہگئین جو درہم والے نے کھائین۔ اور تیری نو تہائیون مین سے اُسنے ایک تہائی لی۔ پس تیرے ایک پارہ نان کے عوض ایک درہم ہی اور اُسکے سات ٹکڑون کے بدلے سات درہم ہوے۔ مجموعًا آٹھ درہم ہوگئے۔ یہ سنکر وہ شخص کہنے لگا کہ مین اب ایک ہی درہم لونگا:

اسی طرح حضرت عمر کے زمانہ مین تین شخص دربار خلافت مین حاضر ہوے۔ عرض کی ہمارے پاس سترہ اونٹ ہین۔ اور ہم تینون آدمی اس مین شریک ہین۔ ایک نصف کا شریک ۲/۱ ہی۔ دوسرا تہائی ۱/۳ کا۔ اور تیسرے کا نوان ۱/۹ حصہ ہی۔ مگر ہماری سب کی یہ خواہش ہی کہ حصہ کے مطابق ہم مین ہمارے اونٹ تقسیم کردئے جائین۔ مگر قطع و برید کی نوبت نہ آنے پاوے۔ تمام اہل اسلام اس تقسیم سے عاجز آئے۔ امیر المومنین علیہ السلام بلائے گئے۔ اور اُنسے روداد معاملہ بیان کی گئی۔ امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ لوگ جیسا چاہتے ہین مین ویسا ہی تقسیم کر دونگا۔ یہ فرماکر بیت المال سے ایک اونٹ منگاکر اُنکے سترہ ۱۷ اونٹون مین ملایا۔ تو مجموعًا اٹھارہ ۱۸ اونٹ ہوے۔ اُنمین سے نصف کے حصہ دار کو نو ۹ اونٹ ۱/۳ کے ثلث حصہ دار کو چھ ۶ اونٹ اور نوین ۱/۹ کے شریک کو دو ۲ اونٹ دئے۔ یہ مجموع سترہ ۱۷ اونٹ ہوے باقی رہا۔ وہ ایک اونٹ۔ وہ جہان سے آیا تھا وہان واپس دیا گیا:

ایک دن جناب امیر المومنین علیہ السلام منبر پر خطبہ فرمارہے تھے۔ ایک شخص نے کسور تسع کا مخرج پوچھا۔ آپنے فورًا اُسکے جواب مین ارشاد فرمایا اضرب ايام سبعوك فی ايام سنتك ہفتہ کے دنون کو سال کے دنون مین ضرب دیدو۔ جو حاصل ضرب آوے۔ وہی کسور تسع کا مخرج ہوگا۔ اسکی تشریح یون ہی کہ عرب قمری حساب سے ہر سال کے ۳۶۰ دن لیتے ہین۔ انکو سات سے ضرب دو تو ۲۵۲۰ حاصل ضرب ہوتے ہین۔ اور کسور تسع اہل عرب نے ایک نام مخصوص اعداد کا رکھا ہی۔ نصف ۲۔ ثلث ۳۔ ربع ۴۔ خمس ۵۔

سدس۔ سبع۔ ثمن۔ تسع۔ اور عشر شامل ہین۔ انکے مخرج سے وہ عدد مراد ہی جس سے تمام حصے برابر تقسیم ہوجا سکین۔ اور کوئی جزو باقی نہ رہے ؛

قاعدہ سے عدد مندرجۂ بالا جو کسور تسع کا مخرج ہی یعنی ۲۵۲۰۔ ان تمام اعداد سے برابر تقسیم ہوجاتا ہی۔ مثلاً اگر نصف سے تقسیم ہو تو ۱۲۶۰ ہوتے ہین۔ ثلث سے تقسیم ہو تو ۸۴۰ ہوتے ہین۔ ربع سے تقسیم ہو ۶۳۰ ہوتے ہین خمس سے تقسیم ہو ۵۰۴ ہوتے ہین۔ سدس سے تقسیم ہو ۴۲۰ نکلتے ہین سبع سے تقسیم ہو ۳۶۰ ہوتے ہین۔ ثمن سے تقسیم ہو ۳۱۵ ہوتے ہین و تسع سے تقسیم ہو ۲۸۰ ہوتے ہین اور عشر سے تقسیم ہو ۲۵۲ ہوتے ہین ؛

علم النحو

یہ علم تو خاص جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ایجاد ہی۔ عرب کے تمامی لٹریچر اور اُنکی خوبیون کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذاتی کمال اور قابلیت کا ممنون ہونا چاہیئے کیونکہ عربی کا معمولی سے معمولی طالب علم بھی زبان عربی کی تعلیم مین علم نحو کی ضرورتون کو خوب جانتا ہی۔ اور عربی پر موقوف نہین۔ تمام زبانین۔ اپنی صرفی ضرورتون کے ساتھ نحوی احتیاجون کے لئے سخت مجبور ہین ؛

امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین تحریر فرماتے ہین :۔

عن ابی الاسود الدئلی قال دخلت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السّلام فرایتہ مطرقا مفکرا فقلت فیما تفکر یا امیر المؤمنین علیہ السلام قال انی سمعت ببلدکم لحنا فاردت کتابا فی اصول العربیّۃ فقلت ان فعلت ھٰذا احییتنا وبقیت فینا ھٰذا اللغۃ ثم اتیتہ بعد ثلث ایّام فالقی الی صحیفۃ فیھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الکلام کلّہ اسم وفعل وحرف۔ فالاسم ما انبأ عن المسمّٰی والفعل ما انبأ عن حرکۃ المسمّٰی والحرف ما انبأ عن معنی لیس باسم

ابوالاسود دئلی علیہ الرحمہ سے منقول ہی کہ ایک دن جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین داخل ہوا۔ دیکھا کہ آپ گردن جھکائے کسی فکر مین بیٹھے ہین مین نے استفسار کیا۔ یا امیر المؤمنین علیہ السلام آپ کس بات مین فکرمند ہین۔ ارشاد کیا مین نے تمھارے اس شہر مین لوگون کو اپنی زبان مین غلطی کرتے ہوے سنا ہی۔ اسلئے مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین ایک ایسی کتاب لکھون جسمین عربی زبان کے قاعدے لکھون۔ مین نے کہا اگر آپ ایسا کرین تو ہم لوگون کو زندہ کردینگے۔ اور ہم مین یہ زبان عربی باقی رہجائیگی۔ پھر مین تین دن کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپنے مجھے ایک کاغذ دیا جسپر یہ عبارت لکھی تھی :۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کلام کی

ولا فعل ثم قال تتبعه وزد فيه ما وقع لك
واعلم يا ابا الاسود ان الاشياء ثلاثة ظاهر
ومضمر وشي ليس بظاهر ولا مضمر وانّما
يتفاضل العلماء في معرفة ما ليس بظاهر
ومضمر قال ابو الاسود فجمعت منه اشياء
وعرضتها عليه فكان من ذلك حروف النّصب
فذكرت منه انّ وانّ وليت ولعلّ و
كانّ ولم اذكر لكن فقال لم تركتها فقلت لم
احسبها منها فقال هي منها فزدها فيها :

تین قسم مین ہین۔ اسم۔ فعل حرف۔ اسم وہ چیز ہی کہ اپنے
مسمی سے خبر دے۔ اور حرف وہ چیز ہی کہ ایسے معنی
سے خبر دے کہ وہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو۔ اور فعل وہ چیز
ہی کہ اپنے مسمی کی حرکت سے خبر دے۔ بعد ازان ارشاد
کیا کہ اسی کا تتبع کرو اور جو کچھ مناسب ہو۔ اسمین اضافہ کرو۔
اور آگاہ ہو اے ابوالاسود کہ سب اشیا تین قسم پر ہین
ایک ظاہر۔ ایک مضمر اور ایک ایسی شی کہ نہ وہ ظاہر ہی
نہ مضمر۔ اور علما کی قابلیت اُسی شی کے دریافت کرنے
مین معلوم ہوتی ہی جو نہ ظاہر ہو نہ مضمر ؛

ابوالاسود کا بیان ہی کہ مین نے اس کلیہ سے بہت سی چیزین نکالین اور جناب امیرالمومنین
علیہ السلام کو سنائین۔ انھین مین حروف ناصبہ کا بھی بیان ہی۔ ان مین۔ انّ۔ لنّ۔ لیت۔ لعلّ۔ اور
کانّ کا ذکر کیا۔ مگر لکنّ کو چھوڑ دیا۔ مین نے عرض کی کہ حروف ناصبہ مین لکن نہین انا جاتا۔ ارشاد ہوا نہین
وہ بھی اسی مین ہی۔ اسکو بھی یاد کرو ؛

فصاحت وبلاغت

ان اوصاف کی تصدیق مین ہمکو کسی ثبوت بہم پہنچانے کی مطلق ضرورت نہین ہی جناب امیرالمومنین
علیہ السلام کے خطبات اس مقصد کے لئے پورے طور سے کافی ہین۔ عبدالحمید ابن یحیٰ کا قول ہی۔ حفظت
سبعین خطبه من خطب الاصلع۔ مین نے ستر خطبے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے یاد
کئے۔ ابن نباتہ۔ جو عرب کا زبردست خطیب مشہور ہی۔ اور حافظ ابن تیمیہ الحرانی خطبات مین جسکی تقلید
کرتے ہین۔ کہتا ہی کہ مین نے جناب علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے مواعظ سے ایک خزانہ حاصل کیا ہی جناب امیرالمومنین
علیہ السلام کی فصاحت ایسی ہی تھی جسنے اپنے کمال کی داد اپنے مخالف سے بھی لے لی ؛ محقن ابن ابی محقن
جناب امیر علیہ السلام کے پاس سے معاویہ کے پاس چلا گیا اور خوشامد کی راہ سے کہنے لگا جئتك من
عند اعيى الناس فهو والله ما لسن الفصاحة القريش وغیرہ یعنی مین تیرے نزدیک ایسے شخص
کے پاس سے آیا ہون جو بات کرنے مین عاجز ہی۔ معویہ نے کہا افسوس ہی تجھپر تو ایسے شخص کو بات کرنے مین عاجز
کہتا ہی۔ خدا کی قسم ہی قریش کے لئے فصاحت مین کوئی اس سے زیادہ بامحاورہ بولنے والا نہین ہی ؛
کتاب شفا مین ابن صباغ مالکی اندلسی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک

طولانی حدیث نقل کی ہے جسمین یہ فقرہ درج ہے :۔

اختارنی اللہ بالنبوۃ واختار علیا بالشجاعۃ والفصاحۃ۔ خدائے سبحانہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے لئے اختیار کیا اور علی علیہ السلام کو شجاعت اور فصاحت کے لئے :

حاضر جوابی

ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین بیٹھے تھے۔ اور صحابہ کا مجمع تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرما نوش فرمارہے تھے۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام بھی شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہم خرما وہم ثواب سمجھکر۔ خوش طبعی کی نیت سے خرما کھاتے جاتے تھے اور اُنکی گٹھلیان جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے آگے رکھتے جاتے تھے۔ دیگر صحابہ بھی آپکے تتبع مین ایسا ہی کرتے تھے۔ جب سب کھجورین چک گئین تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ سب سے زیادہ خرمے کسنے کھائے ہین صحابہ نے جواب دیا من اکثر نواتہ فھواکول جسکے آگے گٹھلیان زیادہ ہین اُسی نے خرمے بھی زیادہ کھائے۔ جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے یہ سنکر بلا تامل فرمایا الابل من اکل مع النواۃ فھواکلول نہین بلکہ وہ جو خرمون کو گٹھلیون سمیت کھا گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر بے اختیار ہنس پڑے :

امام احمد ابن حنبل مناقب مین لکھتے ہین :۔

عن محمد ابن قیس قال دخل لناس من الیھود علی علیہ السلام فقالوالہ ما صبرتم بعد نبیکم الا خمسین وعشرین حتی قتل بعضکم بعضا فقال علی علیہ السلام قد کان صبرا خیرا ولاکنکم ماحفت اقدامکم من البحر حتی قلتم یاموسیٰ اجعل لنا الھا الھم الہ	محمد ابن قیس سے روایت ہے کہ چند یہودی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین آکر کہنے لگے کہ تم لوگون نے اپنے نبی کے بعد پچیس ۲۵ برس بھی صبر نہین کیا۔ تا اینکہ تم مین سے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا فی الحقیقت صبر کرنا بہتر تھا لیکن تمھارے قدم تو ابھی دریائے مصر سے باہر بھی نہین ہوئے تھے کہ تمنے کہا یا موسیٰ جیسے مصریون کے خدا تھے ویسے ہی ضد اہمکو بھی بنادے

ایک دن حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر تینون حضرات اس ترتیب سے جارہے تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام بیچ مین تھے۔ اور یہ دونون حضرات ادھر اُدھر حضرت ابوبکر وحضرت عمر قد وقامت مین امیر المومنین علیہ السلام سے نکلتے تھے۔ اثنائے راہ مین حضرت عمر نے امیر المومنین علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا یا علی علیہ السلام فیما بمنزلۃ النون فی لنا یا علیؑ

علیہ السلام تمھاری مثال اسوقت ایسی ہی جیسے لفظ لنا کا نون۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فی البدیہ ارشاد فرمایا لولا انا بینکما لکنتما الا اگر مین تم لوگون مین موجود نہون تو تم حرف لا ہو کر رہجاؤ ؛

ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو ایسے مکان مین بند کر دین کہ اُس مین کہین دروازہ نہو تو اُسکا رزق موعود کس راستے سے پہونچیگا۔ جواب مین ارشاد ہوا من حیث یاتی اجلہ جدھر سے اُسکی اجل موعود آئیگی ؛

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ مشرق سے لیکر مغرب تک کتنا فاصلہ ہی۔ فرمایا مسیرۃ یوم للشمس آفتاب کے ایک روز کی مسافت کے برابر ؛

کسی نے آپ کی تعریف مین از حد مبالغہ کیا۔ حالانکہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اُسے خوب پہچانتے تھے کہ یہ میرا مخالف ہی۔ اُسکے جواب مین ارشاد ہوا انا دون ما تقول وفوق فی نفسک مین اُس سے کمتر ہون جو تم نے بیان کیا۔ اور اُس سے کہین زیادہ ہون۔ جیسا تم مجھکو دل مین سمجھتے ہو ؛

ایک شخص نے خدمت مین آکر عرض کی کہ مین آپکو بھی دوست رکھتا ہون اور آپکے دشمن کو بھی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا الا ان انت اعور اما ان تعمیٰ واما ان تبصر۔ تم اسوقت واحد العین کی مثال ہو۔ یا تو وہ بھی آنکھ پھوڑ ڈالو اور بالکل اندھے ہوجاؤ۔ اور نہین تو دونون آنکھون مین روشنی پیدا کرو ؛

قنبرؓ کو آزاد کرتے وقت جو سرخط امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے لکھدی۔ اُسکے الفاظ یہ ہین کنت امس لی فصرت الیوم مثلی وھبتک لمن وھب لی کتبہ علیؑ۔ کل تو میرا محکوم اور مملوک تھا اور آج مجھ جیسا ہو گیا جس نے تجھے مجھے دیا تھا مین نے تجھے اُسی کو دیدیا۔ کاتب الحروف علی۔

ایک مرتبہ خوارج کے دس علمانے کہا کہ ہم سب مل کر آپ سے ایک سوال کرنا چاہتے ہین۔ شرط یہ ہی کہ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ جواب دیا جائے۔ اور ایک جواب دوسرے جواب سے نملے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت کشادہ پیشانی سے اُنکی استدعا کو قبول کیا اور ارشاد فرمایا کہ پوچھو۔ اُنہین سے پہلے نے پوچھا کہ علم بہتر ہی یا مال۔ ارشاد ہوا۔ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال فرعون کی متروکات سے ہی اور علم انبیاء علی نبینا وآلہ وعلیہم السلام کی میراث ہی۔ دوسرے سے فرمایا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال کی تم نگہبانی کرتے ہو اور علم تمھاری محافظت کرتا ہی۔ تیسرے سے فرمایا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہی اور علم تعلیم کرنے سے اور زیادہ ہوتا ہی۔ چوتھے سے فرمایا کہ علم بہتر ہی کیونکہ مالدار کے بہت سے دشمن ہوتے ہین اور علم والا ہر دلعزیز ہوتا ہی۔ پانچوین کو ارشاد ہوا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مالدار کو اکثر لوگ بخیل کہتے ہین اور صاحب علم ہمیشہ کریم کہلاتا ہی۔ چھٹے سے فرمایا کہ علم

بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال کو چور۔ رہزن۔ کیسہ بر اور سو آفتین ہین اور علم کی دولت ان سب سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہی۔ ساتوین سے کہا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال کے لئے حساب ہی اور علم کے لئے کچھ بھی نہین۔ آٹھوین سے ارشاد ہوا علم بہتر ہی اسلئے کہ مال عرصہ تک رکھنے سے کہنہ اور فرسودہ ہوجاتا ہی اور علم کو امتداد ایام سے کچھ نقصان نہین پہونچتا۔ نوین سے فرمایا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ مال سے قلب سیاہ ہوجاتا ہی اور علم سے منور۔ دسوین سے ارشاد کیا کہ علم بہتر ہی۔ اسلئے کہ کثرت مال سے فرعون و نمرود وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ کیا اور کثرت علم سے ہمارے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماعبدناک حق معرفتک اُنکے جواب اُنکے سوالون کے مطابق دیکر جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم مجھسے میری موت کے وقت تک بھی سوال کرتے رہوگے تو مین برابر ایسے ہی جواب دیتا رہونگا۔ اور ایک کو دُھرا کر نہ کہونگا۔ یہ سنکر خوارج اپنی مخالفت سے باز رہے[۱] ۝

شاعری اور اُسکے کمال

اہل عرب ذوتین اوصاف ہر شخص مین تلاش کرتے تھے۔ شرافت شجاعت اور شاعری یعنی شعر کہنے یا شعر سمجھنے کی پوری مہارت۔ اُنکے پرزور قصیدے عکاظ کے میلون کے جلسے۔ اُسمین ہر ہر قبیلہ کی طبع آزمائیان اور اُنکا مقابلہ۔ اُنھین کے ملک اور اُنھین کی قوم پر منحصر نہین۔ اور دوسری قومون مین دور دور تک مشہور تھے جن لوگون نے اسلام سے پہلے عرب کے حالات پڑھے ہین وہ لوگ اُنکی شاعری کی کیفیت سے پورے واقف ہونگے۔ اب اُسوقت اُنکی شاعری کا کیسا ہی مذاق ہو۔ ہمکو اس سے بحث نہین۔ صرف اُنکی نفس شاعری سے مطلب ہی ۝

عرب اور شاعری

ان مین ہمیشہ سے اس فن کے لوگ بہت بڑی وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ہر قبیلہ کا ایک علیحدہ شاعر ہوتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ اُسے عزیز رکھتے تھے۔ اُسکے احکام بجالاتے تھے۔ اہل عرب ہمیشہ سے مشق سخن کے عادی تھے۔ اور اُنکو ہمیشہ سے تلاش مضامین مین اپنی موجودہ طرز معاشرت کے سبب جنگل اور میدانون مین برابر رہنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ اُنمین اس فن کا مذاق اس کثرت سے پھیلا ہوا تھا کہ ہر شخص اپنے لئے شاعر ہونے کی آرزو کرتا تھا۔ اُنکی سخن آرائی اور طبع آزمائیون کی کامل مثالین اور کافی ثبوت سبعہ معلقات کے قصیدون سے ملتے ہین۔ انمین سے چند عربی کے موجودہ درس مین ابتک شامل ہین۔ جن لوگون نے پڑھا ہوگا وہ اُنکی طبیعت کے زور اور مشق سخن کے کمال سے خوب واقف ہونگے جس سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ ان لوگون نے اپنی جہالت کے زمانہ مین اس فن کو کس کمال تک پہونچایا تھا ۝

اسلام نے شاعری کے خیال کو اپنے وقت مین بالکل مردہ نہین کر دیا تھا۔ اُسنے بھی اسکی قدر کی۔ مگر ہان اسلام نے عموماً اُن مضامین کو سرے سے ناپسند کیا۔ جو نابغہ اور امرء القیس وغیرہ کے کلام مین پائے جاتے

[۱] المرتضیٰ صفحہ ۱۴۱

تھے۔ جن سے انسان کی تہذیب۔ شایستگی اور اخلاق بگڑتے تھے۔ اسلام بھی اسکی ضرورت سے خالی نہین رہا مشرکین مکہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجوین کہنی شروع کر دین۔ ان کہنے والون مین عمر عاص۔ ابوسفیان ابن حرب اور عبداللہ ابن زبعیری تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے جواب دینے کے لئے اہل اسلام مین سے بھی تین صاحبون کو چُنا۔ جو اپنی فصاحت۔ بلاغت اور انداز بیان کے اعتبار سے بہت بڑے شاعر مشہور تھے۔ وہ یہ تھے۔ حسان ابن ثابت۔ عبداللہ ابن رواحہ اور کعب ابن مالک۔ مشرکین کے جواب مین انکی صیحیح ہجوین کہی جاتی تھین۔ بلکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور محامد او صاف کے اظہار مین قصائد تصنیف کیئے جاتے تھے۔ ان حضرات کے علاوہ جناب ابیطالب علیہ السلام بھی اس مبارک خدمت کو بجالاتے تھے؀

شاعری فن ہمیشہ عمدہ رہا تھا؀

شاعرانہ مذاق عرب مین ہمیشہ سے عمدہ محاسن مین شمار ہوتا تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح مین اکثر صحابہ اشعار منظوم فرماتے تھے۔ جنکو آپ نہایت توجہ اور رغبت سے سنتے تھے۔ واقعہ غدیر کے متعلق حسان ابن ثابت نے جو قصیدہ پڑھا تھا اور اُسکو سنکر جو ارشاد کیا گیا تھا۔ اُسکا تمام حال اس کتاب کی پہلی جلد مین درج ہو چکا ہے؀

ابن ابی کعب کے قصیدے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر جسقدر محظوظ و مسرور ہوے تھے۔ اُسکی کیفیت تمام اسلامی کتابون مین درج ہے۔ یہان تک کہ آپنے اپنی ردائے مبارک کا مخصوص انعام انھین عنایت فرمایا۔ یہی ردائے مقدس۔ تمام خلافتون کے سلسلون سے ہوتی ہوئی سلطان المعظم کے خزانۂ عامرہ مین آج تک محفوظ ہے؀

امیر المومنین ع اور عرب کی شاعری کی اصلاح

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مبارک ذات جامع کمالات۔ اس فن کے کمال سے بھی خالی نہین تھی۔ امیر المومنین علیہ السلام کی شاعری کیسی تھی۔ ہم انکی پاک و پاکیزہ شاعری کی شان اور اُنکے مقدس اور عظمت بھرے کلام کو عام شعرا کے کلام سے نسبت دیکر یا مقابل کرکے کبھی نہ گھٹائین گے۔ عرب کی معمولی شاعری اور امیر المومنین علیہ السلام کے انداز کلام مین آسمان زمین کا فرق تھا۔ جن امور کو عرب کے شعرا اپنے کلام کی خوبی سمجھتے تھے امیر المومنین علیہ السلام اُنکو عیب جانتے تھے۔ اہل عرب کے اسوقت کے کلام فواحش۔ بے ہودہ اور اخلاق وآداب انسانی کے بگاڑنے والے مضامین سے بھرے ہوے تھے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے مبارک بیان مین۔ تہذیب۔ اخلاق۔ شجاعت۔ مفید اور ضروری نصائح۔ حکیمانہ ہدایتین اور عقلی تجربے۔ روزمرہ کی ضروریات۔ جرأت اور ہمت کے خیالات اور میدان جنگ کی دلیرانہ رجز خوانیون کے نادر اور اعلے مضامین بھرے تھے۔ آپکے اشعار مین تمام اخلاقی اور روحانی تعلیم کے اثر موجود تھے؀

شاعری کے متعلق جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے وہی خیالات تھے۔ جو زمانہ موجودہ مین چودہ سو برس بعد پیدا ہوے ہین۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی شاعری نے عرب کے تمام معرکہ آرا شاعرون کی نسبت وہی اصلاح تجویز فرمائی تھی جو ہم اسوقت اپنے زمانہ کی شاعری کے متعلق مفید اور ضروری خیال کر رہے ہین ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام اہل عرب کے خیالات مین اخلاق کی پاکیزگی۔ تہذیب۔ مذاق کی درستی اور اُنکے کلام مین شایستگی پیدا کرنے کی عموماً کوشش فرماتے تھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جسطرح انکے کلام کی اصلاح فرمائی اور اپنی خداداد طبیعت کے زور سے اخلاقی اور روحانی مضامین کو پیدا کیا۔ وہ آپ کی کمال شاعری پر وال ہی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی شاعری کا دار و مدار عموماً اہل اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم پر تھا جسطرح خطبات مین تمام اہل اسلام کی تعلیم و ہدایت کے احکام مندرج تھے اُسی طرح مختلف اشعار اور متفرق نظمون مین بھی اُنکے اخلاق کی اصلاح کے سامان کیے جاتے تھے۔ اب ہم ذیل مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام معجز نظام کی چند مبارک مثالین نمونہ کے طور پر قلمبند کرتے ہین :-

مفاخرت سے پرہیز

الناس من جهة التمثال اكفاءُا
ابوهم آدمؑ وامهم حوّاء
فان لم يكن لهم من اصلهم
يفاخرون به فالطين والماء
وان اتيت بفخر من ذوی نسب
فان نسبتنا جود وعلياء
لافضل الا لاهل العلم انّهم
على الهدى لمن استهدى ادلّاء
وقيمة المرء ما قد كان يحسنه
والجهلون لاهل العلم اعداء
تفتم بعلم ولا تبغی له بدلا
فالناس موتی واهل العلم احياء

لاتصحب اخا الجهل اياك واياه

شکل ظاہری کے اعتبار سے تمام انسان یکسان ہین کیونکہ اُن سب کے باپ آدم علیہ السلام اور مان حوّا علیہا السلام ہین۔
اگر انھین اپنی اصلیت پر کوئی شرافت حاصل ہی جسپر وہ فخر کرین تو اُن کی حقیقت یہ ہی کہ اُنکی خلقت مٹی سے اور پانی سے ظاہر ہوئی ہی۔
اگر تم عالی نسبی پر فخر کرتے ہو تو ہم تمھاری علو نسبی کے مقابلہ مین اپنی فیاضی اور عالی ہمتی پر فخر کرتے ہین۔
کیونکہ کوئی بزرگی سوا علم کے حاصل نہین ہی۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہین اور جو انسے طلب ہدایت کرتا ہی وہ اُسکے رہبر ہوتے ہین۔
آدمی کی قیمت اُسکے علم کی خوبیان ہین۔
اور جاہل اہل علم کے دشمن ہوتے ہین۔
ہم لوگون کو چاہیے کہ شیوۂ علم اختیار کرین۔ اور علم کا بدلہ ڈھونڈھیں
اسلئے کہ بے علم انسان مردے کے برابر ہوتے ہین اور اہل علم زندہ آدمیون کا حکم رکھتے ہین ؛
جاہلون کے ساتھ صحبت نرکھو اور اُنسے علیحدگی اختیار کرو

فکم من جاهل اردی حکما حین اخاه	اسلئے کہ صحبت جاہل کی مرد دانا کو ہلاکت کا انجام نتیجہ دکھاتا ہی

علم و ادب کے محامد

لیس الجمال باثواب بزینتها	انسان کی اصلی زینت کپڑے پہنکر نہین ہوتی۔
انّ الجمال جمال العلم والادب	انسان کی زینت اُسکے علم اور ادب پر منحصر ہی۔
فاطلب فدیتك علما واکتسب ادبا	امام حسن علیہ السلام نصیحتاً فرماتے ہین مین تمپر صدقے علم حاصل کرو تحصیل علم کو
نظفر یدیك به واستعجل الطلبا	ہمیشہ عزیز رکھو کہ تمھارا ہاتھ اسکی کامیابی تک پہونچ جائے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی موعظت

ما للفتی حسب الا اذا کملت	کبھی کوئی تمھارے ایسا جوان اپنے حسب و نسب کیوجہ سے اپنے آپکو کامل نہین
ادابه وحوی الادب والحساب	کہسکتا تا وقتیکہ وہ تہذیب نہ حاصل کرے۔
کن ابن من شئت واکتسب ادبا	چاہیے تم کسی کے بیٹے ہو۔ مگر تحصیل ادب کرو۔ پھر تمکو اپنے حسب و
یغنیك محمودا عن النّسب	نسب کے اظہار کی ضرورت باقی نہین رہیگی۔
فلیس یغنی الحبیب نسبته	اگر تم مین قوت تقریر اور ادب و تہذیب کچھ بھی نہین تو تم کبھی اپنی
بلا لسان له ولا ادب	ضرورتون کی احتیاج سے باہر نہین ہوسکتے۔
ان الفتی من یقولها انا ذا	مرد وہی ہی جو کہے مین ایسا ہون۔
لیس الفتی من تقول کان ابی	وہ مرد ہرگز نہین کہا جاسکتا جو کہے میرے باپ ایسے تھے۔

صفت عقل

ایها الفاخر جهلا بالنسب	نسب و حسب پر فخر کرنا جہالت ہی۔ کیونکہ تمام انسان ایک ماں
انما الناس لامّ ولاب	اور باپ سے پیدا ہوے ہین۔
هل تراهم خلقوا من فضة	آیا تم آدمیون مین سے کسی کو دیکھتے ہو کہ وہ بخلاف تمھارے
ام حدید ام نحاس ام ذهب	چاندی۔ لوہے پیتل اور سونے سے پیدا کیا گیا ہو۔
هل تراهم خلقوا من فضلهم	کیا تم آدمیون مین دیکھتے ہو کہ وہ سوائے چربی۔ گوشت اور
هل سوی لحم وعظم وعصب	ہڈیون کے کسی دوسری چیزون سے مرکب ہوا ہو۔
انما الفخر لعقل ثابت	اگر اُنکا فخر ثابت ہوسکتا ہی تو عقل۔ غیرت اور تہذیب کے
وحیاء وعفاف وادب	اعتبار پر۔

موعظت در رفتار زمانہ

فرض علی الناس ان یتوبوا	انسان پر فرض ہی کہ توبہ کرے۔ لیکن گناہون کا ترک ہی کر دینا
لکن ترك الذنوب ارجب	توبہ کرنے سے واجب تر ہی۔
والدھر فی صرفہ عجیب	زمانہ کی تصرفات عجیب ہین۔ مگر اُن مین انسان کا غافل رہنا
وغفلۃ الناس فیہ اعجب	زیادہ عجیب ہی۔
والصبر فی النائبات صعب	مصیبت پر صبر کا کرنا دشوار ہی۔ لیکن صواب کا چھوڑ دینا اُس سے
لکن فوت الصواب اصعب	زیادہ دشوار ہی۔
وکل ما یرتجی قریب	وہ تمام چیزین جنکی تمنا کیجائے قریب ہین۔ مگر موت ان تمام چیزون سے
والموت من کل ذلك اقرب	قریب تر ہوتی ہی۔

شکایت اہل روزگار

تغیرت المودۃ والاخاء	دوستی اور اخوت باہمی بدل گئی۔ صداقت کم ہو گئی اور امیدین
وقل الصدق وانقطع الرجاء	منقطع ہو گئین۔
واسلمنی الزمان الی صدیق	زمانہ نے ہم کو ایسے دوست کے حوالہ کر دیا ہی جو نہایت عہد شکن
کثیر الغدر لیس لہ رعاء	ہی اور جو دوستون کے ساتھ مطلق رعایت نہین کرتا۔
اذا انکرت عہدا من حمیم	(میرا خلق یہ ہی) جب کوئی میرا دوست مجھسے پیمان شکنی کرتا ہی تو اُسکے مقابلہ
ففی نفسی التکرم والحیاء	مین میرا نفس اپنی ذاتی تکریم اور حیا کے سبب اُس سے انتقام نہین لیتا۔
وکل جراحۃ فلہا دواء	تمام جراحتون کی دوا ممکن ہی۔ مگر بد اخلاقی کے زخم کی دوا
وسوء الخلق لیس لہ دواء	نہین ہی۔
ورب اخ وفیت لہ وفی	مین نے اپنے سب بھائیون سے وفا کی۔ مگر اُنکی وفاداریون مین
ولکن لا یدوم لہ الوفاء	قیام نہین دیکھا۔
یدیمون المودۃ ما راؤنی	میرے دوست اپنی محبت کو اُسوقت تک قائم رکھتے ہین۔ جبتک وہ
ویبقی الود ما یبقی اللقاء	مجھے اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین۔
اخلاء اذا استغنیت عنہم	ارباب زمانہ اُسی وقت تک دوست رہتے ہین جبتک اُنکو ضرورت رہتی
واعداء اذا نزل البلاء	ہی اور جب ہم پر کوئی مصیبت آتی ہی تو وہ ہمارے دشمن ہو جاتے ہین۔
وان غیبت عن احد قلانی	جبوقت ہم اپنے کسی دشمن کی نظر سے چھپ جاتے ہین تو وہ دوست ہمارے ساتھ دشمنی

وعافيني بما فيه اكتفاء
اذا ما راس اهل البيت ولّى
بدا لهم من النّاس الجفاء

کرنے لگتا ہی۔ اور ہمارے ساتھ سختی سے پیش آتا ہی۔
جب سے سردار اہل بیت (جناب شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انتقال فرمایا ہم اہلبیت (سلام اللہ علیہم اجمعین) پر آدمیونکی طرف سے جفائین شروع ہو گئین۔

مرثیہ جناب سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہ اجمعین

أمن بعد تكفين النبيّ ودفنه
باثوابه آسى على هالك ثوى

آیا مجھکو اجازت دی جائیگی کہ مین اپنے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر تجہیز و تکفین کے بعد رونے بیٹھون۔

رزئنا رسول الله فينا فلن نرى
بذلك عديلا ما حيينا من الرّدى

حقیقت مین رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے درمیان سے اُٹھ جانا ہمارے لئے ایسی مصیبت ہر کہ ہم باوجود زندہ رہنے اور ہلاکت سے محفوظ رہنے کے۔ اونکی مثال دوسرا نہین دیکھینگے۔

وكان لنا كالحصن من دون اهله
له معقل حرز حريز من العدى

آپ اپنے رشتہ مندون سے خاصکر میرے لئے میرے دشمنون کے مقابلہ مین جائے پناہ اور حفاظت محکم تھے۔

وكنّا بمرآة نرى النور والهدى
صباح مساء راح فينا او غتدى

ہم آن کے دیدار سے انوار ہدایت پاتے تھے۔ ہر صبح و شام جب صبح سے شام ہوتی اور شام سے صبح۔

لظلمة بعد موته نهارا فقد زادت
زادت على ظلمة الدجى

ہماری تاریکی چھپی ہوئی تھی۔ اور اُنکے انتقال کے بعد وہ تاریکی اور ظلمتون کے ساتھ روزانہ بڑھتی گئی۔

فيا خير من ضمّ الجوانح والحشا
ويا خير ميّت ضمّه التراب والثّرى

اے بہترین اموات (خالی جگہون کے تمام رہنے والون سے بہتر) اور اُن تمام مردون سے بہتر جنکو خشک زمین نے جمع کیا ہی۔

كأن امور النّاس بعدك ضمّنت
سفينة موج حين في البحر قد سما

آپکے بعد آدمیون کے تمام امور ایسے خراب ہو گئے۔ اور ابتر۔ جیسے کشتی پر کوئی چیز رکھدی جائے اور وہ تمام چیز موج دریا کیوجہ سے درہم و برہم ہو جائے۔

وضاق فضاء الارض عنهم برحبه
لفقد رسول الله اذ قيل قد مضى

جسوقت یہ معلوم ہوا کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وفات پائی تو زمین بھی (صدمہ کے سبب) باوجود اس وسعت کے تنگ ہو گئی۔

فقد نزلت للمسلمين مصيبة
كصدع الصفا لا شعب للصدع في الصفا

مسلمانون پر ایسی مصیبت نازل ہوئی۔ جیسے پتھر کا شگاف کہ پھر اُسکا علاج نہین ہو سکتا۔

فلن يستقل النّاس تلك مصيبة
ولن يجبر العظم الذي منهم وهى

اس مصیبت کو ہرگز ہرگز کم نہ شمار کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو ہڈی بدن سے جدا کر لی گئی پھر ملائی نہین جاسکتی۔

وفی کل وقت للصلوٰۃ یہیجہ بلال ویدعوا باسمہ کلما دعی	(وہ دن یاد آتے ہین) کہ بلال رضہ ہمیشہ جب آپکا نام لیتا تو آپکو دعا دیتا تھا اور درود بھیجتا ہوا آپکو نماز کے لیئے اُٹھاتا تھا۔
ویطلب اقوام مواریث ہالک وفینا مواریث النبوۃ والھدی	اب دنیا مین قومون کو میراث فانی کی تلاش ہی۔ اور ہم مین نبوت اور ہدایت کی میراث موجود ہی۔
اخلاقی نصیحتین	
تردّ رداء الصبر عند النوائب تنال من جمیل الصبر حسن العواقب	تم مصیبتون کے وقت صبر کی چادر اوڑھلو اور صبر کے محاسن اوصاف سے اپنے محاسن عاقبت حاصل کرو۔
وکن صاحب للحلم فی کل مشہد فما الحلم الا خیر خدن وصاحب	ہر مجمع اور جلسہ مین تم بردبار رہو۔ کیونکہ حلم سے بہتر تمھارے لیئے نہ کوئی دوست ہی اور نہ مصاحب۔
وکن حافظا عہد الصدیق وراعیا تذق من کمال الحفظ صفو المشارب	تم اپنے دوستون کے استحقاق کو محفوظ رکھو۔ اور اُنکے ساتھ رعایت ملحوظ رکھو کہ تمکو بھی کمال حفاظت کا ذائقہ ملجائے۔
وکن شاکر اللہ فی کل نعمۃ یثبک علی النعمی جزیل المواھب	تم ہر نعمت خدا کا شکر کیا کرو کہ خداے تعالےٰ اُن نعمتون سے زیادہ نعمت تمھین عطا فرماوے۔
وما المرء الا بجعل نفسہ وکن طالبا فی الناس اھل المراتب	آدمی سواے اسکے کچھ بھی نہین کہ ایک مکان مین باعتبار اپنے نفس کے قید ہی۔ تم اُن لوگونکی تلاش کرو جو اہل مراتب ہین۔
وکن طالبا للرزق من باب حلہ یضاعف علیک الرزق من کل جانب	تم اپنے رزق طریقۂ حلال سے طلب کرو کہ تم پر (اس وجہ سے) وہی نفقہ ہر طرف سے زیادہ کیا جاوے۔
وصن منک ماء الوجہ لا تبذلہ ولا تسأل الانذال فضل الرغائب	اپنی حفاظت کرو۔ اپنی آبروریزی نہ چاہو۔ اچھے کم درجہ والون سے بخشش پانے کے لیئے سؤال نہ کرو۔
وکن موجبا حق الصدیق اذا اتی الیک ببر صدق منک راجب	جب کوئی دوست تمھارے پاس آئے تو تم اُسکے حقوق محبت اُسی صداقت سے ادا کرو جو اُسکے طریقے ہوتے ہین۔
وکن حافظا للوالدین وناصرا بجارک ذی التقوی واھل الاقارب	اپنے والدین کے معین رہو۔ اور اپنے ہمسایۂ دیندار اور قرابت والون کے حقوق کی بھی حفاظت کرو۔
صفت عقل	
وافضل قسم اللہ للمرء عقلہ	انسان کے لیئے بہترین نعمت عقل ہی۔ اور کوئی خوبی عقل کے برابر

فليس من الخيرات شئ يقاربه	نہین ہوسکتی۔
اذا اكمل الرحمان للمرء عقله	خدا جب کسی آدمی کی عقل کو کامل کر دیتا ہی تو اُسکے اخلاق اور
فقد كملت اخلاقه ومآربه	مقاصد بھی کامل ہوجاتے ہین۔
يزين الفتى في الناس صحة عقله	صحت عقل انسان کی زینت ہی اور عقل ہی کے مطابق اُسکے
وان كان محظورا عليه مكاسبه	عمل کتابی ہوتے ہین۔
يعيش الفتى في الناس بالعقل انه	آدمیون مین آدمی عقل کے ذریعہ سے رہتے سہتے ہین اور عقل ہی کے
على العقل يجري علمه وتجاربه	مطابق اُسکے علم اور تجربے جاری ہوتے ہین۔
يشين الفتى في الناس قلة عقله	عقل کی کمی انسان کے تمام عیوب کے باعث ہین اگرچہ اُسکے مناصب
وان كرمت اعراقه ومناصبه	اور مدارج کتنے ہی بلند نہ ہون۔

ترک علائق دنیا

الام تجر اذيال التصابي	تم کہانتک اپنی محبت کے دامن کو پھیلاؤگے۔ حالانکہ تمھاری پیری نے
وشيبك قد تصابر الشباب	تمھاری جوانی کی چادر کو سپید کر ڈالا۔
بلال الشيب في فوديك نادى	تمھارا بلال پیری۔ تمھارے سر چڑھکر چلا چلا کر پکار اُٹھا کہ اُٹھو
باعلى الصوت حي على الذهاب	چلنے کے لیے۔
طمعت اقامة في دار طعن	تم ہمیشہ اپنے گھر مین رہنے کے لالچ کرتے ہو۔ ایسی لالچ نہ کرو۔ کیونکہ
فلا تطمع فرجلك في الركاب	تمھارا پاؤن تو رکاب کے اندر ہے۔
خلقت من التراب وعن قريب	تم مٹی سے پیدا کیئے گئے ہو اور وہ دن بہت قریب ہے کہ تم مٹی
تغيب تحت اطباق التراب	کے پردون مین چھپا دیئے جاؤ۔
اعامر قصرك المرفوع اقصر	اے محل رفیع کے بنانے والو۔ اُسکا بنانا کم کرو۔ کیونکہ تم تو اصل مین
فانك ساكن القبر الخراب	ویران قبر کے رہنے والے ہو۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

فريح القلب من وجع القلوب	پروردگارا۔ آج تجھے وہ ضعیف الجسم جسکا دل گناہون سے دردمند
يحيل الجسم لشهيق بالنحيب	ہو رہا ہی تجھکو رو رو کر پکار رہا ہی۔
اضر الجسمه سهر الليالي	شب بیداریون نے اُسکے جسم کو ضرر پہونچایا ہی۔ اور اُسکے جسم کو سوکھی
فصار الجسم منه كالقضيب	ہوئی شاخ کے ایسا بنایا ہی۔

وغیر لونه خوف شدید	خوف شدید نے اُسکے رنگ کو متغیر کردیا ہی اور وہ اپنی طول
لما یلقاه من طول الکروب	مصیبت سے نہین دیکھ سکتا۔
ینادی بالتضرع یا الٰہی	میری لغزشون کو کم کردے اور میرے عیوب کو چھپادے۔ وہ
اقلنی عثرتی واستر عیوبی	نہایت منت وزاری سے تجھسے دعا کرتا ہی۔ اے پروردگار۔
فزعت الی الخلائق مستغیثا	مین نے تمام خلائق سے فریاد کی۔ مگر اُنمین سے کسی کو ایسا نہین پایا
فلو ار فی الخلائق من مجیب	جو میری فریاد کا جواب دیکر میری اعانت کرتا۔
وانت مجیب من یدعوک ربی	اے پروردگار میرے۔ تو البتہ اُن لوگون کا جواب دیتا ہی جو تجھکو
وتکشف ضرّ عبدک یا حبیبی	پکارتے ہین۔
ودائی باطن ولدیک طب	اے پروردگار میرے۔ تیرے ایسا میرے لئے کوئی طبیب نہین ہی۔
ومن لی مثل طبک یا حبیبی	میرے دل کے درد کا علاج تیرے پاس ہی۔

ہم نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام معجز نظام کا ایک مختصر خلاصہ لکھدیا ہی۔ جسے ہم اپنے موجودہ مدعا کے اظہار کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ انکے ایک ایک شعر مین۔ اخلاقی تعلیم۔ جو اہل عرب کی سی مبتدی تہذیب کے لئے کتنی ضروری اور مفید تھی۔ کیسے سچے اور ستھرے الفاظ مین پہونچائی گئی۔ علم۔ ادب۔ تہذیب۔ شائستگی۔ مفاخرت بیجا سے پرہیز۔ شکر نعمت اور موعظت سے لیکر خداے تعالےٰ شانہٗ کی مناجات تک کے مضامین۔ جو اپنی خوبی۔ سلاست اور فصاحت مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ کیسے پر اثر اور پاکیزہ الفاظ مین بتلائے گئے ہین۔ اب ہم ایسے اخلاقی اور روحانی مضامین کے مقابلہ مین عرب کے اگلے اور بیہودہ اور فحش کلامون کو یاد دلاکر۔ ناظرین کتاب کو کیون بدمزہ کرین۔ امرء القیس۔ نابغہ اور نجاشی وغیرہم کے قصائد اور اُنکے شواہد اور معشوق کے مدحیات اور اُنکے تعیش اور طرز معاشرت اب بھی اُنکے کلام سے ظاہر اور ثابت ہین جو اسوقت تک اطراف عالم مین عام طور سے ذایع وشایع ہین ؛

اتنے مضامین کو پڑھکر جو دنیا کو اخلاق کی کافی تعلیم دیتے ہین۔ کوئی شخص کبھی منہ پھیر کر بھی شعراے عرب کے قدیم اشعار کی طرف نہین دیکھیگا۔ یہ اشعار اور اُنکے مضامین دنیا کی تہذیب اور اخلاق کو سرے سے بگاڑ دینگے۔ انکے برعکس جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام تمام اہل دنیا کو۔ تہذیب۔ اخلاق اور شائستگی کا سبق دینگے۔ ہادی کا کلام بھی ہادی ہی ہونا چاہئے۔ اور ہادی کا کام ہدایت۔ امیر المؤمنین علیہ السلام تمام اہل اسلام کی ہدایت کے ذمہ دار تھے۔ ضرور تھا کہ وہ ہر قرینہ سے۔ ہر ذریعہ سے۔ اُنکی ہدایت۔ اصلاح اور رفاہ کے اسباب درست فرماتے ؛

خطبات مرتضوی۔ جو ابھی ابھی اوپر لکھے گئے۔ آئین ملکی احکام۔ ہدایت عامہ کے ارشاد۔ مواعظ اور روزمرہ کی گفتگو۔ ایک ایک کرکے درج ہین۔ انمین سے کوئی خطبہ ایسا نہین ہوگا جس مین اہل اسلام کی دینی۔ دنیوی۔ اخلاقی اور روحانی تعلیم و ہدایت کے لئے انتہا درجہ تک کوشش نہ فرمائی گئی ہو۔ اور انمین سے کسی امر کے متعلق کوئی ایسی بات فروگذاشت نہین کی گئی جسمین اُنکی ہدایت اور تعلیم دونون کا لحاظ نرکھا گیا ہو۔ اگر اخلاق کی نسبت ہدایت فرمائی گئی توپھر اُسکے تمام ضروری اور مفید امور بتلادیے گئے۔ اگر دینیات کی تعلیم دی گئی۔ تو اُسکے متعلق تمام مضامین اول سے لیکر آخر تک دکھلادیے گئے ؛

عرب مین مذاق شاعری قدیم سے چلا آتا ہے۔ اور ہر شخص اسکو قدر سے دیکھتا تھا۔ مگر جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے ذاتی اعزاز اپنے کلام کی شہرت کے محتاج نہین تھے۔ سلطان الشعرا یا ملک الشعرا کا خطاب امیرالمومنین کے لقب سے زیادہ مناسب اور موزون نہین ہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو اس فن مین اپنے کمال دکھلانے کا موقع جس ضرورت نے دیا تھا۔ وہ یہی اہل اسلام کی ہدایت اور اُنکے بیہودہ مذاق اور فحش خیالات سے اصلاح تھی۔ اور کچھ نہین۔ اسلام نے اسوقت تک اہل عرب کو جو کچھ سمجھایا تھا وہ صرف خطبات اور عام مواعظ کے طریقہ مین۔ کیونکہ اُنکو جو کچھ بتلایا گیا وہ وحی کی آیات اور حدیث کی عبارات مین اسلام کی دینی اور دنیوی۔ اخلاقی اور روحانی تعلیمین نظمی پیرایہ مین اسوقت تک بالکل اچھوتی تھین۔ اور اسمین شک نہین کہ عرب کی شعر پسند طبیعتین۔ جو ایک مدت دراز سے شاعرانہ مذاق کے ساتھ دلچسپی کا فطرتی تعلق رکھتی تھین۔ وہ اسلامی مواعظ اور اُسکے اخلاقی محاسن کی تعلیمون کو ایک حد تک ضرور نظم کے خاص پیرایہ مین تلاش کرتی تھین۔ اُنکو عکاظ کے میلے۔ وہان کے جلسے۔ ایام حج کی شاعرانہ صحبتین۔ اُنکی پرجوش طبع آزمائیان اور پرزور قصائد۔ ابھی تک یاد تھین۔ وہ اُن امور کو اسلام کی معجزنما تعلیمون مین ضرور ڈھونڈھتی تھین۔ حسان ابن ابی کعب۔ عبداللہ ابن رواحہ وغیرہم سے اسلامی شاعری کا دائرہ خالی نہین تھا۔ اور نہ نبوت کے بعد خلافت کا زمانہ ایسے ذی جوہر بزرگون سے محروم تھا۔ مگر اسکی طرف کوئی مخصوص توجہ نہین کیجاتی تھی۔ اسوجہ سے۔ اسوقت تک شاعری کے پیرایہ مین اسلام کی ہدایت کا پارٹ ادا نہین کیا گیا تھا ؛

جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے تردد اور پریشانیون کی موجودہ حالتون پر بھی اسلام کے ہدایت کے منصب کو اس خاص پیرایہ مین بھی اُسی مستعدی اور سرگرمی سے اُسی طرح ادا فرمایا جس طرح امارت مومنین کے فرائض کو۔ اور اسمین شک نہین کہ اسلام کی ہدایت کے متعلق اس ایجاد کا سہرا آپکی ذاتی قابلیت اور جامعیت کے سر چڑھا ؛

ہمارے اس خلاصہ اشعار مرتضویہ کو پڑھکر اور آپکے تمام اخلاقی اور روحانی تعلیموں سے بھرے ہوئے دلکش اور پر اثر مضامین پر غور کر کے ہر شخص خود بخود فیصلہ کر سکتا ہی کہ آپکے یہ مضامین۔ اُنکے مطالب کیسی سچی تہذیب۔ صفائی اور شائستگی کی تعلیم دیتے ہین۔ عرب کی بیس برس پہلے کی شاعری پر اگر غور کیا جاوے تو ہمکین کہین ان مضامین کا پتہ نہین لگتا۔ ان اشعار کی پاکیزگی اور جدت مضامین۔ وہی اصلاح بتلا رہی ہی جو فی زماننا۔ ہندوستانی۔ فارسی اور اردو بلکہ تمام ایشیائی شعر و سخن کے لئے تجویز ہو رہی ہی۔ اُسے چودہ سو برس پہلے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام تجویز فرما چکے ہین ؛

ان ملکون کے شعر و سخن کو جن حدود تک محدود ہونا چاہئے۔ وہ نمونہ کے طور پر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام خود دکھلا چکے ہین۔ اگر اُسی وقت اہل اسلام نے اپنی شاعری کا رنگ بدل دیا ہوتا تو عرب سے یہ عاشقانہ مذاق نہ ایران مین آتا اور نہ ایران سے ہندوستان مین اور موجودہ زمانہ مین ایشیائی شاعری کو بیہودنی الزامات سے محفوظ رہنے کا پورا موقع حاصل ہوتا ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام کے مفید نصائح

ہم ابھی ابھی اوپر کے مضامین مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی اور جامعیت لکھ چکے ہین۔ جسکا اعتراف اسلام کے ہر طبقہ اور فرقہ والے نے کیا ہی۔ انکی جامعیت۔ قابلیت اور کمال نے اسی طرح ہر زمانہ کے اور ہر قوم و ملت کے بڑے بڑے لیاقت والے علماء سے۔ اس علمی وسعت تحقیقات حسن کلام۔ فصاحت و بلاغت۔ غرض تمام جامعیت کا کامل اعتراف کرایا ہی ؛

اب ہم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے وہ ارشادات اور احکام دکھلاتے ہین جس سے سمجھ لیا جائیگا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے عرب مین علمی مذاق پیدا کرنے کی کتنی کوشش فرمائی تھی۔ اور اُنکے علمی سرمایہ کو کتنا وسیع کرنا چاہا تھا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کی مقدس صحبت کبھی علمی تذکرون سے خالی نہین رہی اور آپکا کوئی خطبہ ایسا نہین تھا جس سے علمی مطالب کا کچھ نہ کچھ استفادہ نہوتا ہو۔ آپکے مفید اقوال اور ضروری نصائح جو تحصیل علم کے متعلق ارشاد کئے گئے تھے۔ وہ ذیل مین درج کئے جاتے ہین ؛

تحصیل علم

ادرى العلم فی ذل وجوع وفاقة وبعد من الاباء والاهل والوطن لو كان كسب العلم سهل حرقه لما كان ذو جهل على الارض فی الزمن ؛	مین علم کو۔ ذلت۔ بھوک۔ فاقہ۔ فرقت والدین۔ دوری وطن اور فراق اہل و عیال مین پاتا ہون۔ اگر تحصیل علم کوئی سہل کام ہوتا تو روے زمین پر کوئی کسی زمانہ مین جاہل نہوتا ؛

کمیل ابن زیاد نخعی کو مخصوص تاکید

قال الکمیل اخرجنی امیرالمؤمنین علیه السلام الی الجبان فلما اصحر تنفس الصعداء ثم قال یا کمیل هذه القلوب اوعیة فخیرها اوعاها فاحفظ عنی ما اقول لك الناس ثلثة فعالم ربانی ومتعلم علی سبیل نجاة وهمج رعاع اتباع کل ناعق یمیلون مع کل ریح لم یستضیئوا بنور العلم ولم یلجئوا الی رکن وثیق یا کمیل العلم خیر من المال والعلم یحرسك وانت تحرس المال والمال ینقصه النفقة والعلم یزکو علی الانفاق وصنیع المال یزول بزواله یا کمیل ابن زیاد معرفة العلم دین یدان به یکسب الانسان :

کمیل ابن زیاد نخعی ناقل ہین کہ امیرالمؤمنین علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور صحرا کی طرف چلے جب ہم لوگ صحرا کے قریب پہونچے تو آپنے ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا اے کمیل ۔ ہمارے دل ظروف کی مثال ہین ۔ عمدہ دل وہی ہین جسمین عمدہ عمدہ باتین بھری جائین ۔ دیکھو جو مین تم سے کہتا ہون اُسے یاد رکھو ۔ دنیا مین تین قسم کے آدمی ہوتے ہین ۔ اول عالم ربانی ۔ جو خداے سبحانہ تعالے کو اُسکے صدیقین تک پہچانتا ہی ۔ دوم متعلم ۔ جو تحصیل معرفت مین کوشش کرتے ہین ۔ سوم سفلہ ۔ نہ اُنمین علم ہی اور نہ تحصیل علم کی طرف اُنکی کوئی خواہش دیکھی جاتی ہی ۔ ایسے لوگون کے لئے کوئی علم اور اعتبار نہین کیا جاتا ۔ انکو جس کسی نے آواز دی یہ اُسی کے ہو رہے ۔ اور جس ہوا نے چاہا اُنکو اپنی جگہ سے اُکھاڑ پھینکا ۔ انکے پاس نور علم نہین ہی کہ یہ اُس سے روشنی حاصل کرین ۔ اور اپنی پیٹھ کو کسی مستحکم ستون سے لگائین ۔ خدا کی معرفت مین استقلال حاصل کرین ۔ اے کمیل ۔ علم بہتر ہی مال سے ۔ اسلئے کہ علم تمہاری محافظت کریگا ۔ اور تمکو تہلکہ سے بچائیگا ۔ اور مال تمہاری محافظت کا آپ محتاج ہی ۔ اگر تم اُسکی حفاظت نکرو تو وہ ضایع ہو جائیگا ۔ مال بانٹنے اور تقسیم کرنے سے کم ہو جائیگا اور علم جسقدر بانٹا جائیگا ۔ بڑھتا رہیگا ۔ اور وہ تمام اسباب جنکو مال سے تعلق ہی تمہارے زوال پانے کے وقت زوال پذیر ہو جائینگے ۔ مگر تمہارے علمی آثار ہمیشہ برقرار رہین گے :

یا کمیل معرفة العلم دین یدان به یکسب الانسان الطاعة فی حیاته وجمیل الاحدوثة بعد وفاته والعلم حاکم والمال محکوم علیه یا کمیل ابن

اے کمیل تحصیل علم ایسی شرافت ہی جو تمہارے ارکان دین مین داخل ہی کہ اُسپر تمکو اعتماد ہونا چاہیے ۔ اور اُسکو اپنے فرائض مین شمار کرنا چاہیے ۔ اپنی حیات کے زمانہ مین علم کے ذریعے سے معرفت تمام حاصل کرو اور

ابن زیاد هلك خزان الاموال وهم احیاء والعلماء باقون ما بقی الدهر اعیانهم مفقودة وامثالهم فی القلوب موجودة ؛

اپنی وفات کے بعد محاسن و محامد کے اچھے اچھے نمونے یادگار چھوڑ جاؤ۔ عالم حاکم ہی۔ مالدار محکوم جس مقام مین علم کا اظہار کیا جائیگا۔ مال اُس سے حاصل کیا جائیگا۔ اسی کمیل زیادہ تر وہی لوگ تباہ و برباد ہوے۔ جنھون نے مالون کو خزانون مین داخل کیا۔ ہرچند وہ اپنی ظاہری صورتون مین زندہ شمار کیے جاتے ہین لیکن حقیقت مین علم والے اُسوقت تک زندہ باقی ہین جس وقت تک زمانہ باقی ہی۔ ہرچند کہ وہ اپنی ظاہری صورتون مین مردہ کی مثال ہوتے ہین۔ کیونکہ دنیا مین اگرچہ اُنکی ذات پائی نہین جاتی لیکن اُنکی قابلیتون کے آثار اور اُنکی لیاقتون کے یادگار باقی رہجاتے ہین ؛

علم کے اوصاف پڑھ لیے گئے۔ اب عقل کے محاسن ملاحظہ ہون۔ ہم اسکی ذیل مین سب سے پہلے اُن مختصر اور مفید نصائح کو درج کرتے ہین جو امیرالمؤمنین علیہ السلام نے بسبیل تذکرہ اپنے اصحاب ارشاد فرمائے ہین۔ یہ نصائح اپنے اُن مطالب مین۔ اصلاح حال۔ درستی امور۔ ترتیب تہذیب اور تمام اخلاقی اور روحانی تعلیمات کے متعلق کامل طور سے ایک بہت بڑے معلم کا کام دیتے ہین ؛

جناب امام حسن علیہ السلام سے محاسن عقل کی تعریف

قال امیرالمؤمنین علیه السلام لابنه حسن علیه السلام یا بنیّ احفظ عنّی اربعا واربعا لا تضرك ما عملت معهن ان اغنی الغنی العقل واکبر الفقر الحمق واوحش الوحشة العجب واکرم الحسب حسن الخلق یا بنیّ ایاك ومصادقة الاحمق فانه یرید ان ینفعك فیضرك وایاك مصادقة البخیل فانه یقعد عنك احوج ما تكون الیه وایاك مصادقة الفاجر فانه یبیعك بالتافه وایاك مصادقة الكذاب فانه كالسراب یقرب علیك

یہ وہ نصیحت ہے جو جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام کو فرمائی تھی۔ ارشاد فرماتے ہین۔ بیٹا۔ چار چیزین ایسی ہین کہ اگر کوئی اُنھین اختیار کرے تو کبھی نقصان نہ اُٹھائے۔ اور وہ اپنے تمام مقصود سے غنی ہوجاوے تمام چیزون کے استغناء سے عقل کا استغنا بہتر ہی اور تمام دنیا کی ناداریون سے حماقت کی ناداری بدتر ہی۔ اور دنیا کی تمام وحشتون سے تکبر اور خودبینی کی وحشت ہی۔ اور دنیا کی تمام شرافتون سے اعلیٰ محاسن اخلاق کی شرافت ہی۔ بیعقل لوگون سے اپنے آپکو بچاؤ۔ کیونکہ اُسکی بیعقلی اگرچہ تمھارے لیے مفید بھی

البعيد وبعيد عليك القريب ؛	ثابت ہو مگر اگر تم اُسکے فائدون پر غور کرو تو وہ فائدے

تمھارے حق مین عین نقصانات ثابت ہونگے بخیل کی دوستی سے بھی پرہیز کرو۔ اُسکی محبت تمکو کاہل اور سست کردیگی۔ بُرے لوگون کی دوستی سے بھی احتیاط کرو۔ کیونکہ اُنکی محبت تمکو بھی آوارہ کردیگی جو آخر مین تمھاری بدمزگی کا باعث ہوگی۔ جھوٹ بولنے والے لوگون کی مصاحبت سے بھی پرہیز کرو کہ اُنکی دوستی تمھارے ساتھ سراب کے مثال ہوگی۔ وہ تمھارے دور کی چیزون کو تمھارے نزدیک دکھلائے گی۔ اور تمھارے نزدیک کی چیزون کو تم سے دور دکھلائیگی۔

ایضاً محاسن عقل

لاموال اعود من العقل ولا وحشة من العجب ولا عقل التدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کحسن الخلق ولا میراث کالادب ولا قائد کالتوفیق ولا تجارة کالعمل الصالح ولا ربح کالثواب ولا ورع کالوقوف عند الشبهه ولا زهد کالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر ولا عبادة کالفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا مظاهرة اوثق من المشاورة ؛[۱]	کوئی چیز عقل سے زیادہ مفید نہین اور کوئی چیز خودبینی اور تکبر سے زیادہ وحشت دلانیوالی نہین اور کوئی عقل تدبیر عقل کے برابر نہین اور کوئی بزرگی تقویٰ کی برابر نہین اور کوئی رفیق خوش خلقی اور محاسن اخلاق کے برابر نہین۔ اور کوئی میراث ادب سے اچھی نہین۔ اور کوئی احتیاط اجتناب سے بہتر نہین۔ اور کوئی پرہیز حرام چیزون کے پرہیز سے بہتر اور سودمند نہین۔ اور کوئی علم بغیر اُسکی فکر مشیت کے نہین۔ اور کوئی شرافت علم کے برابر نہین ہے اور کوئی قوت مشاورت کی قوتون سے زیادہ مستحکم نہین ہوتی ؛

شکر نعمت اور توبہ و انابت کی تاکید

من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اعطی الدعا لم یحرم الاجابة ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرة ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادة ؛	جس شخص کو چار چیزون کی توفیق دنیا مین حاصل ہوئی وہ چار چیزون سے کبھی محروم نرکھا جائیگا۔ جسکو توفیق دعا کرنے کی ہوئی وہ کبھی اجابت اور قبولیت کی نعمتون سے محروم نہ رکھا جائیگا۔ اور جسکو توبہ کی توفیق دی گئی وہ قبول توبہ سے محروم نرکھا جائیگا۔ اور جسکو استغفار

کی توفیق ہوئی۔ وہ آمرزش سے بےبہرہ نرکھا جائیگا۔ اور جسکو شکر کی توفیق عنایت ہوئی وہ ازدیاد نعمت کی سعادتون سے محروم نرکھا جائیگا ؛

[۱] نہج البلاغۃ۔

محاسن اخلاق کی تفصیل

الجود حارس الاعراض والحلم قدام
السفيه والعفو زكان القطر والسوء عوضك
ممن هذر والاستشارة عنق الهداية
وقد خاطر من استغنى برايه والصبر
بناضل الحدثان والجزع بين اعوان
الزمان واشراق الغنى ترك المنى وكم
من عقل ابتر وهواء هوى ومن التوفيق
حفظه التجربة والمودة قرابة مستفادة
ولا تامنن ملولا :

فیاضی تمھاری حفظ آبرو ہی۔ اور حلم تمھارے اُس کپڑے کے
مانند ہی جو تم شیشہ کے منہ پر اس غرض سے باندھتے ہو کہ تمھارے
عروق مین کثافت نہ آئے۔ اسی طرح حلم تمھاری زبان سے
غلیظ اور بُری باتون کے نکلنے کو روکتا ہی۔ عفو تمھاری
کامیابی کی زکوٰۃ ہی۔ جب تم اپنے حریف کے مقابلہ مین
کامیاب ہو اور اُسپر فتح پاؤ تو تمھاری کامیابی کا کمال
یہی ہی کہ تم اُسکے قصور معاف کر دو۔ تسلّی اور اطمینان لانا
اُس شخص کا عمدہ عوض ہی جو تم سے غدر کرے اور مخالفت
پر آمادہ ہو۔ مثلاً جب کوئی دوست تم سے غدر کرے اور
محبت کے باہمی معاہد توڑ ڈالے تو اپنے دل کو اُسکے فراق مین تسلّی دیا کرو کہ تسلّی سے اُسکے وصال کی باقیماندہ
آرزو رفتہ رفتہ مردہ ہو جائیگی۔ جب یہ آرزو تمھارے دل سے مردہ ہو جاویگی تو یہی تسلّی اور اطمینان تمھارے
دل مین اُسکی محبت کے عوض مستحکم ہو جائینگے۔ مشورت لینا ہدایت کا چشمہ ہی۔ حقیقت مین اُس شخص نے ضرور آپکو
خطرہ مین ڈالدیا جسنے صرف اپنی راے پر اعتبار کیا۔ اور ہر امر مین اپنی ہی غور و فکر پر اعتماد کیا۔ اور دوسرے
عقل والون سے مشورت نہین لی۔ بیشک وہ اپنے امور کو خطرہ مین ڈالتا ہی اور وہ کبھی ان خطرون سے نہ بچیگا۔
صبر حوادث زمان کے مقابلہ مین تیراندازی کی جگہ ہی۔ اور جزع۔ یعنی گریہ وزاری حوادث کو قوت دیتا ہی یعنی جب
کوئی آدمی دنیا کی مصیبتون مین گرفتار ہو جاتا ہی اور صبر کو اپنا شعار بناتا ہی تو گویا وہ اپنے مصائب کے مقابلہ
مین اپنے صبر سے تیراندازی کرنا چاہتا ہی۔ وہ اگر روتا پیٹتا ہی تو وہ اپنی حالتون کو اور زیادہ کرتا ہی۔ شریف ترین
استغنا ترک آرزو ہی۔ جو آدمی جسقدر اپنی آرزوؤنکو ترک کریگا۔ اُسیقدر مطمئن رہیگا۔ بہت سی عقول اسیر ہین اور
بہت سی خواہشین امیر۔ مناسب ہی کہ تمھاری خواہشین تمھاری عقول کی محکوم بنائی جائین۔ تاکہ وہ امور دنیا
و آخرت مین تمھاری مضرت کا باعث نہون۔ مگر بہت سی ایسی حالتین ہوتی ہین جسمین نفس محکوم اور عقل مغلوب
ہو جاتی ہی۔ اور اسی وجہ سے فساد پیدا ہوتے ہین اور مصیبتین ظاہر ہوتی ہین۔ اپنے تجربات کا یاد رکھنا توفیقات
مین شامل ہی۔ کیونکہ جس آدمی کے ساتھ توفیقات الٰہی رفیق ہوتی ہین اُسکو تجربہ حاصل ہوتا ہی۔ اُن تجربونکو
بھولنا نہین چاہتے۔ اور اُن امور کی مضرت کو نہ بھولے جسمین وہ پڑ چکا ہی۔ دوستی ایک تازہ قرابت ہی جس
شخص نے تمھارے ساتھ محبت پیدا کی ہی حقیقت مین اُسنے تمھارے ساتھ ایک نئی قرابت قائم کی ہی کیونکہ

جتنی مدد تمکو اپنی قرابت والون سے پہونچنے والی ہو اُس سے زاید یہ دوست تمھارے امور مین تمکو مدد پہونچائینگے۔ جو شخص کہ تم سے ملول ہو اور اُس ملال کے لئے تمپر کوئی سختی نکرتا ہو تو تم اُس سے مطمئن نہ رہو۔ یعنی ایسا شخص جو تمھاری طرف سے آزردہ ہوگا اور تمپر اُسکا اظہار نکرتا ہوگا۔ وہ بیشک ان باتون کو ہمیشہ اپنے دل مین لئے رہیگا۔

کمیل ابن زیاد نخعی کو موعظت

یا کمیل امر اهلك ان یرجوا فی کسب المکارم فی حاجة من هو نائم ایک جگہ سے دوسری جگہ آیا جایا کرین۔	اے کمیل تم اپنے لڑکون سے کہو کہ محاسن اخلاق اور محامد عادات کی تحصیل مین کوشش کرین اور اُنکی کوششون مین

محاسن عادات

الطمع مورد غیر مصدر وضامن غیر وفی وربما شرق وشارب الماء قبل ریّه وکلما عظم قدر الشی المتنافس فیه عظمت الرزیّة بفقده والامانی تعمی اعین البصائر والحظ یاتی من الامانة۔	طمع ایک ایسی اندر جانیوالی جگہ ہو جس سے باہر نکلنے کی کوئی جگہ نہین ہو۔ اور طمع ایک ایسا ضامن ہو جو اپنے عہد پر کبھی وفا نہین کرتا۔ تمنے دیکھا ہوگا کہ اکثر پانی پینے کے وقت آدمیون کے حلق مین پانی اٹک جاتا ہو۔ یعنی انسان اپنی اطمینانی حالتون مین دفعتًا غیر مطمئن ہو جاسکتا ہو۔ طمع سے جو اطمینان انسان کو حاصل ہوتا ہو وہ ایسا ہی

کہ انسان کا اطمینان پھر فورًا تکلیف سے بدل جاتا ہو۔ جس چیز کی قدر و منزلت انسان کی آنکھون مین زیادہ ہوتی ہو اور وہ ایسی ہوتی ہو کہ اُسکے حاصل کرنے مین دوسرے لوگ مضائقہ کرتے ہین تو اُسکے نہ ملنے سے صدمے بھی اُسی قدر بڑے ہوتے ہین۔ انسان کی دیکھنے والی آنکھون کو اُسکی آرزوئین اندھا کر دیتی ہین اور پھر اُسکی یہ خواہشین ہوتی ہین کہ وہ چیزین جو دوسرون کے حصہ مین آئی ہین وہ اُسکے پاس چلی آئین۔ اور ایسا نہین ہوتا۔

محاسن اخلاق کی تعلیم

کان لی فیما مضی اخ فی الله وکان یعظمه فی عینی صغر الدنیا فی عینه وکان خارجا من سلطان بطنه فلا یشتهی ما لا یجد ولا یکثر اذا وجد وکان اکثر دهره صامتا فهو لیث عاد وصلّ واد لا یدلی بحجة	ایک زمانہ مین ہمارا ایک بھائی تھا کہ خالصًا للہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا۔ اور چونکہ دنیا اُسکی نگاہون مین حقیر معلوم ہوتی تھی۔ اسلئے وہ میری آنکھون مین بڑا معلوم ہوتا تھا۔ وہ سوال کرنیوالون کے تمام شبہات کا جواب دیتا تھا۔ وہ خود بھی ضعیف تھا اور دنیا کی نگاہون مین بھی ضعیف معلوم ہوتا تھا

حتی یاتی قاضیا وکان لایلوم احدا علی ما یجد العذر فی مثله حتی یسمع اعتذاره وکان لایشکو وجعا الا اعتذیره وکان یفعل مایقول ولایقول مالا یفعل وکان ان غلب علی الکلام یغلب علی السکوت وکان علی ان یسمع احرص منه علی ان یتکلم وکان اذا بدھم امران ینظر ایھما اقرب الی الھوی فخالف فعلیکم بھذه الخلائق فالزموھا وتنافسوا فیھا فان لم تستطیعوه فاعلموا ان اخذ القلیل خیر منه ترک الکثیر

لیکن جب مقابلہ کا وقت آتا تھا تو شیر کی ایسی چھلانگین مارتا تھا لیکن اُسکو کسی کے ساتھ خصومت نہین تھی۔ اور اُسکو اپنے کسی معاملہ مین کسی قاضی کے پاس جانے کی ضرورت نہین ہوتی۔ اور وہ کسی کی برائی نہین کرتا۔ کہ پھر اُس سے عذر خواہی کرنی ہو۔ وہ کسی بیماری کی شکایت نہین کرتا۔ تاوقتیکہ اُس سے شفا نہین پالیتا۔ اگر کوئی گفتگو اُس سے کیجاتی تھی اور اُسمین اُس سے زیادتی کیجاتی تھی تو وہ چپ رہجاتا تھا۔ جو کچھ وہ کہتا وہ کر دکھلاتا تھا۔ اور جو اُسکو کرنا منظور نہین ہوتا تھا اُسکو زبان سے کبھی نہین کہتا تھا۔ دوسرون سے سن لینے کا وہ اپنے کہنے سے زیادہ خواہشمند تھا۔ جب اُنکو ایک وقت مین دو کام پیش آجاتے تھے تو وہ اُنکے انجام کرنے سے پہلے سوچ لیتا تھا کہ انمین سے کون ہماری نفسانیت کے قریب ہی۔ جو اُسکے بُرے نفس سے قریب پایا جاتا تھا۔ وہ اُسکو کبھی نہین کرتا تھا اور جس امر کو ایسی خواہشون سے تعلق نہین رہتا تھا۔ وہ وہی کام اختیار کرتا تھا۔ تم ایسے ہی اخلاق حاصل نہ کرسکو تو انمین سے تھوڑا اسیکھ لو کیونکہ تھوڑا سیکھ لینا سب ترک کر دینے سے بدرجہا بہتر ہی ؛

مکارم عادات کی ہدایتین

من نظر فی عیب نفسه اشتغل عن عیب غیره ومن رضی برزق الله لم یحزن علی مافاته من سل سیف البغی قتل به ومن کابد الامور عطب ومن اقتحم اللجج غرق ومن دخل ؛

جس شخص نے اپنے نفس کے عیوب پر نظر ڈالی وہ دوسرے کی عیوب گیری سے محفوظ رہا۔ جسنے اپنے رزق معین پر قناعت کرلی پھر وہ اُس شی کے لئے کبھی طول نہو گا جو اُس سے ضایع ہوگیا جس شخص نے بغاوت کی تلوار کھینچی وہ اُسی تلوار سے مارا گیا۔ جو شخص اپنے آپ کو اپنے ہاتھون سے سخت اور دشوار کامون مین ڈالتا ہی آخرکار وہ ہلاک ہوتا ہی۔ جو شخص اپنے آپ کو گہرے دریا مین ڈالتا ہی اور اُسکے خطرون سے نہین ڈرتا وہ ضرور ڈوب جاتا ہی۔ اور جو شخص بُری جگہون مین جاتا ہی اگرچہ وہ برائیان اُسمین ظاہر نہون تاہم وہ بدنام ہوجاتا ہی۔ جو شخص زیادہ بکنے کا عادی ہی اُس سے خطا ضرور ہوتی ہی۔ اور جس سے بکثرت خطا ہوتی ہی اُس سے حیا کم ہوجاتی ہی۔ اور جسکی حیا جاتی رہتی ہی اُس سے خدا ترسی کا مادہ کم ہوجاتا ہی۔ اور جس سے خدا ترسی کا مادہ کم ہوجاتا ہی اُسکا دل مردہ ہوجاتا ہی۔ اور جسکا دل مردہ ہوجاتا ہی وہ ضرور دوزخ

مین جاتا ہی۔ اور جو موت کو بہت یاد کرتا ہی وہ دنیا کی لذتون پر بہت کم مائل ہوتا ہی۔ اور جو شخص یہ سمجھ لیتا ہی کہ ہمارے کلام بھی ہمارے افعال کے ایسے ہمارے اعمال مین داخل ہین۔ وہ ضرورت کے وقت کے سوا اور کبھی نہین بولتا؛

جابر انصاری کی موعظت

یاجابرؓ قوام الدّین والدنیا باربعة عالم یستعمل علمه وجاهل لایستنکف ان یتعلم وجواد لا یبخل بمعروفة وفقیر لا یبیع اخرته بدنیاه؛	ای جابرؓ۔ دین و دنیا۔ دونون کا قیام چار چیزون پر ہی۔ ایک اُس عالم پر جو ہمیشہ اپنے علم کو عمل مین لاتا ہی۔ دوم اُس جاہل پر جو تحصیل علم کو عار اور ذلت نہین سمجھتا تیسرے اُس مالدار پر جو اپنے مال مین بخالت نہین کرتا۔ چوتھے

اُس فقیر پر جو آخرت کو دنیا کے ہاتھ نہین بیچ دیتا؛

ایضاً

للمؤمن ثلاث ساعات فساعة یناجی فیها ربه وساعة یرم فیها معاشه وساعة یخلی فیها بین نفسه بین لذاتها فیما یحل ویجمل ولیس العاقل ان یکون شاخصا الافی ثلث مرمة لمعاش او خطوة فی معاد اولذة فی غیر محرم؛	مومن کا فرض ہی کہ اپنی حیات کے زمانہ کو تین حصون پر تقسیم کرے۔ ایک وقت عبادت کے لئے علیحدہ کرلے دوسرے وقت کسب معاش اور خانہ داری کے امور مین صرف کرے۔ تیسرے وقت مین وہ آرام کرے۔ اور اُن چیزون سے معاشرت کرے جو اُسکے لئے حلال کی گئی ہین۔ ہر عقلمند آدمی کا فرض ہی کہ وہ اپنے وقت کو خاص کر ان کامون مین صرف کرے۔ یا تو خدا کی

عبادت کرے۔ اپنی ضرورت کے اسباب درست کرے۔ کسب معاش کے طریقے سوچے۔ امور خانہ داری کی اصلاح کرے اور محنت کے بعد آرام و معاشرت مین مصروف ہو؛

ادائے فرائض کی تاکید

لمن قبل الله صیامه وکل یوم لا یعصی الله فیه فهو یوم عید	عید اُسکے لئے ہو۔ جسکے روزے اور راتون کے قیام خدا سبحانہ تعالےٰ نے قبول فرمالئے ہون جسدن ہمنے خدا کا کوئی گناہ نہین کیا اُسی دن عید ہی؛

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حکیمانہ مقولے

من عرف نفسه فقد عرف ربه؛	جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچانا؛	لو کشف الغطا ما ازددت یقینا؛	اگر پردہ اُٹھ بھی جائے تو یقین زیادہ نہ ہو؛

عربی	اردو
لاتنظر الی من قال وانظر الی ما قال ؛	قائل کو نہ دیکھو اُسکے قول کو دیکھو ؛
لابر مع الشح ؛	نیکی بخل کیساتھ نہین ہوسکتی ؛
لاشرف مع سوء الادب ؛	بے ادبی کیساتھ شرف نہین ہوتا ؛
لا اجتناب لمحرم مع الحرص	حرص کے ساتھ حرام سے پرہیز نہین ہوسکتا ؛
لاصواب مع ترک المشورة ؛	صواب بدے ترک مشورہ مین نہین ہے ؛
لاشرف اعلیٰ من الاسلام	اسلام سے اعلیٰ کوئی شرف نہین ؛
لاوفاء للملول ؛	مریض سے وعدہ وفائی مشکل ہے ؛
لاشفیع انجح من التوبة ؛	توبہ سے زیادہ کوئی شفیع نہین ؛
لاداء اعیا من الجھل ؛	جہالت سے بدتر کوئی بیماری نہین ؛
الناس نیام فاذا ماتوا انتبھوا ؛	لوگ سورہے ہین ۔ مرینگے تو جاگین گے ؛
نعمة الجاھل کروضة علی مزبلة ؛	جاہل کی دولت گھورے پر کا باغ ہے ؛
لسان العاقل فی قلبه ؛	عقلمند کی زبان اُسکے دل مین ہے ؛
الغنی فی الغربة وطن والفقر فی الوطن غربة ؛	مالدار کے لئے غربت مین بھی وطن ہے اور مفلس کے لئے وطن مین بھی غربت ہے ؛
التودد نصف العقل	سب سے میل رکھنا نصف عقل ہے ؛
لاتستحی من عطاء القلیل فان الحرمان اقل منه	تھوڑے دینے سے شرمندہ نہو کیونکہ بالکل محروم رکھنا اُس سے ذلیل تر ہے ؛
رای الشیخ احب الی من جلد الغلام ؛	بوڑھونکی رائے میرے نزدیک جوانونکی تلوارون سے زیادہ پسندیدہ ہے ؛

عربی	اردو
لاظفر مع البغی ؛	بغاوت مین فتحمندی نہین ؛
لاثناء مع الکبر ؛	غرور کی تعریف نہین ؛
لاصحة مع الهمّ ؛	غم کے ساتھ صحت نہین ؛
لاراحة مع الحسد لاسود مع الانتقام ؛	حسد کے ساتھ راحت نہین انتقام سے فائدہ نہین ؛
لامحبة مع المراء ؛	خصومت کے ساتھ محبت نہین ؛
لاکرم اعز من التقی ؛	خوف خدا سے زیادہ کوئی بزرگی نہین ؛
لامعقل احسن من العقل ؛	عقل سے بہتر کوئی جا پناہ نہین ؛
لالباس اجمل من العافیه ؛	کوئی لباس عافیت سے بہتر نہین ؛
لامرض اضنی من قلة العقل ؛	کمی عقل سے زیادہ کوئی مضنی مرض نہین ؛
اذا تم العقل نقص الکلام ؛	عقل کامل ہوتی ہے تو کلام کم ہوجاتے ہین ؛
قلب الاحمق فی فیه ؛	بیوقوف کا قلب اُسکے مُنہ مین ہے ؛
المقل غریب فی بلدته ؛	مرد مفلس اپنے شہر مین غریب ہے ؛
سیئة تسؤک عندالله خیر من حسنة تعجبک ؛	تمھارے وہ گناہ جنکے لئے تم غمگین ہو اُن نیکیون سے اچھے ہین جنپر تم مغرور ہو ؛
فقد الاحبة غربة ؛	دوستونکی کمی غربت ہے ؛
القناعة مال لاتنفذ ؛	قناعت وہ دولت ہے جو زوال پذیر نہین ؛
اللسان سبع ان خلی عقر عنه ؛	زبان کاٹ کھانے والا جانور ہے اگر وہ چھوڑ دیا جاوے ؛

عربی	اردو
اضاعة الفرصة غصة	وقت فرصت کا ضائع کرنا ملال کا باعث ہوتا ہی ع سنگ در دست و مار بر سر سنگ نہ کند مرد ہوشیار درنگ
الفقر موت الاکبر	ناداری بہت بڑی موت ہی
آلة الریاسة وسعة الصدر	ریاست کا آلہ کشادہ دلی ہی
المرء مخبوء تحت لسانه	آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہی
المرأة شر کلها وشر ما فیها انه لابد منها	عورت سراپا بدی ہی اور سب سے زیادہ برائی جو اسمین ہی وہ یہ ہی کہ بغیر اسکے چارہ نہین
اشد الذنوب ما استهان به صاحبه	سب سے زیادہ سخت وہ گناہ ہی جسے گناہ کرنیوالا خفیف جانتا ہو
من الخرقة المعاجلة قبل الامکان والاناة بعد الفرصة	دو چیزین عقل کی علامتین نہین ہین۔ ایک کسی کام مین اسکے وقت سے پہلے جلدی کرنا۔ دوسرے اسکے وقت پہونچنے پر سستی اور غفلت کرنا
منهومان لا یشبعان طالب دینار وطالب العلم	دو بھوکونکی سیری نہین ہوتی ایک طالب زر دوسرا طالب علم
الغنی ترك المنی	عمدہ توانگری قطع آرزو ہی
افضل الزهد اخفاء الزهد	سب سے اچھا وہ زہد ہی جو چھپایا جاوے
فاعل الخیر خیر منه وفاعل الشر شر منه	نیکی کرنیوالا نیکی سے بہتر ہی۔ بدی کرنیوالا اس بدی سے بدتر ہی
من قصر فی العمل ابتلی بالهم	جو شخص کام کرنے مین سستی کرتا ہی۔ وہ ضرور غم مین مبتلا ہوتا ہی
الاعجاب یمنع من الازدیاد	غرور ترقی کا مانع ہی
الطمع رق مؤبد	طمع ہمیشہ کی غلامی ہی
صحة الجسد من قلة الحسد	جسم کی صحت قلت حسد پر منحصر ہی
ماء وجهك جامد یقطره السؤال فانظر عند من تقطره	تیری آبرو پسینہ کے مثال ہی کہ سوال کرنے اور مانگنے سے ٹپک جاتی ہی
اکبر العیب ان تعیب ما فیك مثله	سب سے بڑا عیب وہ ہی جسکے لئے تم دوسرونکو عیب لگاؤ حالانکہ وہی تم مین موجود ہو
الدهر یومان یوم لك ویوم علیك فان کان لك فلا تبطروا واذا کان علیك فاصبروا	زمانہ کی مدت دو روز ہی ایک روز تمھارے لئے اور تم دوسرے روز کے لئے ہو۔ جو روز تمھارا ہی تم اسپر نازان مت ہو اور جس روز کے لئے تم ہو اسپر صبر کرو
کفاك ادبا لنفسك اجتناب ما تکره لغیرك	تحصیل ادب کے لئے اتنا کافی ہی کہ جو امور تم دوسرون مین ناپسند کرو اس سے خود پرہیز کرو
من اسرع الی الناس بما یکرهون قالوا فیه ما لا یعلمون	جو شخص کسی کے حق مین ان باتونکو جائز رکھے جسے وہ خود

عربی	اردو
قدر الرجل على قدر مروته وشجاعته على قدر انفته والعفته على غيرته ؛	انسان کی قدر اُسکی ہمت کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اُسکی راستی کی قدر اُسکی مروت کے اندازہ پر۔ اُسکی شجاعت کی قدر اُسکی غیرت کے موافق ہوتی ہے اور اُسکی غیرت اُسکی لیاقت پر منحصر ہوتی ہے ؛
احذروا صولة الكريم اذا جاع واللئيم اذا شبع	کریم کے حملہ سے اُسوقت ڈرو جب وہ بھوکا ہو اور لئیم سے اُسوقت جب وہ سیر ہو ؛
اولى الناس بالعفو اقدرهم على العقوبة ؛	وہی عمدہ آدمی ہے جو باوجود قدرت کے لوگونکو معاف کردیتا ہے ؛
المال مادة الشهوات	دولت تمام خواہشات نفسانی کا مادہ ہے ؛
فوت الحاجة اهون من اليها الى غير اهلها ؛	کسی خواہش کا بھلا دینا اس سے بہتر ہے کہ کسی نااہل سے اُسکی خواہش کیجائے ؛
من نفسه للناس اماما ان ابتداء بتعليم نفسه قبل تعليم غيره ولكن تاديبه لسيرته قبل تاديبه بلسانه ومعلم نفسه ومودبها احق بالاجلال من معلم	جب کوئی آدمی اپنی ذات کو کسی قوم کا ہادی بنادے تو اُسکو لازم ہے کہ وہ غیروں کی تعلیم سے پہلے اپنی ابتدا کرے اور دوسرونکو ادب کی تعلیم دینے سے پہلے اپنے آپکو مؤدب بنائے۔ اور جو شخص اپنے آپکو

عربی	اردو
	اچھا نہ سمجھتا ہو تو دوسرے لوگ اُسکے حق مین وہ باتین کھینگے جو اُس مین نہین ہین ؛
لا قربة بالنوافل اذا ما اضرت بالفرائض ؛	اُن نوافل کا کچھ حاصل نہین جنسے اداے فرائض مین خلل پڑے ؛
الظفر بالحزم والحزم بالراى والراى بالتحصين الاسرار ؛	کامیابی دور اندیشی پر منحصر ہے اور دور اندیشی راے پر موقوف ہے اور حسن راے تحفظ اسرار پر منحصر ہے ؛
عيبك مستور ما اسعدك جدك ؛	تمہارے عیب بھی پوشیدہ مین جبتک تمہارا زمانہ بنا ہوا ہے ؛
لا غنى كالعقل ولا ميراث كالادب ولا ظهير كالمشاورة ؛	کوئی اطمینان عقل کے اطمینان سے بہتر نہین ہے اور نہ کوئی میراث ادب سے اور نہ کوئی معین مشاورت سے بہتر ہے ؛
المرءة عقرب حلوة اللسبة ؛	عورتین بچھو ہین۔ اُنکے کاٹنے مین بھی مزا ہے ؛
قيمة كل امرء ما يحسنه ؛	انسان کی قیمت اُسکے محاسن ہین ؛
نزل المعونة على قدر المؤنة ؛	اعانت قدر ہمت پر منحصر ہے ؛
خذ الحكمة انى كانت فان الحكمة تكون فى صدر المنافق ؛	حکمت حاصل کرو۔ اگرچہ وہ کسی منافق کے سینہ ہی مین ہو ؛
ما اختلف دعوتان الا كانت احدهما ضلالة ؛	دو مختلف دعوے کبھی ایسے نہین ہونگے جسمین ایک ناحق نہو ؛

الناس ومودبهم ؛	مؤدب بنائے تو اُسکی تعظیم ادب دینے والے سے زیادہ ہی ؛	الهمّ نصف الغم ؛	نصف غم پیری ہی ؛
شاور الرّجال تشارکها فی عقولها ؛	جو صاحبان عقل سے مشورہ کرتا ہی وہ اُنکی عقل مین شریک ہوجاتا ہی ؛	مَن استبد برایه هلك ؛	جو خود رائی کرتا ہی وہ ہلاک ہوتا ہی ؛
ثمرة التفریط الندامة وثمرة الحزم السلامة ؛	غفلت کا نتیجہ ندامت اور احتیاط کا نتیجہ سلامتی و صحت ہی ؛	ترکُ الذنوب اهون من طلب التّوبة ؛	ترک معاصی طلب توبہ سے ضروری ہی ؛
مَن لان عوده کثفت اغصانه ؛	جسکی جڑ نرم ہوگی اُسمین شاخین کثرت سے ہونگی ؛	اللّجاجة تسل الرّای	خوشامد عقل کو کند کر دیتی ہی ؛
الکرم اعطف الرّحم ؛	فیاضی قرابت سے زیادہ مہربان ہی ؛	کلّ وعاء یضیق بما جعل فیه الّا وعاء العلم فانه یتسع ؛	ظروف مین جب کوئی چیز رکھتے ہین تو اُس ظرف کی وسعت کم ہوجاتی ہی مگر ظرف علم جب اُس مین علم رکھا جاتا ہی تو وہ اور وسیع ہوجاتا ہی ؛
النّاس ابناء الدّنیا لایلام الرّجل علیٰ حب امّه ؛	انسان دنیا کے فرزند ہین اور کوئی لڑکا ماں کی محبت کی وجہ سے ملزم نہین کہا جاسکتا ؛	مَن طلب شیئًا ناله او بعضه	جو شخص جس چیز کی خواہش کریگا پائیگا
		کل مقتصر کاف ؛	جس چیز پر قناعت کیجائیگی وہی کافی ہوجائیگی ؛

ہم نے اپنے اس باب مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اُس نایاب ذخیرہ سے نہایت اختصار کے ساتھ ایسی مختصر اور چھوٹی چھوٹی نصیحتین حکیمانہ مقولے۔ اور پر معنی نکتے۔ ناظرین کے پیش نظر کر دیتے ہین جنسے بڑے بڑے مفید اور ضروری فائدے اُٹھائے جاسکتے ہین۔ اگر یہ غور سے پڑھے جائین اور اپنی لغزشون کی اصلاح کیجاوے تو پھر کبھی محاسن اخلاق۔ تہذیب۔ شائستگی۔ دانشمندی اور تمام اخلاقی اور روحانی فروگذاشتون کی گرفت کا شبہہ بالکل جاتا رہے ؛

امیر المومنینؑ کی ندرت کلام پر مسٹر اکلی کی تصدیق

یہ دینی۔ دنیوی۔ اخلاقی اور روحانی نصیحتین جناب امیر علیہ السلام کی جامعیت اور حکیمانہ قابلیت کا پورا ثبوت پہونچا رہی ہین۔ جنکو ہم انکے سوا۔ اور کسی کے اقوال اور کلام مین نہ اُنسے پہلے پاتے ہین نہ مابعد۔ یہ وہی حکیمانہ نکتے ہین۔ جنکے۔ عدیم المثال۔ لاجواب اور نادر الوجود ہونے کا اعتراف اہل اسلام تو اہل اسلام اہل یورپ نے بھی بڑے اعزاز اور بڑے دعوون سے کیا ہی۔ چنانچہ مسٹر سائمن ڈی اکلی نے Mr. Simon de Ockley جو انگریزون مین پہلا اسلامی مورخ ہی اپنی کتاب ہسٹری او سارا سینس History of Saracens مین کیا ہی۔ اُسنے آپکے اقوال فرانس کے شہر بتھولیم Bethulium کے مشہور اور قدیم کتب خانہ M.S.S. مین پائے تھے۔ اور وہان یہ مفید نصائح مصر کے کتب خانۂ قدیم

سے لائے گئے تھے۔

ہم نے حقیقت مین۔ امیر المومنین علیہ السلام کی علمی لیاقت۔ جامعیت اور استعداد و قابلیت مین صرف دو چار خطبے۔ دو چار موعظت اور یہی اتنے حکیمانہ مقولے۔ قلمبند کر دئے ہین۔ انکو ہم اُنکی یکتا اور بے عدیل لیاقتون کی کامل تشریح اور تفصیل نہین لکھ سکتے۔ اگر ہم اس مضمون کی طرف کسی تفصیل کا قصد کرین تو ہم کامل طور پر یقین کرتے ہین کہ ہماری کتاب کا یہ حصہ اپنے طور پر ایک خاص کتاب بنجائیگا۔ اور مناقب خوارزمی اور خصائص نسائی سے کبھی حجم مین کم نہین ہو سکتا۔

بہر حال۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت اور قابلیت کی یہی مثالین ہین جو اسوقت پیش نظر ہین۔ حق تو یہ ہے کہ آپکی جامعیت کا اندازہ۔ انسانی قوتون سے محال ہے۔ ابھی ہزارون چیزین ایسی ہین جو ہمنے طوالت سختی عبارت حل لغات اور اپنی کم علمی اور بے استعدادی کی وجہ سے مطلقاً چھوڑ دی ہین نہین تو امیر المومنین علیہ السلام کی جامعیت اور علمی قابلیت کی بہت بڑی مثالین تو آپ کے **توقیعات - خطبات - ارشادات** اور **مناجات** وغیرہ وغیرہ مین پائی جاتی ہین۔ جو کثرت سے حدیث اور اعمال کی کتابون مین پائی جاتی ہین۔ اُنکی عبارات ایسی ہی سخت اور دشوار ہین اور خاصکر اُنمین عرب کے لغات کا ایسا ذخیرہ ہے کہ آج چودہ سو برس سے یہ ادعیات اور مناجات تمام اسلامی دنیا مین رائج اور شائع ہین۔ مگر اُنمین سے بہت کم ایسی ہین جسکی شرح پر ہندوستان کے کسی قابل عالم کا قلم اُٹھا ہو یا عراق و حجاز کے کسی مستعد اور لائق کا قدم **صحیفۂ علویہ**۔ جسکے بعض ادعیات کی مختصر اور پر معنی شرح۔ مُلا محمد باقر داماد علیہ الرحمہ کے ایسے قابل فلاسفر نے کی ہے۔ ان دعاؤن کا کافی ذخیرہ ہے۔ **دعاے سمات۔ دعاے صباح۔ دعاے کمیل۔ دعاے مجیر۔ دعاے استغفار۔ دعاے جوشن۔ دعاے قاف۔ مناجات عشرہ۔ دعاے یستشیر** وغیرہ وغیرہ ہین۔ یہ وہ دعائین ہین جنکے لفظ لفظ سے امیر المومنین علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت اور عربی کی لٹریچر اور بے عدیل لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ اور جنکے فقرہ فقرہ سے خداے سبحانہ تعالےٰ کی عظمت۔ اُسکی صفات معبودیت۔ اُسکے کمال قدرت اور انسان کی عبودیت کے خالص اظہار۔ مجبوری اور معذوری کی پوری صورت ظاہر ہوتی ہے۔

ان دعاؤن کو اگر پورے طور سے سمجھ لیا جاوے اور اُنکے مطالب و مقاصد کو غور سے پڑھکر سوچا جاوے تو بغیر کسی تحریک کے خود فیصلہ کر لیا جاسکتا ہے کہ اسلام کے بتائے ہوے اصول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمجھائے ہوے خدا کے خالص اور خاص الخاص اور صاف یہی ہین۔ اُسکے کمال قدرت عظمت اور وحدت کے مخصوص یہی الفاظ ہین۔ جو امیر المومنین علیہ السلام کی زبان معجز بیان سے ان دعاؤن

مین مترشح ہوے ہین۔ ہم اس مقام پر۔ دعاے یستشیر کے بعض مقامات سے ذیل مین انتخاب کرکے لکھتے ہین۔ جو
فصاحت اور سلاست کے اعتبار سے۔ اپنی آپ نظیر ہی؛

دعاے یستشیر

اللہ لا الٰہ الّا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ فانا
اشہد باتّک انت اللہ لا رافع لما وضعت
ولا واضع لما رفعت ولا معز لمن اذللت
ولا مذل لمن اعززت ولا مانع لما اعطیت
ولا معطی لما منعت وانت اللہ لا الٰہ الّا انت
اذ لم تکن سماء مبنیّة والارض مدحیّة
ولا شمس مضیّة ولا لیل مظلم والنّہار
مضیّ ولا بحر لجّیّ ولا جبل راس ولا نجم
سار ولا قمر منیر ولا ریح یہب ولا طیر
یطیر ولا نار تتوقّد ولا ماء یطّرد کنت قبل
کلّ شئ وکوّنت کلّ شئ وقدّرت کلّ شئ
وابتدعت کلّ شئ وافقرت واغنیت و
امتّ واحییت واضحکت وابکیت
وعلی العرش استویت فتبارکت یا اللہ
وتعالیت انت اللہ الّذی لا الٰہ الّا انت
الخلّاق العلیم امرک غالب علمک نافذ
وکیدک غریب ووعدک صادق وقولک
حق وحکمک عدل وکلامک ھدی و
وحیک نور ورحمتک واسعة وعفوک
عظیم وفضلک کثیرا وعطاؤک جزیل
وحبلک متین وامکانک عتید وجارک
عزیز وباسک شدید وکرمک مکید۔

سوا اُسکے اور خدا نہین ہی۔ اُسی کے لئے تمام مقدس
اسما زیبا ہین۔ ہم سب اسکے شاہد ہین کہ تو ایسا ہی خدا ہی کہ
تو جسکو چاہے بلند کرے۔ پھر اُسکو کوئی گرا نہین سکتا۔ اور
تو جسے گرا دے پھر اُسکو کوئی بلند نہین کرسکتا۔ اور جسکو تو
کوئی چیز عطا کرے پھر کوئی دوسرا اُسکو منع نہین کرسکتا۔
اور تو جسکے لئے منع کردے پھر اُسکو دے نہین سکتا۔ اور تو
ایسا ہی خدا ہی کہ سواے تیرے اور کوئی خدا نہین ہی۔ اگر
تو نہوتا تو یہ آسمان روشن نہ ہوتے۔ یہ چمکنے والا آفتاب
نہوتا۔ یہ اندھیری رات نہوتی۔ نہ یہ روز روشن ہوتا۔ اور
نہ یہ دریاے روان۔ نہ یہ پہاڑ قائم ہوتے نہ یہ گھومنے
والے ستارے اور نہ یہ چمکنے والا ماہتاب۔ نہ ہوا چلتی اور
نہ بادل گھومتے۔ نہ بجلی کوندتی اور نہ بادل گرجتے۔ نہ کوئی
ذی روح سانس لیتا اور نہ کوئی طائر ہوا مین اُڑتا۔ نہ
آگ بھڑکتی اور نہ پانی ٹپکتا۔ تو سب چیزون سے پہلے ہی۔
تو نے سب چیزون کو بنایا ہی۔ تو نے سب چیزون پر قدرت
حاصل کی ہی۔ تو نے سب چیزون کی ایجاد کی ہی۔ تو ہی نے
فقیر کیا ہی تو ہی نے غنی۔ تو ہی نے مارا تو ہی نے جلایا تو ہی
نے رُلایا تو ہی نے ہنسایا۔ اور تو ہی آسمان پر قائم ہی۔ ہم تیری
برکت اور تیری عظمت کا اعتراف و اقرار کرتے ہین۔ تو ایسا
خدا ہی کہ تیرے سوا کوئی دوسرا پیدا کرنیوالا نہین ہی۔ تیرے
احکام غالب ہین۔ تیرے علم جاری۔ تیری مشیت عجیب۔
تیرے وعدے سچّے۔ تیرے قول صحیح۔ تیرے احکام عین انصاف

صریخ المستصرخین منفس عن المکروبین مجیب دعوة المضطرین اسمع السامعین ابصر الناظرین احکم الحاکمین اسرع الحاسبین ارحم الراحمین خیر الغافرین قاضی حوائج المؤمنین مغیث الصالحین انت الله لا الٰہ الا انت رب العالمین انت الخالق وانا المخلوق انت الرب وانا العبد انت الرازق وانا المرزوق انت المالک وانا المملوک انت المعطی وانا السائل انت الجواد وانا البخیل انت القوی وانا الضعیف انت العزیز وانا الذلیل انت الغنی وانا الفقیر انت السید وانا العبد انت الغافر وانا المسئ انت العالم وانا الجاهل انت الحکیم وانا العجول انت الراحم وانا المرحوم انت المعافی وانا المبتلی انت المجیب وانا المضطر وانا اشهد بانک انت الله لا الٰہ الا انت الله الواحد الفرد والیک المصیر وصلی الله علی محمد واهلبیته الطاهرین الطیبین واغفرلی ذنوبی واستر علی عیوبی وافتح لی من لدنک رحمة ورزقا واسعا یا ارحم الراحمین

تیرے کلام ہدایت۔ تیری وحی نور۔ تیری رحمت وسیع تیری معافی بہت بڑی۔ تیرے احسانات کثیر۔ تیری بخشش بدلا دینے والی۔ تیرے اقرار محکم۔ تیری توتین مستحکم ہین۔ تیرے الطاف عزیز ہین اور تیرے خوف شدید ہین۔ توسب خوش اعتقادون کا اعتقاد ہی۔ تو دردمندونکا دردمند ہی۔ توتمام مصیبت زدون کی دعاؤن کا قبول کرنیوالا ہی۔ توسب دیکھنے والون سے زیادہ دیکھنے والا۔ سب سے زیادہ سننے والا۔ سب حاکمون سے زیادہ حکم کرنیوالا۔ سب حساب کرنے والون سے جلد حساب کرنیوالا۔ سب بخشنے والون سے زیادہ بخشنے والا۔ تمام مومنین کی حاجتون کا برلانے والا۔ نیک بندون کی مدد کرنیوالا۔ توالیسا ہی خدا ہی کہ کوئی دوسرا تیرے سوا عالم کا پیدا کرنیوالا نہین ہی۔ تو خالق ہی ہم مخلوق۔ تو مالک ہی ہم مملوک۔ تو روزی رسان ہی اور ہم روزی پانیوالے۔ تو حاکم ہی اور ہم محکوم۔ تو پیدا کرنیوالا ہی اور ہم بندے۔ تو عطا کرنیوالا ہی اور ہم مانگنے والے۔ تو غنی ہی اور ہم تنگدل۔ تو قوی ہی اور ہم ضعیف۔ تو عزیز ہی اور ہم ذلیل۔ تو غنی ہی اور ہم فقیر۔ تو ہمارا سردار ہی اور ہم تیرے غلام۔ تو بخشنے والا ہی ہم گناہ کرنے والے۔ تو عالم ہی ہم جاہل۔ تو حکیم ہی ہم عزیز۔ تو رحم کرنیوالا ہی ہم رحم پانے والے۔ تو معاف کرنیوالا ہی ہم گناہ کرنیوالے۔ ہم تیری شہادت دیتے ہین کہ تیرے سوا کوئی دوسرا خدا نہین ہی۔ تو اپنے بندون کو بے سوال دیتا ہی اور ہم سب تیری تصدیق کرتے ہین۔ اے ہمارے خدا۔ تو ایک اور بے مثل ہی۔ سب تیری ہی طرف پھر جانیوالے ہین۔ تو اپنی رحمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکی پاک وپاکیزہ اولاد پر بھیج۔ میرے گناہون کو بخشدے۔ میرے عیوب کو ڈھانک دے اور اپنے کمال رحمت سے میرے رزق کو وسعت عطا فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کے ادعیات اور مناجات کے اُس لاانتہا ذخیرہ کی نسبت جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہی ہم اپنے اتنے ہی انتخاب کو اپنے مدعا کے لئے کافی سمجھتے ہین۔ اسلام کے اور ممالک کو چھوڑ کر صرف ہندوستان کی نسبت ہم صحیح طور پر یقین کرتے ہین کہ یہان کے اعلیٰ اعلیٰ اور مشہور کتب خانون مین امیر المؤمنین علیہ السلام کے ادعیات اور مناجات کا کتنا اور کیسا وسیع سرمایہ ہوگا جسکا اندازہ مشکل سے کیا جا سکتا ہی۔ اس کثیر ذخیرہ پر جب کوئی غور کرنے والا سوچنے لگے تو اُسے ضرور خیال ہوگا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے ایسے وسیع۔ طویل۔ فصیح اور بلیغ تالیف و تصنیف کا کافی وقت کب پایا۔ اور کیسے پایا۔ کیونکہ آپ کی مقدس حیات کا زمانہ جن مکروہات مین گذرا وہ کسی کی آنکھ سے پوشیدہ نہین ؛

مگر اس خیال کے ساتھ ہی، یہ بھی یقین کرنا چاہئے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ پاکیزہ ذخیرہ آپکی عزلت گزینی اور جانشینی کے زمانہ خاص کا سرمایہ ہی۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے چوبیس[۲۴] برس عزلت کا زمانہ ٹھیک صحیح لا تطمئن القلوب الا بذکر اللہ کی مثال مین گذرا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام سے زیادہ اپنے وقت کا قدر کرنیوالا۔ اور اُنکو ہمیشہ مفید اور ضروری امر مین صرف کرنیوالا مشکل سے پیدا کیا جا سکتا ہی۔ آپنے اپنی کم فرصتی مین اہل اسلام کی ہدایت اور اصلاح کے متعلق اتنے کام کیے جو کسی دوسرے سے اُسکے اطمینان اور فارغ البالی کے وسیع اوقات مین بھی ناممکن تھے۔ اگرچہ آپکا زمانہ اطمینان سے نہ گذرا۔ مگر تاہم۔ آپ نے تمام اہل اسلام کے لئے اتنی مفید اور کام آنیوالی چیزون کا سرمایہ جمع فرما دیا۔ اور اخلاق و ادب کی کافی احکام کے ساتھ۔ روحانی تعلیم و ہدایت کے متعلق۔ استغراق فی اللہ۔ توکل۔ خدا سے خضوع و خشوع اور خلوص پیدا کرنے کے ذریعے۔ اُسکی معبودیت اور معرفت کے سچے طریقے۔ ہماری عبودیت کی صحیح اور کامل مثالین جمع فرما دین کہ اگر ہم اُنکو پڑھین۔ دیکھین اور اُنپر غور کرین اور ایک سچے اہل اسلام کی شان مین ہوکر اُسکے محراب عبادت مین۔ اُسی عاجزی انکساری خضوع اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہون جو ایک بندے کی شان ہی۔ تو ہمین کامل یقین ہی کہ ہم اپنے مقاصد دارین پر کامل طور سے کامیاب ہو سکتے ہین ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام کے کمال علمی پر فاضل معتزلی کی راے

جن لوگون کا یہ خیال ہی کہ ہم دنیا مین واعظ بنین۔ وعظ کہین۔ اور دنیا کی قدر دنیا والون کی نگاہون مین دکھلائین۔ اُسکو ایسے ہی مضامین اور الفاظ پیدا کرنے چاہئین۔ اور اُنکے بیان ایسے ہی ہونے چاہئین۔ جیسے امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمائے ہین۔ اور تمام دنیا سے اپنی جامعیت اور فصاحت و بلاغت کی داد لی ہی۔ اور اگر وہ ایسے مضامین و الفاظ نہ پیدا کر سکین تو بہتر ہی کہ وہ چپ بیٹھے رہین

اور اپنے کلام کو دنیا پر ظاہر کرکے اپنے آپ کو رسوا اور بدنام نکرین - اور جس شخص کو ہمارے اس بیان کی تصدیق مین شک ہو - وہ سمجھ لے کہ علی علیہ السلام جیسے شخص تھے - جس نے اپنی اعلیٰ علمی قابلیتون کا اعتراف معاویہ کے اپنے مخالف سے کرالیا - جیساکہ معاویہ نے خود کہا ما السن الفصاحۃ بقریش - آپکے سوا دوسرا قریش مین فصیح و بلیغ پیدا نہین ہوا - تمام فصحا و بلغاے عرب کا فرض منصبی ہے کہ وہ لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اُنکے آگے سجدہ کرین ؛

زیادہ تر تعجب تو یہ ہے کہ **لیاقت علمی** کو چھوڑکر جب آپ کی **شجاعت و دلیری** کا ذکر آتا ہے تو اُنکی مثال ایک شیر درندہ کی ہوتی ہے اور جب **موعظت** کے سلسلہ مین آپکی عبادت اور ریاضت کا ذکر آتا ہے تو آپکی وضع اُن خدا رسیدہ زاہدون کی صورت مین پائی جاتی ہے جنھون نے تمام عمر مین سواے موٹے نمدون کے اور کوئی چیز کپڑے کی قسم سے نہین پہنی - عمر بھر گوشت نہین کھایا - اور کسی کا ایک قطرہ خون نہ بہایا - کبھی تو آپکی مثال بسطام ابن قیس شیبانی اور عتبہ ابن حارث الربوعی اور عامر ابن الطفیل عامری مین دکھلائی دیتی ہے - جو کسی وقت مین عرب کی قدیم شجاعت اور دلیریون کے سرمایۂ ناز تھے - اور کبھی **سقراط یوحنا - پیشوایان بنی اسرائیل** اور **جناب عیسیٰ مریم** علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی صورت مین پائی جاتی ہے - جو ترک تعلق نفس کشی اور ریاضت کی سخت اور دشوار گذار گھنٹون مین اپنی آپ نظیر ثابت ہو چکے ہین - مین اپنی نسبت (فاضل معتزلی) خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ پچاس برس سے یہ خطبات میرے پیش نظر ہین - اور ہزار مرتبہ سے زائد مین نے انھین ضرور پڑھا ہوگا - مگر اب بھی ہر موقع پر جب ہم اسکو پڑھتے ہین تو اسکے پڑھنے سے ایک خوف عظیم معلوم ہوتا ہے - اور ہمیشہ ایک نیا اثر میرے دل پر پڑتا ہے ؛

محامد اوصاف اور محاسن اخلاق

شجاعت - دلیری اور ہمت - ارشادات - خطبات اور ہدایات کے باب کو تمام کرکے اب ہم جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے محامد اوصاف - مکارم عادات اور محاسن اخلاق کی صحیح اور کامل مثالین تاریخی مشاہد کے ساتھ - اپنے بیان کے موجودہ سلسلہ مین قلمبند کرتے ہین - اور جسطرح فاضل معتزلی نے آپکے علمی آثار کے بعد - آپکی شجاعت و دلیری کا ذکر فرمایا ہے - جیساکہ اوپر کی تحریر سے ظاہر ہوا - اُسی کی تقلید مین - ہم بھی اپنے سلسلۂ بیان مین - آپکے محامد اوصاف کا آغاز - آپکی شجاعت - دلیری اور ہمت کے بیان سے کرتے ہین ؛

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذات مبارک کے ساتھ تو یہ ایسے مخصوص اوصاف ہین کہ آج چودہ سو

برسون کے بعد مشکل۔ مجبوری اور ضعف کی سخت سے سخت حالتون مین۔ ہزارون اہل اسلام کے منہ سے پہلا لفظ جو نکلتا ہی وہ یا علی علیہ السلام ہوتا ہی:

کسی کے نام مین اتنی یادگاری اور قیام کا مادہ تو ہو۔ اور کسی کی قوت زمانہ مین اتنا اثر تو پھیلائے اہل اسلام مین موقوف نہین۔ دنیا کی تمام قوم اور قبیلون مین شاید کوئی دوسرا آدمی ایسا ملے جسنے اپنی شجاعت۔ دلیری اور ہمت کی یادگار مین اتنے واقعات پیچھے چھوڑے ہون۔ جتنے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے۔ دنیا کی تاریخون مین۔ شاید کوئی فرمانروا۔ والی ملک۔ ایسا ملے جسکی شجاعت اور دلیری کے اتنے واقعات یادگار ہون۔ ہمکو اُن واقعات کے دُہرانے کی مطلق ضرورت نہین ہی۔ جنکو ہم اس کتاب کے پہلے حصہ مین درج کر چکے ہین۔ ان معرکون مین جناب امیر علیہ السلام کی بے نظیر شجاعت اور ہمت سے جیسی جیسی اعلیٰ اور عدیم المثال کارروائیان ظاہر ہوئین۔ وہ میری تصدیق کی محتاج نہین ہین۔ اسلام کی تاریخین تو در کنار۔ غیر قومون کی تاریخین بھی اس سے مالامال ہین؛

ایسے بزرگ کی شجاعت۔ ہمت اور دلیری کا کیا کہنا۔ جسنے آغاز شباب سے لیکر ضعیفی اور بڑھاپے کے گرتے ہوے دنون تک بھی۔ میدان جنگ مین کاٹے ہون۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات مین تو شاید ایسا ہی کوئی سال گذرا ہو جسمین امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنے ان ذاتی جوہرون کے اظہار کا موقع نہ ملا ہو۔ آپکے بعد خلافت کے زمانہ مین بھی۔ اگرچہ جنگ کے میدانون مین آپکی شرکت نہین ہوئی۔ تاہم جب کسی مقابلہ محاصرہ اور فوج کشی کے مشکل وقتون مین۔ آپسے پوری صلاح لی گئی۔ آپکی قیمتی تجویز دن سے پوری کامیابی ہوئی۔ محاصرہ روم۔ فارس اور نہاوند کے واقعات سے اسکی پوری تصدیق ہوتی ہی؛

اپنی خاص خلافت کے وقت مین۔ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اگرچہ دست بقبضہ ہونے سے بہت احتیاط کی۔ اور جنگ جمل تک خموش رہے۔ مگر صفین کے معرکون مین معویہ کی شدید بغاوت نے آپ کو دست بقبضہ ہونے کے لیئے مجبور کر دیا۔ اتنے معرکون مین کوئی ایسا نہین رہا جسمین آپکی تیغ آبدار نے دشمن کی گھنی صفون کا سُتھراؤ نہ کر دیا ہو۔ اور مخالف کے باقیماندہ سخت جانون کو اُنکے مقامون سے بھگا کر اُنکے آخر لشکرگاہ تک نہ پہونچا دیا ہو۔ عمرعاص۔ جوشب ذی ظلم۔ جریب اور ضحاک۔ بہت سے شام کے ایسے معزز اور جرار سپاہی جو اپنی قوت اور تاب وطاقت کی وجہ سے معاویہ کے سرمایۂ ناز اور بہت بڑے صاحب اعزاز ہورہے تھے آپکے مقابلہ سے ہزارون ذلتین اُٹھا کر بھاگ گئے۔

اگر ان واقعات کو تجربہ اور سالہاسال کی مشق ومہارت کا باعث سمجھکر ایک معمولی امر قرار دیا جاوے تو بھی جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شجاعت اور دلیری ایک ایسی جوہردار آئینہ ہی جسکی ہر صورت ہر طرف سے

یکسان معلوم ہوتی ہے۔ ان واقعات سے قطع نظر کرکے آپکی شجاعت کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین دیکھا جاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ آغاز شباب بلکہ کم سنی ہی کے وقت سے غزوات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیرو کا شرف آپکو حاصل تھا۔ اور یہ ایک ایسا شرف تھا جسمین آپکا کوئی سہیم اور شریک ثابت نہین ہوتا۔ **غزوۂ ذو العشیرہ** (ابتدائی معرکہ) سے لیکر **غزوۂ طائف** کے اخیر معرکہ تک۔ غزوات کی تمامی خدمات جس خوبی اور نموداری سے آپنے ادا کین ویسا کسی دوسرے نے نہین۔ جیساکہ اس کتاب کے اول حصہ مین مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے:

غزوۂ بدر کے واقعہ سے پہلے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو کسی میدان جنگ مین تلوار اُٹھانے کا موقع نہین ملا تھا۔ مگر بدر کی کامیابیون کا سہرا آپ ہی کے سر باندھا گیا۔ اپنے مقابل کے علاوہ حضرت حمزہ علیہ السلام کے مقابل سے بار دیگر مقابلہ کی کسنے ہمت کی۔ اور اُسکے مارنے اور اپنے مقدس چچا کے مدد پہونچانے مین کسنے اپنا خون اور پسینہ ایک کرڈالا۔ حضرت عبیداللہ ابن حارث رضی اللہ عنہ کے قاتل سے۔ پہونچکر۔ سر میدان اُنکا انتقام کسنے لیا۔ شیبہ۔ عتبہ اور ولید جو صنادید قریش اور مکہ کے افلاذ الاکباد (کلیجون کے ٹکڑے) مشہور تھے۔ کسنے مارگرایا۔ انکے علاوہ حارث ابن زمعہ۔ زمامہ ابن اسود۔ نوفل ابن خویلد۔ عثمان ابن کعب۔ عثمان ابن مالک حنظلہ ابن ابوسفیان۔ (معاویہ کے بڑے بھائی) عثمان ابن طلحہ۔ اور مالک ابن طلحہ سے نبرد آزما اور دلیر جوانون کو کسنے خاک مین ملایا:

احد کے قیامت ناک خیز میدان مین ابوسفیان کے سالہا سال کے انتظام کو کس نے توڑا۔ اور ایک ایک کرکے اُنکے تمام علمدارون کو کس نے قتل کرڈالا۔ اور بنی عبد الدار کے تمام نموداروں کو۔ جو قریش کی علمداری اور سپہ سالاری کے عہدون پر مامور تھے کسنے خاتمہ کردیا:

غزوۂ خندق مین۔ عرب کے رستم دستان۔ عمر ابن عبد ود سے۔ جسکی شجاعت اور دلیری کے سکّے تمام عرب کے دلون پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کون مقابل ہوا۔ اور اُسکے ایسے مشہور ومعروف۔ نمودار اور جرّار شجاع کو اُسکی تمام شجاعت اور دلیرین کے ساتھ کس نے مٹی مین ملایا۔

غزوۂ حنین مین تمام اہل اسلام کے منتشر اور متفرق ہوجانے کے بعد حریف کے مقابلہ مین کون اپنا سینہ سپر کئے رہا۔ اور دشمن کے تیرون کی لگاتار بوچھار مین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس جان کا محافظ شروع سے آخر تک کون بنا رہا۔ پھر دشمن کی گھنی صفون مین ہٹتا ہوا اور اُنکو چیرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لگام پکڑکر آپکو اُس کثیر جماعت سے کون باہر نکال لایا۔

موت کی عین گرم بازاری مین مخالف کی گرمجوشیون کو کسنے ٹھنڈا کیا اور دم کے دم مین دشمن کے چالیس جوانون کو کسنے مار گرایا؟

محاصرۂ طائف مین تین مہینہ کامل قیام لشکر کا کسنے انتظام کیا۔ اور قرب وجوار کے بتخانون کو مسمار کرکے تمام گمراہ قومون کو کس نے اسلام کے سیدھے رستون پر لگایا۔ اور شہاب سے پہلوان زمانہ کو مار کے۔ اور لوگون کو کسنے شریعت کا مطیع ومنقاد بنایا؟

فتح مکہ مین بت شکنی کا شرف کسکے ہاتھ آیا۔ اور کا سر الاصنام کا گرانمایہ خطاب دربار نبوت سے کسنے پایا۔ خالد ابن ولید کی غلطیون کی اصلاح کے لئے۔ بنو خزیمہ کے طیش اور عتاب کی موجودہ حالتون مین مخاطب اور مقابل ہونے کی غرض سے۔ کسکی ہمت کے پاؤن پڑے۔ سورۂ برات کے نزول کے وقت۔ احکام عشرہ کی تبلیغ کے لئے۔ لاکھون کفار مین کون جا دھنسا۔ اور اُنکی کثرت جماعت مین خدا کے احکام کا اس دلیری اور شجاعت سے۔ کس نے اعلان کیا؟

یہ تو مشرکین کے مقابل ہونے کے حالات تھے۔ اب **یہود** کے معاملات مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے دلیرانہ خدمات ملاحظہ کئے جاوین۔ **بنی قینقاع** پر فوجکشی کس نے کی اور اُنکو جلاوطنی کی سزا دن تک پہونچاکر۔ اسلام کو اُنکے خدشون سے کسنے مطمئن کردیا؟

بنی نضیر کے یہودیون کی شبخون والی تدبیرون کو کس کی ہمت اور بیدار مغزی نے کامیاب نہونے دیا۔ اور تن تنہا تمام اہل اسلام کی نظرون سے پوشیدہ ہوکر۔ رات کے تیرہ وتار حصہ مین اسلام کی حفاظت کے لئے۔ سرراہ کون آبیٹھا۔ اور انیس ابن عروہ اور اُسکے ہمراہیون کی امیدون کو کسنے منقطع کردیا؟

خیبر کے واقعات مین۔ تین دن کی متواتر شکست کے بعد۔ دربار رسالت سے۔ حدیث لوا۔ کا خلعت پہنکر۔ حارث۔ مرحب۔ یاسر۔ انتر۔ داؤد۔ ضیحج۔ کابوس وغیرہ وغیرہ۔ یہودیون کے تیس ۳۰ نمودار افسرون کو جنکی شجاعت اور دلیریون پر خیبر کے ہفتجوان کی مجموعی قوت قائم تھی۔ دم کے دم مین کسنے خاک مین ملادیا۔ پھر اُسکے اتنے بڑے سنگین اور گرانبار دروازے کو۔ بغیر کسی کی امداد۔ کسی کی اعانت اور کسی کی شرکت کے کس نے اُکھاڑ پھینکا؟

بنی قریظہ کے یہودیون کو جو ابوسفیان کی سازش مین آکر غزوۂ خندق مین اسلام کی سخت مخالفت ثابت ہوئی ہو کسکی ہیبت اور کسکی شجاعت نے پست کردیا؟

کیا ان تمام خدمات کے مخاطب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا ہوسکتا ہے

یا آپکی شجاعت مین کسی دوسرے کی شرکت یا مداخلت بتلائی جاسکتی ہی۔ جسکی ذاتی شجاعت اور قوت کی طرف اجمالی کیفیت اتنی طویل ہو۔ جو بڑی بڑی ضخیم کتابون مین مشکل سے آتی ہو۔ وہ ایک میرے بیان کی محتاج نہین ہوسکتی ؛

عمر ابن عبد ود کا حال ساری دنیا کو معلوم ہی۔ اسی کے ایسا ایک اور دوسرے شجاع اور نمودار کو۔ جو اپنے زمانہ کا یادگار اور سرمایۂ افتخار تھا۔ آپ مغلوب کر چکے تھے۔ مگر خیریت گذری کہ اُسنے اسلام قبول کر لیا۔ اسکا نام عمر ابن معدی کرب تھا۔ یہ وہی شخص تھا جسکی ہمت۔ قوت اور شجاعت کو یاد کرکے اکثر عمر ابن الخطاب فرمایا کرتے تھے۔ الحمد للہ الذی خلقنا وخلق عمرا۔ خدا کا شکر ہی جسنے مجھکو پیدا کیا اور عمر کو بھی۔ عمر ابن معدی کرب بہت دنون تک اسلام نہ لایا۔ مسلمانون کے تمام قبیلون کو جو مدینہ سے دور دور بسے تھے تباہ کیا کرتا تھا۔ اُنکے مویشیون کو لوٹ لیتا تھا بستیون کو اُجاڑ دیتا تھا۔ بلاے مجسم بنا ہوا جہان پہونچتا تھا۔ اپنی جماعت سے بیچارے مسلمانون کو برباد کرتا تھا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر کی سرکوبی کے لئے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کو تھوڑے لوگون کے ہمراہ روانہ کیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام اُسے گرفتار کر لائے۔ عمر نے اسلام قبول کیا۔ اور حضرت عمر کی خلافت تک زندہ رہا۔ مگر جسقدر ابتدا مین یہ اسلام کے لئے مضر ثابت ہوا تھا انتہا مین اُسی قدر مفید بھی نکلا۔ حضرت عمر کے زمانہ مین یہ فوجی بند وبست کا ایک رکن خیال کیا جاتا تھا۔ فتوحات عجم مین اسی کی دلیری اور ہمت نے اہل اسلام کی کامیابی کے تمام رستے کھولدیئے۔ اکثر اوقات فوج کی سپہ سالاری کے منصب پر بھی معین ہوتا تھا۔ مگر اتنی کامیابیون کے بعد بھی جب کبھی اُسکو اپنے خاص واقعات یاد آجاتے تھے تو بے اختیار ہوکر کہہ اُٹھتا تھا۔ قد محی السیف علی الصنائع۔ علی علیہ السلام کی تلوار نے میرے تمام کامون کو خاک مین ملادیا[۱]؛

حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ اسلامی فتوحات کی ترقی کا شباب مشہور ہی۔ اس زمانہ مین جہان اہل اسلام اپنے حریف کو اپنی شجاعت۔ ہمت اور قوت یاد دلاتے تھے۔ وہان جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے واقعات اور اُنکے محاسن خدمات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور انھین کا نام لیکر اپنے حریف کے دل مین اسلام کی ہمت اور شوکت کے سکے جماتے تھے[۲]؛

اہل اسلام مین دلیری۔ شجاعت اور ہمت۔ کے اتنے اوصاف کے ساتھ۔ انکے سوا کسی اور کو بھی موصوف پاتے ہو۔ اسمین شک نہین کہ اہل اسلام مین بہت بڑے بڑے نمودار شجاع دلیر اور قوت دار گذرے ہین۔ جنھون نے میدان جنگ مین کھڑے کھڑے اپنے حریف کی جماعت کو چن لیا۔

[۱] تہذیب المتین ص ۵۱۲ [۲] واقدی

اُنکی جماعت کو پسپا کر دیا۔ اُنکے قلعون کو آسانی سے فتح کر لیا۔ اُنکے ملکون پر۔ علاقون پر۔ شہرون پر اسلامی حکومت کا پھریرا اُڑایا۔ یہ سب صحیح واقعات ہین۔ مگر یہ تمام حضرات کسی ایک معرکہ اور کسی ایک مقام کی فوجکشی کے ساتھ مخصوص تعلق رکھتے تھے۔ اُسمین سے ہر شخص کے لئے۔ اُسکی کامیابی کی شہرت ایک حد تک محدود تھی۔ جیسے خلافت اول مین خالد بن ولید۔ عرب کی غیر مطیع قومون کے مطیع بنانے کے لئے مشہور ہین۔ ابو عبیدہ جرّاح شام کی فتحیابی کے لئے یاد کئے جاتے ہین۔ ممالک افریقہ کیساتھ عمر عاص کا ذکر کیا جاتا ہی۔ عمر ابن معدی کرب فارس کا فاتح کہا جاتا ہی؛

مگر ان تمام معمولی مشاہیر اسلام کے خلاف اگر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی غزواتی خدمات پر غور کیا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانہ مین اسلامی فتوحات نے جتنی وسعت پائی اور ترقی کی۔ وہ تنہا انھین کی شجاعت۔ دلیری اور ہمت کے کامل ثبوت ہین۔ جنکی اجمالی کیفیت ابھی ابھی اوپر بیان ہو چکی۔ اور اس سے پہلے اس کتاب کے پہلے حصہ مین پوری تشریح و تصریح کے ساتھ لکھدی گئی ہی؛

اہل اسلام کی شجاعت اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی دلیریون مین یہی فرق تھا۔ آپکی شجاعت و دلیری محدود نہین تھی۔ اور ان لوگون کی محدود۔ آپکو اپنے کسی حریف سے مقابل ہونے مین نہ خوف ہوتا تھا۔ یا اُسکی جمعیت اور قوت دیکھکر آپ پر کوئی ہیبت طاری ہوتی تھی۔ اکثر میدان جنگ مین فرمایا کرتے تھے۔ واللہ لابن ابی طالب انس بالموت من الطفل بثدی امہ۔ خدا کی قسم پسر ابیطالب علیہما السلام کو اپنی موت اس سے زیادہ عزیز ہی جیسے کہ بچون کو اپنی مان کی چھاتیان عزیز ہوتی ہین۔ اکثر اپنے ہمراہیون کو ذیل کے الفاظ مین ہمت دلائی جاتی تھی۔

ایھا النّاس انکم لم تقتلوا تموتوا والّذی نفس ابن ابی طالب بیدہ الف ضربة السّیف علی الرّأس اھون الی موتہ علی الفراش؛	ای لوگو۔ اگر قتل ہوگے۔ تو یون مروگے۔ اُس خدا کی قسم جسکے ہاتھ مین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی جان ہی مجھکو ہزار ضربین تلوار کی کھانا۔ بیکار بستر پر پڑے پڑے مرنے سے زیادہ سہل اور آسان ہی؛

ایک مرتبہ سعید ابن قیس ہمدانی نے عین موقع جنگ پر آپکو دیکھا کہ صرف دو کپڑے پہنے تھے۔ عرض کی کہ ایسی سخت لڑائی کے وقت مین۔ جب سب لوگ زرہ پہنتے ہین۔ آپ معمولی لباس پر کیون اکتفا فرماتے ہین۔ جواب مین ارشاد ہوا ای یوم من الموت افر یوم لا یقدر ام یوم القدر۔ مین موت سے کہان بھاگ سکتا ہون۔ اُسدن جسدن موت آنیوالی ہی اور اُسدن

جسدن نہین آنے والی ہے؛
کسی شخص نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ خچر پر بہت سوار ہوتے ہین اور گھوڑے پر کم۔ فرمایا۔ گھوڑا بھاگنے اور دوڑنے کے لئے ہوتا ہے۔ تومین کبھی اپنے دشمن کے آگے سے فرار نہین کرتا۔ اور نہ کسی بھاگتے کا تعاقب کرتا ہون۔ اور جو مجھپر حملہ آور ہوا اُس سے بھاگتا نہین اس لئے مجھے خچر ہی کفایت کرتا ہے۔ لا اقبل علی من فر ولا افر ممن کر والبغلۃ تکفینی جو میرے سامنے سے بھاگ جاوے۔ مین اُس کی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ اور جو مجھپر حملہ آور ہو۔ مین اُس سے بھاگتا نہین۔ اسلئے خچر مجھے کفایت کرتا ہے؛
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا۔ کیا جناب امیر المؤمنین علیہ السلام حرب صفین مین بذات خاص لڑے تھے۔ ابن عباس رضہ کہنے لگے۔ مین نے اُنکے مانند کسی کو اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالتے ہوے نہین دیکھا ہے۔ مین اُنکو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی مین سر ننگے نکلا کرتے تھے۔ ایک ہاتھ مین عمامہ ہوا کرتا تھا اور ایک ہاتھ مین شمشیر؛
صاحب مستطرف لکھتے ہین۔

قال مصعب ابن زبیر کان علی علیہ السلام حذرا فی الحروب شدید الروغان لایکاد احد یتمکن منہ وکانت درعۃ صدر الاظہر لہا فقیل لہ اما تخاف ان توتی من قبل ظہرک فقال اذا امکنت عدوی من ظہری فلا ابقی اللہ ان ابقی علی علیہ السلام؛

مصعب ابن زبیر کہتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام لڑائیون مین بہت ہوشیار تھے۔ اور اُسکی گھاتین خوب جانتے تھے۔ ممکن نہین تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ کرسکے۔ آپکی زرہ فقط آگے کے لئے تھی۔ پشت کیطرف زرہ نہین تھی۔ لوگون نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین علیہ السلام آپ اس سے نہین ڈرتے کہ آپکا کوئی دشمن پیچھے سے آئے۔ آپنے فرمایا کہ اگر مین اپنے دشمن کو پیچھے آنے دون تو خدا مجھے باقی نرکھے؛

ابن قتیبہ لکھتے ہین کہ جب صفین کا جھگڑا بہت بڑھگیا تو حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لئے طلب کیا تاکہ دونون مین سے ایک کے قتل کیوجہ سے مسلمان آرام پاجائین۔ عمر عاص نے یہ سنکر کہا کہ فقد انصفت علی علیہ السلام۔ علی علیہ السلام نے انصاف کیا ہے۔ معاویہ نے جواب دیا۔ ان امرنی بمبارزۃ ابی الحسن وانت تعلم انہ الشجاع المطلق اراک طمعت فی امارت الشام بعدی۔ تو مجھے ابو الحسن علیہ السلام کے ساتھ مبارزت کرنیکے لئے

کہتا ہی۔ حالانکہ تو جانتا ہی کہ وہ ٹھوکنے والا بہادر ہی۔ اس سے معلوم تو یہ ہوتا ہی کہ تو میرے بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہی۔

صاحب حیوۃ الحیوان دمیری کتاب درۃ الغواص سے نقل کرتے ہین وکانت ضربات علی ابکارا اذا اعتلا قد واعترض قط جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ضربین ایک ہی بار پورا کاٹ ڈالنے والی تھین۔ اگر سر پر پڑتی تھین تو نیچے ایک تسمہ لگا باقی نہین چھوڑتی تھین۔ اور اگر کروٹ پر پڑتی تو دوسری کروٹ تک صاف کر دیتی ؛

شجاعت کیساتھ رعایت امیر المومنینؑ کے خاص وصف الٰہی جوہر تھے ؛ ؛ ؛

اس بے نظیر شجاعت اور قوت کے اظہار کے وقت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے حریف کے ساتھ جیسی نرمی۔ مروت اور رعایت مدنظر رہتی تھی وہ بھی اپنی آپ جواب اور مثال ثابت ہوتی ہی حقیقت مین ایک عالی ہمت شجاع کا صرف یہی فرض منصبی نہین ہی کہ وہ اپنے حریف کے پسپا کرنے کی کوششون کے ساتھ اپنے انسانی اخلاق اور ہمدردی کو بھلا دے۔ بلکہ شجاعت کے اصلی معنی یہ ہین کہ اُسکی شدید حالتون اور سخت پر جوشیون کے وقت بھی حریف کی ہمدردی کا خیال دل سے لگا رہے۔ حریف کی مخالفانہ کارروائیون پر اُسکے شدید اور ضروری جوابون کا سوچ لینا۔ اور اُسکو عمل مین لانا صرف یہی شجاعت کے متعلق نہین ہی بلکہ اکثر اوقات ان امور سے چشم پوشی کرنا۔ اُسکی وحشیانہ اور ظالمانہ کارروائیون پر بھی۔ اپنی انسانی ہمدردی کو مدنظر رکھنا۔ اپنے اخلاقی اصول پر قائم رہنا۔ البتہ ایک ذی ہمت شجاع کے ضروری فرائیض مین داخل ہین ؛

اصلی شجاع ہم اُسی کو کہینگے۔ جو اپنے تمام لشکر اور اہل لشکر کے ساتھ ہمیشہ محبت، رعایت، مروت اور ہمدردی کا یکسان خیال رکھتا ہو۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے نظام ملکی کے متعلق لشکر والون کے ساتھ مخصوص محبت اور رعایت رکھے جانے کی تاکیدین مفصل طور پر لکھی گئی ہین ؛

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی شجاعت اور دلیری کے بے مثال جوہرون کو حریف کے مقابلہ مین اُنکی مخالفت کی پوری گرم جوشی کے وقت ہمدردی اور محبت کے کیسے سچے ثبوت کے ساتھ ظاہر کیا ہی۔ سب سے پہلے مقتول کے اسباب، جنگ سلاح۔ راحلہ اور ہتھیار لینے کے قدیم قاعدے کو۔ جو اہل عرب کا خاص دستور تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام کی عالی ہمتی اور سچی شجاعت کی تجویزون نے توڑ دیا۔ اور مقتول کو مار کر اُسکے اسباب کے لے لینے کی رسم کو۔ آپکی مروت اور عالی ہمتی نے اپنے اخلاق اور استغنا کے شایان نہ سمجھا۔ غزوۂ خندق مین عمر عبدوُد سے یکتائے زمانہ پہلوان کو مار کر آپنے اُسکی لاش کو اُسکے بیش قیمت اور اعلیٰ سلاح جنگ کے ساتھ ویسا ہی کا ویسا چھوڑ دیا۔ اور اُسکو قتل کر کے پھر اُسکے مردہ

کی طرف نگاہ بھی نہین کی۔ اسکی مفصل کیفیت اس کتاب کے پہلے حصہ مین قلمبند ہوچکی ہی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اُسکی بہن اُسکی لاش پر رونے آئی تو اپنے بھائی کو سلاح جنگ سے بجنسہ ویساہی آراستہ پاکر مطمئن ہوگئی اور رونے کے عوض یہ شعر پڑھے۔

لوکان قاتل عمرو غیر قاتلہ	اگر عمر عبد وُد کا قاتل کوئی اور شخص ہوتا۔ تو مین اسوقت سے
لکنت ابکی علیہ اٰخر الابد	لیکر ابد الآباد تک اُسکے واسطے رویا کرتی۔ مگر اُسکو
من کان لکن قاتلہ من لایعاب بہ	ایک ایسے شخص نے قتل کیا ہی جو کسی عیب سے منسوب نہین ہوسکتا۔
من کان یدعی ابوہ بیضۃ البلد	اور اُسکا باپ بیضۃ البلد (شہر کا نور) کے نام سے پکارا جاتا ہی؛

قنبرؓ سے جو ہمیشہ رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ فرماتے تھے یا قنبر لا تعرّ قرائشی قنبرؓ میرے کشتون کو ننگا نکرو۔ ان الاسود الغاب ھمنا یوم الکریھہ فی المسلوب الاتسلب۔ شیر ژیان کا مقصود مارنے یا مرنے سے ہی۔ وہ مقتول کے سامان اور اسباب تلف کرنے پر نگاہ نہین کرتا؛

غزوۂ احد مین ذکوان کا قصہ آپکے ان محاسن کا شاہد کامل ہی؛

کسی غزوہ مین مقابلہ کے وقت۔ مقابل کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اُسکی تلوار ٹوٹتے ہی امیر المؤمنین علیہ السلام کا ہاتھ رُک گیا۔ ممکن تھا کہ آپ ایسے موقع کو تائید غیبی سمجھکر کبھی توقف نہ فرماتے۔ مگر نہین۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام مجبوری کے ان موقعون کو ہمیشہ اپنے اظہار شجاعت کے لئے موزون سمجھتے تھے۔ بہرحال۔ حریف تو اُنکے مقابلہ سے مجبور ہوکر چُپ ہورہا۔ آخر کار آپسے تلوار کا سوال کیا۔ آپنے وہی تلوار عنایت فرمائی۔ جو دست مبارک مین تھی۔ اور جس سے کام لے رہے تھے۔ وہ ایسی بیجا مروت دیکھکر حیران رہگیا۔ تامل کے بعد پوچھا۔ یا علی علیہ السلام یہ تمنے کیا کیا۔ اپنے پسپا حریف اور قریب الہزیمت مخالف کو پھر از سر نو قوی کردیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے متبسم ہوکر نہایت استقلال سے اُسکا جواب دیا۔ مین کیا کرون۔ میری کوئی حالت ہو۔ سائل کا کوئی سوال کبھی کسی وقت مین مجھسے رد نہین کیا جاسکتا۔ آپکے اس دلیرانہ اخلاق کا اُسکے دل اتنا اثر پڑا کہ وہ فوراً مسلمان ہوگیا؛

ابن ابی طلحہ اور جناب امیر علیہ السلام

احد کے غزوہ مین جب طلحہ ابن ابی طلحہ کو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے زخمی کیا تو وہ گھوڑے سے زمین پر آ تارہا۔ اُسکے گرتے ہی امیر المؤمنین علیہ السلام بھی مرکب سے اُتر پڑے۔ چاہتے تھے کہ اُسکی باقیماندہ جان کو ایک وار مین تمام کردین۔ مگر اُسکے قریب سے جاکر واپس آئے۔ اور اُس سے کچھ بھی تعرض نفرمایا۔ دیکھنے والون نے کہا آپنے یہ کیا غلطی کی۔ اسکا سر کیون نہ جدا کیا۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام

نے جواب مین ارشاد فرمایا مین اُسکی مجبوری کے وقت اُسے کیا مارتا۔ اور مرتے ہوے پر کیا ہاتھ اُٹھاتا؟
ایک یہودی نے عین مقابلہ کے وقت۔ اپنے کمال مجبوری کے اظہار مین۔ روے مبارک پر تھوک دیا۔
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُسے چھوڑ دیا۔ اُسنے اپنی واگذاشت کی وجہ پوچھی تو جواب مین ارشاد
ہوا کہ مین تجھے خدا کے حکم سے مارتا تھا۔ کچھ اپنے نفس کی خاطر نہین۔ مگر تونے جب میرے مُنھ پر تھوکدیا
تو اب میرا تجھے مار ڈالنا۔ نفس کی شرکت کا باعث ہوگا۔ اسلیئے مین علٰحدہ ہوگیا۔ اور تیرے قتل سے باز رہا
وہ کافر اس تقریر کو سنکر ایمان لایا۔ مولوی روم نے اس قصہ کو نہایت شرح و بسط سے مثنوی مین تحریر
فرمایا ہی۔ جسکا اول شعر یہ ہی ؎ او خیو انداخت بر روے علی ؛ افتخار ہر نبی و ہر وصی ؛

حریف کے مقابلہ مین۔ مروت اور ہمدردی سے پیش آنا۔ اُسکے مظالم اور مخالفانہ شدتون پر
صبر کرنا۔ اُسکی وحشیانہ حرکات کو خیال مین نہ لانا۔ اُسکی شدید مخالفت سے چشم پوشی کرنا اور اُسکے جواب
سے درگذر کرنا۔ اور دوسرون کی تحریک پر بھی اپنی طرف سے کوئی سبقت نہ کرنا حقیقت مین اصلی شجاعت
اور دلیرانہ استقلال کے یہی جوہر ہین۔ اور اصلی شجاع کے وہ مخصوص اوصاف جو اُسکو دنیا کی تمام
نموداریونمین مرد ثابت کرین اور اُس کی شجاعت اور مردانگی کو دنیا مین فرد۔ یہی ہین۔ جو مشکل سے
آج کسی کو دنیا کی دلیر اور جوانمرد قومون مین ملین گے؛

اسلامی دنیا مین آجتک۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقابلہ مین۔ کسی دوسرے کی شجاعت۔
اور دلیری مشکل سے مانی جاسکتی ہی۔ اہل اسلام پر کیا منحصر ہی۔ جس قوم نے امیر المؤمنین علیہ السلام کی
غزواتی خدمات پر نظر ڈالی ہی اور اسلام کے ابتدائی فتوحات پڑھے ہین۔ اُسنے امیر المؤمنین علیہ السلام
کی شجاعت۔ مردانگی اور دلیری کی صرف تعریف ہی نہین کی بلکہ اُنپر سخت استعجاب بھی کیا ہی دیکھو۔
مسٹر کارلائل Mr. Carnlayall انگلستان کے مشہور و معروف فاضل مورخ نے اپنے لکچرز۔
ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ Lectures, Heroes & Heroe's Worship مین جناب امیر المؤمنین
علیہ السلام کی شجاعت کو تعریف کے کس پیرایہ مین ادا کیا ہی۔ ہمین شک نہین کہ امیر المؤمنین علیہ السلام
کے سامنے سے کوئی مقابل آجتک نہ بھاگ سکا۔ اور اُنکی زد سے کوئی جانبر نہوا؛

اسلامی مروّت

اخلاق کے ساتھ مروت ضروری ہی اور مروت کے ساتھ رحمدلی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام
کی مروت اس درجہ تک مشہور ہی کہ ہماری کسی تصریح کی مطلق حاجت نہین۔ آپ کے حالات پر
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات سے لیکر آپکی خلافت تک نظر ڈالی جاوے تو

اس بیتس برس کے عرصہ مین معلوم ہوجائیگا کہ آپ کو اس عرصہ مین کیسی کیسی مخالفتین پیش آئین اور سخت سے سخت مصیبتون سے سامنا ہوا۔ دشمن کے ناقابل برداشت مظالم دن رات سہنے ہوئے مگر ان تمام مخالفتون سے چشم پوشی کی گئی۔ اور ان تمام مصیبتون پر تحمل کیا گیا۔

یہ کیا تھا۔ یہ وہی امیر المؤمنین علیہ السلام کی مروت اور محاسن اخلاق کے تقاضے تھے۔ معاویہ سے گھاٹ لیکر پھر واپس کردینا۔ یہ آپ ہی کی دریادلی اور عالی ظرفی کا کام تھا۔ مروان امیر المؤمنین علیہ السلام کے جیسے سخت مخالف تھے۔ وہ دنیا کو معلوم ہے۔ جب جمل کی لڑائی فتح ہوگئی۔ اور حضرت عائشہ کی فوج پسپا۔ تو مقیدین مین یہ بھی تھے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے انکے ساتھ کیا کیا۔ حضرات حسنین علیہما السلام کی سفارش کی فوراً چھوڑ دیا۔ اسی طرح عبداللہ ابن زبیر کے حالات پر غور کیا جائے جو ہمیشہ آپکو ناگفتہ کلمات سے یاد کیا کرتا تھا۔ جو کسی طرح انسانی تہذیب کا تقاضا نہین ہوسکتا۔ فتح ہوجانے کے بعد۔ جب یہ بھی گرفتار ہو آئے تو انکو بھی آپنے آپ ضامن ہوکر رہا کردیا اور کہا تو اتنا کہ جاؤ۔ خدا تمھین مجھکو پھر نہ دکھلائے۔

طلحتین کی تعلیم و صحبت سے اہل بصرہ کی مخالفت۔ سب کو معلوم ہے۔ یہ لوگ بھی ابن زبیر کے ایسا علانیہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو برے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ مگر بصرہ والون پر پوری فتح پانے کے بعد سب کے سب کو امان دیدی گئی۔ اور انکی جان۔ مال اور اسباب مین کسی قسم کا نقصان نہونے دیا گیا۔ حضرت عائشہ جو ان تمام مصائب اور شدائد کا باعث ہوئین جس اہتمام۔ اطمینان اور آرام سے مدینہ بھیجدی گئین۔ اس سے آپکی مروت اور اخلاق کے کامل ثبوت ہوتے ہین۔

طلحتین کیساتھ مروت

کشتگان جمل کے ڈھیرون کو دیکھکر جنھون نے آپکے قتل پر پوری آمادگی دکھلادی۔ آپنے جسقدر حسرت و افسوس فرمایا۔ وہ تمام کتابون مین مندرج ہے۔ قنبر نے دودھ اور شہد مین پانی ملاکر شربت بنایا اور آپکو حوالہ فرمایا۔ یہ وہ وقت تھا کہ میدان رست و خیز نہایت سختی سے گرم تھا۔ آفتاب بھی پوری تمازت پر تھا۔ اور لوہے سے لوہا لڑ رہا تھا۔ آپنے اس جام کو دیکھا اور فرمایا۔ قنبر مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ مین اپنی تشنگی کی ضرورتون سے مطمئن ہوجاؤن اور میری فوج اور قوم کے ہزارون بالب تشنہ اور شکم گرسنہ۔ ہزارون من لوہے کا بوجھ لادین۔ اس غربت اور مصیبت کی موجودہ حالتون مین اپنا خون اور پسینہ ایک کرتے ہون۔ یہ کہکر وہ جام واپس دیا اور فرمایا کہ جاؤ۔ جو مجھسے زیادہ حاجتمند ہو۔ اسے تلاش کرکے پلادو۔

مسٹر ماٹلے Mr: Motley انگریزی مورخ نے معرکہ زتفن Zutphen مین

سرفلپ سڈنی Sir Philip Sydney موجودہ سپہ سالار افواج برطانیہ کے متعلق اُسکے زخمی ہونے اور قریب المرگ پہونچنے کے وقت۔ ایک ایسا ہی واقعہ لکھا ہی۔ جسپر آج تک تمام انگریزی قومون کو بہت بڑا فخر اور ناز حاصل ہی۔ اور ہر اخلاقی مباحث مین اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہی۔ وہ حضرات جب اسلام کے اس مجاہد۔ امام۔ رہنما اور پیشوا کے یہ واقعات پڑھینگے تو اُنکو ثابت ہوجائیگا کہ آپکے محاسن اخلاق سے دنیا کے لوگ بہت پیچھے ہین۔

مخالف سے مروت کی بے نظیر مثال

۳۹ھ کے اخیر اور **۴۰ھ** ہجری کے شروع مین۔ امیر معاویہ نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے رو در رو مقابلہ سے مجبور اور مایوس ہوکر جب بلاد اسلامیہ مین عام بغاوت پھیلا دینے کی دفعتًا تدبیر نکالی۔ اور تمام علاقون مین خفیہ فوجین بھیجی گئین تو علاقۂ **ہیت** پر بھی فوجکشی کی خبر سنی گئی۔ کمیل ابن زیاد نخعی یہان کے عامل تھے۔ اُنھون نے یہ صلاح ٹھہرائی کہ معاویہ کی فرستادہ فوج سے تو کچھ روک ٹوک نہ کیجاوے۔ بلکہ اسکی جگہ شام کے مقبوضات **قرقیسا** کو لوٹ لین۔ اور قرقیسا شام کے قلمرو مین داخل تھا۔ یہ تجویز ٹھہراکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین اسکی منظوری کے لئے عرضی لکھی۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے اخلاق و مروت ایسے کیا تھے۔ جو خلائق کی بربادی۔ رعایا کی پریشانی۔ ملک کی تباہی کی اجازت دیتے۔ اسمین شک نہین کہ عامیانہ نگاہون مین اگرچہ یہ ترکی بہ ترکی جواب تھا۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کے اخلاقی اصول کے بالکل نقیض اور خلاف تھا۔ نہایت خشم آلود الفاظ مین اسکے جواب مین جو ہدایت نامہ کمیل ابن زیاد نخعی کو لکھا گیا۔ وہ یہ ہی:-

امّا بعد فانّ تضييع المرء ما ولّي وتكلّفه ما كفي لعجز حاضر ورأي متبّر وان تعاطيك الغارة على اهل قرقيسيا وتعطيلك مسالحك التي وليناك ليس بها من يمنعها ولا يردّ الجيش عنها لرأي شعاع فقد صرت جسرًا لمن اراد الغارة من اعدائك على اوليائك غير شديد المنكب ولا مهيب الجانب ولا سادٍّ ثغرة ولا كاسر لعدوّ شوكة ولا مغن عن اهل مصره ولا مجز عن اميره ؛

امّا بعد۔ اپنے ملکی انتظام کو چھوڑنا۔ اُسنے غفلت کرنا اور دوسرے کے ملک کی فکر کرنا۔ اُس حالت مین کہ اُس ملک کی جوابدہی سے علحدہ نہین ہوے اور وہ تمپر واجب ہی لیکن دوسرے کے ملکون کی طرف ایسی حالت مین توجہ کرنا۔ جو تمپر کسی طرح لازم نہین ہی۔ ہماری سوء تدبیری اور کم فہمی کی دلیل ہی۔ شہر قرقیسا والون کے غارت کرنے کی تجویز۔ جو حریف کے قلمرو مین داخل ہی۔ اور اپنے ملک کی سرحدون کو جو تمھاری ماتحتی مین دی گئی ہی۔ اسطرح معطل چھوڑ دینا کہ پھر تمھارے بعد وہان کوئی ایسا باقی نہین رہتا کہ دشمن

کو دفع کرسکے یا کسی بیرونی فوج سے مقابلہ پر آوے۔ تمھاری پریشان راے اور خام خیالی کے سامان
ہین۔ تم ایسے ہوگئے۔ کہ تمھارے دشمنون مین سے جو شخص چاہے۔ تمھارے ملک مین قتل و غارت کرے
اور تمھارے دوستون کو مضرت پہونچاوے۔ وہ جب چاہین۔ بغیر کسی خوف کے تمھارے ملک مین
چلے آئین۔ نہ تمھارے پاس زور بازو باقی ہی اور نہ ہمت۔ نہ تم مین حریف کے حملہ کی تاب و طاقت باقی
ہی۔ اور نہ اُس سے مقابلہ کی قوت۔ نہ تم اپنے ہی ملکون کے رخنے مٹا سکتے ہو اور نہ اپنے کسی حریف کو
شکست پہونچا سکتے ہو جب تک کہ تم اپنے حریف کو پورے طور سے دفع نہ کرسکوگے۔ تم کبھی اپنی ذات کو
فرائض منصبی کی ذمہ داریون سے بری نہین کرسکتے" والسلام ؛

امیر المؤمنین علیہ السلام کے شجاعانہ اور دلیرانہ حالات۔ قوی سے قوی حریف اور سخت سے
سخت دشمن سے مقابلہ حقیقت مین تبلا رہے ہین کہ دنیا کے جریدہ مین آپکی شجاعت و دلیری جواب نہین رکھتی ہی
مگر ساتھ ہی اسکے۔ آپکے محاسن اخلاق اور مکارم عادات صاف صاف ظاہر کر رہے ہین کہ ان موقعون مین
آپکے خلق و مروت کے واقعات بھی اپنی مثال اور نظیر نہین رکھتے اگر کسی وقت مین آپکو فولاد کی طرح سخت
پایا جاویگا تو پھر دوسرے وقت آپکو موم سے بھی زیادہ نرم دیکھا جاوے گا۔ ہم اپنے بیان کی تصدیق
مین پھر جنگ صفین کے سلسلہ سے ایک واقعہ نکالکر ذیل مین قلمبند کرتے ہین۔

جب امیر المؤمنین علیہ السلام کے مقابلہ مین معاویہ کا تمام زور گھٹ گیا۔ نہ زور تقریر سے کام
نکلا۔ نہ زور شمشیر سے۔ تو اُنکی بزدل اور کینہ پرور طبیعت نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام پر سب و شتم
کرنے کا علی الاعلان حکم شام کے تمام قلمرو مین جاری فرمایا۔ پھر کیا تھا۔ عام طور سے تمام اہل شام جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام کو ایسے کریہ الفاظ سے یاد کرنے لگے جنکا ذکر ناگفتہ بہ ہی۔ ہر شخص جانتا ہی کہ ایسے
موقع انسان کے تحمل سے باہر ہوتے ہین۔ اور کوئی اُنکی برداشت نہین کرسکتا۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام
کے خلق عظیم نے یہ مصیبتین بھی نہایت آسانی سے اُٹھالین اور برداشت کرلین۔ اور اُنکے بیہودہ حرکات
سے صریح چشم پوشی اور خاموشی اختیار فرمائی۔ بعض خالص اور پرجوش اصحاب نے ترکی بترکی جواب دینے
کی اجازت چاہی۔ مگر امیر المؤمنین علیہ السلام کے اخلاق نے اسکو بھی اپنے شایان نہ سمجھا۔ نہج البلاغۃ مین
اس مضمون کو یون لکھا ہی ؛

مخالف کی لغزش شماتت سے احتیاط

وقد سمع قوما من اصحابه يسبون اهل
الشام ايام حربهم بصفين اني اكره لكم ان
تكونوا سبابين ولكنكم لو وصفتم

معاشر الناس۔ ہمکو تمھاری یہ باتین پسند نہین آتین کہ
تم کسی کو گالی دو۔ یا گالی دینے والون مین شمار کیے جاؤ۔
بلکہ اسکے بالعوض تم اُنکے مقابلہ مین اپنے محاسن اخلاق

اعمالکم وذکرتم حالھم کان اصوب فی القول
وابلغ فی العذر وقلتم مکان سبکم
ایاھم اللّٰھم احقن دماء نا ودماءھم
واصلح بیننا وبینھم واھدھم من ضلالتھم
حتی یعرف الحق من جھلہ ویرعوے
عن الغی والعدوان من لھج بہ

بیان کرو۔ اور اُنکے معائب اُنکے سامنے رکھدو۔ تو یہ تمھارے لئے تمھاری اُس چیز سے کہین بہتر ہوگا اور اسمین کسی کو عذر نہوگا۔ بلکہ تم اُن کلمات کے بدلے مین یہ کہو اور خدا سے خواستگار ہو کہ وہ تمھارے اور اُنکے خون گرنے کو بچائے۔ اور تمھاری اور اُنکی عداوتون کو اصلاح اور رفاہ سے بدل دے۔ اور اُنکو گمراہیون سے نکالکر سبیل ہدایت پر لگا دے۔ کیونکہ جسنے اسوقت تک حق کو نہین پہچانا ہی وہ پہچان لے۔ اور بدراہی سے راہ نیک پر چلا وے۔ اور جسکی طبیعت شرارت۔ فتنہ و فساد کی طرف راغب ہو۔ وہ اس سے باز رہے" ۔
ان امور سے قطع نظر کرکے۔ اسی صفین کے سلسلہ مین۔ امیر صاحب کی طرف سے رسد کا سلسلہ منقطع کردیا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسکا کیا جواب دیا۔ پھر اسکے بعد۔ دریا کا پانی ایک شبانہ روز بند رہا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کا لشکر جسمین سوائے اہل اسلام کے اور کسی قوم کے دوسرے لوگ نہین تھے۔ پیاسا پڑا رہا۔ مگر امیر شام نے کوئی مروت یا رعایت اپنے ان مسلمان بھائیون کے ساتھ روا نہین رکھی۔ بیچارون نے اپنی غریب اور پیاسی جانون پر کھیل کر اپنی شجاعت اور دلیری کے ہاتھون آخر کار دریا کو اُنسے چھین لیا۔ دریا پر پورا قبضہ پاکر امیر المؤمنین علیہ السلام نے معاویہ کی ان حرکات کا کیا جواب دیا۔ کچھ بھی نہین۔ اہل شام درخواستین لیکر آئے۔ اُس چشمۂ فیض نے دریا کا ایک گھاٹ اُنکے خاص مصاف۔ آرام اور ضروریات کے لئے علیحدہ کردیا۔ پرجوش اصحاب نے خلاف رائے ظاہر کی۔ ارشاد فرمایا گیا۔ نہین خدا کی قسم۔ مجھسے وہ امور کبھی نہین صادر ہونے والے جو ان جاہلون نے ابھی ابھی کئے۔ دریا۔ خدائے تعالیٰ کے منبع فیض ہین جس سے دشمن۔ دوست۔ کافر اور مسلمان سب کو سیراب ہونا چاہئے۔

یہ وہی واقعات ہین جنھون نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے محاسن اخلاق۔ اسلامی رعایت اور قومی مروت اور انسانی ہمدردی کو دنیا کے بڑے بڑے کارنامون مین بالکل بے مثال اور نادر الوجود ثابت کردیا ہی۔ اور حقیقت مین جب تک نفوس کی پاکیزگی۔ قلوب کی صفائی اور انسانی ہمدردی کا خیال اس درجہ تک نہو گا محاسن اخلاق اور کریم النفسی کے اوصاف تکمیل تک ہرگز پہونچ نہین سکتے۔

کرم وجود

آن واحد النعم کہ ز داؤد نطق او نشنید گوش آز بجز نغمۂ نعم ع ر ن ۱۲

وہ علی علیہ السلام ہی کا دروازہ تھا جس سے سائل کبھی پھیرا نہ گیا۔ آپکے جود و کرم اور لطف و سخا کے متعلق اس کثرت سے واقعات اسلامی کتابون مین مندرج ہین کہ اُنکا شمار اگر محال نہین تو دشوار تو ضرور ہی۔ اسلامی سیرتون مین جن لوگون کے حالات پڑھے پڑھے جائین گے۔ اُن سب مین جسقدر واقعات امیر المومنین علیہ السلام کے جود و کرم کے متعلق پائیجائین گے اُتنے کسی اور بزرگوار کے نہین۔ چنانچہ محمد ابن طلحۃ الشافعی کتاب مطالب السئول مین تحریر فرماتے ہین:۔

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم من ان اکرم الناس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم؛	ابو اسحٰق سبیعی کا بیان ہی کہ مین نے چالیس صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین سب سے زیادہ کون سخی تھا۔ سب نے کہا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام؛

امام شعبی فرماتے ہین:۔

کان علیہ السلام اسخی الناس علی الخلق الذی یحبہ اللہ السخا والجود قال لا لسائل قطونہ کان یسقی بیدہ النخل قوم لھود المدینۃ حتی یجلب یداہ ویتصدق بالاجرۃ ویشد علی بطنہ حجرا؛	امام شعبی ذکر کرتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام تمام لوگون سے ایسے سخی ترین تھے اور بقدر سخاوت و جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپنے کبھی کسی سائل کے لئے اپنی زبان سے نہین۔ نہین فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے یہود مدینہ کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے۔ یہانتک

کہ ہاتھون مین چھالے پڑجاتے تھے۔ اور اجرت کے پیسے خیرات کردیا کرتے تھے۔ اور اپنے پیٹ پر بھوک کیوجہ سے پتھر باندھ لیا کرتے تھے؛"

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سخاوت کے دشمن تک بھی قائل تھے۔ مطالب السئول مین مرقوم ہی:

قال معاویۃ لمحقن ابن ابی محقن لما قال لہ جئتک من عند ابخل الناس یحک کیف نقول انہ من ابخل الناس وھو الذی لو ملک بیتا من تبر و بیتا من تبن لنفد تبرہ قبل تبنہ؛	معاویہ سے جب محقن ابن ابی محقن نے یہ کہا کہ مین تیرے پاس بخیل ترین شخص کے پاس سے آیا ہون (اشارہ ہی امیر المومنین علیہ السلام کی طرف) تو معویہ نے کہا افسوس ہی تجھپر تو کیونکر اُنھین بخیل کہتا ہی۔ اگر اُنکو ایک گھر سونے کا اور ایک گھر انجیر کا ملکیت مین دیدیا جاوے تو قبل

اسکے کہ وہ انجیر کے گھر کو تمام بانٹ دین۔ سونے کے گھر کو چکادین گے۔"

امام طغوی اپنے طبقات مین لکھتے ہین:۔

كان على عليه السلام يبارز كافرا وقد اصطف الفريقان وفى المسلمين قلة وفى الكافرين كثرة بلغ عدد الكفار اثنى عشر الف فارس فقال له كافر فى المبارزة ارنى سيفك يا على عليه السلام	امیر المؤمنین علیہ السلام ایک کافر سے لڑ رہے تھے اور دونون طرف لشکر کے لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ کفار کثرت سے موجود تھے۔ کفار کی جمعیت بارہ ہزار سوار تھی۔ کافر نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ مجھے اپنی تلوار دین دیکھون

کیسی ہی۔ آپ نے فورًا تلوار دیدی۔ کافر نے تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ اب تو یہ تلوار آپ مجھے دے چکے اب مجھسے آپ کیونکر بچ سکین گے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو نے بھیک مانگنے والون کی طرح میرے آگے ہاتھ پھیلا دئے۔ تو میری مروت نے تقاضا نہ کیا کہ مانگنے والا ہاتھ رد کیا جاوے۔ اگرچہ وہ کافر ہی کیون نہو ؛

امام ابوبکر محمد ابن الحسین سنبلانی مناقب الاصحاب مین لکھتے ہین :-

كان عليه السلام يقول لا عجب من تشترى المالك بماله ولا يشترى الجود بمعروفه ؛	جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھکو اُن لوگون کی حالتون پر افسوس آتا ہی جو اپنے مال کو غلام اور لونڈیون کے خریدنے مین صرف کرتے ہین اور اپنے

کرم و احسان سے آزاد لوگون کو غلام نہین بناتے ؛"

امام دارقطنی تحریر فرماتے ہین :-

عن ابى سعيد خدرى قال كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اتى الجنازة لم يسال عن شئ من عمل الرجل ويسال عن دينه فان قيل عليه دين كف عن الصلوٰة وان قيل ليس عليه دين صلى عليه فاتى بجنازة فلما قام ليكبر سئل هل على صاحبكم دين قالو دينار ان فعدل صلى الله عليه وآله وسلم وقال صلوا على صاحبكم فقال على هما على وهو برى منهما فتقدم صلى الله عليه وآله وسلم ثم	ابو سعید خدری رض سے منقول ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کے جنازہ پر تشریف لیجاتے تھے تو اُسکے اعمال کے متعلق کبھی سوال نہین فرماتے تھے۔ بلکہ اُسکے قرض کی نسبت پوچھتے تھے اگر کہا جاتا تھا کہ اس شخص پر قرض ہی تو آپ خود نماز نہ پڑھتے اور اگر یہ بیان کیا جاتا کہ اس شخص پر قرض نہین ہی تو آپ اُسکی خود نماز پڑھتے۔ ایک مرتبہ آپ ایک جنازہ پر تشریف لے گئے۔ جب آپ تکبیر کے ارادہ سے اُٹھے لوگون سے پوچھا کہ تمھارے اس دوست پر قرض تو نہین ہی۔ لوگون نے عرض کی۔ صرف دو دینار قرض ہین۔ آنحضرت

قال لعلی علیہ السلام جزاك الله خیرا فلث الله رهانك كما فككت رهان اخیك ؛	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض کا نام سنتے ہی بیٹھ گئے اور لوگون سے کہا کہ تم لوگ اپنے دوست کے جنازہ کی نماز پڑھلو۔ اتنے مین جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے

کہا ان دونون دینارون کا ادا کرنا میرے ذمہ ہی۔ اور یہ میرا مرنیوالا دوست اس سے بری الذمہ ہی۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تب جنازہ کی نماز پڑھی اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا تمھین اسکی نیک خیر عطا فرماوے۔ اور تمھارا قرض بھی اُسی طرح چھڑاوے جسطرح تمنے اپنے بھائی کا قرض چھڑایا ہی ؛

اسکے ایسے واقعات کا ابھی اتنا کثیر ذخیرہ ہمارے پیش نظر ہی جسے ہم قلمبند کرنا کیسا شمار بھی کر نہین سکتے۔ ان احادیث کے علاوہ۔ کلام مجید کی بہت سی آیتین ہین جنکی شان نزول جناب امیر المومنین علیہ السلام کی سخاوت اور جود وکرم مین بیان کیجاتی ہین۔ جنکو ہم اس کتاب کے پہلے حصہ مین باب الفضائل کے متعلق لکھ چکے ہین۔ فمن شاء فلیرجع الیہ ؛

ستر اونٹون کی قطار کا بخشدینا۔ حالت رکوع مین انگشتری کا عنایت فرمانا۔ بلغ مدینہ کا بحکم سایل کے سؤال کو پورا کرنا۔ زرہ شمشیر۔ یہان تک کہ ردائے فاطمہ علیہا السلام کا محتاجین کی رفع حاجت کے لئے۔ اکثر گرو کیا جانا۔ **پانی بھرنے۔ مٹی کوٹنے اور درخت پٹانے** کی سخت اور دشوار گذار محنتون سے جو کچھ پانا۔ وہ فی سبیل اللہ سائلون کو دیدینا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام وکمال ایسے واقعات ہین جو علی العموم تمام اہل اسلام کی کتابون مین پائے جاتے ہین۔ اور اس شہرت اور کثرت سے تمام کتابون مین درج ہین کہ اُنکو نہ میرے بیان کی احتیاج باقی ہی اور نہ کسی صراحت کی ضرورت ؛

حلم

تحمل و بردباری کے متعلق امام احمد ابن حنبل اپنے مناقب مین ذیل کی عبارت لکھتے ہین :-

عن معقل بن یسار ان النبی صلی الله علیه واٰله وسلم قال لفاطمه علیها السلام الا ترضین انی زوجتك اقدم اسنی سلما واكثرهم علما واعظمهم حلما ؛	معقل ابن یسار سے منقول ہی کہ جناب سرور موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ تم راضی نہین ہو کہ مین نے تمھارا نکاح اُس شخص سے کیا ہی جو میری امت مین از روے اسلام کے مقدم ترین اور از روے علم کے عالم ترین اور از روے حلم سے

اعظم ترین خلائق ہی:

امام محمد ابن یوسف گنجی شافعی لکھتے ہین:-

سال معاویه خالد ابن یعمر فقال له علی حببت علیاء فقال علی ثلث خصال علی حلمه اذا غضب وعلی صدقه اذا قال وعلی عدله اذا حکم:	معویہ نے خالد ابن یعمر سے پوچھا کہ تم کس بات پر جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام کو دوست رکھتے ہو۔ وہ کہنے لگے۔ انکی تین باتون پر۔ اُنکے حلم پر جب وہ غصہ ہوتے ہین۔ اُنکی صداقت پر جب وہ تقریر کرتے ہین۔ اُنکے

عدل پر جب وہ حکم کرتے ہین:

امام غزالی احیاء العلوم مین لکھتے ہین:-

ان علی علیه السلام دعا غلاما فلم یجبه فدعا ثانیا وثلثا فلم یجبه فقام الیه فراه مضطجعا فقال اما السبع یا غلام فقال نعم قال ما حملك علی ترك جوابی قال امنت عقوبتك فتکاسلت فقال امض فانت حر لوجه الله تعالیٰ:	جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے غلام کو پکارا۔ اُسنے جواب نہ دیا۔ پھر پکارا۔ پھر پکارا۔ مگر اُسنے جواب ندیا۔ آپنے اُٹھکر دیکھا تو وہ سو رہا ہی۔ آپنے فرمایا۔ اے لڑکے تو کیا میری آواز نہین سُنتا تھا۔ وہ عرض کرنے لگا۔ مین نے سُنی تھی۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر تو نے جواب کیون ندیا۔ وہ

کہنے لگا۔ چونکہ آپکی عقوبت سے مجھے اپنی امان کا پورا یقین تھا۔ اس لئے مین الکسا گیا۔ آپنے فرمایا۔ جا مین نے تجھے خدا کی راہ مین آزاد کر دیا:

زھد

مناقب الاصحاب مین قسیفہ رضہ کے اسناد سے تحریر ہی:-

عن قسیفه قال ما رایت ازهد فی الناس من علی ابن ابی طالب علیه السلام:	قسیفہ رضہ کا قول ہی کہ ہمنے آدمیون مین جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام سے زیادہ تر زہد والا اور کسی کو نہین دیکھا:

تاریخ ابن اثیر مین لکھا ہی:-

عن حسن ابن علی قال تذکروا الزهاد عند عمر ابن عبد العزیز رحمة الله علیه فقال عمر ازهد الناس فی الدنیا علی ابن ابی طالب علیه السلام:	حسن ابن صالح سے مروی ہی کہ لوگ عمر ابن عبد العزیز کے پاس زاہدون کا تذکرہ کر رہے تھے۔ عمر کہنے لگے کہ لوگون مین سب سے زیادہ حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام زاہد تھے:

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ مین تحریر ہے:۔

عن ابی نعیم قال قال سمعت سفیان یقول ما بنی اجرۃ علی اجرۃ ولا لبنۃ علی لبنۃ ولا قضیبۃ علی قضیبۃ وان کان لیؤتی بجبوحتہ من المدینۃ فی جراب ؛	ابو نعیم کہتے ہین کہ ہمنے سفیان کو کہتے ہوے سنا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے پکی اینٹ پر پکی اینٹ نہین رکھی۔ اور نہ کچی اینٹ پر کچی اینٹ اور نہ بانس پر بانس دھرا۔ اگر وہ چاہتے تو مدینہ سے جراب تک آبادی بڑھا دیتے ؛

امام احمد ابن حنبل۔ علامہ ابن عساکر اور امام زہری نے بھی آپ کے زہد کے بہت سے واقعات بیان کئے ہین۔ جسے ہم طوالت کا باعث سمجھکر قلم انداز کرتے ہین ؛

عبادت

عبادت۔ ریاضت۔ توجہ الی اللہ۔ استغراق فی ذکر اللہ خشوع وخضوع ۔ غرض ان تمام اوصاف کا خاتمہ ایک امیر المؤمنین علیہ السلام کی ذات قدسی صفات پر ہوگیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جتنی کم سنی۔ کم عمری کے زمانہ سے اپنے دل کو خدا کی یاد۔ اپنی جان کو خدا کی راہ اور اپنی زبان کو خدا کے ذکر مین نذر کر دیا تھا۔ اُتنی کم سنی کے عالم سے اور کسی نے نہین۔ رجوع۔ خشوع خضوع۔ تذلل اور تحمل کے اعلیٰ مراتب جو قربت الٰہی کے مخصوص مدارج ہین جس طرح آپنے اور آپکے بعد آپکی اولاد طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین نے کمال فرمائے۔ ویسے اہل اسلام مین سے کسی اور نے نہین۔ بہت دنون تک جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تنہا نماز پڑھی اور سات برس کے کامل عرصہ تک اُس خداے واحد کی اطاعت اور عبادت مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی دوسرا شریک جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سوا نہین تھا۔ سالہا سال تک یہ معمول تھا کہ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے۔ روزانہ اوقات کا یہ دستور رکھا تھا کہ عشا کے بعد دولت سرا مین۔ دن بھر کے بعد تشریف لاتے تھے۔ حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن مین مشغول ہوتے تھے۔ یہانتک کہ طلوع فجر کے وقت تجدید وضو فرما کر باہر تشریف لاتے۔ اور نماز جماعت ادا فرماتے۔ اُسوقت سے لیکر طلوع آفتاب تک تعقیبات اور اوراد مین معروف رہتے تھے۔ انکے بعد کاروبار خلافت ملاحظہ فرماتے۔ نماز ظہر کا وقت آجاتا تو پھر جماعت کے ساتھ نماز ظہر ادا کی جاتی تھی ظہر کی تعقیبات تمام کرکے فوراً نماز عصر کی نیت کیجاتی تھی۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر قضا کے مسائل فیصل فرماتے جاتے تھے۔ ان فیصلون مین شام ہو جاتی تھی۔ اور پھر نماز مغربین کے بعد سے دوسرے دن کا سلسلہ

شروع ہوجاتا تھا ۔

استغراق فی العبادت کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو منھ کا رنگ زرد ہوجاتا تھا۔ اور تمام بدن کانپنے لگتا تھا۔ اکثر اصحاب پوچھتے تھے تو ارشاد ہوتا تھا کہ مین خدا کے سامنے اُسکی اُن امانتون کے ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہون۔ جسکے تحمل کے لئے نہ زمین کی قوتین کافی ہوسکین اور نہ پہاڑ کی۔ اسپر بھی مین نہین جانتا کہ مین نے اُسکی نماز کو پورے طور سے ادا کیا یا نہین ۔

ام سعید سے۔ جو حضوری کا ہمیشہ سے شرف رکھتی تھین۔ کسی نے پوچھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی عبادت کا ماہ رمضان مین کیا حال رہا کرتا تھا۔ ام سعید نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی عبادت کے لئے۔ رمضان اور شوال دونون برابر تھے۔ مین نے نو سال بھر مین کوئی رات ایسی نہین دیکھی۔ جسے آپنے عبادت الٰہی مین نہ تمام فرمایا ہو ۔

تاج الاسلام سلیمان ابن داؤد السقفی لکھتے ہین:۔

روی عن علی علیہ السلام کان کما دخل وقت الصلوٰۃ تغیر لونہ فقیل لہ فی ذلک قال جاء وقت الامانۃ التی عرضہا اللہ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان تحملنہا فقد حملتہا مع ضعفی ولا ادری کیف اودیہا ۔

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہی کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپکا رنگ زرد ہوجاتا تھا۔ ایک مرتبہ اسکی نسبت آپ سے دریافت کیا گیا۔ آپنے فرمایا۔ اُس امانت کے ادا کا وقت آگیا ہی جس امانت کو خدا نے آسمانون پر زمینون پر پیش کیا۔ اُنھون نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور مین نے باوجود اپنی ناتوانی کے اُٹھالیا ۔

علامہ ابن الحدید شرح نہج البلاغۃ مین لکھتے ہین:۔

قیل قد یبسط لہ نطع بین الصفین لیلۃ الہریر فیصلی علیہ والسہام تقع بین یدیہ وتمر علی صماخیہ یمینا و شمالا فلا یرتاع لذلک وماقام حتی فرغ من وظیفتہ ۔

صفین کے معرکے مین لیلۃ الہریر والی شب کو دونون صفون کے بیچ مین آپ کے لئے چٹائی بچھائی گئی تھی اور آپ اُسپر نماز پڑھتے تھے۔ اور تیر سامنے سے آتے جاتے تھے۔ اور آپکے کانون کے پاس سے ہوکر نکل جاتے تھے۔ اور آپ اُنکا کچھ خوف نہین فرماتے تھے۔ جب تک کہ آپ اپنے وظائف سے فارغ نہو لئے۔ اپنے مقام سے نہ اُٹھے ۔

اسکے بعد علامہ موصوف لکھتے ہین وکانت جبہتہ کثفنۃ البعیر بطول سجدۃ۔ آپکی پیشانی کثرت سجود سے ایسی ہوگئی تھی جیسے اونٹ کا سینہ ۔

اسلامی تاریخ ۔ سیر ۔ حدیث ۔ فقہ کی تمام کتابین آپکی عبادت کے واقعات سے مالامال ہین ۔ اہل تصوف اور اشراق کے تمام معارف اور معالم تو بالجملہ آپ ہی کی ذات مستغنی عن الصفات پر ختم ہوتے ہین ۔ استغراق اور توجہ الی اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ اس عالم اور محویت مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی جسمانی تکلیفون کا مطلق خیال نہین رہتا تھا ۔ اور بعض اوقات تو محویت کی کیفیت وہ ہوتی تھی کہ دیکھنے والونکو آپکی بیہوشی ۔ مرض سکتہ اور آخر درجہ رحلت فرما جانے کا یقین ہو جاتا تھا ۔ مشہور ہی کہ احد کے غزوہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے پاے مبارک پر تیر لگا ۔ وہ ایسا ہی سخت تھا کہ پاؤن سے نہ نکل سکا ۔ اُسکا کھینچنا اگرچہ دشوار نہین تھا ۔ مگر امیر المومنین علیہ السلام اُسکی تکلیف کو برداشت نہین کر سکتے تھے ۔ آخرکار یہ مسئلہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت بابرکت مین پیش ہوا ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسوقت علیؑ نماز پڑھین ۔ یہ تیر نکال لیا جاوے ۔ ایسا ہی کیا گیا ۔ جراح نے زنبور کے ذریعہ وہ تیر نکالا ۔ پاؤن کے نیچے تمام مُصلّا خون سے تر ہو گیا ۔ مگر تاہم خدا کے اُس سچے اور خالص مُصلّی کو اصل واقعہ کی خبر تک بھی نہ ہوئی ۔ مُلّا عبد الرحمٰن جامی نے تحفة الاحرار مین اس واقعہ کو نہایت خوبی سے نظم کیا ہی ۔ جسے ہم ذیل مین بجنسہ نقل کرتے ہین ؛

شیر خدا شاہ ولایت علی ۔ صیقلی شرک خفی و جلی
روز احد چون صف ہیجا گرفت ۔ تیر مخالف بتنش جا گرفت

غنچۂ پیکان نہ گل او نہفت ۔ صد گل راحت ز گل او شگفت
روے عبادت سوے محراب کرد ۔ پشت بر او بر سر اصحاب کرد

خنجر الماس چو بید آختند ۔ چاک بہ تن شکل گل انداختند
غرق بخون غنچۂ زنگار گون ۔ آمد از ان گلشن رخشان برون

گل گل خونش بمُصلا چکید ۔ گفت چو فارغ ز نماز آن بدید
این ہمہ گل چیست تہ پاے من ۔ ساختہ گلزار مُصلاے من

صورت حالش چو شود بدربانہ ۔ گفت کہ سوگند بدانای راز
کز الم زخم ندارم خبر ۔ گرچہ زمن نیست خبردار تر

طائر من سدرہ نشین شد چہ باک ۔ گرچہ شدم تن چو قفس چاک چاک
جامی ز آلائش تن پاک شو ۔ در قدم پاک روان خاک شو

ابودردا ۔ جنکا شمار صحابۂ کبار کے اعلےٰ اور اعلم طبقہ مین ہوتا ہی اور یہ وہی بزرگ تھے جو خلافت راشدہ کے زمانہ مین اجتہاد کی پوری قوت رکھتے تھے ۔ آپکی عبادت اور استغراق فی اللہ کی کیفیت یون بیان کرتے ہین ۔ جسکو ہم حضرت مرحوم اوحد الناس مولینا مفتی میر محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ کی نہایت مشہور و معروف مثنوی **من وسلویٰ** سے ذیل مین قلمبند کرتے ہین :۔

گوش کن قول ابودرداست این ۔ نقل بودردا ز امام ماست این
گفت رفتم در بیابانی شبے ۔ ناگہان آمد بگوشم یاربے

زان صدا مو بر تن ما راست شد ۔ دیدہ ام غمناک ازان بیخواست شد
پر ز غم بود آن صدا نام خدا ۔ داشت از سر تا بپا نام خدا

یا الٰہی دیدۂ عصیان من ۔ دیدہ ہر یک زان بلا جان من
نامۂ من پر شد از جرم و خطا ۔ لیک میخواہم ز تو عفو و عطا

آرزوہاے رضایت می کنم — خواہش لطف و عنایت می کنم
دید آنجا گلشن احسان علی است — درمیان خار پنہان علی است
در شب تاریک شمعش آہ بود — شعلۂ دل ابر شب ماہ بود
گفت اے مولاے من آقاے من — اے خدا اے مونس شبہاے من
چون بہ عدل و انتقامت بنگرم — وز شرار از قہر تو یاد آورم
آہ ازان جرمے کہ رفت از خاطرم — وانکہ اندر نامۂ خود بنگرم
واے بر حال غریبے مضطرے — واے بر جرمے مونسے بے یاورے
آہ ازان دم کز نظر اندازیش — در غضب اندر سقر اندازیش
سیل اشک از چشم دریا بار ریخت — ریخت خون از دیدہ و بسیار ریخت
در ہوا پیچیدہ دود آہ او — منقطع شد نالۂ جانکاہ او
زین قدر ہا رنج بیداری کشید — زحمت از بسیار زاری کشید
می روم صبح است بیدارش کنم — صرف ذکر حق دگر بارش کنم
مثل چوب خشک بے حس دیدمش — ماند ساکن ہر چہ جنبانیدمش
رفتم آن دم نزد دسرار زمان — گفتمش شد فوت امیر مومنان
گفت این غشی است کز خوف خدا — عارض او می شود از سالہا
بر من آندم گریہ زور آوردہ بود — حال و ہوش از سر من بردہ بود
اے ابو دردا چہ پیش آمد ترا — چیست اینحالت بیان کن ماجرا
گفت چون فردا رسد روز حساب — ہر کی بیند بچشم خود عتاب
ای نار ملء ها یشوی الوجوہ — شور و زورش بر کند بنیاد کوہ
یک طرف منصوب میزان عمل — می برد یک سمت دیوان عمل
پیش حق استادہ باشم دل تپان — بستہ باشد ہیبت او ہم زبان
دست رحمت بر سرم حالا منہ — آستین بر چشم خون پالا منہ

در پی آواز شد از پی روان — مثل سیلاب اشک بیرون
غلغلی در تاب و تب افگندہ است — آتشی در کشت شب افگندہ است
خواند اول چند رکعت از نماز — بعد شد مشغول در عجز و نیاز
چون کنم در عفو غفرانت نگاہ — کوہ عصیانم نماید پر کاہ
آہ از روز حسابت اے خدا — آہ از روز عقابت اے خدا
آہ چون گوی گرفتارش کنند — درمیان مردمان خوارش کنند
نے رفیقے بہر امدادش رسد — نے ز خویش کس بفریادش رسد
بعد ازینہا نالہ سر کرد شاہ — بر کشید از سینۂ پر درد آہ
قطع شد آخر صداے آہ غمش — گشت موقوف آن فغان و نالش
گفت ظن بردم کہ شاید آنجناب — رفتہ باشد بعد ازین محنت بخواب
حالیا بعد از تعب خوابیدہ است — ہست این پایان شب خواب ابتداست
چون رسیدم بر سر بالین او — بود بر خاک آن تن سیمین او
بر کشیدم آہ سردی از درون — قائلا انا الیہ راجعون
شد حزین چون این خبر گفتم باو — وجہ پرسید او ز سر گفتم باو
چند کس رفتیم از انصار او — آب پاشیدیم بر رخسار او
چون بہوش آمد نگاہی کرد و گفت — گریۂ من دید و آہی کرد و گفت
گفتم از کار تو زاری می کنم — گریہ بر حالیکہ داری می کنم
ہر کی غوغاے آتش بشنود — شور دریاہاے آتش بشنود
عالمی را ہیبۂ خود ساختہ — غلغل ہل من مزید انداختہ
چون در اینحالت کشیدم پیش حق — بر دل یاران چہا باشد قلق
تو در آندم بیشتر خواہی گریست — چون کنی بر من نظر خواہی گریست
چون بود جا پیش حق فردا مرا — کس نپرسد آہ ابو دردا مرا

خدا کی سچی عبادت کرنے والے۔ اُسکی یاد اور ذکر مین مرمٹنے والے۔ ایسی ہی عبادت کرتے ہین۔ اُنکے استغراق توجہ خضوع و خشوع کی یہی محویت اور اُنکے مقدس دلون کے رجوع کی یہی کیفیت ہوتی ہے
دنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود ۔ اُنکے لئے تھی بندگی واجب الوجود ۔ (میرانیس مرحوم)

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام جو ائمہ معصومین علیہم السلام مین اپنی کثرت عبادت کی وجہ سے زین العابدین اور سید الساجدین کے معزز القاب سے یاد کیئے جاتے ہین۔ ایک دن کسی کتاب مین اپنے جد بزرگوار کے احوال ملاحظہ فرما رہے تھے۔ جب ذکر عبادت تک پہونچے تو فوراً کتاب ہاتھ سے رکھدی۔ ایک آہ سرد بھری اور فرمایا کہ سوا ے انکے اور کسی انسان مین اتنی طاقت کہان جو خدا کی اتنی عبادت کرے ؏ (تہذیب المتین ص ۳۵۵)

زہد فی الطعام

فالودہ کی ایجاد۔ سب سے پہلے۔ آپ ہی کے زمان خلافت مین ہوئی۔ ایک دن آپکی خدمت مین فالودہ لایا گیا۔ اُسکے کھانے سے انکار فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ مین اسکو حرام نہین جانتا۔ مگر مجھکو یہ اندیشہ ہی کہ میرا نفس کبھی ایسی چیزون کا خوگر نہین۔ ایسا نہو کہ عادی ہو جاوے۔ یہ کہکر فرمایا اذھبتم طیبٰتکم فی حیاتکم۔ لیجاوٗ۔ خدا تمھین مبارک کرے ؏ (مناقب احمد حنبل)

سوید ابن غفلہ سے روایت ہی کہ مین عید کے روز امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکھا کہ نان خشک تناول فرما رہے ہین۔ مین نے عرض کی کہ آپ عید کے دن بھی ایسی غذا کھاتے ہین۔ ارشاد ہوا کہ ای سوید عید اُسکے لیئے ہی جو گناہون سے پاک اور عصیان سے آمرزیدہ ہو گیا ہو؏

پھر سوید ایک دوسرا واقعہ یون نقل کرتے ہین کہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ ایک پیالے مین تھوڑا سا دودھ اور سوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑے آپکے سامنے رکھے ہین۔ اُنپر اُسی طرح جَو کی موٹی موٹی بھوسیان لگی ہوئی ہین۔ وہ ٹکڑے سوکھ جانے سے ایسے سخت ہو گئے تھے کہ آپ اُنکو زانو سے دبا کر توڑ رہے ہین۔ فضہ خادمہ خاص سامنے کھڑی ہوئی ہین مین نے اُنکو اپنی طرف مخاطب کرکے کہا کہ فضہ رض۔ تمکو انکی ضعیفی پر بھی رحم نہین آتا۔ کہ تم انکی روٹیون کے آٹے کو چھان تو دیا کرو۔ فضہ رض نے جواب دیا کہ مین کیا کرون۔ امیر المومنین علیہ السلام نے مجھے آٹا چھاننے سے خود منع فرما دیا ہی۔ اتنے مین خود ارشاد فرمایا کہ سوید کیا کہتے ہو۔ مین نے عرض کی کہ آپ فضہ کو آٹا کیون نہین چھاننے دیتے۔ جواب مین ارشاد ہوا کہ میرے لئے یہی غذا بہتر ہی۔ مین نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہی غذا کھاتے دیکھا ہی؏

ایک بار کوئی صاحب مہمان ہوے۔ جب کھانے کا وقت آیا۔ تو گھر مین سے کھانا آیا۔ اس بیچارے کو یہ خیال ہوا کہ مہمانون کی عام غذا سے صاحب خانہ کی غذا مین ضرور اہتمام ہوتا ہوگا۔ اور وہ بہتر ہوتا ہوگا۔ اس خیال سے اُنھون نے اصرار کیا کہ ہم جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ کھانا

کھائینگے - امیر المؤمنین علیہ السلام کے کھانے کا وقت آیا - اور قنبر رضہ نے دستر خوان بچھایا تو سوا سے سوکھی جَو کی روٹیون کے اور کچھ بھی نہین تھا - وہ بھی ایسی سخت جو ہاتھ سے توڑے نہین ٹوٹتی تھین - اب تو مہمان سخت پشیمان ہوے بیٹھے ہین - نہ کھاتے ہین اور نہ کچھ کہتے ہین - یہ حال دیکھکر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خود پوچھا تو مہمان نے عرض کی کہ مجھسے تو یہ روٹیان کھائی کہان تک جائینگی توڑی بھی نہین جاتی - جناب امیر علیہ السلام تو قبل سے انکے مدعا کو سمجھ چکے تھے - جواب مین ارشاد فرمانے لگے کہ بھلا ہماری تو غذا ہی یہی ہی جیسے ہمارے سوا دوسرا مشکل سے کھا سکتا ہی؎ لذت یہ کسی چیز مین پائی نہین جاتی جز آل نبی اور سے کھائی نہین جاتی ؛ (مرزا اوج)

ایک صاحب امام حسن علیہ السلام کے مہمان ہوے - مالدار بھی تھے اور خوشحال بھی - نماز مغرب مین شریک ہوے - فریضہ سے فارغ ہو کر صحن مسجد مین ٹہلنے لگے - جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے کھانے کا وقت تھا - اُسدن سوا سے جو کے آٹے کے اور کچھ بھی نتھا - امیر المؤمنین علیہ السلام کی نظر انپر جا پڑی - انکو بلایا - یہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو پہچانتے نتھے - جب یہ قریب آئے تو آپنے اُس آٹے مین سے ایک کف دست خود پیانک کر ایک کف دست انکو بھی دیا - انھون نے اُس آٹے کو لیکر اپنے عمامہ کی کھونٹ مین باندھ لیا - اور مسجد سے امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین واپس آئے - تھوڑی دیر کے بعد جب کھانے کا وقت آیا تو اُنکو مسجد کا واقعہ یاد آیا - امام حسن علیہ السلام سے کہنے لگے کہ مسجد مین ایک فقیر اُترا ہی - مناسب ہی کہ پہلے آپ اُسے غذا بھجوا دین تو ہم پیچھے کھا لینگے - اُسنے اپنے آرد شعیر مین سے کچھ مجھے بھی دیا ہی - جو میرے عمامہ کے گوشہ مین بندھا ہی - یہ کہکر وہ جَو کا آٹا امام حسن علیہ السلام کو دکھلایا امام حسن علیہ السلام نے یہ روداد سنی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ تم پہچانتے نہین وہ مرد فقیر نہین بلکہ ہمارا تمھارا اور تمام اہل اسلام کا امیر ہی اور پیشوا ؎

محمد ابن طلحہ الشافعی کتاب مطالب السئول مین تحریر کرتے ہین :-

عن عبد اللہ ابن ذریر قال دخلت علی علی علیہ السلام یوم الضحٰے فقرب الی حریرۃ فقلت اصلحک اللہ یا امیر المؤمنین ع قد اکثرلک الخیر فقال یا ابن ذریر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یحول

عبد اللہ ابن ذریر سے منقول ہی کہ مین عید الضحٰے کے دن جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا - آپنے حلیم میرے آگے رکھا - مین نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین علیہ السلام خدا نے اکثر چیزین آپکے لئے وافر فرمایا ہی - آپنے فرمایا - ای ابن ذریر مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

الخليفة من مال الله الا قصعتان قصعة يأكلها هو واهله وعياله وقصعة يضعها بين ايدي الناس ؛

فرماتے ہوئے سنا ہی کہ خلیفہ کے لیئے دو پیمانون سے زیادہ مال خدا سے لینا حلال نہین ہی۔ اسمین سے ایک پیمانہ تو خود اُسکے اور اُسکے اہل و عیال کے مصارف کے لیئے اور ایک پیمانہ اُسکے مہمانون کے لیئے ؛

امام احمد ابن حنبل مسند مین لکھتے ہین :-

عن سويد ابن غفلة قال دخلت على علي عليه السلام في قصر الامارة وبين يديه رغيف من شعير وقدح من لبن والرغيف يابس تارة يكسره بيده وتارة بركبته فشق علي ذلك فقلت لجارية له يقال لها فضة الا ترحمين هذا الشيخ وتنخلين له هذا الشعير اما ترين نشارة عليه وما تعاني منه فقالت لاي شي يوجرهو وما ثم نحن وانه عهد الينا ان لا نخل له طعاما قط فالتفت الي وقال ما تقول لها يا ابن غفلة فاخبرت وقلت يا امير المؤمنين عليه السلام ارفق بنفسك فقال ويحك يا سويد ما شبع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واهله من خبز بر ثلاثة حتى لقي الله تعالى وما نخل له طعام قط ولقد جعت بالمدينة جوعا شديدا فخرجت اطلب العمل فاذا بامرة قد جمعت مدارا تريد ان تبله فقاطعتها على كل دلو بتمرة فمددت ستة عشر دلوا حتى مجلت يداي ثم اخذت التمر واتيت رسول الله

سوید ابن غفلہ سے مروی ہی کہ مین ایک بار قصر الامارت مین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپکے سامنے جَو کی روٹی اور ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا تھا۔ روٹی ایسی خشک تھی کہ کبھی آپ اُسکو ہاتھون سے اور کبھی گھٹنون سے توڑتے تھے۔ یہ حالت دیکھکر مجھے تاسف ہوا۔ اور آپکی خادمہ فضہ سے کہا تو اس بزرگ پر ترس نہین کھاتی۔ اور انکے لیئے جو چھانکر روٹی نہین پکاتی۔ اور اتنا بھی نہین دیکھتی کہ اسپر کتنی بھوسی لگی ہوئی ہی اور اس سخت روٹی کے توڑنے مین اُنکو کتنی مشقت ہوتی ہی۔ فضہ نے جواب دیا۔ کیا وجہ ہے کہ آمین اُنکو تو اجر ملے اور ہم گنہگار ٹھہرین۔ مگر حقیقت امر یہ ہی کہ آپنے ہم سے عہد لیا ہی کہ اُنکی روٹی ہم کبھی چھانکر نہ پکائین یہ سنکر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ ای ابن غفلہ تم اس خادمہ سے کیا کہہ رہے ہو۔ مینے ساری تقریر بیان کی۔ اور کہا اے امیر المؤمنین علیہ السلام آپ اپنی جان پر رحم فرمائیے۔ اور اتنی مشقت نہ کرین۔ ارشاد فرمایا۔ ای سوید تجھپر افسوس ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنکے اہل و عیال نے کبھی برابر گیہون کی روٹی تین دن تک نہین کھائی۔ اور کبھی اُنکے لیئے چھانکر آٹا نہین پکایا گیا۔ ایک دفعہ مدینہ

صلی اللہ علیه وآله وسلم فاخبرته فاكل منه ؛

مین۔ مین سخت بھوکا تھا۔ مزدوری کو نکلا۔ دیکھا ایک عورت مٹی کے ڈھیلون کو جمع کرکے اُنکو بھگونا چاہتی ہی۔ مین نے اس سے فی ڈول ایک خرما اجرت ٹھیرائی۔ اور سولہ ڈول کھینچکر اسکی مٹی کو بھگو یا حتی کہ میرے ہاتھون مین چھالے پڑگئے۔ وہ کھجورین لیکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آیا۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر آپنے وہ کھجور ملکر کھائے ؛

ملا سیرة النبویہ مین لکھتے ہین :

عن زيد قال علی علیه السلام اذا صليت الظهر غدا فائتنى قال فلما كان الغد وصليت الظهر عدوت اليه فلم اجد عنده حاجبا يحبسنى دونه فوجدته جالسا وعنده مذكور اماء قد عابوءا مشدود عليه ختم فقلت فی نفسی لقد امننی حتى يخرج الى جواهر ولا ادرى ما فيه فلما كسر الخاتم وحله فاذا فيه سويق فاخرج منه قبضة فی القدح وصبّ عليه الماء وشرب وسقانی فلم اصبر فقلت يا امير المؤمنين علیه السلام اتصنع هذا بالعراق وطعام العراق كثير فقال اما والله ما اختم عليه بخلا ولاكنى ابتاع قدر ما يكفينى واخاف ان يوضع فيه من غيره وانا اكره ان ادخل بطنى الا طيبا فلذالك احترزت بما ترى ؛

زید سے مروی ہو کہ مجھے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ظہر کی نماز کے بعد میرے پاس آئیو۔ اور جب دوسرا دن ہوا اور مین ظہر کی نماز پڑھ چکا۔ اُنکی خدمت مین حاضر ہوا۔ کوئی حاجب اُنکا نہین تھا کہ مجھکو اُنسے روکتا۔ مین نے اُنکو بیٹھا ہوا پایا۔ اُنکے پاس پانی کا ایک لوٹا دھرا ہوا تھا۔ پس وہ ایک ظرف سر بمہر لائے۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ البتہ اس مین سے جواہر نکالکر مجھے عطا فرمائین گے کیونکہ مین نہین جانتا تھا کہ اسمین کیا ہی۔ جب جناب امیر علیہ السلام نے اُسکی مُہر کو توڑا اور اُسکو کھولا تو دیکھتا کیا ہون کہ اُس مین ستو ہین جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اُسمین سے ایک مٹھی بھر کر پیالہ مین ڈالے اور اُسپر پانی ڈالا۔ اور مجھکو بھی پلایا۔ مین صبر نہ کرسکا۔ پس مین نے عرض کی یا امیر المؤمنین علیہ السلام آپ عراق مین رہکر یہ کھاتے ہین۔ حالانکہ عراق مین طرح طرح کے کھانے ہوتے ہین۔ ارشاد ہوا کہ واللہ مین بُخل کیوجہ سے اسپر مُہر نہین لگاتا۔ مگر جسقدر کہ مجھکو کافی ہو اُسکا ابتیاع کرتا ہون۔ اور ڈرتا ہون کہ کوئی چیز سوا ستو کے اس مین نہ رکھی جاوے۔ اور مین مکروہ جانتا ہون کہ اپنا پیٹ سوائے پاک چیزون کے اور کسی شے سے بھرون۔ اسلئے احتراز کرتا ہون۔ جیسا کہ تو نے دیکھا ہی ؛

شرح نہج البلاغہ مین تحریر فرمایا ہی۔

عن عبد الله ابن ابو رافع قال دخلت على
علی علیه السلام یوم عید فقدم الی جرابا
مختوما فوجدنا فیه خبزا یابسا مرضوضا
فقدم واکل فقلت یا امیر المؤمنین علیه
السلام کیف یختمه قال خفت من
هذین الوالدین ان یلیناه بسمن او زیت

عبد اللہ ابن ابو رافع سے منقول ہے کہ مین عید کے دن جناب
امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین گیا۔ آپ نے
میرے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا رکھدیا۔ ہمنے اُسکو کھولا۔
اور اُس مین جو کی روٹیون کے خشک ٹکڑے پائے۔ پس
آپ اسمین سے کھانے لگے۔ مین نے عرض کی یا امیر المومنین
علیہ السلام آپنے اسپر مُہر کیون لگائی ہے۔ فرمایا مین ان
لڑکون سے ڈرتا ہون کہ اسکو روغن یا زیت سے چرب نہ کرین ؛

علامہ ابن حدید شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین :-

عن ابن حدید قال وکان یاتدم بخل
او بملح فان ترقی علی ذلک فبعض نبات
الارض فان ارتفع ذلک فبقلیل من البان
الابل ولا یاکل اللحم الا قلیلا ویقول لا
تجعلوا بطونکم مقابر الحیوان ؛

علامہ ابن الحدید شرح نہج البلاغۃ مین لکھتے ہین کہ جناب
امیر علیہ السلام ہمیشہ سرکہ و نمک کھایا کرتے تھے جب اس سے
کبھی ترقی فرماتے تھے تو بعض ترکاریون کا استعمال فرماتے
تھے اور اگر اس سے بھی بڑھجاتے تھے تو کبھی تھوڑا اونٹ
کا دودھ پی لیتے تھے۔ اور گوشت نہین کھاتے تھے مگر بہت
کم اور ارشاد فرماتے تھے کہ اپنے پیٹ کو حیوانون کا مقبرہ نہ بناؤ ؛ (شرح نہج البلاغۃ)

کتاب ریاض النضرہ مین علامہ محب طبری لکھتے ہین :-

عن علی ابن ربیعة الرالی قال کان لعلی
علیه السلام امراتان فکان اذا کان
یوم هذه اشتری لحما بنصف درهم واذا
کان یوم هذه اشتری لحما بنصفه ؛

علی ابن ربیعۃ الرالی سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام
کی دو بیبیان تھین۔ جب اس بی بی کی باری ہوتی تو نصف
درم کا گوشت خرید فرماتے اور جب اُس بی بی کی باری ہوتی
تو دوسرے نصف درم کا ؛

علامۂ موصوف ایک دوسرا واقعہ یہ لکھتے ہین :-

عن ابی صالح قال دخلت علی ام کلثوم بنت
علی علیه السلام واذا هی تمتشط فی ستر بینی
وبینها فجاء حسن وحسین علیهما السلام
فدخل علیها وهی جالسة تمتشط فقالت
الا تطعمون اباصالح شیئا قال فاخرجوا الی

ابو صالح سے مروی ہے کہ مین ایک دفعہ حضرت ام کلثوم بنت
علی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ وہ کنگھی کر رہی
تھین۔ اور میرے اور اُنکے درمیان مین پردہ حائل تھا
اتنے مین جناب حسن وحسین علیہما السلام تشریف لائے۔
حضرت ام کلثوم علیہا السلام نے فرمایا کہ ابو صالح کو تم

تصعد فیھا مرق مجبوب قال قلت تطعمون ھذا و انتم امراء فقالت یا ابا صالح کیف انت لو تری امیر المؤمنین علیا علیہ السلام وانی ما ترج فذھب حسین علیہ السلام فاخذ منھا اترجۃ فنزعھا من یدہ ثم امر بہ فقسم بین الناس ؛

کچھ کھلاتے نہین ہو۔ ابو صالح کا بیان ہی کہ میرے لئے ایک شوربہ کا پیالہ لایا گیا جسمین دال پڑی ہوئی تھی مین نے کہا کہ آپ لوگ امرا ہوکر ایسی غذا کھاتے ہین۔ جناب ام کلثوم فرمانے لگین۔ ای ابو صالح اگر تم امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھو تو تمھارا کیا حال ہو۔ ایک بار جناب امیر علیہ السلام کے پاس کہین سے نارنگیان آئین۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک نارنگی اُٹھالی۔ جناب امیر علیہ السلام نے وہ نارنگی اُنکے ہاتھ سے لیکر لوگونکو بانٹ دی ؛

زہد فی اللباس

امیر المؤمنین علیہ السلام کے کھانے کی کیفیت تو معلوم ہوئی۔ اب خوراک کے بعد پوشاک کے حالات بھی ملاحظہ فرمائے جائین۔ ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ خود ہمیشہ موٹے کپڑے پہنتے تھے اور اپنے خادمون کو نفیس پوشاک پہنانے تھے۔ ایک روز ایک بزاز کی دوکان سے دو عدد کپڑے خریدے۔ ایک کپڑے کی قیمت دو درم تھی اور دوسرے کی تین۔ قنبر رضا ساتھ تھے۔ دو روپیہ والا کپڑا اپنے لئے رکھا اور تین درہم والا کپڑا قنبر رض کو حوالہ کیا۔ قنبر رض نے عرض کی کہ اسکو آپ پہنین۔ یہ کپڑا آپکے لئے زیبا ہی کیونکہ آپکو لوگون سے ملاقات کرنی ہوتی ہی اور مجمع عام مین خطبہ پڑھنا ہوتا ہی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ہنسکر جواب دیا۔ تم جوان ہو۔ تمھارے ہی لئے نفیس کپڑا زیبا ہی۔ اور میرے لئے یہی کافی ہوگا ؛

امام ابو اسحٰق شعبی کا بیان ہی کہ میرا بچپن تھا۔ میرا باپ مجھکو لیکر جمعہ کے دن مسجد کوفہ مین گیا امیر المؤمنین علیہ السلام خطبہ فرما رہے تھے اور آدمیون کی یہ کثرت تھی کہ مجھکو کچھ نہین معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے میرے باپ نے مجھکو اپنے کندھے پر چڑھالیا۔ مین نے دیکھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام خطبہ فرما رہے ہین اور اپنی آستینون کو زور زور سے ہلاتے جاتے ہین۔ مین نے اسکا سبب پوچھا اور باپ سے کہا کہ کیا امیر المؤمنین علیہ السلام کو گرمی معلوم ہوتی ہی جو اپنی آستینون سے ہوا دیتے جاتے ہین۔ میرے باپ نے کہا کہ یہ گرمی کے باعث سے نہین بلکہ یہ وجہ ہی کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس سوائے اس پیراہن کے دوسرا پیراہن نہین تھا۔ اور میلا ہوچکا تھا۔ مجبور ہوکر اسکو خود دھویا ہی۔ اس لئے اسے حرکت دیتے جاتے ہین کہ جلد خشک ہوجائے ؛

صالح ناقل ہین کہ میری دادی نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھا کہ بازار کوفہ سے خرمے خریدے اپنی عبا مین لئے جا رہے ہین۔ مین نے سلام کیا اور چاہا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اپنا بار مجھے دیدین تاکہ مین آپکے گھر تک پہونچادون۔ فرمایا۔ نہین۔ تھوڑی دور آگے چل کر پوچھا الا تاکلین منہ۔ کیا تو اسمین سے

کچھ کھانا چاہتی ہی میں نے عرض کی نہیں۔ حضرت وخرما لیکر گھر مین داخل ہوے۔ جمعہ کا روز تھا مسجد مین تشریف لائے۔ تو وہی عبا اوڑھے ہوے تھے۔ اور خرمے کے چھلکے اُسی طرح اُسوقت تک اُسمین لگے ہوے تھے۔

عقیل نے لیلی بنت مسعود نہشلی کے ساتھ عقد کیا لیلی کے والدین امیر تھے۔ اُنہون نے لیلی کے لئے دولت سرا خاص مین اپنے خاص اہتمام سے ایک حجلہ آراستہ کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے تو یہ سامان دیکھکر اُن تمام بیش بہا اور اعلیٰ پردون کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا۔ ناموس علی (علیہ السلام) کے لئے وہی حالت کافی ہی جس حالت مین وہ ہین ؛

کنانی غارات ابراہیم ثقفی مین ہی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی حکومت کے زمانہ مین اپنی تلوار ہاتھ مین لئے۔ بازار کوفہ مین کھڑے ہوے فرما رہے تھے کہ مین اپنی تلوار بیچتا ہون جسکو لینا ہو وہ لے۔ اگر میرے پاس پائجامہ کی قیمت ہوتی تو مین اسے ہرگز نہ بیچتا۔ ابو رجا کا بیان ہی کہ مین نے عرض کی کہ مین آپکے ہاتھ پاجامہ بیچتا ہون اور آپکے اوپر اُسکی قیمت قرض چھوڑتا ہون جسوقت آپکے پاس اسکی قیمت موجود ہو۔ آپ مجھے واپس دینگے۔ یہ کہکر مین نے پائجامہ مین نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو دیدیا پھر تقسیم کے دن اُنکے حصہ سے اُسکی قیمت لے لی ؛

جب کبھی پیراہن کی آستینین بڑی ہو جاتی تھین تو اُنکو اپنے ہاتھون سے پھاڑ ڈالتے تھے اور فقرائے اسلام کے لئے اُنکی ٹوپیان سلوا کر تقسیم فرماتے تھے۔ اہل کوفہ سے ہمیشہ ارشاد فرماتے تھے کہ اگر مین تمھارے شہر سے سوائے اس موٹے کپڑے کے جو میرے بدن پر ہی۔ اور فلان غلام وجاریہ کے جو میرے ساتھ ہین کوئی دوسری شے اپنے ساتھ لیجاؤن تو تم مجھکو خائن جاننا ؛

احمد ابن حنبل مناقب مین اور ابن داؤد اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین :-

عن هارون ابن عنترة عن ابيه قال دخلت على علي عليه السلام بالخورنق وهو يرعد تحت يوم بارد وعليه شملة فقلت يا امير المؤمنين عليه السلام ان الله قد جعل لك ولاهلك في هذا المال نصيبا وانت تفعل هذا بنفسك فقال والله ما ارزاكم من اموالكم شيئا وانها لقطيفتي التي خرجت بها من المدينة ما عندي غيرها ؛

ہارون ابن عنترہ اپنے باپ سے ناقل ہین کہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین اُسوقت حاضر ہوا جب آپ قصر خورنق مین تشریف رکھتے تھے۔ موسم سرما تھا۔ آپ جاڑے کی شدت سے کانپ رہے تھے۔ فقط ایک کپڑا پُرانا اوڑھے تھے۔ مین نے عرض کی۔ یا امیر المومنین علیہ السلام خدائے تعالے نے آپکے اور آپکے اہل وعیال کے لئے اس بیت المال مین حصہ مقرر فرمایا ہی۔ اور آپ اپنے نفس کیساتھ یہ کچھ کر رہے ہین۔ آپنے ارشاد فرمایا واللہ مین تمھارے مالون

مین سے کسی چیز کو پسند نہین کرتا - واللہ یہ وہی کھیس ہر کہ جسکو مین مدینہ سے اپنے ساتھ لایا ہون ؛

ابن احمد حنبل مناقب مین لکھتے ہین :-

عن زید ابن وھب قال خرج علی علیہ السلام الی الناس و علیہ ازار مرقوع فعابہ الجعد بن نعجہ فی لباسہ فقال مالک فی ابو سی ھذا بعد من الکبر و اجدر ان تھتدی بہ المسلم

زید ابن وہب سے روایت ہر کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین علیہ السلام گھر سے باہر لوگون مین تشریف لائے - آپکے تہبند مین جابجا پیوند لگے ہوئے تھے - جعد ابن نعجہ خارجی آپکو اس لباس مین دیکھکر طعن کرنے لگا - آپنے فرمایا تمکو میرے لباس سے کیا سروکار ہر - یہ میرا لباس غرور سے دور ہر اور اس لایق ہر کہ مسلمان اسکی پیروی کرین ؛

ملا علی متقی کنز الاعمال مین اور محب طبری ریاض النضرہ مین تحریر کرتے ہین :-

عن عمرو بن قیس قال قیل لعلی علیہ السلام یا امیر المؤمنین علیہ السلام لم ترقع قمیصک قال تخشع القلب و یقتدی بہ المؤمن ؛

عمرو بن قیس ناقل ہین کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ اپنے پیراہن مین پیوند کیون لگاتے ہین - آپنے فرمایا - اس سے دل نرم ہوتا ہر اور مومن اسکی پیروی کرتا ہر ؛

پھر انھین کتابون مین ہر :-

عن ام سلیم وقد سئلت عن لباس علی اصبب فیھا قالت کان لباس الکرابیس السنبلانیہ ؛

ام سلیم رض سے جناب علی مرتضے علیہ السلام کے اُس لباس کی نسبت پوچھا گیا جس مین آپکا انتقال واقع ہوا وہ کہنے لگین کہ آپکا لباس سنبلان کی گزی کا تھا ؛

مناقب مین ہر :-

عن ابی ملیکہ قال لما ارسلہ عثمان الی علی علیہ السلام فی المعاقیب وجدہ موتزرا للعباءۃ محتجزا لعفانیہ وھو لھنا بعیراً لہ رای یطلیہ بالقطران ؛

ابی ملیکہ سے روایت ہر کہ جب حضرت عثمان نے مجھکو یعاقیب مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا تو مینے آپکو دیکھا کہ آپ اپنی عبا کا تہ بند باندھے ہین - اور اُسپر رسی لپیٹے ہوئے ہین - اور اپنے اونٹ کو بدبودار روغن مل رہے ہین ؛

مناقب مین ہر :-

عن ابی بحر عن شیخ لہ قال رایت علی علیہ السلام ازار غلیظا ثمنہ خمسۃ دراھم وقد اشتراہ بخمسۃ دراھم قال و رایت معہ خمسۃ دراھم مصرورۃ قال ھذہ البقیۃ نفقتنا ؛

ابی بحر اپنے ایک بزرگ سے ناقل ہین کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ موٹا تہ بند باندھے ہوئے تھے جسکی قیمت پانچ درہم تھی اور پانچ درہم انکی ہمیان مین بندھے ہوئے تھے - فرمایا کہ یہ ہمارا باقی نفقہ ہر ؛

پھر وہی راوی ناقل ہی:-

عن ابی بحر عن شیخ له رایت علی علیه السلام علی ازار اغلیظا قال اشتریته بخمسة دراهم فمن ارجحنی فیه درهما بعته ایاه قال وکان یاتزر بجانبه ولیشد وسطه بعقال ویهنا بعیره وهو یومئذ خلیفة:

ابی بحر اپنے شیخ سے ناقل ہین کہ وہ کہتا ہی کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا موٹا تہ بند باندھے ہوئے فرمانے لگے۔ مین نے اسے پانچ درہم پر خریدا ہی جو کوئی مجھکو اسی مین سے ایک درہم نفع دے تو مین اسکو بیچ دون۔ راوی کا بیان ہی کہ جناب امیر علیہ السلام ایک چادر کا تہ بند باندھے تھے۔ اور ایک رسی سے اسے خوب کسے تھے۔ اور اپنے اونٹ کو آپ روغن ملتے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ مین آپ خلیفہ تھے:

مناقب مین تحریر ہی:-

عن ابی سعید الازدی قال رایت علیًا فی السوق وهو یقول من عنده قمیص صالح بثلاثة دراهم فقال رجل عندی فجاء به فاعجبه فاعطاه ثم لبسه فاذا هو یفضل عن اطراف اصابعه فامر به فقطع ما فضل عن اطراف اصابعه:

ابی سعید الازدی سے نقل ہی کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بازار کو مین دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے۔ آیا کسی کے پاس تین درہم کی قیمت کا اچھا کرتہ ہی۔ ایک آدمی نے کہا میرے پاس ہی۔ آپ اسکے پاس تشریف لے گئے اور وہ کرتا آپکو اچھا معلوم ہوا۔ تین درہم پر اسکو خرید فرمایا۔ جب اسکو پہنا تو وہ آپ کے ہاتھون کی انگلیون سے بڑھتا تھا۔ آپنے اسکی زیادتی کو کٹوا ڈالا:

ریاض النضرہ مین مندرج ہی:-

عن عبد الله ابن ابی الهذیل قال رایت علیًا خرج وعلیه قمیص غلیظا رازی اذا ملکم قمیصه بلغ الظفر واذا ارسله صار الی نصف الساعد:

عبداللہ ابن ابی ہذیل سے منقول ہی کہ مین نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ ایک موٹا کرتا رازی کا پہنے ہوئے تھے کہ جب اسکی آستینین کھینچتے تو وہ ہاتھ کے ناخن تک پہنچ جاتین۔ اور جب اسکو چھوڑ دیتے تو وہ کلائی کے نصف تک سکڑ کر رہجاتا:

استیعاب فی معرفۃ الاصحاب مین لکھا ہی:-

عن الحسن بن جرموز عن ابیه قال رایت علیًا یخرج من مسجد الکوفة وعلیه

حسن ابن جرموز اپنے باپ سے ناقل ہین کہ مین نے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو مسجد کوفہ

قطر تیان موتزرا بواحد تا مرید یا بالاخری
وازاره الی نصف ساق وهو یطوف بالاسواق
ومعه درة یامرهم بتقوی الله عز وجل
وصدق الحدیث وحسن البیع والوفا
فی الکیل والسقط فی المیزان ؛

سے نکلتے ہوے دیکھا کہ دو قطریہ مین سے ایک تہ بند باندھے
ہین اور ایک اوڑھے ہین۔ آپکا تہ بند نصف ساق تک ہی۔
اور وہ بازارون مین پھر رہے ہین۔ اور آپکے پاس درہ ہی۔
لوگون کو خدا کے خوف سے سچ بولنے۔ کھرا سودا بیچنے اور
پیمانہ کے پورا کرنے اور ترازو کے برابر رکھنے کا حکم کرتے ہین ؛

مناقب مین تحریر ہی:۔

عن ابی النوّاء بیاع الکرابیس قال اتانی
علی علیه السّلام ومعه قنبر غلامه فاشتری
منی ثوبین الغلیظین فقال لغلامه قنبر
اختر ایهما شئت فختر احدهما واخذ علی
علیه السلام الآخر فلبسه ؛

ابو النواء گزی فروش کا بیان ہی کہ ایک بار امیر المومنین
علیہ السلام اپنے غلام قنبر کو لئے ہوے میرے پاس آئے۔
اور مجھسے دو موٹے کپڑے خرید فرمائے اور اپنے غلام قنبرؓ
سے فرمایا کہ ایک انہین سے جو تمھین پسند ہو لیلو۔ قنبر نے
اُنہین سے ایک کو لے لیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے دوسرا
لیکر خود پہن لیا ؛

مناقب مین ہی:۔

عن ابن عباس قال دخلت یوما علی
امیر المؤمنین علی علیه السّلام وهو یخصف
نعله فقلت له ما قیمت هذه النعل التی
تخصف فقال هی والله احبّ الیّ من
دنیاکم الا ان اقیم به حقا وادفع باطلا
قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم یخصف نعله ویرقع ثوبه ویرکب
الحمار ویردف خلفه ؛

عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہی کہ مین ایک دن جناب
امیر علیہ السلام کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ اپنا جوتا سی رہے
ہین۔ مین نے پوچھا آپکا جوتا کس قیمت کا ہی۔ فرمایا۔ یہ جوتا
مجھے تمھاری تمام دنیا سے محبوب ہی۔ مگر وہ امور جسکی وجہ سے
مین حق کو قائم اور باطل کو دور کرون۔ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جوتا سیتے تھے۔ کپڑون مین
پیوند لگاتے تھے۔ گدھے پر سوار ہوتے تھے۔ اور اپنے
پیچھے دوسرے کو بھی بٹھا لیا کرتے تھے ؛

مناقب مین ہی:۔

عن سوید ابن غفلة قال دخلت علی علی
علیه السلام ولیس فی داره غیر حصیر رث
وهو جلس علیه فقلت یا امیر المؤمنین

سوید ابن غفلہ کا بیان ہی کہ مین ایک دن جناب امیر المومنین
علیہ السلام کی خدمت مین گیا۔ آپ ایک پرانے بورئے پر
بیٹھے ہوے تھے۔ مین نے عرض کی یا امیر المومنین علیہ السلام

علیہ السلام انت ملك المسلمین و الحاکم علیھم و علی بیت المال وتاتیك الوفود ولیس فی بیتك سوی ھذا الحصیر فقال یاسوید ان اللبیب لایتانس فی دار النقلۃ وامامنا بین ایدینا دار المقامۃ قد نقلنا الیھا متاعنا ونحن منقلبون الیھا عنقریب قال فابکانی واللہ کلامہ ؛	آپ مسلمانون کے بادشاہ اور حاکم ہین۔ بیت المال کے مختار ہین۔ قومون کے ایلچی آپکے پاس آتے ہین لیکن آپکے گھر مین اس پُرانے بورئے کے سوا کچھ بھی نہین ہی فرمایا۔ ای سوید عاقل ایسے گھر سے اُنس نہین کرتا جس سے نقل کرنا ہو۔ ہماری آنکھون کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے ہم اپنے سامان کو اُسین نقل کر چکے ہین۔ اور عنقریب ہم بھی اُسی طرف جانیوالے ہین۔ سوید کا قول ہے کہ بخدا آپکے اس کلام نے مجھے رُلا دیا ؛

استیعاب مین ہے :۔

عن عطاء رایت علی علیہ السلام قمیص کرابیس غیر غسل ؛	عطا کہتے ہین کہ مین نے جناب علی علیہ السلام کو گزی کا بے دُھلا ہوا کپڑا پہنے دیکھا ؛

طرز معاشرت و تفقد احوال رعایا

امیر المومنین علیہ السلام کی معاشرت اور حسن تواضع ایسا سادہ تھا۔ کہ معمولی سے معمولی بھی جسنے اس سے قبل آپکو نہ دیکھا ہو۔ اگر دفعۃً دیکھے تو کبھی ممالک اسلامی کا فرمانروا نہین کہہ سکتا۔ گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ قنبر رض اور سعید وغیرہ کو کبھی اُنکی تکلیف نہین دیتے تھے۔ بازار کے سارے کام آپ کر لیتے تھے۔ اپنا جوتا آپ سی لیتے تھے۔ اپنا کپڑا آپ دھو لیتے تھے۔ اور اپنے پیراہن مین آپ پیوند لگاتے تھے۔ اور ان ضرورتون مین کبھی دوسرون کی استمداد کے محتاج نہین ہوتے تھے۔ خانہ داری کے کامون کو بھی اکثر اپنے ہاتھون سے انجام دیتے تھے۔ مسجد کی تمام خدمات کی انجام دہی تو کلیتاً آپ ہی کے متعلق تھی۔ امامت کے ممتاز منصب سے لیکر جاروب کشی کی ادنیٰ خدمات تک اپنے ہاتھون سے انجام دئے جاتے تھے ؛

حضرت فضہ رض جب سے خدمت خانہ داری پر مشرف ہوئین تو جناب سیدہ علیہا السلام پر تاکید کیگئی کہ گھر کے کامون کو ایک دن تم انجام دو اور ایک دن فضہ۔ اس آسان طریقہ سے ایک روز جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو فرصت ملتی تھی اور ایک دن حضرت فضہ کو ؛

یہ تو قبل خلافت کے حالات تھے۔ خلافت پانے پر بھی آپکی سادہ وضعی اور پاکیزہ نفسی مین کسی قسم کا تغیر اور تبدل واقع نہین ہوا۔ ہمیشہ موٹے سے موٹے کپڑے پہنے اور گھر کے خادمون کو نفیس پوشاکین پہنائین۔ آپ معمولی سے معمولی کھانا کھایا۔ مگر مہمانون کو الوان نعمت سے ہمیشہ محظوظ و مسرور فرمایا۔ اپنے لئے

دسترخوان پر خرما۔ نمک۔ سرکا۔ یا جو کے آٹے کے سوا۔ اور کبھی کوئی چیز رکھنے ندی۔ مگر ہان۔ جب کوئی مہمان مسافر یا غریب آگیا تو پھر اُسکے لئے دسترخوان پر ہر قسم کا تکلف بھی تھا اور اہتمام بھی ؛

اکثر پیادہ پا چلتے تھے۔ گھوڑے پر بغیر سفر کی ضرورتون کے عام طور سے سوار نہین ہوتے تھے۔ اپنے تجمل و شان کا اظہار جسکے لئے آپ ہر طرح سے شایان تھے۔ کبھی ہونے نہین دیتے تھے۔ عام طور سے ممالک محروسہ اور رعایا پر اپنی سطوت۔ قوت یا اختیار کا ذرہ بھر بھی اظہار نہین ہونے دیتے تھے۔ عام طور سے رعایا کے ساتھ جو رعایت اور اُنکے حقوق کی احفاظت منظور تھی اُسکی کیفیت ہم پوری تفصیل کیساتھ نظام ملکی کی بحث مین لکھ آئے ہین۔ فریادی کی فریاد کو خود سنتے تھے۔ کسی کے ذریعہ اور وسیلہ کی مطلق ضرورت نہین ہوتی تھی۔ بازار کوفہ اور شہر کی راہون مین یون نکلتے تھے کہ کوئی پہچانتا بھی نہین تھا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام جاتے ہین۔ یا کوئی اور۔ جب کہین راہ مین ہجوم ہوتا تھا اور چلنے کے لئے راہ نہین ملتی تھی تو انپر کسی قسم کا تحکم نہین کیا جاتا تھا۔ اور وہ سختی اور درشتی سے چلا چلا کر جانورون کی طرح دور ہٹائے نہین جاتے تھے۔ بلکہ نہایت نرمی اور شفقت فرماتے تھے کہ ای معاشر المؤمنین۔ سلام علیکم۔ علی (علیہ السلام) کو رستہ دو کہ وہ آسانی سے چلا جاوے۔ کچھ تو لوگ آواز پہچانکر اور کچھ صورت دیکھکر راستہ سے ہٹ جاتے تھے ؛

حریث ابن شاہل کوفہ مین تھا۔ اور کسی ملک کی ولایت کا عہدہ اُسکے سپرد تھا۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام کہین گھوڑے پر تشریف لیجارہے تھے۔ وہ دیکھکر پیادہ ہوکر ساتھ ہولیا۔ اُسکو پیادہ دیکھکر آپنے اپنے گھوڑے کو روک لیا! اور فرمایا ارجل فان مشی مثلک مع مثلی فتنہ للوالی ومذلۃ للمؤمنین۔ بھائی واپس جاؤ۔ تمہارا میرے ساتھ پیادہ پا چلنا تمھاری ولایت کے موجودہ منصب کے لئے بہت سی غلط فہمی کا باعث ہوگا اور تمھارے مومن بھائیون کے لئے کم وقعتی اور ذلت کا موجب ہوگا ؛

مسجد سے نماز پڑھکر گھر آتے تھے۔ دروازہ پر ایک عورت ملی جو زار زار رو رہی تھی۔ وجہ پوچھی تو اُسنے عرض کی کہ میرا شوہر مجھپر بہت سخت ظلم کرتا ہی۔ آج اُسنے قسم کھائی ہی کہ مین تجھے مار ڈالونگا۔ آپنے فرمایا کہ دھوپ کی شدت کم ہولے تو مین تیرے شوہر کو بلاکر تیرا تصفیہ کردون۔ اُسنے جواب دیا کہ جہان تک دھوپ کی حرارت کم ہو اُسکے غصہ کی آگ اور بھڑک جائیگی۔ امیرالمؤمنین علیہ السلام اُسکا یہ جواب سنکر فوراً اُسکے ساتھ ہو لئے۔ اُسکے گھر تک آئے۔ دروازہ پر آواز دی۔ اندر سے ایک جوان نے کواڑ کھولے۔ آپنے اُسے سلام کیا۔ اور پھر کہا کہ ای بندۂ خدا۔ خدا سے ڈر اور اپنی عورت پر ناحق ظلم نہ کر۔ اُسنے امیرالمؤمنین علیہ السلام کی صورت بھی آجتک نہین دیکھی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ آپ کون ہین جو ہمارے خانگی امور مین بیکار دخل دیتے ہین۔ اب مین آپکی سفارش پر اسکو زیادہ تکلیف دونگا۔ یہ گفتگو سنکر ہمسایہ کے بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ وہ سب کے سب امیرالمؤمنین

علیہ السلام کو پہچانتے تھے۔ اُس شخص سے کہنے لگے کہ تو کس سے ایسی سختی اور درشتی سے باتین کرتا ہی امیرالمومنیز علیہ السلام ہین۔ وہ غریب امیرالمومنین علیہ السلام کا نام سنتے ہی قدمون پر گر پڑا۔ اور عذرخواہی کرنے لگا۔ پھر اُسنے اقرار کیا کہ اب یہ عورت اگر مجھکو اپنے قدمون کے تلے بھی کچلیگی تو بھی مین اسکو کچھ نہ کہونگا امیرالمومنیز علیہ السلام نے اُس عورت کو بلایا اور اطاعت شوہر کے متعلق کامل ہدایت فرماکر اُسکے گھر بھجوا دیا؛

بازار کوفہ مین کسی ضرورت سے جارہے تھے۔ دیکھا کہ ایک لونڈی دوکان پر کھڑی زار زار رو رہی ہی۔ اُسکے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو اُسنے عرض کی کہ میرے آقا نے مجھسے ایک درم کے خرمے منگائے تھے۔ اس دوکان سے لے گئی۔ اتفاقًا وہ اُسے پسند نہ آئے۔ اب دوکاندار کے پاس لائی ہون تو وہ پھیرتا نہین۔ آقا کے پاس لیجاتی ہون تو لیتا نہین۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اُس دوکاندار سے فرمایا کہ بھائی تم خوب جانتے ہو کہ یہ خادمہ ہی۔ صاحب خانہ نہین۔ تم اپنی کھجورین واپس لیلوگے تو تمھارے لئے کوئی قباحت نہین ہوگی۔ اتفاق سے وہ دوکاندار شہر مین تازہ وارد تھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو پہچانتا نہ تھا۔ آپکی سفارش سنکر اُسے غصہ آگیا اور وہ آپ سے سخت کلامی کرنے لگا۔ اور لوگ جو اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے دوڑ پڑے۔ اور اُسکو سخت و سست کہکر کہنے لگے کمبخت۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام کو نہین پہچانتا۔ وہ آپکا نام سنتے ہی خوف زدہ ہوگیا۔ فورًا عورت سے کھجورین لیکر اُسکے دام اُسے واپس دیدئے۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام کے قدمون پر گرا اور اپنی طرف سے معذرت پر معذرت کرنے لگا۔ آپ نے اُسکی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ جب تم نے اس عورت کے ساتھ تصفیہ کرلیا تو مین بھی اب تم سے رضامند ہوگیا؛

بازار کوفہ مین بہت جاتے تھے اور اکثر بآواز بلند یہ آیہ تلاوت فرماتے تھے۔ یا معشر الناس اوفوا الکیل والمقیاس اوزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ لوگو۔ بانٹ اور پیمانے درست کرو۔ پوری ڈنڈی سے تولو۔ آدمیون کی چیزون کو کم نہ کرو۔ اور ملک مین فساد ڈالنے والے نہ ثابت ہو؛

بھولے ہوئے مسافر کو خود رستہ تبلادیتے تھے۔ کوئی کہن سال ضعیف۔ یا معذور الاعضا رستہ مین ملتا تو خود اُسکی اعانت فرماتے۔ کسی کو راہ مین غلط کلام اللہ پڑھتے سنتے تو کھڑے ہوکر اُسکو فورًا تبلادیتے؛

امیرالمومنین علیہ السلام نے بازار کوفہ مین کچھ خریدا۔ دوکاندار کے لڑکے نے دو درہم آپ سے قیمت مین زیادہ لے لئے۔ اُسکا باپ آیا تو بیٹے نے اُس سے روئداد بیان کی وہ اُسپر سخت برہم ہوا۔ اور وہ دونون درہم زاید لیکر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میرے لڑکے نے آپکو پہچانا نہ تھا

یہ دو درہم آپسے زاید لے لئے۔ حضرت نے فرمایا کہ مین اسی قیمت پر راضی ہو کر لایا ہون۔ اور دی ہوئی چیز کو واپس لینا میری عادت نہین؛

ریاض النظرہ مین منقول ہی:-

عن ابی صہبا قال رایت علیاً بشط الکلا یسئل عن الاسعار؛

ابو صہبا کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کو نہر کلا کے کنارے غلّون کے نرخ پوچھتے دیکھا؛

امام عبد ربّہ اندلسی کتاب عقد الفرید مین لکھتے ہین:-

عن عامر الشعبی قال وفدت سودة بن عمارة بن الاشتر الهمدانیه علی معویه ابن ابوسفیان فاستاذنت علیه فاذن لها فلما دخلت قال لها کیف انت یا ابنة الاشتر فقالت بخیر فقال لها انت القائله یوم الصفین لاخیك ؎ شمّر کفعل ابیك یا ابن عمارة + یوم الطعان وملتقی الاقران + وانصر علیاً والحسین ورهطه + واقصد لهند وابنها بهوان + ان الامام اخا النبی محمد + اعلم الهدی ومنارة الایمان قالت یا امیر مات الراس وبتر الذنب فدع عنك تذکار ما قد نسی قال هیهات لیس مثل مقام اخیك نسی فقالت صدقت والله یا امیر لکن اسالك بالله اعفانی عما استعفیته قال قد فعلت فقال ما حاجتك قالت یا امیر انك صرت للناس سیدا والامور هم مقلدا والله سائلك عما افترض علیك من خفیا ولا یزال نقدم علینا من ینهض بعزك ویبسط بسلطانك

عامر ابن الشعبی ناقل ہین کہ سودہ بن عمارہ ابن اشتر ہمدانیہ ایک دفعہ بطریق سفارت معویہ کے دربار مین حاضر ہوئین۔ اور اذن مانگا۔ معویہ نے اپنے سامنے بلایا۔ جب یہ سامنے گئین تو اُسنے پوچھا کہ اے اشتر کی بیٹی کیا حال ہی۔ سودہ نے کہا۔ اچھا حال ہی۔ معویہ نے کہا تو ہی نے صفین کے روز اپنے بھائی کے لئے یہ شعر کہے تھے۔ کہ۔ اے ابن عمارہ نیزہ مارنے اور بہادرون کے باہم ملنے کے روز تو بھی اپنے باپ کی طرح اپنا دامن اُٹھالے۔ اور علی اور حسین علیہما السلام اور اُنکی جمعیت کی مدد کر۔ اور ہندہ اور اُسکے بیٹے کو ذلیل کر کیونکہ وہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہی۔ امام ہی اور وہ ہدایت کا علم اور ایمان کا نشان ہی۔

سودہ نے جواب دیا اے امیر۔ سر کٹ گیا۔ دم اُکھڑ گیا جو بات بھول گئی۔ اُسکا ذکر چھوڑ دے۔ معاویہ نے کہا۔ افسوس ہی۔ تیرے بھائی کا وہ مرتبہ نہین تھا کہ اُسکا ذکر بھلا دیا جاوے۔ سودہ نے کہا۔ آپ سچ کہتے ہین لیکن جو کچھ مجھسے ہوا اُسے آپ معاف فرماوین۔ معاویہ نے کہا مین نے اُسے معاف کر دیا۔ اب تو اپنی حاجت بیان کر۔ سودہ نے کہا کہ اب آپ تمام لوگون کے سردار رکھے ہین

فتحصدنا حصاد السنبل ويدوسنا د
ياس البقر هذا ابن ارطاة قدم بلادي
وقتل رجالي واخذ مالي ولولا الطاعة
لكان فينا عز ومنعة فاما عزلته فشكرناك
واما لا فعرفناك فقال معاويه اياي تهددين
بقومك والله لقد هممت ان اردك اليه
فينفذ حكمه فيك فسكتت ثم قالت ؎
صلى الاله على روح تضمنه ٭ قبر فاصبح
فيه العدل مدفونا ٭ فقال من ذالك
قال علي ابن ابيطالب عليه السلام قال
ما اری علیك منه اثرا قالت بلى اتيته
يوما في رجل ولاه صدقاتنا فوجدته
قائما يصلي فانفتل من الصلوة ثم قال
برافة وتلطف لك حاجة فاخبرته خبر
الرجل فبكى ثم دفع راسه الى السماء فقال
اللهم انت تعلم اني لم امرهم بظلم خلقك
وترك حقك ثم اخرج من جيبه قطعة
من جواب فكتب فيه بسم الله الرحمن
الرحيم قد جاءتكم بينة من ربكم
فاوفوا الكيل والميزان ولا تبخسوا الناس
اشياءهم ولا تفسدوا في الارض بعد
اصلاحها ذلكم خير لكم ان كنتم مؤمنين
اذا اتاك كتابي هذا فاحفظ في يديك
حتى من يقبضه منك والسلام فعزله
فقال معاويه اكتبوا لها بالانصاف لها

اور آنکے تمام امور آپکے گلے پڑے ہین۔ خدا نے جو امور
ہمارے حقوق کے متعلق آپسے متعلق کئے ہین اور آپکے
اوپر فرض کئے ہین۔ خدا ضرور اُنکے لئے آپ سے پوچھیگا۔
آپ ہمیشہ ہم پر ایسا عامل مقرر کرتے ہین جو آپکی عزت کی
وجہ سے ہمپر حکومت کرتا ہی۔ اور کھیتی کی طرح ہمکو کاٹتا ہی۔
اور گاے کی طرح ہمکو روندتا ہی۔ یہ ابن ارطاۃ ہمارے
شہر پر حاکم بناکر بھیجا گیا ہی۔ جسنے ہمارے مردون کو مارڈالا
ہی اور ہمارا مال چھین لیا ہی۔ اگر آپکی اطاعت مانع نہ آتی تو
ہم بھی عزت رکھتے تھے اور دفع کرسکتے تھے اگر تمنے اُسے
معزول کردیا تو ہم تیرا شکریہ ادا کرینگے ورنہ ہم اپنی جانین
دیدینگے۔ معاویہ نے کہا۔ کیا تو مجھکو اپنی قوم و قبیلہ سے
ڈراتی ہی۔ واللہ مین چاہون تو تجھے اُسی کے پاس بھیجدون
تاکہ وہ اپنا حکم تیپر جاری کرے۔ سودہ نے خاموش ہوکر
یہ شعر پڑھا ؎ خدا کی رحمت ہو اُسکی روح پر جسکو قبر نے
بغلگیر کرلیا ہی کہ وہ اُسمین عدل کرتا ہوا۔ مدفون ہوا معاویہ
نے پوچھا۔ وہ کون شخص ہی جسکی نسبت تو نے یہ شعر کہے
سودہ نے جواب دیا۔ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔
معاویہ نے کہا مین بھی تو اُنکی مہربانیون کا اثر کچھ تمھارے
حال مین پاؤن۔ سودہ بولی۔ ایک روز مین اُنکی خدمت مین
ایک شخص کی شکایت لیکر گئی جسکو اُنھون نے تحصیل زکوٰۃ
کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ مین نے اُنھین نماز پڑھتے ہوے پایا۔
نماز سے منہ پھیر کر فرمایا اور نہایت نرمی اور مہربانی سے
کہا۔ تمھین کوئی ضرورت ہی۔ مین نے آپ سے اُس شخص کا پورا
حال عرض کیا۔ آپ سنکر رونے لگے۔ پھر آسمان کیطرف
سر اُٹھاکر کہنے لگے کہ اے پروردگار۔ تو جانتا ہی کہ مین نے

والعدل علیہا فقالت الی خاصّۃ ام لقومی عامّۃ قال امّا انت وغیرك قالت ھی واللّٰہ اذا الفحشآء واللوم ان کان عدلاشاملا والّا یسعنی مایسع قومی قال ھیہات علّمکم ابن ابی طالب علیہ السّلام الجرات علی السّلطان نقلہ الامام ابوعمر احمد ابن عبد ربّہ الاندلسی فی کتابہ عقد الفرید ؛

اپنے عاملون کو تیری خلائق پر ظلم کرنے کے لئے نہین مقرر فرمایا۔ اور تیرا حق چھوڑنے کو نہین کہا ہی۔ پھر اپنی جیب سے کاغذ کا پرچہ نکالکر لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیشک تمھارے پروردگار کی طرف سے۔ تمھارے پاس کھلے کھلے نشان ہین تم اپنے پیمانے اور ترازو کو درست کرو۔ اور لوگون کی چیزونکو نہ گھٹاؤ۔ اور ملک کی آبادی کے بعد خرابی مت ڈالو۔ اگر تم مومن ہو۔ جب میرا یہ خط تجھے ملے تو جو کچھ کہ تیرے پاس ہی اُسے خوب نگاہ رکھو۔ جبتک کہ اُسکا لینے والا تیرے پاس پہونچ جاوے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے معزول فرمادیا۔ معاویہ اپنے اہل دفتر سے کہنے لگا کہ تم بھی اسی طرح عدل و انصاف کرنے کے لئے لکھو۔ سو وہ کہنے لگی۔ خاص میرے لئے یا کہ میری تمام قوم کے لئے معاویہ نے کہا۔ تجھے دوسرون سے کیا سروکار ہی۔ سو وہ کہنے لگی۔ یہ امر تو نہایت قابل اعتراض ہی۔ اگر عدل عام شامل ہی تو بہتر۔ ورنہ جو اور قوم کا حال ہوگا وہی میرا۔ معویہ کہنے لگا۔ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے تم لوگون کو بادشاہون کے سامنے گستاخی کرنیکی جرأت دلادی ہی ؛

امام سنبلانی مناقب الاصحاب مین تحریر فرماتے ہین ؛۔

وکان یغنو دعلی مفاتیح یحمل منہا فی مواقیت الصلوٰۃ وکان ینفق علیہم من بیت المال ویقول علیہنا الوثاق وعلیہم الإباق ؛

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے جیلخانہ کی کنجیان تھین جن سے نماز کے وقت وہ قیدخانے کھولے جاتے تھے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بیت المال سے اُنکی خوراک مقرر کی۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا کام انکو قید رکھنا ہی اور انکا کام بھاگ جانا ہی ؛

ایک بیوہ کا مشہور قصہ۔ جو امیر المومنین علیہ السلام کے تفقد احوال رعایا کی بے نظیر مثال ہی۔ جسے مفتی مولوی سید محمد عباس صاحب علیہ الرحمۃ نے نہایت فصاحت سے منظوم فرمایا ہی جسے ہم ذیل مین مندرج کرتے ہین ؛

قبلۂ حاجات مردان و زنان
گفت ای سکینی چه آید بر سرت
کشته شد جور و جفا حیدر م

شاه مردان پیشوای انس و جان
چیست آن محنت کجا شد شوهرت
قتل شد در جنگ با او شوهر م

پیره زالی بیوه در راه دید
پیرزن چون مهربانی هاش دید
درمیان ما و او حاکم خداست

خسته بود و مشک آبی می کشید
گفت آهی درد ناک از دل کشید
روز عدل او داد ما از جزاست

بربسش چون نفت لفظ عدل و داد
لرزه بر اندام شیر حق فتاد

رفت و روشن کرد آتش در ایاغ
برخش از شعله شد چون لاله داغ

فارغ از حال ارامل بوده
از غم ایتام غافل بوده

بسته بردی نان و خرما در کمر
از برای بچگان بے پدر

آہ ازین دستش جفا گر رفتہ است
بر شما از وی جفائی رفتہ است

این طریق عذر خواہی یادگیر
توبہ ہائے بیگناہی یادگیر

بین جوانمردی کہ مولائے من
شد حیان خدمتگذار پیرزن

دید یک نوبت زن ہمسایہ اش
بود واقف از علو پایہ اش

زن چو شد آگاہ از مولائے خویش
شد خجل از حلم انبیائے خویش

مشک بدوش خود از جہان گرفت
الغرض خانۂ ایشان گرفت

چون شرر بالا شد از مطبخش
شاہ سیگفت اے علی این پاداش

بعد ازان ہر روز رفتے پیش او
می نہادی مرہمے بر ریش او

لقمہ ہا دادے گفتے بر خورید
وز سر تقصیر حیدر بگذرید

سیدا زینہا کہ بود دین و متاب
خاکساری یادگیر از بوتراب

شوہرش شد قتل در راہ خدا
کرد بیجا شکوہ آن مقتدا

خاک بر رو بیکس و ما و اش بود
مصطفی و خادم و سقاش بود

گفت آوائے این امیر دست
کے بود این حکم بر آقا درست

خدا جانے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے متعلق کتنے ایسے واقعات ہین جنکا علم اُنھین کو تھا۔ اور وہ اُنھین کے ساتھ گیا۔ فقرا۔ مساکین۔ اور بہت سے کوفہ کے ایسے رہنے والے جو بھیک مانگنے سے مجبور تھے۔ اُنکی پرورش اور تفقد احوال خاصکر امیر المؤمنین علیہ السلام کے اشفاق اور عنایات سے وابستہ تھے۔ مگر اُنکے ساتھ ان رعایتوں کے لیئے وہ پوشیدہ طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ جو دوسرونکو کہانتک گھر والون پر بھی ظاہر نہین ہونے دیتے تھے۔ دیکھو اُس درویش کا قصہ جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے دفن کے بعد جناب حسنین علیہما السلام پر ظاہر ہوا۔ اسکے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ یہ واقعہ عام طور سے مشہور ہے۔ ہم اُسکو بھی جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ کی مثنوی سے ذیل مین مندرج کرتے ہین۔ وہو ہذا۔

بعد دفن پادشاہ انس و جان
مثل بخت خویش برگشتند شان

چون گل فصل خزان رخسارشان
ابر بہمن دیدہ خونبارشان

شد ازین آواز خاطرہا ملول
در پیش رفتند سبطین رسول

بیکسی مسکین بخاک افتادہ بود
خشت را در زیر سر افتادہ بود

نے نشان مرہمے بر ریش او
نے دوائے نے غذائے پیش او

قال مسکین علیل بائس
لا طبیب لے و لا لی مونس

گفت یکسال است دور م از وطن
نی پدر نی مادرم اینجا نہ زن

می رسید ہر روز شخصی پیش من
لطف او مرہم بدہ بر ریش من

می نشیند بر سر بالین من
می برد غم از دل غمگین من

درمیان شہزادگان خافقین
یکگل جنت حسن دیگر حسین

ناگہان در گوش شان ما بین راہ
آمد آواز حزین آہ آہ

سوئے یک ویرانہ مردی یافتند
مبتلائے حزن و دردی یافتند

مرد پیرے ناتوانی خستہ
با تن بیمار و جانے خستہ

جوش زد در سینہ شان عین لطف
حال پرسیدند از او از عین لطف

سروران گفتند غمخوار تو کیست
در مرض صرف تیمار تو کیست

این ہمہ مدت جفاکش بودہ ام
زار و بیمار و بلاکش بودہ ام

می نشیند بر سر بالین من
می برد غم از دل غمگین من

او مرا بسیار دلداری کند
چون پدر مادر پرستاری کند

ز برای من دوا می آورد — هم دوا و هم غذا می آورد
آن جوان پیوسته غمخوار من است — او مسیحاے دل ازار من است
دختران گفتند آن آخر که بود — نام او با ما بگو ظاهر که بود
گفت من پرسیده بودم آن نگفت — اسم خود را آن همایون خو نگفت
در جوابش گفته استفسار چیست — خود ترا با نام آخر کار چیست
من نخواهم شکر و ایثار ترا — می کنم بهر خدا کار ترا
باز فرمودند وصفش را بگو — شکل و رنگ و حلیه اش با ما بگو
گفت من گویم ندیدم صورتش — چشم دل دیدست حسن سیرتش
باز پرسیدند کردارش چه بود — چون نشستی پیش تو کارش چه بود
گفت بر اذکار او تکرار داشت — دائما با سبحه خوانی کار داشت
گاه می فرمود با صوت حزین — خو نمی بینم با غریبم همنشین
از سه روز است او نیامد پیش من — شد حیران غافل در درش من
یا الٰهی غمگسار من کجاست — مرهم جان فگارم کجاست
چون شنیدند اینهمه شهزادگان — بر کشیدند از درون آه و فغان
آن یکے دیدے بسوے دیگرے — دیدے از حسرت بروے دیگرے
یعنی اینها سر بسر کار علیؑ است — اینهمه عادات و اطوار علیؑ است
اینچنین اوراد و اذکارش که بود — این صفا جوئی حق کارش که بود
پیر را گفتند اے واغافلی — بود غمخوار و پرستارت علیؑ
تیغ زد مردی پری شب بر سرش — شد چو گل رنگین ز خون پیکرش
دی شب از دنیاے فانی رفته است — در سرائے جاودانی رفته است
رفت زین محنت سرا با درد و سوز — زین سبب پیشت نیامد این دو روز
پیر چون از اصل کار آگاه شد — مطلع زین قصه جانگاه شد
پر شر آهی بر آورد از جگر — دست زد گاهی برو گاهی بسر
جسم خود را زد ز حسرت بر زمین — کرد شوریا امیر المومنینؑ
عرض کرد اے جسم و جان مصطفےؐ — نیز این آسمان مصطفےؐ
احبا سبطے شفیع الاممؐ — سید شبان اهل الجنة
بر سر آن مرقد پاکم برید — بر کنار آسمان خاکم برید
همچنان کردند آن هر دو امیر — خویش را بر قبر زد مرد فقیر
روبروے شاه با اعجاز کرد — گریه و آه و بکا آغاز کرد
گفت یا رب اے خداوند جهان — خالق وحش و طیور و انس و جان
از برائے صاحب این قبر پاک — کز غم بر آر جان دردناک
ایزد بیچون دعا مقبول کرد — تحفه او را خدا مقبول کرد
در همان دم داعی یزدان رسید — پیر در بزم سرمدان رسید
داد جان بر روے خاک بوترابؑ — ذره را پیوند شد با آفتاب

تاریخ کامل ابن اثیر مین تحریر ہے:-

عن ابی رافع غلام رسول الله صلی الله علیه و
آله وسلم کان خازنا لعلی علیه السلام علی بیت المال
قال دخل علی علیه السلام قد زینت ابنته
فرای علیه لؤلؤة کان عرفها لبیت المال
فقال من این هذه لاقطعن ایدیها فلما
ابو رافع جدة فی ذلک فقال انا والله یا
امیر المؤمنین علیه السلام زینتها بها

ابو رافع غلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خزانچی تھے۔ اور
بیت المال کی خدمات اونسے متعلق تھین۔ بیان کرتے ہین
کہ آپ ایک دن گھر مین تشریف لے گئے۔ آپنے اپنی
صاحبزادی کے کان مین وہ موتی دیکھے جو بیت المال
مین رکھے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ یہ اسنے کہان سے پائے ہین۔
ہم ضرور اسکے ہاتھ کاٹ ڈالینگے جب ابو رافع نے

فقال علی علیہ السلام لقد تزوجت بفاطمة علیہا السلام ومالی فراش الا جلد کبش ننام علیہ باللیل ونعلف علیہ بالنہار ناقتنا ومالی خادم غیرہا ؛

آپکی اس بارہ مین اتنی کد دیکھی تو عرض کی کہ یا امیر المومنین علیہ السلام واللہ مین نے یہ موٹی انھین پہنائے ہین۔ آپنے فرمایا۔ ابو رافع جب ہمارا نکاح جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا سے ہوا تھا۔ تو ہمارا بستر ایک دنبے کی کھال کے سوا کچھ نہ تھا۔ رات کو ہم اُسپر سوتے تھے۔ دن کو ہمارا اونٹ اُسپر دانہ کھاتا تھا۔ اور ہمارا کوئی خادم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے سوا نہین تھا ؛

مہمان نوازی

آپکے یہ اوصاف مخصوصہ اسقدر مشہور ہین اور اسکے متعلق اتنے کثیر اور متعدد واقعات اسلامی اخبار و آثار مین پائے جاتے ہین کہ ہماری کسی تشریح و تصریح کی کوئی حاجت باقی نہین ہی۔ آپکے متعلق مہمان نوازی کا بہت بڑا قصہ تو قرآن مجید کے سورۂ دہر مین مندرج ہی۔ آیۂ وانی ہدایہ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا سے اسکی پوری کیفیت ظاہر اور آشکار ہی ہم صرف اپنے سلسلۂ بیان کے قائم رکھنے کے لحاظ سے دو واقعے ذیل مین لکھتے ہین ؛

اسنی المطالب مین تحریر ہی :-

بکا علی علیہ السلام یوما فسئل فقال لم یاتنی ضیف منذ سبعة ایام اخاف ان یکون اللہ اہاننی ؛

ایک روز جناب امیر المومنین علیہ السلام رو رہے تھے۔ لوگون نے وجہ پوچھی تو آپنے فرمایا کہ سات روز ہوئے کہ میرے پاس کوئی مہمان نہین آیا ہی۔ مجھے خوف ہے کہ خدا نے مجھے کہین حقیر تو نہین سمجھا ؛

ایک مرتبہ ایک باپ بیٹے۔ آپکے مہمان ہوئے۔ کھانے کا وقت آیا تو قنبرؓ نے طشت و آفتابہ سامنے رکھا۔ امیر المومنین علیہ السلام خود اُٹھے۔ مہمان کے ہاتھ دُھلانے لگے۔ مہمان نے آفتابہ تھام لیا۔ اور عرض کی کہ یہ نہو گا۔ آپنے فرمایا۔ نہین مین تمھارے ہاتھ آپ دُھلاؤنگا۔ تم مجھے اس خدمت کے ثواب سے محروم نہ رکھو۔ القصہ آپ ہی نے اُسکے ہاتھ دُھلائے۔ جب بیٹے کے ہاتھ دُھلانے کی باری آئی۔ تو آفتابہ حضرت محمد حنفیہؓ کو دیدیا۔ اُنھون نے اُسکے ہاتھ دھلائے ؛

نصیریون کا مختصر حال

تاریخ مسعودی ذہبی مین مرقوم ہی :-

عن عبد اللہ ابن شریک العامری عن ابیہ

عبد اللہ ابن عامری اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ

قال قال اتی علی ابن ابی طالب علیہ السلام
فقیل ان ھٰھنا قوما علی باب المسجد
یزعمون انك ربھم فدعاھم فقال لھم
ویلکم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا
ورازقنا فقال ویلکم انما انا عبد مثلکم
اکل الطعام کما تأکلون واشرب کما
تشربون ان اطعته اثابنی ان شاء اللہ تعالیٰ
وان عصیته خشیت ان یعذبنی فاتقوا
اللہ وارجعوا فابوا فطردھم فلما کان
الغد غدوا علیہ فجاء قنبر فقال واللہ
رجعوا یقولون ذالك الکلام فقال
ادخلھم علی فقالوا مثل ما قالوا وقال لھم
مثل ما قال الا انه قال انکم ضالون
مفتونون فابوا فلما کان الیوم الثالث
اتوہ فقالوا له مثل ذلك القول فقال لھم
واللہ لئن قلتم لاقتلنکم باخبث
قتل فابوا الا ان یتموا علی قولھم فخد لھم
اخدود بین باب المسجد والقصر واوقد
فیھا نارا وقال انی طارحکم فیھا او ترجعون
فابوا فقذف بھم ؎

مین ایک بار جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین
حاضر تھا۔ آپ سے لوگون نے بیان کیا کہ یہان مسجد کے
دروازہ پر ایک گروہ ہے جو آپکی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین
کہ آپ انکے خدا ہین۔ جناب امیر علیہ السلام نے انکو اپنے
سامنے بلوایا اور کہا کہ تم سب ہلاک ہو۔ تم کیا بک رہے ہو۔
وہ کہنے لگے آپ ہمارے رب ہین۔ ہمارے خالق ہین اور
ہمارے رازق (معاذ اللہ) آپنے فرمایا۔ تم ہلاک ہو جاؤ۔
مین تو تمھاری ہی طرح ایک خدا کا بندہ ہون۔ مین بھی کھاتا
ہون جیسے تم کھاتے ہو۔ مین بھی پیتا ہون جسطرح تم پیتے ہو۔
اگر مین خدائے تعالیٰ کی اطاعت کرونگا تو انشاء اللہ وہ مجھے
ثواب دیگا۔ اور اگر مین گناہ کرونگا تو ڈرتا ہون کہ وہ مجھپر
عذاب نہ کرے۔ تم اللہ سے ڈرو۔ اور اُس سے انکار نکرو۔
وہ نہ مانے اور اُنھون نے انکار کیا۔ جناب امیر المومنین
علیہ السلام نے اُن لوگون کو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ دوسرے
دن وہ پھر آئے۔ قنبر رضہ نے عرض کی کہ وہی لوگ آج پھر
آئے ہین اور وہی باتین کہتے ہین۔ آپ نے فرمایا۔ انکو میرے
پاس لے آؤ۔ وہ آئے اور اُنھون نے پھر وہی بات کہی جو
پہلے کہی تھی۔ آپنے پھر وہی کہا مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ تم لوگ گمراہ اور
فتنہ انگیز ہو۔ اُنھون نے پھر بھی انکار کیا۔ تیسرے روز
پھر وہ لوگ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے
لائے گئے۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر تمنے آج بھی وہی بات کہی تو مین تمھین بہت بری حالت سے قتل کرونگا۔ اُنھون نے
پھر بھی ویسا ہی انکار کیا اور اپنی بات پر ثابت قدم رہے۔ آپنے انکے لئے مسجد کے دروازہ اور قصر کے درمیان
غار کھدوا کر آگ جلوائی اور فرمایا۔ اب بھی تم باز آؤ۔ ورنہ مین تمکو اس گڑھے مین ڈالدونگا۔ وہ لوگ اپنی اُسی
ہٹ پر رہے۔ آپنے اُن سب کو اسی آگ مین ڈلوا دیا ؎

مراتب آپکے کب کوئی اسے مشکل کشا سمجھا
سمجھنے کا جو حق تھا۔ وہ نبی سمجھے خدا سمجھا

جناب امیر المومنین علیہ السلام کا جسمانی حلیہ

حلیۂ مبارک کے متعلق ابن اثیر نے اسد الغابہ مین اور امام عبد البر نے کتاب الاستیعاب مین نہایت وضاحت سے تشریح کی۔ جسے ہم ذیل مین نقل کرتے ہین:

عن محمّدٍ الباقر علیہ السّلام قال کان علیّ علیہ السّلام مقبل العینین عظیمتہا اذا ابطن اصلع ربعہ لاتلہ یغضب:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہی کہ جناب امیر علیہ السلام بڑی اور سیاہ آنکھون والے اور بڑے شکم والے تھے۔ آپکی چاندی پر بہت کم بال تھے۔ اُنکا قد میانہ تھا اور ڈاڑھی کو خضاب کرتے تھے:

اسد الغابہ مین پھر یون بیان کیا ہی:۔

عن رزام ابن سعد الضبیّ قال سمعت ابی ینعت علیًّا قال کان رجل فوق الرّبعۃ ضخم المنکبین طویل اللحیّۃ وان شئت قلت اذا نظرت الیہ قلت ادم وان تبینتہ من قریب قلت ان یکون ان اسمر ادنی من ان یکون اٰدم:

رزام ابن سعد ضبی اپنے باپ کی اسناد سے ناقل ہین کہ جناب علی علیہ السلام کا مقدس حلیہ وہ یون بیان کرتے تھے کہ جناب موصوف الیہ میانہ قد سے کچھ اونچے تھے۔ آپکے شانے اور بازو بھرے بھرے تھے۔ اور ڈاڑھی گھنی تھی۔ اگر تم دور سے اُنکو دیکھتے تو کہتے کہ آپ سبزہ رنگ ہین اور اگر تم گہری نظر کرکے اُنکو دیکھتے تو کھلتی ہوئی گندمی رنگت تھی قریب سبزہ رنگ کے

استیعاب مین مرقوم ہی:۔

احسن ما رایتہ فی صفتہ علیہ السّلام کان ربعۃ من الرّجال الی القصر ما ھو ادعج العینین حسن الوجہ کانہ القمر لیلۃ البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین والعین کان عنقہ ابریق فضۃ اصلع لیس فی راسہ شعر الامن خلفہ کثیر اللحیۃ منکبیہ مشاش کمشاش السّبع الضاری لایبین عضدہ من ساعدہ ان تجمت ارتجاجًا اذا مشی

علامہ ابن عبد البر استیعاب مین بعد ترجمہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام لکھتے ہین کہ مین نے کیا خوب آپکے اوصاف لکھے ہوے دیکھے ہین کہ آپکا قد مبارک میانہ مگر کسی قدر مختصر تھا۔ آپکی آنکھین بڑی بڑی کندھون کی ہڈیان چوڑی ہتھیلیان سخت تھین اور آپ بڑی ہوئی آنکھون والے تھے گردن مثل ایک چاندی کی صراحی کے تھی۔ آپکی چاندپر بال کم تھے۔ مگر گدی اور سر کے پیچھے کی طرف سے سر بالون سے بھرا ہوا تھا۔ آپکی ڈاڑھی اسقدر گھنی تھی کہ کندھون کے دونون طرف تک پھیلی ہوئی

تکفاوان امسک فراعم رجل امسک بنفسه فلم یستطع ان یتنفس وهو الی السمرة ما هو شدید الساعد والید فاذا مشی الی الحروب هرول ثبت الجنان قویا ما صارع احد قط الا صرعه اشجاعته منصورا علی من لاقاه؛

تھی۔ دونون کندھونکی ہڈیان مثل شیر کے کندھون کی ہڈیون کے تھین۔ آپکی کلائی اور بازومین فرق نہین تھا یعنی دونون ایک سے تھے اور ٹھوس اور مضبوط تھے۔ چلنے مین آگے کو جھک کر چلتے تھے۔ جب کسی کی کلائی پکڑ لیتے تو اُس شخص کا گلا گھٹ جاتا۔ کہ وہ سانس نہین لے سکتا تھا۔ رنگ مین گندم رنگ تھے آپکی کلائی اور ہاتھ سخت تھے۔ جب جنگ کو جاتے تھے۔ تو دوڑ کر نہایت مطمئن اور ٹھنڈے دل سے جاتے تھے۔ وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے لڑتے تھے اُسپر ضرور فتحیاب ہوتے تھے؛

خاتمۃ الکتاب

جناب امیر المومنین نفس ختم المرسلین ابو ائمۃ المعصومین امام المشارق والمغارب مولانا ومقتدانا علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام کی سوانح عمری اور اُسکے متعلق تمام ضروری حالات اور واقعات۔ تاریخ کی اُسی ضرورت اور اُسی تحقیق کے درجہ تک تمام وکمال لکھدئے گئے۔ جو اُسکے اصلی مقصود ہوتے ہین؛

حقیقت امر تو یہ ہو کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مقدس حالات پڑھکر۔ اور اُنکے محاسن ذاتی فضائل اور خصائل وشمائل پر غور کی نگاہ ڈالکر۔ بغیر کسی تحریک کے اس امر کا خود اقرار کیا جاسکتا ہو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد۔ اگر اس امت مرحومہ مین۔ اُسی عظمت۔ اُسی وجاہت اور اُسی وقعت سے کسی کا نام لیا جاسکتا ہو تو وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہین؛

دل وجانم فدائے نامش باد۔ امیر المومنین علیہ السلام کے ذاتی محاسن اور کمال کی نسبت قبل اسکے۔ اس کتاب کی دونون جلدون مین مختلف مقامات پر۔ نہایت تفصیل سے لکھا گیا ہی۔ مگر تاہم اُنکی کثرت اس افراط سے ہو کہ ہم اُنکے جمع کرنے مین کامیاب نہین ہو سکتے۔ اسوقت تمام مقدس معزز اور نامور سلاطین۔ حکما۔ فضلا۔ علما۔ قضاۃ۔ زہاد اور عباد اور اُن تمام پیشوایان وبزرگان دین کی سوانح عمریان۔ زمانہ اور اہل زمانہ کے پیش نظر ہین۔ جو اپنے تقدس اور روحانی فضائل کے اعتبار سے ولایت کے درجون پر پہونچے ہوسے بتلائے جاتے ہین۔ اور جنکی مثال اس زمانہ مین پیدا کرنا قطعی محال ہو۔ مگر ان تمام لوگون کے احوال پر امیر المومنین علیہ السلام کے کمال کے ساتھ ہی نظر ڈالی جاوسے تو معلوم

ہو جائیگا کہ امیر المومنین کے مقابلہ مین ان بزرگوارون کو مبدءٔ فیض سے کمالات ذاتی مین بہت کم حصہ عنایت فرمایا گیا تھا ؛

ہم نے اس کتاب مین جو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے حالات مین سب سے چھوٹی کتاب خیال کیجائیگی۔ آپکے تمام روحانی جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا جدا جدا مرقع کھینچا ہی۔ اگر غور سے مظہر العجائب و مصدر الغرائب جناب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پڑھے جائینگے تو معلوم ہو جائیگا کہ آپکی ذات مجمع الصفات۔ دنیا کے تمام محاسن۔ کمالات اور اوصاف کا ایک خوشنما گلدستہ ہی جس مین باغبان قدرت نے اپنے اظہار صنعت کے ساتھ ہی اپنی تمام قدرتون کا خاتمہ بھی کر دیا ہی۔ آپ سب سے پہلے **اسلام** کے پیشوا بھی ہین اور ہادی بھی۔ امام بھی ہین اور مقتدا بھی۔ **سلطنت** اور مملکت اسلامی کے آفتاب درخشان بھی ہین اور سیاست و مدن کے ماہتاب تابان بھی ؛

سلاطین کے خاص مجمع مین تاج خسروی آپ کے فرق مبارک پر رکھکر آپ کی شان ایک ایسے عظیم الشان سلطان کی پائی جاتی ہی جسکے آگے قیصری و ساسانی امراء اور سفراء زانوے ادب تہ کیے مُہر بلب خاموش کھڑے رہتے ہین ؛

مسند فقر پر آپکے توکل اور استغنا کی یہ صورت ہی کہ بجز بورئے کے جسم مبارک کو دنیا کی زمین سے کوئی واسطہ نہین ؛

محراب عبادت مین آپ کے رجوع۔ خشوع۔ خضوع۔ استغراق فی اللہ کی یہ کیفیت ہی کہ دنیا اور اُسکی کسی شی کے ذکر و فکر سے کوئی سروکار باقی نہین رہتا۔ اور وہ عالم طاری ہوتا ہی جسکا اندازہ سوائے آپکے دوسرے کے لیئے قطعی ناممکن ہی ؛

معرکہ کارزار مین امیر المومنین علیہ السلام کے جاہ و جلال کو دیکھا جاوے۔ تو مرحب۔ عنتر۔ یاسر۔ عمر عبدوُد۔ عمر ابن معدی کرب اور عروہ ابن انیس کے ایسے ایسے پہلوان ضرب ید اللہی کھلیک وار مین زمین پر پڑے ہین۔ اور اپنے خون مین آپ لوٹتے دکھائی دے رہے ہین اور امیر المومنین علیہ السلام کی شجاعت اور ہمت ہی کہ اتنے شجاعان عرب کا ڈھیر لگا کر بھی بس نہین کرتے ؛

منبر پر آپ کے جمال مبارک کو دیکھا جاوے تو ظاہر ہو جائیگا کہ فقرہ فقرہ پر عرب کے لٹریچر کا خاتمہ اور لفظ لفظ پر فصاحت و بلاغت کا دریا اُبل رہا ہی۔ ہزارون تحقیق کے پیاسے اپنی اپنی جگہون سے اُٹھتے ہین اور اُس چشمۂ فیض سے سیراب ہو ہو کر پھر اپنے اپنے مقام پر نہایت ادب سے بیٹھ جاتے ہین ؛

تعلیم کے مدرسہ مین آپ ایسے طلیق اللسان پروفیسر ہین کہ تمام اخلاقی اور موجودہ حقائق کے تمام وکمال احوال دنیا کو تبلاتے ہین۔ بنی اسرائیل کے امور شریعت کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنو اسمعیل کی زبان مین بیان فرماتے ہین:

حضرت عمر کی نسبت اکثر اسلامی مورخین کا یہ قول ہو کہ ایشیا کے سکندر اعظم ہونے کا خطاب اگر کسی مشرقی فرمانروا پر زیب دیتا ہو تو اُنھین پر۔ انکا یہ دعویٰ کہان تک صحیح ہو۔ ہمکو اس سے کسی خاص بحث کی ضرورت نہین۔ مگر اتنا ہم ضرور کہین گے کہ جب ہم خلافت ثانیہ کے فتوحاتی اضافات اور ملکی اور جنگی انتظامات پر غور کرتے ہین جنکی نمود اریون نے انکو سکندر اعظم کا ہم پہلو بنایا ہو تو ہم ان امور کو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ہدایت اور مشورہ کا زیادہ ترنتیجہ پاتے ہین:

سلطنت اور سیاست و مدن کے طبقہ مین تمام فرمانرواؤنکے وقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان لوگون کی تمام کارروائیان۔ چند تجربہ کار اور کارگذار مدبرین کی تجویز مشورے کی ہمیشہ محتاج رہی ہین۔ خلفاے راشدین سے لیکر اور سلاطین تک کے حالات پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے کاروبار عموماً حضرت عمر کی صلاح و مشورے پر موقوف تھے۔ حضرت عمر کے نظام ملکی مجلس شورے اور اُن اعمال کی لیاقت۔ ذہانت اور فطانت پر قوف تھے۔ جو انکی حکومت کے کل پرزے کہے جاتے تھے: الفارق جلد دوم ص ۸۳۔

حضرت عثمان کی دوازدہ سالہ حکومت کا دارومدار مروان کی خوش انتظامی کے سپرد تھا۔ امیر معاویہ کی خواہ مخواہ خلافت کا بار عمر عاص۔ مغیرہ ابن شعبہ اور ولید ابن عتبہ وغیرہم کی گردن پر تھا۔ یہ سب کے سب حضرات امیرالمومنین اور اسلامی خلفا کہے جاتے ہین۔ غور کیا جاوے تو ثابت ہوجاتا کہ یہ تمام خلافتین دوسرے لوگون کی ذہانت اور حسن تدبیر کے زیر احسان تھین۔ انہین صرف حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے نظام ملکی ایسے دکھلائی دیتے ہین جو کسی غیر کی خوش انتظامی اور صلاح و شورے کے کبھی زیر بار احسان نہین کہے جاسکتے۔ دنیا کے تمام فرمانروا ہوئے اور انھون نے بہت بڑی بڑی حکومتین کین۔ مگر امیرالمومنین علیہ السلام کی حکومت کا زمانہ ابتدا سے انتہا تک ایسی دگرگون حالت مین رہا۔ اور آپکو ایسی ایسی ملکی بغاوتون اور اندرونی فسادون سے سامنا ہوتا رہا۔ کہ اُنکے نظام ملکی کیا۔ خود اُنکی سلطنت کا قائم رہنا دشوار ہوگیا تھا:

نظام ملکی مین امیرالمومنین علیہ السلام کا ذاتی استقلال دنیا مین اپنی آپ مثال ہو۔ جو دنیا کے اور کسی فرمانروا مین نہین پایا جاتا۔ عرب کی سرزمین مین وہ کونسا فساد تھا اور کونسا فتنہ۔ جو انکے زمانہ

مین نہ اُٹھا۔ اور انمین سے وہ کونسی شورش تھی اور فساد۔ جسے انہون نے دفع نکر دیا۔ الجزائر جمل صفین۔ نہروان اور معاویہ کی بزدلانہ بغاوتین۔ ہمارے مدعا کی شاہد ہین۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے گھر مین سیاست اور مدن کی تعلیم پائی تھی۔ اُسپر تائید ربانی نے نورًا علیٰ نور کا اضافہ فرمایا تھا۔ یہ اُس گھر کے چشم و چراغ تھے۔ جسکا رئیس خاندان بیضۃ البلد۔ سید البطحا اور رئیس قریش کے گرانمایہ القاب سے مشہور و معروف تھا:

دنیا کے سلاطین مین کوئی ایسا نہین پایا جا سکتا جسکی صولت ہیبت اور شجاعت نے عرب کے دلیر سے دلیر۔ قوی سے قوی اور سرکش سے سرکش قومون کی ناک زمین پر رگڑوی ہو۔ اور جسکی عظمت شوکت اور قوت کا شہرہ سنکر۔ دنیا کے باقیماندہ دلیر اور قوی ہیکل کان پر ہاتھ دھرتے ہون۔ وہ باوجود اس شہرت اور راس سلطنت کے۔ ہمیشہ کنڈے کی ٹوٹی ہوئی چیان پر بیٹھے۔ جَو کا آٹا۔ وہ بھی بے چھنا ہوا پھانکے۔ اپنے ہاتھ سے دھو دھو کر کپڑے پہنے۔ نئے کپڑون کے بنانے پر مدت تک استطاعت نرکھے۔ روئی کے کپڑے خرمے کے ریشون سے سئے۔ اپنے جوتے مین آپ پیوند لگائے۔ غلامون کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاوے۔ اپنے سے اچھی اور بیش قیمت پوشاک اپنے غلامون اور خادمون کو پہناوے۔ بازار سے اپنے کاندھے پر آپ سودا لائے۔ اور خادمون کو گھر مین آرام کرنے کے لئے چھوڑ جاوے:

علمی حیثیت پر نظر ڈالی جاوے اور حکمت کی تعلیم کو امیرالمومنین علیہ السلام کے خطبات وارشادات مین دیکھا جاوے۔ جو قادر مطلق کے اظہار قدرت اور صنعت کے اثبات مین ارشاد فرمائے گئے ہین اور اُن کلمات پر غور کیا جاوے جو اُس خدائے وحدہ لاشریک کے واجب الوجود ہونے اور اُسکی سچی وحدانیت کی تحقیق و تصدیق مین زبان مبارک سے ادا ہوئے ہین۔ تو معلوم ہو جائیگا کہ حکمائے سلف نے جسقدر دنیا کو خدا کی نسبت تبلایا۔ اُس سے کہین زیادہ جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے اہل اسلام کو تعلیم کر دیا ہے۔ ارسطو کے احکام۔ افلاطون کے اصول اور سقراط کے دلائل آپکے ارشادوا قوال کے آگے تقویم پارینہ سے زیادہ وقعت نہین رکھتے:

حکمت الٰہیہ کو چھوڑ کر **فلسفہ۔ ہیئت۔ نجوم** اور دوسرے علوم عقلی کی طرف نگاہ کیجاوے تو ثابت ہو جائیگا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے سب سے پہلے اہل عرب کو ان تمام مسائل کی تعلیم دینی چاہی تھی۔ اس سے پہلے وہ انکے متعلق کچھ بھی نہین جانتے تھے۔ **علم النحو۔ علم الکلام۔ علم الفصاحت والبلاغت** کی طرف نظر دوڑائی جاوے تو عرب مین کوئی دوسرا ایسا نکلے گا۔ جو ان علوم مین آپکا مقابل ٹھرایا جا سکے:

علم العروض مین آپنے جو ترقیان کین اور عرب کے بگڑے ہوئے شاعرانہ مذاق کو جسطرح آپنے بدل کر لطیف اور پاکیزہ بنایا اور اُسکو قبولیت اور عام پسندیدگی کا از سرِ نو خلعت پہنایا۔ وہ دنیا کی نگاہون سے پوشیدہ نہین ؀

حسن تقریر اور لطف گویائی کو خطبات کے پڑھنے اور احکام وارشاد کے سنانے مین جسطرح آپنے ظاہر فرمایا۔ ویسا نہ آپ سے پہلے کسی نے دکھلایا تھا اور نہ آپکے بعد پھر کسی مین پایا گیا۔ عرب مین اتنے خطیب گذرے اور سبنے اپنے اپنے مختلف مضامین مین اپنے اپنے کمال کا اظہار کیا۔ مگر جب اُنپر دقیقہ رس نگاہون نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سب آپکے خطبون کے اُڑائے ہوئے خاکے ہین اور کچھ بھی نہین ؀

علوم شریعت کی جامعیت پر خیال کیا جاوے تو اُنکے سوا اور کوئی دوسرا اہل اسلام مین ایسا نہ ملیگا جو اُس مسند پہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو بہپلو بیٹھنے کی پوری لیاقت رکھتا ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رض۔ زید ابن ثابت۔ عبداللہ ابن عمر اور عبداللہ ابن مسعود۔ تمام شرعی فروع و اصول مین آپکے محتاج۔ اور مسائل دینیہ مین آپکے دست نگر ؀

مجتہدین کی طرف خیال کیا جاوے اور امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام حنبل۔ امام مالک۔ بخاری۔ غزالی۔ رازی۔ شعبی۔ وغیرہ وغیرہ کی صورتون کو دیکھا جاوے تو ان مین سے ایک بھی ایسا نکلیگا جسنے سوائے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اور کسی دوسرے سے اپنی جامعیت اور تکمیل کا سلسلہ ملایا ہو ؀

اولیاے کرام اور صوفیاے عظام کے طائفہ مین آؤ تو حسن بصری سے لیکر جنید بغدادی شبلی شقیق بلخی۔ معروف کرخی۔ محی الدین جیلانی۔ شمس تبریز۔ شمس الدین رومی۔ جلال الدین رومی۔ ذوالنون مصری۔ معین الدین چشتی وغیرہم۔ ان حضرات مین جسکو دیکھا جائے۔ اُسکا سلسلہ۔ گو کیسا ہی ہو امیر المومنین علیہ السلام تک پہونچا پایا جائیگا۔ اور ان مین سے جو دیکھا جائیگا وہ آپ ہی سے فیض پایا ہوا پایا جائیگا۔ اگر ان حضرات کے ارشادات و اعتقادات مین آپکے فضائل و مناقب و مدارج و مراتب ملاحظہ کئے جائین تو ظاہر ہوگا کہ ماسوا اللہ کے خصائص مین بھی (بقول اُنکے) امیر المؤمنین علیہ السلام کو بہت بڑا حصہ دیا گیا ہے ؀

مکارم اخلاق پر غور کیا جاوے تو سوائے انبیا علیہم السلام کے اور دوسرے نفوس جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مقابل و مماثل نہین ٹھہرائے جا سکتے۔ زہد۔ قناعت۔ صبر و رضا۔ تواضع و انکساری۔ راستی۔ حق بینی۔ شکر و توکل۔ انہین سے جس اوصاف مین امیر المومنین علیہ السلام کو

دیکھا جاوے۔ آپکی ذات بے مثل اور بے عدیل ثابت ہوتی ہے۔ دنیا وی طبقہ مین آپکی مثال اور نظیر پیدا کرنے کی طرف غایت درجہ کی تلاش صرف کیجاوے تو سواے انبیا علیہم السلام کے اور دوسرے حضرات نہین ملینگے۔ ہم پر موقوف نہین۔ ہم سے چودہ سو برس پہلے جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے انبیا علیہم السلام کو آپکا پورا مماثل ٹھہرایا ہے۔ امام احمد حنبل۔ قزوینی اور بیہقی۔ فضائل الصحابہ مین لکھتے ہین:۔

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم من اراد ان ینظر الی اٰدمؑ فی علمه والی نوحؑ فی فهمه والی ابراهیمؑ فی حلمه والی یحییٰؑ ابن ذکریاؑ فی زهده والی موسیٰؑ ابن عمران فی بطشه فینظر الی علیؑ ابن ابی طالب علیهما السلام :۔

ابی حمرہ بیان کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضرت آدم علیہ السلام کو علم مین اور حضرت نوح علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو فہم مین اور حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو حلم مین اور حضرت یحییٰ ابن ذکریا علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو زہد مین اور حضرت موسیٰ ابن عمران علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو اُنکی ہیبت مین دیکھنا چاہے تو وہ صرف جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو دیکھلے :۔

تمام شد

الحمد للہ والمنة کہ بتاریخ بست و پنجم ماہ ذیقعدہ روز چہار شنبہ ۱۳۲۷ھ ہجریہ مقدسہ نبویہ علیٰ صاحبہا سلام اللہ بار ثالث بعد از ترمیم و تردید بعضے از مضامین در عرصۂ چہار ماہ نقل بر داشتہ از خود عقبی بگذاشتم۔ واللہ الموفق بالمؤمنین و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلّی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

المولف

احقر

سید اولاد حیدر فوق بلگرامی

عفاہ اللہ الحامی